بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۵

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com

الجزء الخامس

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ

اور حرام ہوئین وہ عورتین جو محصنات ہون

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

مگر جنکے مالک ہو جاوین تمھارے داہنے ہاتھ حکم فرض ہوا اللہ کا تمپر

پھر اللہ تعالیٰ نے عارضی محرمات کی قسم عام بیان فرمائی یعنے وہ عورتین بھی حرام ہین جو دوسرے شوہرون کے تحت مین بطور نکاح ہون لیکن یہ جبھی حرام ہین کہ جن مردون کے تحت نکاح ہین ان لوگون کی کچھ حرمت ہو یعنے اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہون کہ خالق سبحانہ تعالیٰ انکا احترام فرماوے مثلاً کسی مسلمان کی زوجہ ہون تو دوسرے مسلمان پر اسکی حرمت از جانب حق عز وجل ہے حتی کہ شوہر مرے تو بھی چار مہینہ دس دن تک عدت کے احترام مین ہے برخلاف اسکے اگر غیر محترم ہو مثلاً شوہر کافر حربی ہو تو اسکا کچھ احترام نہین ہے ہان اگر حاملہ ہو تو بچہ معصوم کا احترام یہ ہے کہ حاملہ سے وطی مت کرو اور یہ حرمت اس بچہ کی ہے جسکے لوح فطرت پر ابھی کوئی مہر نہین صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت سادہ ہے تو ابھی اس معصوم کا کچھ قصور دائرۂ امتحان مین ظاہر نہین ہوا اور ہم مین سے کسی کو یہ مجال نہین کہ یہ دریافت کر سکے کہ آخر مین شاید اسپر شرک و کفر کی مہر ہو تو بالفعل ہم اسکا احترام مٹانے سے منع کر دیے گئے چنانچہ اسکی کافرہ مان سے حل مین وطی منع کی گئی اگرچہ اسکی مان بوجہ اپنی شامت کفر کے جہاد مین پکڑی گئی ہے تو عورت اپنے حق مین قصوروار ہو کر ہماری ملک مین آگئی تاکہ فساد شرک مٹ جاوے حتی کہ اگر حاملہ نہو تو اسکے ساتھ وطی کیجاوے جبکہ بت پرست نہو کیونکہ یہ نجاست ایسی شدید ہے کہ اس سے لڑکا پیدا ہونا عمداً نجاست مین سے لینا ہوگا حالانکہ طہارت شرط ہے جیسے کتابیہ مثلاً نصرانیہ یا یہودیہ ہو نہ مجوسیہ و بت پرست پس المحصنات مین عارضی حرمت ہے اور اسکے زائل ہونے مین لطیف تفصیل ہے چنانچہ مفسر رحنے لکھا کہ قولہ تعالیٰ وحرمت علیکم - اور تمپر حرام کی گئین۔ شاید مفسر رحنے یہان بوجہ شروع ہونے کے حرمت علیکم کا پھر اعادہ کیا۔ **اَلْمُحْصَنٰتُ** - ای ذوات الازواج یعنی شوہرون والیان **مِنَ النِّسَآءِ** - عورتون مین سے۔ ان ینکحو ہن قبل مفارقۃ ازواجہن حرائر مسلمات کن او لا۔ یعنے حرام کیا گیا تمپر انسے نکاح کرنا قبل اسکے کہ ان سے اور انکے شوہرون سے جدائی ہو خواہ آزاد مسلمان ہون یا ایسی نہون مثلاً باندی کسی کے نکاح مین ہو یا کتابیہ کسی کے نکاح مین ہو **اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ** سوائے ان محصنات کے جنکے مالک ہو گئے تمھارے داہنے ہاتھ۔ استثنا ہے یعنے جن شوہر والیون کے تم مالک ہوے وہ تمکو حلال ہین حرام نہین ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دار الاسلام مین جو آزادہ عورتین ہین وہ ملک مین نہین آسکتی ہین اور ایسے ہی کتابیہ مانند یہودیہ و نصرانیہ عورتون کے جو ذمی ہو کر رہتی ہین وہ بھی ملک مین نہین آسکتی ہین رہی باندیان وہ البتہ ممکن ہے کہ شوہردار ہون اور ملک مین آجاوین مثلاً زید نے اپنی باندی کا نکاح عمرو سے کر دیا پھر زید نے اس باندی کو خالد کے ہاتھ بیچ ڈالا تو خالد کی ملک مین آگئی پس آیا یہ باندی

تھا لد کے واسطے حلال ہوگئی یا نہین تو سلف مین سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ہان وہ خالد کو حلال ہوگئی بدلیل عموم آیت کے اور باندی کا
فروخت کرنا اسکے شوہر کی طرف سے طلاق ہے چنانچہ ابن جریر نے اسکو ابن مسعود سے روایت کیا اور یہی قول ابی بن کعب و جابر و ابن عباس کا ہے
اور ابن جریر رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ باندی کی طلاق چند باتین ہین باندی کا بیع ہونا۔ آزاد ہونا ہبہ کیا جانا۔ برات۔ اُسکے شوہر کا طلاق دینا۔ اور
یہی سعید بن المسیب و حسن رح سے مروی ہے مترجم کہتا ہے کہ بعض اہل تفسیر نے اسی پر تفسیر کی اور جمہور کے مخالف ہوئے کچھ مضائقہ نہ کیا با وجودیکہ
بلا دلیل ہے شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ جمہور علما سلف وخلف نے اسکے خلاف فرمایا اور کہا کہ باندی کا فروخت کر دینا اُسکی طلاق نہین ہے کیونکہ
مشتری تو بائع کا نائب ہے اور بائع نے جب اُسکو اپنی ملک سے خارج کیا تو اُسکو وطی سے نفع لینے کا اختیار نہ تھا اسوجہ سے کہ اُسنے دوسرے سے
نکاح کر دیا تھا پس مشتری کو بھی یہ نفع نہ ملیگا تاوقتیکہ اسکا شوہر خود اُسکو طلاق نہ دے اور اعتماد انکا حدیث صحیحین وغیرہ پر ہے جو بریرہ کے بارہ
مین ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رض نے اُسکو خرید کرکے آزاد کیا حالانکہ اُسکا نکاح اُسکے شوہر مغیث سے فسخ نہین ہوگیا بلکہ رسول اللہ صلعم نے
بریرہ کو اختیار دیا کہ چاہے نکاح کو فسخ کرے یا باقی رکھے پس اسنے فسخ کرنا اختیار کیا اور اسکا قصہ مشہور ہے پس اگر باندی کا فروخت ہونا بھی طلاق
ہوتا جیسا کہ ان بعض نے کہا ہے تو نبی صلعم اسکو اختیار نہ دیتے پس جب حضرت صلعم نے اسکو فسخ کرنے اور باقی رکھنے مین اختیار دیا تو معلوم ہوا کہ نکاح
فسخ نہین ہوگیا تھا مترجم کہتا ہے کہ جب باندیان مملوکہ بھی مراد نہین ہوسکتی ہین تو معنے آیت کریمہ کے وہ ہین جو مفسر رح نے موافق جمہور علما کے بیان
کیے ای من الاماء بالسبی فلکم وطؤہن وان کان لہن ازواج فی دار الحرب بعد الاستبراء یعنے ما ملکت سے مراد وہ باندیان ہین جو دار الحرب سے قید
ہوکر تمھاری ملک مین آئین پس تمکو ان سے وطی کرنا حلال ہے اگرچہ انکے شوہر دار الحرب مین موجود ہون لیکن وطی کی حلت بعد اسکے ہے کہ ان قید کی ہوئی
عورتون سے استبرا کر لو یعنے حیض سے انکے رحم کی پاکی معلوم کر لو کہ وہ حاملہ نہون اور حاصل یہ کہ آیت کریمہ مخصوص ہے ان شوہر والی عورتون کے ساتھ جو دار الحرب
سے قید ہوکر آوین بدلیل سبب نزول کے جو آگے بیان ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ولیکن جان لینا چاہیے کہ امام شافعی رح کے نزدیک فقط قید ہونا
اور دار الاسلام مین لایا جانا ہی موجب فرقت ہے پس قید کی ہوئی عورت سے نکاح حلال ہوجاتا ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ قید بھی ہے کہ وہ
تنہا قید ہوکر آوے کیونکہ اگر اسکے ساتھ اسکا شوہر حربی بھی قید ہوا تو اسکی حلت نہوگی کذا ذکرہ فی الکمالین۔ شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر مین
فرمایا کہ قولہ تعالیٰ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ یعنی حرام ہین تمپر اجنبیات محصنات یعنے شوہر والیان سوا انکے جنکے تم اسطرح مالک
ہوے کہ جہاد مین قید کر لائے تو تمکو حلال ہین جبکہ تم انکا استبرا کر لو۔ پس ما ملکت ایمانکم سے جہاد کی قید کی ہوئی عورتین اسوجہ سے مخصوص ہوئین
کہ آیت کریمہ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے چنانچہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ ہمنے اوطاس کے جہاد مین عورتین قید کین حالانکہ انکے شوہر تھے
پس ہم نے مکروہ جانا کہ اُنسے وطی کرین حالانکہ انکے شوہر موجود ہین پس ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ۔ پس ہم نے انکی فروج کو اپنے واسطے حلال جانا۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ
ومسلم وعبد الرزاق وابو داؤد اور مراد انکی شوہرون سے یہ کہ انکے مشرک شوہر تھے اور طبرانی نے ضحاک کے طریق سے روایت کی کہ ابن
عباس نے فرمایا کہ یہ خیبر کی قیدی عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور پوری حدیث مانند حدیث ابو سعید خدری رض کے ذکر فرمائی
مترجم کہتا ہے کہ روایت ابن عباس کے موافق یہ قیدی عورتین خیبر کے یہود مین سے کتابیہ ہونگی پس کوئی تامل نہین کیونکہ کتابیہ عورت سے
وطی حلال ہے بملک وبنکاح دونون طرح اور ابو سعید خدری رض کی روایت جو اصح ہے تو اسمین تاویل ضرور ہے کہ یہ عورتین مسلمان ہوگئی تھین
کیونکہ مشرکہ عورت سے ملک یمین کے ساتھ وطی حلال نہین ہے اور بہر دو تقدیر وارد ہوتا ہے کہ استبرا مذکور نہین ہے اور جواب یہ ہے کہ مدت

استبرا گذرنے کے بعد ایسا ہوا ہوگا اگرچہ مذکور نہیں ہے فافہم واللہ اعلم۔ کِتٰبَ اللّٰهِ ینصب علی المصدر ای کتب ذلک علیکم۔ یعنے کتاب اللہ مفعول مطلق فعل محذوف ہے لے کتب اللہ ذلک علیکم اللہ تعالیٰ نے مذکورۂ بالا تمپر فرض کیا ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ

اور حلال ہوئیں تمکو جو سوائے انکے ہیں یون کہ طلب کرو اپنے مالون کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی لکالنے کو

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون سے انکو دو انکے حق مہرون کے جو مقرر ہوئے اور گناہ نہیں ہے تمپر جو

تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

ٹھہرالو دونون آپس کی رضا سے مقرر کیے ہوے کے پیچھے اللہ ہے خبردار حکمت والا

وَاُحِلَّ۔ بالبناء للفاعل والمفعول۔ یعنے احل مین دو قرأتین ہین اکثر کے نزدیک احل بصیغۂ ماضی معروف ہے ای حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اور بعض کی قراۃ مین احل بصیغۂ ماضی مجہول لے حلال کی گئین۔ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ۔ تمہارے لیے ماورا اسکے۔ اے سوی ماحرم علیکم من النساء یعنی سوائے ان عورتون کے جو تمپر حرام مذکور ہوئی ہین باقیون کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کیا یا حلال کی گئین یعنے یہ کہ۔ اَنْ تَبْتَغُوْا۔ بدل ہے ما وراء ذلکم۔ یہ بدل ہے ما وراء ذلکم سے یعنے ماسوائے انکے حلال کی گئین یعنی آنکہ ما وراء ہین یہ حلال کیا گیا کہ ان تطلبوا النساء۔ طلب کرو ان عورتون کو بِاَمْوَالِكُمْ۔ بصداق او ثمن۔ مہر دیکر یا باندی ہو تو دام دیکر۔ مگر یہ طلب باموال کس حال سے ہو کہ مُحْصِنِيْنَ۔ متزوجین۔ اِس حال سے طلب کرو مالون سے کہ تم ان عورتون سے نکاح کرنیوالے ہو غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ۔ زانین۔ درحالیکہ تم زنا کرنیوالے نہو۔ بعض نے ذکر کیا کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ سوائے محرمات مذکورۂ بالا کے سب سے نکاح حلال ہے لیکن یہ عام مخصوص البعض ہے اسمین چند صورتین مستثنیٰ مخصوص ہین ازانجملہ جمع کرنا عورت و اسکی پھوپھی یا خالہ کا جیسا کہ مذکور ہو چکا اور ابن کثیر نے فرمایا جسنے وطی ملک مین دو باندیوں کا جمع نکالا جو دونون بہنین ہون اسی آیت کے عموم سے کہا ہے ولیکن جب آیت مذکورہ مخصوص البعض ہے تو وہ بھی اس سے مخصوص ہے برقیاس عدم جواز جمع اختین بنکاح۔ ازانجملہ جو عورت دوسرے کی عدت مین ہو مترجم کہتا ہے کہ وہ دوسرے کی نکاحی تعلق سے خارج نہین ہوئی پس تخصیص کی حاجت نہین۔ ازانجملہ جسکے نکاح مین آزادہ عورت ہو اسپر وہ باندی کو سوت نکاح کرکے نہین لاسکتا ہے۔ ازانجملہ جسکے تحت مین چار عورتین ہون وہ پانچوین سے نکاح نہین کرسکتا بدلیل آیت مذکورۂ سابق۔ ازانجملہ جن جورو و مرد مین باہم لعان ہوا اور جدا کردئے گئے تو مرد کو پھر کبھی اس ملاعنہ عورت سے نکاح روا نہین ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ طلب باموال شامل ہے مہر و دامون دونون طرح سے طلب کرنیکو پس اگر طلب بمہر ہو تو چار تک اور اگر دامون سے طلب ہو یعنے باندیان خریدنا تو جہانتک تمہارا جی چاہے لیکن بروجہ شرعی ہو اور محصنین از احصان یہان مراد تزوج ہے یعنے اپنے نفس کی حفاظت کے لیے تاکہ ایسی حرکت مین نہ پڑجاوے جس سے موجب ملامت بنے اور مسافحین از سفاح بمعنے زنا فَمَا۔ فمن۔ یعنے ما بمعنے من ہے۔ اسْتَمْتَعْتُمْ۔ تمتعتم۔ تمتع حاصل کیا تمنے پس استفعال بمعنے طلب نہین ہے اور حاصل یہ کہ پھر جس عورت سے تمنے تمتع حاصل کیا۔ بِهٖ مِنْهُنَّ۔ ممن تزوجتم بالوطی۔ جن عورتون سے تم نے نکاح کیا ہے اور تمتع بایں طور کہ ایک بار انسے وطی کرلی۔ اسواسطے کہ منکوحہ سے ایک بار وطی کرنے سے اسکا پورا مہر ثابت ہو جاتا ہے کما روی عن ابن عباسؓ اور یہ مخصوص بلفظ ہین سے انھین عورتون کے ساتھ ہوگا۔ جنسے نکاح کیا کیونکہ خریدی باندیون کے واسطے کچھ فریضہ واجرہ

نہین ہے پس حاصل آنکہ پھر جن عورتون سے تمنے نکاح کیا ہے ان سے تمنے وطی کر کے تمتع حاصل کر لیا۔ **فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ** سو دہن التی فرضتم لہن **فَرِيْضَةً** - تو ان عورتون کو ان کے مہر دیدو یعنے جو مفروض کیے ہین فریضہ **ف** تو یہ فریضہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک شرعًا مقدر ہے جسکی مقدار موافق بیان حدیث کے دس درم سے کم نہوگی اور تمام کلام اسمین عین الہدایہ مین ہے اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک کوئی قدر مقرر نہین بلکہ جو کچھ قرار پائے و لہذا مفسرین نے فریضہ کو مفعول قرار دیا یعنے تو دیدو انکو انکے مہر جو تمنے انکے لیے فرض کیے تھے فرض کرنے کر پس فریضہ مفعول مطلق محذوف ہے آی فرضتم لہن فریضۃ - جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ سلف کے اس طرف گئے ہین کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو ابتداے اسلام مین روا ہوا تھا چنانچہ حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ یون پڑھتے - فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمّی فآتوہن اجورہن - اور کہتے کہ یون ہی نازل ہوئی اور ابن المنذر نے ابی بن کعب سے بھی یہ قرارت روایت کی - اور متعہ یہ تھا کہ عورت سے کسیقدر مال معلوم پر ایک رات دو رات یا زیادہ ہفتہ دو ہفتہ وغیرہ میعاد معلوم ٹھہرالی کہ اس مدت تک اس سے اپنی حاجت روائی کریگا پھر اسکو رخصت کر دیگا اور یہ طریق جو روو مرد مین نکاح کا نہین اور نہ متعی عورت کے لیے کچھ میراث اور نہ مرد کے لیے کچھ میراث ہے اور اسمین شک نہین کہ متعہ بضرورت ابتداے اسلام مین دو دو تین تین دن کے واسطے جائز ہوا پھر منسوخ ہوا بنا بر یکہ شافعی رح نے کہا کہ وہ دو مرتبہ روا ہوا اور منسوخ ہوا اور بعض نے اس سے زیادہ کہا اور بعض نے فرمایا کہ فقط ایک مرتبہ روا ہوا تھا پھر منسوخ ہوا - اور مجاہد رح سے روایت ہے کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور ان لوگون نے اجور کا لفظ اس متعہ والی عورت کے اجرت پر محمول کیا - ولیکن مفسرین نے اسکو رد کر دیا کہ استمتاع سے مراد تمتع حاصل کرنا ہے نہ متعہ اور حسن و مجاہد وغیرہ سے روایت ہے کہ فما استمتعتم کے معنے یہ ہین کہ فما انتفعتم وتلذذتم بالجماع من النساء بالنکاح الشرعی - یعنے عورتون سے جب تم انتفاع و تلذذ بجماع نکاح شرعی حاصل کرو - کمالین مین کہا کہ چارون امام و دیگر علما نے اتفاق کیا ہے کہ اب متعہ حرام ہے اور وہ منسوخ ہو گیا چنانچہ کثرت سے احادیث و آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے صحاح ستہ و دیگر سنن و مسانید مین وارد ہین جنمین اسکا منسوخ ہونا صریح ہے اور بیہقی نے حضرت جعفر صادق رح سے اسکا حرام و منسوخ ہونا روایت کیا ہے اور فرقۂ امامیہ نے جو ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر افترا باندھا ہے وہ ہرگز سننے کے قابل نہین ہے اور صاحب ہدایہ نے جو لکھدیا کہ امام مالک رح اسکے مباح ہونے کے قائل ہین تو یہ صاحب ہدایہ کی فاش غلطی ہے اور اسی غلطی پر وہ لوگ بھی دھوکا کھا گئے ہین جنھون نے صاحب ہدایہ کے اعتماد پر نقل کر دیا ہے شیخ ابن کثیر رح نے ابن عباس وغیرہ بعض کا قول اسکے اباحت مین ذکر کرنے کے بعد کہا کہ جمہور علما از صحابہ و تابعین و فقہاے امت اسکے برخلاف ہین اور سب کے نزدیک متعہ حرام ہے مترجم کہتا ہے کہ ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا کہ **ابن العربی** نے فرمایا کہ متعہ بھی غریب شرع تھی کہ وہ صدر اسلام مین مباح ہوا پھر بروز خیبر حرام ہوا پھر غزوۂ اوطاس مین مباح ہوا پھر اسکے بعد تا قیامت حرام ہو گیا اور شریعت مین اسکی نظیر کوئی اور نہین سواے مسئلہ قبلہ کے کہ اسپر بھی مکرر نسخ طاری ہوا ہے مترجم کہتا ہے کہ قبلہ کے مسئلہ مین بھی مکرر نسخ ثابت نہین چنانچہ شروع پارہ سیقول مین اسکی بحث گذر چکی ہے پھر مترجم کہتا ہے کہ جن لوگون کے قول جواز منقول ہے لئے ایسی روایات بھی موجود ہین جو اس سے رجوع کرنے پر دلالت کرتی ہین پس شاید انکا پہلے یہ قول ہو پھر انھون نے رجوع کیا چنانچہ آگے بیان ہوگا پہلے نسخ کا بیان یہ ہے کہ صحیحین وغیرہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے خیبر کے روز متعہ سے اور پالو گدھون کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی اسپر وارد ہوتا ہے قول ابن العربی کہ بعد خیبر کے بروز اوطاس مباح ہوا تھا اور جواب سکا یہ ہے کہ یہ انھون نے قصون کے جمع کرنے مین توفیق دیکر دو بار نسخ نکالا ہے اور یہی بعض محققین کا قول ہے اور بعض محققین کے نزدیک ایک ہی بار مباح سے منسوخ ہوکر برابر حرام ہو گیا اور اگر تسلیم کیا جاوے تو

Marfat.com

صحیح مسلم مین سبرۃ بن معبد الجہنی سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ ای لوگو مین نے تمکو متعہ نسا کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اب قیامت تک حرام فرمایا ہی پس جسکے پاس متعہ والی عورت مین سے کچھ ہو وہ اسکی راہ چھوڑدے اور جو تم نے انکو دیا ہے اُنمین سے کچھ واپس مت لو مترجم کہتا ہی کہ حدیثین صریح ہی کہ متعہ کی اجازت حضرت صلعم کے قول سے تھی جو بوحی خفی تھا۔ اس آیت سے نہین ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا۔ اور حضرت عائشہ و قاسم بن محمد نے فرمایا کہ متعہ کی حرمت و منسوخ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہی وہو قولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون یعنے جو لوگ اپنی فروج کی حفاظت رکھتے ہین سوائے اپنی زوجہ عورتون اور مملوکہ عورتون کے سوا ایسے البتہ آخرت مین عذاب سے ملول نہونگے۔ اور جسنے سوائے ان دونون کے خواہش کی وہی حد سے گذرنے والے ہین پس سوائے زوجہ و مملوکہ کے سب سے حفاظت کا حکم دیا اور متعی عورت کچھ زوجہ نہین کیونکہ نہ وہ مرد کی وارث اور نہ مرد اسکا وارث ہوتا ہی حالانکہ منکوحہ مین یہ دونون حکم ہین اور یہ استدلال بہت قوی ہی اور سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ میراث کی آیت نے متعہ کو منسوخ کیا اسواسطے کہ متعہ مین کچھ میراث نہین ہی۔ یہ قول سعید بن جبیر کا اور استمتعتم کے معنے مین انکا قول صریح دلالت کرتا ہی کہ اُن سے جو روایت کیا گیا کہ وہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی۔ پڑھتے اور جواز متعہ کے قائل تھے یا تو یہ روایت ٹھیک نہین یا انھون نے رجوع کیا ہی اور یہی حال مجاہدؒ کا ہی اور مروی ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباسؓ کو سخت زجر کیا کہ تو گمراہی کرتا ہی اگر آیندہ فتویٰ دیا تو سزا دونگا اور اس اثر سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بعد حضرت صلعم کے بھی اسکے حرام ہونیکا فتویٰ دیتے تھے اور صحیح ہوا کہ ابن عباسؓ نے اس سے رجوع کیا ہی جبکہ انکو منسوخ ہونیکی خبر مل گئی چنانچہ کمالین مین ہی کہ ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فما استمتعتم بہ کی تفسیر مین کہا کہ وہ نکاح ہی جب کسی مرد نے عورت سے تزوج کیا پھر اس سے ایک بار بھی وطی کی تو مہر پورا واجب ہوگیا۔ معالم مین ہی کہ سالم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ کیا حال ہی ایک قوم کا کہ یہ متعہ کرتے ہین حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسکو حرام فرمایا۔ اگر مین کسی مرد کو پاؤنگا جسنے متعہ کیا تو ضرور اسکو سنگسار کرونگا اور متعہ کو نکاح و طلاق و عدت و میراث نے جڑ سے نیست کر دیا کہ یہ کوئی متعہ مین نہین ہین۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ۔ انتم وہن۔ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ من حطہا او بعضہا او زیادۃ علیہا۔ یعنے تراضیتم کا خطاب مجموع جوروون و مردون کو ہی۔ یعنے جس مقدار پر تم دونون آپس مین راضی ہوجاؤ بعد فریضہ کے تو تمپر گناہ نہین ہی اور یہ دلیل ہی کہ یہان مہر کی ایک مقدار مفروضہ ہی جو امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک کم سے کم دس درم ہی یعنے جورو جبکہ بالغہ ہو تو چاہے تمام مہر سے شوہر کو بری کردے بشرطیکہ خوشی بخوشی ہو یا تھوڑے مہر سے بری کردے یا شوہر مہر مفروضہ پر زیادہ کردے اور اسکے تمام مسائل ترجمہ عالمگیری سے تلاش کرو اور جاننا چاہیے کہ عورت نے اگر دعویٰ کیا کہ مین نے بری نہین کیا ہی تو عمرؓ اسیکا قول لیتے معاملہ مین عمل کرتے تھے الا آنکہ شوہر گواہ دے اور اگر عورت نے ہبہ کیا ہو تو بھی صحیح ہے اور بالاتفاق ہبہ سے رجوع نہین کرسکتی ہی واللہ اعلم۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی۔ عَلِيمًا۔ بخلقہ۔ آگاہ بحال مخلوق خود۔ فیما دبرہ لہم۔ پختہ کار اس چیز مین جو مخلوق کے واسطے تدبیر فرماتا ہی۔ بعد امور مفروضہ بالا کے ان دونون صفت کی مناسبت واضح ہی

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

اور جو کوئی تم مین سے مقدور نہ رکھے اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان مسلمان تو ایسیون کو جو تمھارے داہنے ہاتون کی

مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ

ملک ہین آپس کی تمھارے لونڈیان مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہی تمھارے ایمانون کا حال تم آپس مین ایک دوسرے سے ہو سو انکو نکاح مین لاؤ

Marfat.com

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا

انکے لوگون کی اجازت سے اور دیدو انکو مہرانکے موافق دستور کے قید مین ہونے والیان نہ مستی نکالنے والیان اور نہ

مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا

چھپے یار کرلنے والیان پھر جب وہ قید مین آگئین پھر اگر کرین کوئی بُرا کام (یعنے زنا) تو انپر ہی آدھی وہ مار

عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اسکے واسطے جو کوئی تم مین ڈرے تکلیف مین پڑنے سے اور تمہارا صبر کرنا

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ یعنی زنا وغیرہ ۱۲

تمہارے حق مین بہتر ہی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ ۔ استطاعت کے معنے یہ ہین کہ جو اسباب و شرائط کسی کام کے واسطے ہین سب حاصل ہون ۔ مِنْكُمْ طَوْلًا ۔ طول بمعنے تونگری ہی ۔ اور یہی ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و جمہور اہل علم کا قول ہی اور اصل لغت مین بمعنی فضل و زیادت ہی اور امام ابو حنیفہ و ایک روایت مین مالک سے نقل کیا گیا کہ طول بمعنے حرہ عورت ہی پس جسکے تحت مین حرہ عورت ہو وہ اسپر باندی سے نکاح نہین کر سکتا ہی اور جسکے تحت مین نہو اسکو باندی سے نکاح کرنا روا ہی اگرچہ تونگر ہو اور یہی قول ابو یوسف کا ہی اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہی ۔ اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ ۔ الحرائر ۔ الْمُؤْمِنٰتِ ۔ یہ جملہ طولاً سے محل نصب مین ہی یعنے جسکو طول نہو یہ کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے ۔ اور مفسر رح نے بیان کیا کہ محصنات جمع محصنہ بمعنے حرائر جمع حرہ یعنے آزادہ عورت ہی اور مومنات اسکی صفت ہی (المعنے) اور تم مین سے جس مرد کو یہ سامان حاصل نہو کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے ف تو اسکے واسطے باندیون کا نکاح جائز ہے چنانچہ جزا آئندہ آتی ہی لیکن بیان شرطیہ جملہ مین یہ قید مذکور ہی کہ محصنہ مومنہ کی قدرت نہو یعنے آزادہ مومنہ سے نکاح نہ کر سکے اگرچہ آزادہ کتابیہ کی استطاعت ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح کی وسعت ہو اور مومنہ کی نہو تو باندی جائز ہی یعنی ظاہر یہ ہو تا کہ استطاعت فقط حرہ مومنہ کی نہو تو باندی سے نکاح جائز ہی اگرچہ حرہ کتابیہ کی استطاعت ہو حالانکہ حرہ کتابیہ کی حالت استطاعت مین بھی باندی سے نکاح کرنا امام شافعی رح کے نزدیک نہین روا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے دوسری جگہ فرمایا ۔ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ ۔ یعنے حلال ہین تمکو آزادہ عورتین اہل کتاب مین سے بطریق نکاح تو مفسر رح نے اسکا جواب دیا کہ مومنات کی صفت بطور غالب حال کے ہی کہ اکثر مومن کو آزادہ مومنہ ہی کے ساتھ اتفاق ہوتا ہی اور حاصل جواب یہ ہی کہ مفہوم جب قید ہوتا ہی کہ غالب حال کے طور پر جاری نہو ورنہ معتبر نہین ہوتا جیسے قولہ ربائبکم اللاتی فی حجورکم ۔ مین بیان ہو چکا کہ وہی ربیبہ حرام نہین جو اسکی ماں کی پرورش مین ہو ۔ فافہم ۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے آیت کو افضل پر محمول کیا تو ان کے نزدیک یہ صفت یعنے ”مومنات“ قید ہی یعنے جب تک آزاد مومنہ مل سکے تو یہی افضل ہی پھر اگر یہ استطاعت نہو تو فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۔ نکاح کر لو ان عورتون سے جنکے مالک ہوے تمہارے داہنے ہاتھ تمہارے ایسی باندیون سے جو مومنہ ہین ۔ اور معنے یہ ہین کہ اپنے بھائی مومن کی باندی سے نکاح کرے یہی ابن عباس رض کا قول ہی اور یہ معنے نہین ہین کہ خود اپنی مومنہ باندی سے نکاح کرے کیونکہ اسپر اجماع ہی کہ اپنی مملوکہ باندی سے جب تک وہ ملک مین ہی نکاح روا نہین ہی کیونکہ حقوق نکاح و ملک کے مختلف متعارض ہین لہذا جمع نہین ہو سکتے اور حلت اسکو حاصل ہی کیونکہ جو اپنی مملوکہ ہی وہ خود ملک یمین سے حلال ہے اور یہان

معنے مذکور کا سمجھنا بقرینہ ظاہر ہی کیونکہ نکاح سے اولاد حاصل کرنا مقصود ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ جو اپنی مملوکہ باندی کو اچھی طرح شریعت سکھلاوے پھر اُسکو آزاد کرکے اُس سے نکاح کرلے تو اُسکو دوہرا ثواب ہی (کما فی الصحیح) پھر غیر کی باندیون سے چار سے زیادہ نکاح مین نہین لا سکتا ہے کیونکہ وہ اُسکی زوجات ہین اگرچہ اپنی آقاؤن کی مملوکات ہون۔ اور فتیات جمع فتاۃ ہی یعنے نوجوان اور عرب والے مملوک کو فتی اور مملوکہ کو فتاۃ بولتے ہین جیسے عبد و امۃ بولتے تھے اور ہندوستان مین چھوکرا اور چھوکری کہتے ہین ولیکن حدیث صحیح مین منع ہی کہ کوئی شخص نہ بولے کہ عبدی و امتی یعنے میرا بندہ اور بندی ہی بلکہ کہے فتای و فتاتی اور حاصل معنے یہ ہین کہ جو شخص حرہ مومنہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ پاوے وہ اپنون یعنے مومنون کی مملوکات مین سے مومنہ باندی سے نکاح کرلے بعض علما نے عدم استطاعت حرہ کی قید سے استدلال کیا کہ استطاعت نکاح حرہ کے باوجود باندی سے نکاح روا نہین ہی اور باندی کے ساتھ مومنہ کی قید سے استدلال کیا کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا نہین ہی اور یہی قول اہل حجاز کا اور مذہب امام شافعی کا اور ایک روایت امام مالک سے ہی ولیکن حرہ کتابیہ سے انکے نزدیک روا ہے اور اسکے ساتھ آخر آیت مین ایک شرط اور ہی اور وہ خوف عنت ای خوف زنا ہی پس جواز نکاح کنیز کے لیے دو شرطین ہوئین ایک عدم استطاعت نکاح حرہ اور دوم خوف وقوع زنا پھر جب یہ اختیار کیا کہ اگر حرہ مومنہ سے نکاح کرنیکی استطاعت موجود ہونے پر حرہ کتابیہ سے نکاح جائز ہی تو اعتراض اسپر وارد ہوتا ہی کہ محصنات کے ساتھ مومنات کا وصف ہی تو یہان اس وصف کو قید نہین قرار دیتے اور باندی مومنہ کے ساتھ اعتبار کرتے ہین پس اسمین صحیح قول امام ابو حنیفہ و اہل عراق کا ہی کہ دونون جگہ قید مومنہ کا اعتبار ہی ولیکن یہ بیان جواز نہین بلکہ افضلیت کا پس باوجود استطاعت حرہ مومنہ کی حرہ کتابیہ و باندی مومنہ و باندی کتابیہ سے نکاح روا ہی ولیکن خلاف افضل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہی افضل یہ ہی کہ محصنہ مومنہ کو نکاح مین لاوے بشرط استطاعت ورنہ باندی مومنہ کو ورنہ حرہ کتابیہ کو ورنہ باندی کو واللہ اعلم اور بیضاوی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب مین سے بھی بعضے اسی طرف گئے ہین کہ مومنہ کی قید معتبر ہی اور باوجود استطاعت نکاح حرہ کتابیہ کے باندی مومنہ کا نکاح جائز رکھا بغرض آنکہ کافرون کی مخالطت و موالات سے پرہیز حاصل ہو اگر کہا جاوے کہ ایمان تو مخفی چیز ہے پھر مومنہ باندی مین بھی کیونکر ایمان ہونے کا یقین کیا جاوے تو جواب یہ کہ ہم کو اسمین ظاہر شریعت پر عمل کرنے کا حکم ہی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ۔ فاکتفوا بظاہرہ وکلوا السرائر الیہ فانہ العالم بتفاصیلہا ورب امۃ تفضل الحرۃ فیہ وہذا تانیس بنکاح الاماء۔ اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی تمھارے ایمان کا۔ ف پس تم لوگ ظاہر حال پر اکتفا کرو اور چھپے حالات کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑو کیونکہ انکی تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہی اور بہت باندیان ایسی ہین کہ ایمان مین حرہ سے افضل ہین اور اس جملہ معترضہ سے لوگون کو باندیونکے نکاح کا انس دلایا۔ اور اس سے یہ بات بھی حاصل ہوگئی کہ کافرون سے موالات چھوٹیگی جو سخت ممنوع ہی۔ اور چونکہ عرب والے باندیون کی اولاد کی اہانت کرتے اور حقیر جانتے تھے اور بیٹے دوغلا کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو دور کیا کہ یہ امر قابل التفات نہین ہی کیونکہ یہ نظر ایمانی کے خلاف ہی۔ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ بعض تمھارے بعض سے ہین۔ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ مراد یہ کہ مومنین و مومنات آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہین۔ اور مفسر نے کہا۔ ای انتم وہن سواء فی الدین فلا تستنکفوا من نکاحہن۔ یعنے تم اور باندیان دین مین برابر ہو تب تم انکے نکاح مین کچھ استنکاف نہ کرو۔ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ۔ موالیہن۔ پس باندیون سے نکاح کرلو باجازت انکے لوگونکی ف یعنے باجازت انکے مالکونکے۔ پس موالی جمع مولی یعنے مالک و سید ہی پس باندی سے نکاح مین اسکے مالک کی اجازت ضرور ہی ورنہ نکاح صحیح نہین اسپر اہل علم کا اتفاق ہی اور اگر باندی نے بدون اجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو نکاح موقوف ہی یعنے اگر اسکے مولی نے اجازت دی

تو صحیح ہو جائیگا ورنہ باطل ہو جائیگا اور اسواسطے ہمنے موقوف کہاکہ رکن نکاح تو ایجاب و قبول ہی اور وہ موجود ہی اور مولی کی اجازت صرف شرط ہی پس موقوف منعقد ہوگا۔ وَاٰتُوْهُنَّ۔ اور دیدو اُن باندیونکو جنسے تمنے نکاح کیا ہی۔ اُجُوْرَهُنَّ۔ مہور ہن۔ انکے مہر۔ بِالْمَعْرُوْفِ من غیر مطل ونقص بطور معروف ف یعنے بدون درنگی اور کمی کے یعنے بیقدر سمجھکر مہر مین کمی نہ کرو اور نہ ادا کرنے مین تاخیر کرو اور ابن کثیر نے کہا بالمعروف ای خوشی خوشی بدون کمی وغیرہ کے۔ پھر جاننا چاہیے کہ مولی کی طرف سے فقط اجازت کی شرط ہی اور یہ مشعر ہی کہ باندیان خود نکاح باندھ سکتی ہین اسیواسطے فرمایاکہ آتوہن مہورہن۔ انکو انکے مہر دیدو حتی کہ امام مالک رح نے ظاہر آیت سے کہاکہ باندی اپنے مہر کی خود ہی مستحق ہی اور جمہور نے کہاکہ انکو ادا کرنا انکے موالی کو ادا کرنا ہی پس مہر انکے موالی کا ہوگا اور بعض نے کہاکہ تقدیر یہ ہی کہ آتوہن اجورہن باذن اہلہن۔ ان کے آقاؤن کی اجازت سے باندیونکو مہر دیدو لیکن قولہ باذن اہلہن۔ پر اکتفا ہوا اور بعض نے کہا بحذف مضاف ہی۔ ای آتوا الی موالیہن اجورہن مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون نے اسوجہ سے تکلف کیاکہ ان کے نزدیک عورتون سے نکاح منعقد نہین ہوتا ہی۔ اور امام ابو حنیفہ وغیرہ نے کہاکہ عورت خود نکاح کر سکتی ہی ولیکن باندی کی صورت مین اسکے مولی کی اجازت شرط ہی۔ اگر کہا جاوے کہ انکو دینا گویا انکے موالی کو دینا ہوا تو خود انکے موالی کو دینے کا حکم کیون نہوا تو جواب یہ ہی کہ جب عقد کے باندھنے والی وہ ہوئین تو انھین کو ادا کرنا مقتضاے عقد ہی پھر چونکہ زمانۂ جاہلیت والے باندی غلامون پر سخت ظلم کرتے کہ انکو جانورون کی طرح کمائی مین لگاتے اور انکے نکاح نہ کرتے ناچار اس جہالت کے زمانہ مین یہ لوگ زنا مین مبتلا ہو جاتے بلکہ اکثر انھین سے اپنی باندیون سے کسب کراتے تھے۔ پس جب یہان اللہ تعالی نے مومنہ باندیون سے نکاح کی اجازت دی تو فرمایا مُحْصَنٰتٍ۔ عفائف۔ درحالیکہ یہ مومنہ باندیان پاکدامن ہون۔ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ۔ زانیات جہرا۔ کھلے کھلے زنا کرنے والیان نہون۔ ابن عباس رض نے فرمایاکہ مسافحات وہ زناکار عورتین جو علانیہ بدکاری کرین یعنے رنڈیان کہ جو اُن سے بدکاری چاہے اس کو مانع نہون۔ الحاصل انکی صفت یہ فرمائی کہ عفیفہ ہون اور یہ دو باتین نہونے پر ہی ایک یہ کہ علانیہ بدکارہ نہون۔ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ۔ اخلا یعنی یار۔ اور نہ چھپے یار بنانے والیان ہون ف یعنے انکے آشنا ایسے نہون جو انسے پوشیدہ زنا کرتے ہون واضح ہو کہ عرب والے اعلان بزنا کو عیب رکھتے اور اتخاذ اخدان کو عیب نہین رکھتے اور اسلام نے دونون کو دور کیا چنانچہ اللہ تعالی نے حکم دیاکہ لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن یعنے فواحش ظاہر و باطن کے نزدیک مت جاؤ اور یہان فرمایا۔ ولا متخذات اخدان۔ یعنے خفیہ زنا کرنے کے یار نہ بنائے ہون اور یہی تفسیر حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و مجاہد و شعبی و ضحاک و عطار خراسانی وغیرہم سے مروی ہی۔ فَاِذَآ اُحْصِنَّ۔ زوجن وفی قراءة بالبناء للفاعل تزوجن۔ یعنے جمہور کی قراءت بصیغہ ماضی مجہول ہی یعنے پھر جب نکاح مین ہوگئین اور ابو بکر و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین صیغہ ماضی معروف ہی یعنے پھر جب انھون نے نکاح سے خاوند کر لیا۔ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ۔ بزنا پس اگر (اس حالت مین) وہ فاحشہ یعنے زنا کی مرتکب ہوئین ف تو جس طرح انکی حالت مظلوم ہی اسی طرح انکا عذاب بھی کم ہے فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ۔ الحرائر الابکار اذا زنین۔ پس ان پر آدھا اسکا ہی۔ جو محصنات پر ہی یعنے جو آزادہ باکرہ عورتون پر جبکہ وہ زنا کرین مِنَ الْعَذَابِ۔ عذاب سے۔ حاصل آنکہ پھر جب یہ باندیان نکاح سے خاوند والی ہوگئین پھر اگر زنا کرین تو ان پر کنواری آزادہ عورتون کے عذاب کا آدھا عذاب ہوگا۔ اور وہ سو کوڑے ہین تو معلوم ہواکہ باندیون پر دو طرح تخفیف ہوئی اول یہ کہ آزادہ بیاہی پر سنگساری ہی لیکن باندی پر نہین ہی اور دوم جو آزادہ کنواری پر سو دُرے تھے اسکا نصف بیاہی باندی پر ہوگا اور بعض علماء نے کہاکہ در اصل اپنی پر تنصیف عذاب ہی لیکن سنگساری کا نصف نہین ہو سکتا تو ہر حال مین درے کا نصف ہوا پھر اس عذاب سے مراد یہ کہ دنیا مین یہ سزا ہوگی

اور چونکہ دنیاوی عذاب حد ہی یا رجم مگر باندیوں پر کسی حال میں رجم نہیں لہذا مفسر رح نے المحصنات کے الف لام کو عہد کا قرار دیا کہ مراد محصنات سے باکرہ
آزادہ ہیں جنپر زنا کرنے میں فقط درے ہیں پھر عذاب کی تفسیر میں کہا۔ فیجلدن خمسین و یغربن نصف سنۃ۔ یعنے حد زنا کہ جو سو درے ہیں اسکا نصف
یہ پچاس دُرّے مارے جاوینگے اور چھ مہینہ کے واسطے شہر بدر کردیجاینگی۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہر بدر کرنا حد میں نہیں ہی بلکہ امام المسلمین کی
رائے پر ہی چاہے ایسا کرے۔ اور واضح ہو کہ باندیوں کی تو یہ سزا مذکور ہوئی مگر غلاموں کی سزا قرآن میں مذکور نہیں تو مفسر رح نے اسی ذیل میں بیان کردیا
ویقاس علیھن العبید۔ یعنے باندیوں پر غلاموں کا بھی قیاس ہی یعنے اگر غلام پر سزائے حد زنا لازم آوے تو کنوارے آزاد کی نصف حد ماری جائیگی یعنے
وہی جو باندیوں میں ہی۔ پھر یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ ظاہر آیت میں تو سزاے مذکور کیواسطے احصان شرط ہی یعنے باندی جب خاوندوالی ہوجاوے
پھر زنا کرے تو اسپر نصف حد مذکور ہی پس اگر کنواری باندی نے زنا کیا تو اسپر حد نہونی چاہیے۔ مفسر رح نے اسکا جواب دیا کہ۔ لم یجعل الاحصان شرطا لوجوب
الحد بل لافادۃ انہ لا رجم علیھن اصلا۔ یعنے احصان کی جو شرط بیان فرمائی ہی وہ اسواسطے نہیں کہ حد انپر جب واجب ہوگی کہ وہ محصنہ ہوں تاکہ اعتراض
لازم آوے بلکہ احصان کی شرط اس فائدے کے واسطے ہی کہ باندیوں پر کسی حال میں رجم نہیں ہی **قال المترجم** ظاہراً مراد یہ ہی کہ باندی اگر باکرہ زنا
کرے تو اسپر رجم نہیں جیسے کہ حرہ باکرہ اگر زنا کرے تو اسپر رجم نہیں ہی اور یہاں فرمادیا کہ باندی اگر محصنہ یعنے شوہروالی ہوکر بھی زنا کرے تو اسپر رجم
نہیں بلکہ محصنات کا نصف عذاب ہی بخلاف حرہ محصنہ کے کہ اسپر رجم ہی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ توجبھی مفہوم ہوا کہ تم نے محصنات کی تفسیر باکرہ
آزاد عورتوں سے بیان کی ورنہ رجم ہوتا تو جواب یہ ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے نصف عذاب محصنات فرمایا تو معلوم ہوا کہ محصنات سے باکرہ ہی مراد ہیں
اسواسطے کہ انھیں کے دُرّے سو کا نصف پچاس دُرّے سے عذاب کرنا ممکن ہی بخلاف آنکہ اگر آزادہ شوہروالیاں مراد ہوں جنپر رجم ہی تو رجم تو یہی ہی
کہ پتھروں سے سنگسار کرکے مار ڈالنا اور اسکا نصف ہو نہیں سکتا پس ثابت ہوا کہ آزادہ شوہروالیاں لفظ محصنات سے مراد نہیں ہیں مترجم کہتا ہے
کہ فاذا احصن میں احصان بمعنے تزوج لیا گیا اور نصف ما علی المحصنات میں احصان بمعنے آزاد ہونا لیا گیا۔ جیسے قولہ فمن لم یستطع منکم طولا
ان ینکح المحصنات میں بمعنی آزادہ عورتیں ہی اور جیسے والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ میں بمعنے شوہروالیاں لیا گیا۔ اور نیز بمعنے
عفت آیا جیسے قولہ محصنات غیر مسافحات میں ہی۔ اگر کہا جاوے کہ ایسا محتمل کیونکر یہاں متعین ہوا تو جواب یہ کہ اس قرینہ سے کہ باندیوں کے مقابلہ میں ہی پس آزادہ
عورتیں ظاہر مفہوم ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تو مفسر رح کے کلام کی بنیاد مضبوط کرنیکو گفتگو ہوئی اب جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ الآیۃ۔ کی تفسیر میں
شیخ ابن کثیر رح نے کلام طویل ذکر کیا اور اعتراض مذکورہ بالا وغیرہ کے جوابات میں بہت صعوبت کی مترجم اختصار کے ساتھ مع دیگر کلام کے لاتا ہی بغرض آنکہ خفیہ طور
اسکا ورود کیونکر اور کسطرح دفع ہوتا ہی علمائے قرات رحمہم اللہ تعالیٰ نے احصن کی قرات میں بر بناء مفعول و بر بناء فاعل اختلاف کیا اور علماء میں اختلاف ہی
کہ فاذا احصن میں احصان کے کیا معنے ہیں اور مراد ہر دو قراۃ واحد ہی یا مختلف تو احصان کے معنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ احصان سے مراد یہاں اسلام ہی اور یہ
حضرت عبداللہ بن مسعود و ابن عمر و انس و عمر رضی اللہ عنہم و اسود بن یزید و زر بن حبیش و سعید بن جبیر و عطاء و ابراہیم نخعی و شعبی و سدی سے مروی ہی اور اسی پر
امام شافعی نے تنصیص کی اور کہا کہ ہم نے یہ معنے بدلیل سنت و اجماع اکثر اہل علم بیان کیے ہیں اور بعض نے ذکر کیا کہ یہی جمہور کا قول ہی اور قاسم نے کہا کہ
اسلام و عفاف مراد ہی۔ قول دوم یہ کہ احصان بمعنی تزویج ہی اور یہی قول ابن عباس و ابو الدرداء و مجاہد و عکرمہ و طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہم سے
مروی ہی اور نیز مجاہد سے مروی ہی کہ باندی کا احصان یہ کہ مرد آزاد اسکو نکاح میں لاوے اور غلام کا احصان یہ کہ آزادہ عورت اس سے نکاح کرے اور
ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کما رواہ ابن جریر۔ اور کہا گیا کہ بنا بر قراۃ مجہول کے مراد تزویج ہی اور بنا بر قراۃ معروف کے مراد
اسلام ہی اور اسی کو ابن جریر رح نے اختیار کرکے اسکی تائید و تقویت کی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اظہر یہ ہی کہ احصان سے مراد یہاں تزویج ہی کیونکہ سیاق میں

جیسا کہ مفسر جلال نے اختیار کیا ہوا

Marfat.com

مومنہ باندی متعین ہی پس ثابت ہوا کہ احصان بمعنی تزوج ہی جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ نے تفسیر کی ہی پھر کہا کہ یہاں دونوں تفسیر پر بنا بر مذہب جمہور کے اشکال وارد ہوتا ہی یوں کہ باندی اگر زنا کرے تو انکے نزدیک اسپر پچاس درے ہیں خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر ہو خواہ شوہردار ہو یا باکرہ ہو حالانکہ آیت کریمہ کے مفہوم سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ باندیوں میں سے غیر محصنہ نے اگر زنا کیا تو اسپر حد واجب نہیں ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر احصان بمعنے اسلام لیا جاوے اور قرارۃ فاذا احصَنَّ بر بناء فاعل لیجاوے تو معنے یہ ہونگے کہ مسلمان ہو کر زنا کریں تو نصف حد حرائر ہی اور مفہوم اسکا یہ کہ اگر غیر مسلمہ ہوں تو نہیں ہی حالانکہ کافرہ باندی پر حد زنا بنا بر قول جمہور کے واجب ہی کما ذکرہ ابن کثیر۔ اور مترجم کہتا ہی کہ امام ابو حنیفہؒ مفہوم کے قائل نہیں چنانچہ کتب اصول میں اسکی پوری بحث مذکور ہی پس انکے نزدیک یہ لازم نہیں آتا کہ کافرہ پر زنا سے حد واجب نہیں بلکہ مسکوت عنہا ہی یعنے اگر کوئی دلیل موجود ہو کہ اسکو بھی حد ماری جاوے تو ماری جائیگی اور اگر قرارۃ اُحصِن بر بنا مفعول لیجاوے اور معنی تزوجن لیے جاویں تو مفہوم یہ ہوگا کہ اگر باندی مزوجہ نہو تو زنا کرنے سے اسپر حد نہیں ماری جاویگی حالانکہ جمہور کے نزدیک مزوجہ و غیر مزوجہ یعنے باکرہ دونوں پر حد ماری جاتی ہی پس امام ابو حنیفہ کی اصل پر یہ بھی سہل الدفع ہی کیونکہ مفہوم جب معتبر نہیں تو باکرہ کے بیان سے سکوت ہی پس سنت سے جب دلیل قائم ہوئی تو اسکو بھی حد ماری جائیگی اور یہ دلیل آگے مذکور ہوگی شیخ ابن کثیر نے فرمایا کہ انھوں نے اسکے مختلف جواب دیے ہیں پس جمہور نے کہا کہ مفہوم جب معتبر ہوتا ہی کہ مخالف منطوق نہو اور یہاں احادیث صحیحہ وارد ہیں جو عام ہیں کہ باندی باکرہ و مزوجہ اور مسلمہ و کافرہ سب کو زناکاری پر حد ماری جاوے تو یہ احادیث مقدم ہیں ازانجملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ انھوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ اے لوگو حد قائم کروا اپنی باندیوں پر خواہ محصنہ ہو یا غیر محصنہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلعم کی باندی نے زنا کیا پس آپ نے مجھے حکم کیا کہ اسکو حد ماروں پھر کھلا کہ عنقریب اسکو نفاس ہوا ہی پس میں ڈرا کہ اگر حد ماروں تو میں نے اسکو قتل کیا پس میں نے حضرت صلعم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے خوب کیا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی یہ حالت بدلے (رواہ مسلم) اور ابو ہریرہ و زید بن خالد سے ہی کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ باندی نے اگر زنا کیا اور وہ محصنہ نہیں ہی تو فرمایا کہ اگر زنا کرے تو اسکو درے مار و پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مارو پھر اسکو فروخت کر ڈالو اگرچہ بال کی رسی کے عوض ہو (رواہ البخاری و مسلم وغیرہم) اگر کہا جاوے کہ ابن عباسؓ نے مرفوعاً روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ باندی پر حد نہیں یہانتک کہ شوہردار ہو جاوے پھر جب شوہر سے محصنہ ہو تو زنا کرنے سے اسپر نصف عذاب محصنات ہی اخرجہ سعید بن منصور و ابن خزیمہ والبیہقی تو جواب یہ ہی کہ شیخ ابن خزیمہ نے بعد اسکے روایت کرنے کے کہا کہ اس حدیث کو مرفوع کرنا خطا ہی اور صحیح یہ کہ یہ ابن عباسؓ کا خود قول ہی اور یہی بیہقیؒ نے کہا ہی۔ اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ بعض سلف اس طرف بھی گئے ہیں ولیکن یہ صواب نہیں ہی۔ اور عجیب قول اسمیں داؤد ظاہری کا ہی کہ باکرہ ہونے کی حالت میں اگر زنا کرے تو سو درے اور محصنہ ہونے میں پچاس درے ماری جاوے۔ اور جاننا چاہیے کہ بعض علمائے باندی کی حد کم ہونے کا دقیقہ یہ بیان کیا کہ وہ اضعف ہوتی ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اپنی مراد کو اسطرح نہیں پہونچتی ہیں جیسے آزادہ اور بعض نے کہا اسوجہ سے کہ نعمت کی مقدار پر عذاب ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یضاعف لہا العذاب ضعفین۔ اور قابل بیان یہی نکتہ سوم ہی واللہ اعلم۔ **ذٰلِكَ** - ای نکاح المملوکات عند عدم الطول۔ یعنے ذلک کا اشارہ اس مضمون کی طرف ہی کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہونے کے وقت باندی کا نکاح۔ **لِمَنْ خَشِيَ** - خاف۔ **الْعَنَتَ مِنْكُمْ** اس شخص کے لیے جو تم میں سے خشیہ کرے یعنے خوف کرے عنت کا۔ ای الزنا واصلہ المشقۃ سمی بالزنا لانہ سببہا بالحد فی الدنیا والعقوبۃ فی الآخرۃ۔ یعنے عنت زنا ہی اور اصل میں عنت بمعنے مشقت ہی اور زنا کا نام عنت اسلیے ہوا کہ زنا سبب ہی مشقت کا دنیا میں تو حد مارے

جانے سے اور عاقبت مین عذاب سے ۔ قاموس مین ہو کہ عنت یعنے فساد و گناہ و ہلاک و آدمی پر مشقت ہونا اور شدت پہونچنا اور زنا
وانکسار الی آخرہ ۔ پس باندی کے نکاح مین اللہ تعالیٰ نے تین باتین فرمائین ایک تو یہ کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہو اور دوم خوف عنت ہو اور
سوم باندی مومنہ ہو پس امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بدون ان باتون کے باندی سے نکاح مکروہ ہی اور شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی نہین ہی اور باندی کے
نکاح مین چونکہ محذور ہی اسواسطے فرمادیا کہ جب تمکو خوف ہو زنا مین پڑجانیکا تب کرو اور محذور یہ ہی کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ مانند اپنی ماں کے رقیق و مملوک
ہوگا اور اسمین خواری و نقصان حق شوہر ہی ۔ اور جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک رقیت و حریت مین بچہ اپنی ماں کا تابع ہوتا ہی پس اگر کسی نے دوسرے
کی باندی سے نکاح کیا تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ مانند ماں کے رقیق اور اسی کی ملک ہوگی جسکی مملوکہ اسکی ماں ہی اور باپ کے تابع نہوگی اگرچہ آزاد ہو
اور کہا گیا کہ اگر شوہر چاہے کہ عزل کرے یعنے باہر نکال کر انزال کرے تو باندی کے مالک کی بلا اجازت نہین کر سکتا ہو لیکن اگر کسی نے اپنی باندی
سے وطی کی تو اولاد مثل باپ کے آزاد ہوگی اور اسکو عزل کا اختیار ہی پس غیر کی باندی سے نکاح کرنے مین بڑا محذور یہ ہی کہ اولاد رقیق ہوتی ہی
اسیواسطے فرمایا ۔ ذلک لمن خشی العنت منکم ۔ اور شافعیؒ نے ان امور مذکورہ کو شرط جواز قرار دیا کہ بدون انکے روا نہین ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہا بخلاف من لا یخاف
من الاحرار فلا یحل لہ نکاحہا وکذا من استطاع طول الحرۃ وعلیہ الشافعی وخرج بقولہ من فتیاتکم المومنات الکافرات فلا یحل لہ نکاحہن واو عدم وخاف بخلاف
اس شخص کے جو مرد آزاد ہو اور عنت کا خوف نہ کرتا ہو اسکو باندی سے نکاح حلال نہین (اگرچہ استطاعت طول حرہ نہو اور باندی مومنہ ہو) اور
ایسے ہی جو شخص کہ طول حرہ کی استطاعت رکھتا ہو اسکو بھی باندی سے نکاح حلال نہین اور یہی امام شافعی رح کا مذہب ہی اور قولہ من فتیاتکم المومنات
مین مومنات کی قید سے کافرہ باندیاں نکل گئین کہ انسے کسی حال مین نکاح حلال نہین اگرچہ اسکو طول حرہ نہو اور اگرچہ اسکو خوف عنت ہو پھر
جانو کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہی اور یہ امور جو مفسرؒ نے بخلاف من الی آخرہ سے بیان کیے بدلیل مفہوم خلاف نکالے ہین جس کے شافعیہ قائل ہین
اور حنفیہ اسکے قائل نہین ہین جیسا کہ اصول مین یہ بحث طویل مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ مفہوم مخالف سے استدلال بہت ضعیف ہے جیسا کہ اس کے
مباحث کی طرف رجوع کرنیوالے کو پوشیدہ نہین ہی پس امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مفہوم خلاف سے سکوت ہی سوا اسکے جو بدلیل ثابت ہو اور
آیت بیان افضلیت ہی نہ شرط جواز پس عدم خوف عنت کی صورت مین اور ایسے ہی طول حرہ کی صورت مین نکاح باندی سے روا ہی اور ایسے ہی من فتیاتکم
المومنات کی قید افضلیت کے لیے ہی ورنہ کافرہ باندی سے جبکہ وہ کتابیہ ہو نکاح روا ہی فاحفظہ ۔ اور اسمین خلاف نہین کہ باندی سے نکاح کرنے مین
اولاد رقیق ہوتی کا محذور موجود ہی اسیواسطے فرمایا ۔ وَاَنْ تَصْبِرُوْا ۔ یعنے تمھارا صبر کرنا ۔ عن نکاح المملوکات ۔ غیر کی مملوکہ باندیوں سے
خَیْرٌ لَّکُمْ ۔ تمھارے حق مین بہتر ہی ۔ لئلا یصیر الولد رقیقا ۔ تاکہ فرزند تمھارا اس باندی کے مالک کا مملوک نہو ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمکو
مشقت و عذاب سے بچانے کے لیے باوجود محذور کے تمھارے لیے روا کردیا اگرچہ صبر نکرو ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ بالتوسعۃ
فی ذلک یعنے اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا ہے اور رحمت کرنے والا ہے اس مین گنجایش دینے سے (المسئلہ) اگر غیر کی
باندی سے نکاح کرنے مین مالک سے یہ شرط کرلی کہ جو اولاد ہو وہ آزاد ہوگی تو اس صورت مین اولاد آزاد ہوگی ۔ (ع د)

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَہْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْکُمْ
اللہ چاہتا ہے کہ تمھارے واسطے بیان کرے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور تمکو معاف کرے
وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّہَوٰتِ
اور اللہ جانتا حکمت والا ہی اور اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزون کے پیچھے لگے وہ چاہتے ہین کہ

Marfat.com

اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور　اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے　اور انسان بنا ہے　کمزور

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بیان فرماتا ہے ف تمہارے دین کے شرائع اور تمہارے کاموں کی مصلحتیں ۔ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ ۔ طرائق ۔ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ من الانبیاء فی التحلیل والتحریم فتتبعوہم ۔ اگلے لوگوں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور سنن یہی تحریم و تحلیل کی راہیں آور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے تمکو راہیں اگلے انبیا کی دربارہ تحلیل و تحریم کے تاکہ تم انکی اتباع کرو مترجم کہتا ہے کہ شریعت آنحضرت صلعم کی شریعت مستقلہ ہے اگلوں کی اتباع پر ہدایت نہیں اس راہ سے کہ اگلوں کی اتباع ہو سوائے بعض امور کے کہ وہ ہمارے شریعت میں بھی ویسے ہی ہیں جیسے ان بزرگوں کی شریعت میں تھے پس ہم انکے متبع براہ شریعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ براہ اتباع شریعت انبیاے سابقین علیہم السلام کما ہو التحقیق عند المحققین اور پوشیدہ نہیں کہ اتباع سنن سابقین میں اگر کل سابقین تا آدم مراد ہیں تو تحلیل و تحریم میں بڑا تفاوت ہے اور اگر بعض مراد ہیں تو بلا دلیل تخصیص ہے اور علی ہذا سنن سے شرائع کے ارادہ میں بھی ماؤں وبہنوں و دختروں کے حرام ہونے کی تخصیص بلا دلیل ہے جیسا کہ بعض نے ذکر کیا اور اظہر معنے میں یوں تھا کہ ۔ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ صاف بیان فرما دے تمہارے لیے یعنے تمہارے شرائع و مصالح کو اور ہدایت دے تمکو تمہارے دین کی ان راہوں سے کہ جیسے اگلوں کو ہدایت دی ۔ پس نصب سنن بمانند اعراب بالع یا مصدر بہت ہے اور اس امت مرحومہ پر احسان کثیر ہے کہ طرق ہدایت سابقین اس امت کے لیے جمع فرمائے واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے معنے اول ہی لکھے ۔ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ یرجع بکم عن معصیۃ التی کنتم علیہا الی طاعۃ اور رجوع کرے تمکو ف اس گناہ کے کام سے جسپر تم پہلے تھے اپنی فرمانبرداری کی طرف کو ۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۔ بکم ۔ اور اللہ تعالیٰ علیم ہے ف تمہارے حال کا حَكِيْمٌ ۔ فیما دبرہ لکم ۔ حکیم ہے ف جو تمہارے واسطے تدبیر مقرر فرمائی عین حکمت ہے ۔ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمپر رحمت کے ساتھ رجوع فرماوے ۔ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۔ حالانکہ جو لوگ شہوات کے درپے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی میل عظیم کر جاؤ ف حتی کہ ان شہوات پرستوں کی طرح مشرک بدکار ہو جاؤ ۔ شہوات کی پیروی کرنیوالوں سے مراد یہود و نصاریٰ و مجوس ہیں یا زناکار لوگ ہیں ۔ کمالین میں کہا کہ یہودی لوگ ان بہنوں کو جو فقط باپ کی طرف سے ہوتی ہیں حلال رکھتے اور بھائی بہن کی بیٹیوں کو بھی حلال جانتے تھے ۔ اور بعض نے ذکر کیا کہ مجوسی دختر کو اور بعض احوال میں ماں کو حلال رکھتے تھے اور مراد مجوس سے آتش پرست ایرانی جو زردشت کے دین پر تھے ۔ اور شہوات سے یہاں مراد وہ خواہشیں ہیں جو حرام و ممنوع ہیں نہ وہ خواہشیں جو مباح ہیں اسی سے ان لوگوں کی مذمت ہے کہ شہوت پرست لوگ چاہتے ہیں کہ ان تمیلوا الخ ای تعدلوا عن الحق بارتکاب ما حرم علیکم فتکونوا مثلہم کہ تم بھی عدول کرو راہ راست سے بایں طور کہ مرتکب ہو ان امور کے جو تمپر حرام کیے گئے تاکہ تم بھی انھیں کے مثل ہو جاؤ ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۔ فیسہل علیکم احکام الشرع ۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمپر تخفیف کرے ف یعنے شرع کے احکام تمپر آسان کر دے چنانچہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیے کما قال ویضع عنہم اصرہم ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ملت حنیفیہ سہلہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں ۔ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۔ لا یصبر عن النساء والشہوات اور انسان تو ضعیف پیدا کیا گیا ہے ف یعنے ایسا کمزور ہے کہ اسکو عورتوں و خواہشوں سے صبر نہیں ہوتا ہے پس ضعیف بمعنے آنکہ عاجز ہے اپنے نفس پر صبر کی قدرت نہیں رکھتا

Marfat.com

اور بعض نے کہا کہ اصل خلقت میں ضعیف ہی کیونکہ مادہ میں نطفۂ ضعیفت سے پیدا ہی - اور سعید بن المسیب رض باوجود اسّی برس کے سن ہونے کے
عورتون کے فتنہ سے خائف تھے اور حدیث میں یہ مضمون ہی کہ مرد قوی دلیر جو اوامر شرائع پر مضبوط ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہی - اور
مجاہد وغیرہ نے فرمایا کہ قولہ خلق الانسان ضعیفا پس تخفیف اسکے واسطے مناسب ہوئی کیونکہ فی نفسہ بھی ضعیف اور اسکا عزم وہمت بھی ضعیف
اور یہ ہر دو قول اول کو جامع ہی اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ عورتون کے معاملہ میں ضعیف ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اور قصۂ معراج میں جو صحیح وغیرہ
مین ہے جب آنحضرت صلعم کی امت پر پچاس نمازین فرض ہوئین اور سال بھر کے روزے اور موسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر آپ نے بیان فرمایا تو
موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاوین اور اس سے تخفیف کی درخواست کرین کیونکہ آپ کی امت ضعیف ہے
اسکی طاقت نہین رکھتی - مین نے آپ سے پہلے لوگون کو اس سے کمتر سے امتحان کیا مگر وہ عاجز ہوگئے اور آپ کی امت کا تو یہ حال ہی کہ انکے کان
و آنکھین و دل زیادہ ضعیف ہین تا آخر حدیث - ہکذا اوردہ ابن کثیر اور توجیہ مناسب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے جنس انسان کو ضعیف پیدا
کیا پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ضعیف الخلقت ہی فافہم - اور یہ آیات منجملہ اُن آیات کے ہین جنکے فضائل ابتدائے سورہ مین
حضرت ابن عباس رض و ابن مسعود سے مذکور ہو چکے ہین (التنبیہ) قال المترجم اسی سے بعض فقہائے استدلال کیا ہی کہ تتبع رخص مطلقا
جائز ہی یعنے تلاش کرکے چھانٹ چھانٹ کے وہ افعال اختیار کرنا جو شرع مین آسان اور دہانتاً رخصت ہی اگرچہ اس سے زیادہ مشقت کا فعل
عزیمت ہی مثلاً بعض کے نزدیک سفر مین روزہ رکھنا عزیمت ہی اور نہ رکھنا و قضا کرنا رخصت ہی ایسے ہی دیگر مسائل ہین اور دارمی رحمہ نے آثار صحابہ
سے روایت کیے کہ پاکیزہ صفات بے تکلف آسان کرنیوالے شرع کے تھے اور حدیث صحیح مین ہی کہ تم لوگ آسانی کرنیوالے کیے گئے ہو اور سختی
کرنیوالے نہین کیے گئے ہو - اور یہی سلف رضی اللہ عنہم سے عام کیواسطے معروف ہی اور توضیح مترجم نے عین الہدایہ مین لکھی ہے ف
اشارات العرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ یرید اللہ لیبین لکم - یعنے جو علوم غیبی و الہام الٰہی و حقائق شریعت تمپر مشکل ہوگئے ہین انکو تمہارے قلوب کے
واسطے مصرح فرمادے تاکہ مریدین تمہاری پیروی کرین اور صادقین تمسے استفادہ حاصل کرین اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ تمہارے امور سے تمہاری
طرف کوئی امر بھی محول نہین ہی قال المترجم اشارہ اس طرح نکلا کہ اللہ عزوجل نے جمیع شرائع و مصالح کا بیان اپنی طرف سے رکھا تو
اشارہ ہی کہ انکو خود کسی امر مین اہتدا نہین ہی - اور حضرت استاد رحمہ نے فرمایا کہ تمکو کشف فرماوے اپنے اسرار تاکہ جو تمہارے غیرون پر
پوشیدہ رہے وہ تمکو حاصل ہون قال المترجم یہ جو معنے معروف ہین کہ علمائے امت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام بمانند
انبیائے بنی اسرائیل ہین یہ معنے صحیح ہین اگرچہ اس کو حدیث کہنا موضوع ہے ولیکن یہ معنے اخبار صحیحہ سے استنباط ہوے ہین
اور معنے اسکے یہ نہین ہین کہ انکو مرتبۂ نبوت مین انبیائے سابقین علیہم السلام سے مساوات ہی کیونکہ یہ علاوہ بے ادبی و گستاخی کے خود غلط ہی
کیونکہ نبوت اختیار ازلی تھی اور وہ فضل الٰہی محض تھا اور حکمت و حقائق امور سے اللہ تعالیٰ ہی دانا تر ہے کہ وہ اپنی رسالت کہان رکھتا ہی
بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انکشاف و ظہور علوم مین یہ لوگ انکے مانند ہین اور یہ مستبعد نہین کیا تو نہین دیکھتا کہ خضر علیہ السلام کی نبوت مین علماء
مختلف ہین باوجودیکہ انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم حاصل تھا جو نبی اولوالعزم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہ تھا و قد قال تعالیٰ
وعلمناہ من لدنا علما - پس شیخ اکبر نے فصوص و فتوحات وغیرہ مین صریحاً و دلالۃً بیان کیا کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
اتم واکمل ہی و علوم غیب مین سے جہانتک بندون کو اطلاع دینا ارادہ قدیم حضرت عزت عزوجل مین مقرر ہوا تھا وہ تمام وکمال آنحضرت صلعم کو
منکشف ہوے اور وہ بمرتبۂ نبوت حقائق تھے اور آپ کے قدم پر جو ہر زمانہ مین ایک خاص ولی ہوتا ہی اسکو بمرتبۂ ولایت انکشاف ہوتا ہے

اور یہ آیہ کریمہ ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے اسکا اشارہ بیانات لطیف و وجوہ معقول سے ذکر فرمایا اور حدیث جسمین بیان ہی کہ
مالک نے ایک مکان نہایت پاکیزہ بنایا اور اسمین ایک اینٹ کی جگہ ناقص چھوڑ دی تو لوگ اسکے گرد پھر کر اسکی خوبی پر تعجب کرتے اور خالی اینٹ کا
حال منکشف ہوتا تھا اور اسکو آنحضرت صلعم نے اپنی ذات مقدس سے پورا ہونا بیان فرمایا اس مثل سے یا اشارہ اظہر منکشف ہی پس کرام امت آنسرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم پر وہ مقامات منکشف ہوے جو اور ونپر منکشف نہوتے تھے **قولہ** ویہدیکم سنن الذین من قبلکم سنن سابقین سے اشارہ یہ کہ انبیا علیہم السلام کے معارف کی
راہین اور صفیا کے کواشف و انکے مقامات و حالات و ریاضات کے طریقے ۔ بعض نے کہا کہ انبیا و صدیقین کی راہین ان بزرگونکی راہین یہ ہین کہ تفویض و تسلیم اور
مقدور پر رضا خواہ انکو خوش آوے یا ناگوار گذرے یعنے اخلاق حمیدہ انکی راہین ہین **قولہ** واللہ یرید ان یتوب علیکم مترجم کہتا ہی کہ یہان ناقص آدمی کو وہم
گذرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہی زمانہ حال مین حالانکہ اسکا ارادہ قدیم ہی یہ بات ہی تو شیخ نے اثنار بیان مین اسکو بھی دفع کردیا کہ ارادہ الٰہی قدیم ہی
اور ہماری لغزش و خطاکاری حادث ہی اور ہمارے گناہ سے مراد یہ ہی کہ ہمارا اسکی طرف رجوع کرنا بایں صفت ہو کہ وہ پاک بے نیاز ہمپر استقبال
فرماوے اور یہ اسکی کمال محبت اپنے بندونکے ساتھ ازل ہی مین ہی **شیخ** نصرآبادی نے فرمایا کہ تیرے واسطے اسنے توبہ کا ارادہ فرمایا پس تجھپر رجوع
کیا اور اگر تو اپنے نفس کے واسطے ارادہ کرتا تو شاید محروم ہوتا **قولہ** تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم ۔ یعنے تم سے معصیت کے بوجھ ہلکے
فرماوے بشرطیکہ تم اسکے احکام کو اسکی مراد کے موافق بجالاؤ ۔ اور جان رکھنا چاہیے کہ جب بندہ قبول حکم الٰہی کیواسطے اسکی طرف رجوع کرتا ہے
تو اسکا نفس اسپر بوجھ ہو جاتا ہی یعنے یہ تو بہت گران ہی پھر جب بندے نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر صبر کیا اور ثابت رہا اور بندگی بجالایا تو
اللہ تعالیٰ اس سے یہ نفس کا بوجھ دور کرکے ہلکا کردیتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسپر ہلکی ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طاعت و حکم اور فرمان کے ساتھ ربوبیت کا بوجھ ہی چنانچہ فرمایا انا سنلقی علیک قولا ثقیلا
پس اللہ تعالیٰ اپنے عارف بندے سے مقام مشاہدہ مین عبودیت و ربوبیت دونون کا بوجھ اُٹھا دیتا اور دونون اسپر آسان کردیتا ہے
اور اپنی خاص قوت سے اسکے لیے برداشت دیتا ہی ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے علم ان سیکون منکم مرضیٰ اور فرمایا ۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن
لتشقیٰ اور اسکی تصدیق ہی قولہ خلق الانسان ضعیفا ۔ اور بعض نے فرمایا کہ اشارت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمپر سے بوجھ ہلکے کردے
کیونکہ وہ تعالیٰ دانا ہی کہ تم ضعیف و جاہل ہو ۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمپر سے وہ بوجھ ہلکا فرماوے جو تمنے اپنی جہالت سے
اُٹھایا یعنے بہت بھاری امانت جو اُٹھائی ہی اسکا بار گران آسان فرماوے **قال المترجم** اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا انا عرضنا الامانۃ علی السموات
والارض والجبال الآیہ ۔ جسکا حاصل یہ ہی کہ اس امانت کو انسان ظلوم و جہول نے یعنے جو اپنی جان پر سخت ظالم ہی اور کمال جاہل ہی اس بار امانت
کو اُٹھا لیا اب بمقتضاے کرم عمیم و لطف قدیم کے اشارہ فرمایا کہ تمنے اس بار امانت کو اُٹھایا مگر جہالت ہی کہ قدیم کو حادث کی وجہ سے نہین
اُٹھا سکتا ہی یہ تمھاری جہالت تھی مگر ہم تخفیف کرتے ہین اور یہ ارادہ قدیم تھا اور چونکہ تخفیف کی رحمت خاص اس امت کے ساتھ ہی اور دلائل
اسکے خود احادیث صحیحہ مین کثرت سے موجود ہین اسی سے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ تم سے امانت گران کی تکلیف ہلکی
کرنا چاہتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ تمسے مجاہدہ کرنے کے رنج و مشقت کو تمھارے دلون پر انوار مشاہدات منور کرکے ہلکا فرماوے **قولہ تعالیٰ**
وخلق الانسان ضعیفا ۔ یعنے واردات غیبی اور سطوات مشاہدہ و کشف صفات کے تحمل سے ضعیف ہی یعنے غیب کے علوم سے جو اسپر
وارد ہوتے ہین اور مشاہدہ و صفات کی تجلیات اُٹھانے سے ضعیف ہی اور ضعف یہ ہی کہ حیران و متحیر ہو جاتا ہی اور چیخنے چلانے لگتا ہے
اور وجد و حال لاتا ہی ۔ اور بعض نے فرمایا کہ راے و عقل اسکی ضعیف ہی سواے اپنی خاص خاص انسانون کے جنکو نور یقین سے مدد

ملی ہی توانکو قوت خود نہین بلکہ نور یقین سے ہے یعنے یہ صادق ہی کہ کل انسان ضعیف ہین الا بقوت ہدایت الٰہی (عس) بالجملہ تعلقات معیشت وبسراوقات بھی انسان کے لیے لازمی ہین جیسے ذاتی اعتقادات وطاعات فرض ہین پس تعلقات مین اول نکاح ہی تو نکاح بمال کے مسائل ذکر فرمائے اور اسمین اصلی نیت بیان فرمائی پھر میراث کا حکم دیا پھر باہمی تجارت وقرضہ ورہن وغیرہ کو آیات مین بیان کیا تاکہ صلاحیت وسداد سے عدل قائم رہے بقولہ تعالیٰ

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ

اے ایمان والو مت کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ

رضامندی سے اور نہ خون کرو آپس مین اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہے اور جو کوئی یہ کام کرے

عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۝ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۝

تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اسکو آگ مین ڈالینگے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہی

مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مہر وعورتون واسمین حرام وفحش باتونسے ممانعت کے بعد دیگر امور کے محرمات کو بیان فرمایا ازانجملہ ایک دوسرے سے مال لینا فقال تعالیٰ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ اے ایمان والو باہم ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ بطور باطل فسّرہ بالحرام فی الشرع کالربا والغصب یعنے باطل سے مراد حرام ہے ۔ یعنے جس طریقہ کو شرع نے حرام کیا ہی اسطرح مت کھاؤ جیسے سود لینا یا دوسرے کا مال غصب کر لینا ۔ اور حرام شامل ہی مکروہ تحریمہ کو بھی کیونکہ اسکا ترک بھی واجب ہی اور کھانے کی ممانعت سے مراد مطلقاً حاصل کرنے و لینے سے ممانعت ہی اور ذکر کھانیکا اسوجہ سے کہ غالباً مال لینے سے یہی مقصود ہوتا ہے چنانچہ ہمارے محاورہ مین بولتے ہین کہ حرامخوری مت کرو ۔ اور بینکم سے مراد یا تو یہ کہ مسلمانون کے درمیان آپسمین اور یہی ظاہر ہی یا مطلقاً تمام آدمیون سے مراد ہو کیونکہ باطل طور پر کافر کا مال بھی کھانا حرام ہی پس حنفیہ پر تو وارد نہین ہوتا کہ بینکم کی قید سے مفہوم مخالف یہ نکلتا ہی کہ کافرون سے باطل طور پر لینا روا ہی اسوجہ سے کہ حنفیہ مفہوم مخالف کے قائل نہین ہین اور شافعیہ پر وارد ہوتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ یہ قید نہین بلکہ بطریق غالب ہی یا مفہوم مخالف جب معتبر ہی کہ شرائط موجود ہون اور یہان جب مسلمانون مین جو بمنزلہ ایک جان ومختلف قالب کے ہین یہ روا نہین تو کفار سے بدرجہ اولیٰ ناروا ہی یا یہ کہ حرمت ربوا وغیرہ عام ہے پس مفہوم مخالف نامعتبر ہی جبکہ نص صریح ممانعت کی موجود ہی پس جسنے یہان سے یہ نکالا کہ کافرون سے دارالاسلام مین سود لینا روا ہی وہ سخت جاہل ہے اور اسنے بڑی غلطی کی اور ہرگز اسکا قول قبول نہین اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو دوزخی ہی ۔ اور واضح رہے کہ غصب امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک گھر وباغ وزمین وغیرہ مال غیر منقول مین جاری نہین ہوتا ہی اور انکے شاگردون مین سے بعض نے خلاف کیا ہی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ شرعی اکثر حیلے جنسے مقصود حرام خوری ہی اسی مین داخل ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ حیلہ ساز کا مقصد یہی ہی اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ایک کپڑا خریدا اور کہا کہ راضی ہونگا تو لے لونگا ورنہ کپڑا اور ایک درم تجکو واپس دونگا تو فرمایا کہ یہ بھی اکل بالباطل مین شامل ہی دیکھو رواہ ابن جریر ۔ مترجم کہتا ہی کہ ایک مسئلہ مذکور ہے کہ زید نے عمرو سے دس روپیہ قرض چاہے عمرو نے ایک کپڑا کہ جس کی قیمت دس روپیہ تھی اسکے ہاتھ بیچا اور دس روپیہ سے کم کو اس سے خریدا مثلاً آٹھ روپیہ کو خریدا اور اپنے پاس سے اسکو آٹھ روپیہ دیے

Marfat.com

پس اسپر دس ۱۰ روپیہ کپڑے کی قیمت باقی رہی - اس مسئلہ کو بعض نے جائز کہا ہو لیکن اصح قول پر یہ بھی اسی باطل حرام خوری مین داخل ہی
اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی - اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہو کہ یہ آیت قیامت تک منسوخ نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی قال
السیوطی (بسند صحیح) اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی اور عکرمہ و حسن بصریؒ سے مروی ہو کہ جب یہ آیت اُتری تو لوگون نے حرام تصور
کیا کہ کسی کے یہان کھادین پس سورۂ نور کی آیت اُتری ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم الآیۃ - اور یہی قول قتادہ سے مروی ہو اِلَّآ - لکن
اَنْ تَكُوْنَ - تقع - تِجَارَةً - وفی قراءة بالنصب ای تکون الاموال اموال تجارة صادرة - عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ - وطیب
نفس فلکم ان تاکلوہا الا بمعنے لکن ہی اور استثنا منقطع ہی کیونکہ اکل باطل سے تجارت کا استثنار نہین ہو سکتا کیونکہ وہ اکل باطل کی جنس سے
نہین اور نیز الا واقع ہی ان تکون پر یعنے الا کون تجارة اور کون ایک معنے ہین مصدر ما پس الا بمعنے لکن ہوگا اور ان تکون بمعنے ان تقع ہی یعنے کان
تامہ ہی پس تجارة بالرفع ہی جیسے کہ سوائے قرار کوفہ کے باقیون کی قراءة ہی اور اہل کوفہ کے قراءة مین تجارةً بنصب ہی پس الاموال - اسکا اسم
اور اموال تجارة اسکی خبر ہوگی - بہرحال قولہ عن تراض متعلق صادرة کے ہوکر تجارة کی صفت ہی اور معنے یہ کہ دلیکن یہ کہ تجارت ہو جو صادر ہوئی ہو
تمہاری رضامندی سے) یعنے خوشی خاطر سے تو اس صورت مین جو مال ملے وہ کھانا روا ہی - اور منکم مین یہان بھی وہی تاویل ہونا چاہیے جو مذکور
ہوئی کیونکہ تجارت مین تراضی ہونا شرط ہی خواہ مسلمان کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ ہو - اور اللہ تعالیٰ نے فقط تجارت کو منصوص فرمایا
حالانکہ ہبہ و صدقہ وغیرہ دیگر سببون سے جو مال ملے وہ بھی حلال ہی تو اس سبب سے کہ غالباً اسی طور سے حاصل ہوتا اور یہ اکثری طریقہ
تحصیل مال کا ہی اور اسی کو اہلِ مروت اختیار کرتے ہین بخلاف صدقہ لینے کے اور ہبہ خواستگار ہونے کے لہذا تجارت کو منصوص فرمایا
اور باقی اقسام جائزہ مین بھی یہی حکم ہی اور لغت مین تجارت بمعنے معاوضہ ہی اور شرع مین بیع یہ ہی کہ مبادلہ کرنا مال کا مال سے آپس کی
رضامندی کے ساتھ - پس لغت مین عام ہی کسی طور پر معاوضہ ہو اور شرع مین قید تراضی ہی اور مال ضرور ہی کہ عقد کرنے والے کے حق مین
معتبر ہو نہ جیسے مردار و خون کہ انکی بیع باطل ہی اور دیگر شرائط کا محل کتب فقہ ہین مگر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ تراضی یعنے دونون طرف سے
رضامندی ہونا شرط ہی اور رکن اسکا ایجاب و قبول ہی پس ایجاب و قبول کے ساتھ تراضی خواہ ابتدا مین یا انتہا مین لابدی چیز ہی اور
اللہ عزوجل نے اسکو یہان منصوص فرمایا پس ظاہر ہوا کہ جس مبادلہ مین تراضی ابتدا و انتہا مین نہو تو بیع صحیح نہوگی اور بیع اکراہ خارج ہوگئی
یعنے زید نے عمرو پر زبردستی کی کہ خالد کے ہاتھ اپنا غلام مثلاً فروخت کرے ورنہ قتل کرونگا پس اسنے باکراہ بیع کی تو بیع نہوگی کیونکہ تراضی
جانبین سے نہین ہی مدارک مین ہی کہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہی کہ بیع تعاطی جائز ہے یعنی لین دین ہاتھون ہاتھ بدون گفتگو کے ہونا مثلاً ایک
باغبان نے دس دس آم کی ڈھیریان لگائی ہین پھر ایک شخص نے آکر ایک پیسہ اسکو دیا اور ایک ڈھیری لے لی اور باغبان نے پیسے لیا
اور ڈھیری اُٹھانے دی تو یہ بیع تعاطی ہوگئی اگرچہ دونون نے زبان سے کچھ نہین کہا پھر کہا کہ نیز دلالت ہی کہ بیع موقوف مین جب اجازت
پائی جاوے تو جائز ہی یعنی مثلاً زید نے بدون اجازت عمرو کے اسکا غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیع موقوف
ہی پھر اگر عمرو نے اجازت دیدی تو بیع ہو جائیگی ورنہ باطل ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت کریمہ سے شافعیؒ نے استدلال کیا کہ بدون
قول صریح کے بیع نہین جائز ہی کیونکہ صریح تراضی بقول ہی بخلاف تعاطی کے کہ وہ کبھی رضامندی پر دلالت نہین کرتا حالانکہ تراضی ضرور ہے
شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے اسمین امام مالک و ابو حنیفہ و احمد و جمہور فقہا سے اختلاف کیا کیونکہ جمہور کے نزدیک جیسے اقوال کی (لین دین دست بدست ۱۲)
دلالت رضامندی پر ہوتی ہی ویسی ہی افعال کی دلالت بھی رضامندی پر ہوتی ہی پس انکے نزدیک بیع تعاطی مطلقاً صحیح ہے اور بعض نے

تمین سے کہا کہ حقیر چیزون مین بیع بتعاطی رواہی مترجم کہتا ہی کہ شیخ کرخی ؒ حنفیہ مین سے اسی طرف گئے ہین حالانکہ امام محمدؒ نے اصل مین مطلقاً جواز پر تنصیص کی ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے اسکی توجیہ یہ کی کہ محققین مذہب نے بعض وجوہ خارجی سے بنظر احتیاط ایسا کہا ہے ۔ پھر شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ پوری تراضی جب ہی کہ خیار مجلس ثابت ہو ۔ یعنے بعد بیع کے جبتک دونون جدا و متفرق نہین ہوے ایک ہی جلسہ مین موجود ہین تب تک ہر ایک کو اختیار ہی کہ بیع توڑ دے اور حدیث مین ہی کہ ہر دو بیع کرنیوالے اختیار رکھتے ہین تا وقتیکہ باہم متفرق ہون کما فی الصحیحین وغیرہ اور ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ انکو جب کوئی بیع مرغوب ہوتی تو وہان سے چند قدم جاکر پھر جی چاہتا تو واپس آتے تاکہ دیکھر کو بیع توڑنے کا اختیار نہ رہے کما فی الصحیح ایضاً ۔ اور یہی شافعی و ثوری و اسحٰق وغیرہ کا مذہب اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے مروی ہی اور امام مالک و ابو حنیفہؒ نے کہا کہ بیع کا تمام ہونا یہ ہی کہ باہمی رضامندی و زبانی گفتگو سے ایجاب و قبول پورا کر دین اور بعد اسکے پھر کسی کو خیار مجلس نہین رہتا ہی سوا خیار شرط و خیار عیب و خیار رویت کے کہ یہ باقی رہتے ہین ۔ مدارک مین کہا کہ آیت کریمہ بھی دلالت کرتی ہی کہ بعد تراضی بایجاب و قبول کے خیار مجلس نہین ہی کیونکہ آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بعد تراضی کے کھانا حلال ہی یعنے اگر مثلاً زید نے عمرو سے چار آم ایک پیسے کو برضامندی جانبین خریدے تو اب انکو کھا سکتا ہی اگرچہ اسی مجلس مین ہو پھر یہ قید لگانا کہ بعد تراضی کے اسوقت کھا سکتا ہی کہ مجلس سے جدا ہو جاوے یہ نص پر زیادتی ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ زیادتی تو حدیث مذکور سے ہی تو دو جواب ہین اول آنکہ نص کتاب اللہ پر بدون حدیث متواتر یا مشہور یا دوسری نص قطعی کے زیادتی نہین جائز ہی دوم آنکہ حدیث کے معنے یہ ہین کہ بائع و مشتری دونون کو اختیار ہی کہ جبتک آپسمین تفرق نکرین تب تک ہر ایک کو اختیار ہی کہ دوسرے کے کہنے کو قبول کرے یعنے مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ یہ چیز ایک روپیہ کو مین نے تیرے ہاتھ بیچی اگر عمرو نے اختلاف و تفرق نکیا کہ مین نہین قبول کرتا یا مجھے نہین چاہیے یا اتنے کو نہ لونگا تب تک اسکو اختیار ہی کہ چاہے قبول کرلے اسی مجلس مین ۔ اور نیز زید کو بھی اختیار ہی کہ عمرو کے قبول سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کر جاوے ۔ اور تمام کلام فقہ مین ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ جائز ہی تین روز کے خیار کی شرط کرنا بالاتفاق روا ہی پھر وہ بھی نص پر زیادتی ہوگی تو جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ قبول یا ایجاب خود مشروط بشرط خیار ہوتا ہی پس وہ تمام نہین ہوا ہی کیونکہ مثلاً خریدار نے کہا کہ اس شرط سے قبول کرتا ہون کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو ہنوز قبول تمام نہین ہوا ہی کما لا یخفیٰ ۔ ولیکن شافعیہ وغیرہ کہہ سکتے ہین کہ ایجاب قبول پایا گیا لیکن ابھی لزوم نہین ہوا جبتک دونون جدا نہو جاوین جیسے تم بھی کہتے ہو کہ بعض بیع منعقد ہوتی حالانکہ لازم نہین ہوتی ہی اور حق یہ ہی کہ اس مسئلہ مین جانبین سے اجتہادی دلائل موجود ہین جیسے اجتہادی مسائل کا قاعدہ ہی اور ترجیح کے واسطے تحقیق یہ ہی کہ شریعت عامہ یہی الفقہ ہی کہ ایجاب و قبول بتراضی سے بیع تمام ہو جاتی ہی اور خیار مجلس نہین رہتا ہی لیکن یہ تقویٰ نہین ہی کہ جانبین سے اگر اسی مجلس مین ایک اس بیع کو فسخ کرے تو نہ مانے بلکہ اختیار دیدے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اسی تقویٰ پر تھے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث نہین پہونچی جسمین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعاً یہ بھی ممانعت ہی کہ جدا ہو کر بیع لازم نہ کرے بلکہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ تو اپنے ساتھی سے کہتے کہ میرے نزدیک دامون سے یہ متاع مرغوب ہی پس تو پسند کرلے ۔ نکتہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے واسطے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے " لہٰذا اس سے کہتے کہ مین تو اس متاع کو پسند کرتا ہون پس حاصل یہ ہوا کہ عوام تو ہر روز جھگڑے لاوین اگر خیار مجلس پاوین لیکن اہل تقویٰ کو چاہیے کہ ہمیشہ ایسی رضامندی کو مقدم رکھا کرین واللہ تعالیٰ اعلم ۔ الحاصل شرع نے حلال طریقہ سے مال کھانیکی اجازت دی اور منع کیا کہ باطل طریقون سے ایک دوسرے کے مال مت کھاؤ ۔ **وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ** ۔ اور اپنی جانونکو مت مار ڈالو ف بارتکاب ما یؤدی الی ہلاکہا ایاما کان فی الدنیا والآخرۃ یعنے اپنی جان کے دشمن اسطرح مت ہو جاؤ کہ ایسے امور کے مرتکب ہو جس سے انجام کو خواہ دنیا ۔ یا آخرت مین تمھارے نفس کی ہلاکت ہی

مثلاً زنا کروگے تو سنگسار ہوکر دنیا ہی مین ہلاکت ہی اگر دل مین منافق رہو تو قبر مین عذاب ہو ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا
فی منعه لکم من ذلک ۔ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی ف کہ اسنے تمکو اس سے منع فرمایا ۔ اور بعض نے کہا کہ لاتقتلوا انفسکم سے یہ مراد ہی کہ ایک
دوسرے کو قتل مت کرو یعنے ناحق اور انفسکم اسلیے کہا کہ وہ دین اسلام مین متحد مثل ایک جان کے ہین اور اشعار ہی کہ بھائی مسلمان کو قتل کرنا
گویا اپنا قتل ہی اور ایذان ہی کہ انکو چاہیے کہ ایسے متحد رہین آپس مین جیسے ایک جان ۔ اور بعض نے کہا کہ خاص اپنی جان کو ہتھیار مارکر یا زہر وغیرہ
کھاکر قتل کرنے سے ممانعت ہی اور بعض نے کہا کہ گناہ سمیٹنے سے ممانعت ہی کہ انجام کار آخرت مین اپنی جان کی ہلاکت ہی مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ آیت
کریمہ ان سب کو شامل ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی یہ دلیل ہی کہ ایسے اعمال کرو جن سے رحمت حاصل ہو نہ ہلاکت ۔ اور عمرو بن العاصؓ سے
روایت ہی کہ جب ذات السلاسل کے جہاد مین آنحضرت صلعم نے عمرو بن العاصؓ کو بھیجا تو خود روایت کرتے ہین کہ مجھے رات مین احتلام ہوا اور
سخت سردی تھی تو مین ڈرا کہ اگر نہاؤنگا تو اپنی جان کا قاتل ہوجاؤن پس تیمم کرکے صبح کی نماز مین نے ساتھیون کو پڑھائی پھر جب مدینہ مین
آئے تو حضرت صلعم نے لوگون سے حال پوچھا لوگون نے عرض کیا کہ عمروؓ نے ہمسے اچھی طرح سرداری کا برتاؤ کیا سوائے اسکے کہ ہم کو جنابت کی
حالت مین نماز پڑھائی تو آپ نے فرمایا کہ ای عمرو تو نے جنابت مین ساتھیون کو نماز پڑھائی مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ سخت سردی کی رات
مین مجھے احتلام ہوا مین ڈرا کہ اگر نہاؤن تو خودکشی کرون اور قول اللہ تعالیٰ ۔ ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما ۔ مجھے یاد آیا سو مین نے تیمم
کرکے ساتھیون کو نماز پڑھائی ہی پس حضرت صلعم ہنس دیے اور کچھ نہین کہا سوائے اسکے کہ ارے فقیہ عمرو بن العاص (رواہ احمد وابوداؤد
ونحوہ ابن مردویہ) اور ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا قیامت مین
اسی سے عذاب کیا جائیگا ۔ (رواہ الجماعۃ) اور جریر بن عبداللہ البجلیؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم سے اگلون مین سے ایک مرد کے
زخم تھا اسنے چھری سے ہاتھ کاٹ ڈالا پس خون بند نہوا یہانتک کہ مرگیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اس بندے نے میری طرف خود بہادرت
کی مین نے اسپر جنت حرام کردی (کما فی الصحیحین) یعنے اب سزا اٹھاکر جاوے انشاءاللہ تعالیٰ ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ۔ لے ما نہی عنه
اور جسنے ایسا کیا ف یعنے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت کردی ہی ۔ عُدْوَانًا ۔ تجاوزا محلال ۔ بحالت عدوان یعنے درحالیکہ حلال سے
تجاوز کرنے والا ہو ۔ وَّظُلْمًا ۔ اور درحالیکہ ظالم ہی ف اپنے نفس پر یعنے جسنے ظلم وعدوان سے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت
کی گئی ہے حتی کہ وہ اپنی جان پر خود ظلم کرنے والا ہوگیا تو شرع کی طرف سے بھی اسکا لحاظ نہوگا بلکہ جو کچھ اسنے اپنی جان پر کیا ہے اسکو
بھگتے ۔ بارتکاب ممنوع ہوجاسکے کہ نفس کو معرض عذاب مین ڈالا ۔ فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ ۔ پس اب ہم اسکو داخل کرینگے ۔ نَارًا ۔
یحترق فیھا ۔ ایسی آگ مین جسمین جلتا رہیگا ف اور یہ بعید مت سمجھو ۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۔ ہینا ۔ اور یہ امر اللہ
تعالیٰ پر آسان ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولاتقتلوا انفسکم ۔ اور واضح ہو کہ نفس کو قتل کرنا مجاہدہ وریاضت مین محمود
ہی پھر یہان مقام عالیہ مین کہا اشارہ اگرچہ مقام ابتدا مین تو تفسیر معلوم ہوچکی جواب یہ ہی کہ یہ خطاب ان اولیا کو ہی جو اہل فاہیت انس
ورقح وبسط ہین یعنے اپنے نفوس مطمئنہ کو مجاہدات وریاضات سے مت قتل کرو اور اپنے قلوب روحانیہ پر جالت کی مشقت مت ڈالو
اور اپنی ارواح کو ایسے امور سے ایذا مت دو جو مبتدی لوگون کو لائق ہین اسواسطے کہ یہ امور ارواح عاشقہ کو عالم مشاہدہ مین سیر کرنے
سے روکتے ہین لعنی ابر کی طرح گھر کر اسنے آفتاب انوار مکاشفہ کو چھپا دیتے ہین اور تصدیق ہی اسکی قولہ تعالیٰ ان اللہ کان بکم رحیما ۔ یعنے
ہر امر مین اپنے اولیا پر مہربان تھا کہ مقام مشاہدہ مین انپرسے بھاری بوجھ ہلکے کردیے اور انکے دلون کو اپنے انس سے راحت دی تو نفس

Marfat.com

دیکھتا کہ کیونکر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر سے امر عبودیت آسان کر دیا چنانچہ فرمایا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ تمام رات کا قیام تہجد منسوخ کر دیا اور آمین ظاہر کر دیا کہ قرب و وصل الٰہی حضرت حق تعالیٰ کی رحمت سابقہ سے متعلق ہے کچھ نفوس کی کثرت مجاہدات پر نہیں ہے اہل ابتدا کے لیے اشارہ یہ کہ اپنی فرشتہ خصلت روح کو نفوس امارہ شیطانیہ کی پیروی سے ہلاک مت کرو اسواسطے کہ نفس امارہ شیطانیہ جب اپنی خواہشوں سے سر اٹھاتی ہے اور اسکو غلبہ ہوتا ہے تو نفس روحانیہ کو اسکے پڑوس سے سخت آزار پہونچتا ہے اور معصیت کی تاریکی سے اسکو پردہ میں ڈالتی ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اپنے نفس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ مخالفت احکام کے مرتکب ہو اور یا اپنی طاعات کو کچھ سمجھو شیخ محمد بن الفضلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ نفوس کو اسکی خواہشوں پر چھوڑ دو۔ اور حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا کہ اے لوگ اپنے حظ نفس سے غافل مت ہو جو شخص اپنے حظ نفس سے غافل ہوا اسنے گویا اسکو قتل کر ڈالا قال المترجم حظ نفس سے مراد یہ کہ ہر نفس کیواسطے حصہ کرامت آخرت ہے اور عام میں جو حظ نفس یعنے خواہش نفس ہے وہ مراد نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اپنے نفس کو اسطرح مت ہلاک کرو کہ اسکو کچھ ملاحظہ میں لاؤ یعنے میں کوئی چیز ہوں۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اپنے نفوس سے غافل مت ہو کہ جو اپنے نفس سے غافل ہوا وہ پروردگار سے غافل ہوا اور جو پروردگار سے غافل ہوا اپنے نفس کو قتل کر ڈالا کیونکہ غافل ہر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے قال تعالیٰ

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝

اگر تم بچتے رہو گے کبیرہ چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم اتار دینگے تم سے تقصیریں تمہاری اور داخل کرینگے تم کو عزت کے مقام میں

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ

اور ہوس مت کرو جسمیں بڑائی دی اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل اللہ تعالیٰ کو ہر چیز معلوم ہے

یہ آیت قدسی بھی اس سورہ میں منجملہ ان آیات کے ہے کہ اس امت کو اسپر بہت بڑا شکر یہ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ انکے حق میں نہایت فضل ہے۔ اِن تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم۔ اگر تم ایسے کبیرہ گناہوں سے جو جنسے تمکو منع کیا گیا تو ہم تمہاری بدکرداریاں معاف کر دینگے **ف** کبیرہ گناہ کسکو کہتے ہیں مفسرؒ نے کہا کہ وہی ہے اور دعلیہا وعید کالقتل والزنا والسرقۃ یعنے کبیرہ وہ گناہ ہے کہ جس گناہ پر وعید آئی ہے جیسے قتل ناحق اور زنا کرنا اور چوری کرنا وغیرہ۔ وعن ابن عباسؓ ہی الی السبعمأتہ اقرب۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کبیرہ سب ملا کر سات سو کے قریب ہیں اور بعض نے روایت کیا کہ شرک اور ظاہر اشتراک انواع ہیں سات سو ان انواع کے افراد ہونگے۔ قولہ نکفر عنکم سیاٰتکم۔ ای الصغائر بالطاعات تو اتار دینگے یعنی ساقط کرینگے ہم تمہاری تقصیریں تم پر سے یعنے صغیرہ گناہوں کو بندگی بجالانیسے اتار دینگے کیونکہ اخبار واحادیث وارد ہوے ہیں کہ طاعات بجالانیسے صغیرہ خود بفضل الٰہی اتر جاوینگے پس اہل سنت کے نزدیک معنے آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کروگے تو ہم صغیرہ گناہوں کو تمسے تمہاری بندگی کرنیسے اتار دینگے ورنہ طاعات سے فقط صغیرہ اتر ینگے اور ایک گروہ نے اہل سنت میں سے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا تو نیکیوں سے باقی گناہ اتر ینگے ورنہ کچھ بھی نہ اتر ینگے۔ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا بضم المیم وفتحہا ای ادخالا او موضعا۔ کَرِيمًا ہو الجنۃ۔ اور تمکو داخل کرینگے ہم مدخل کریم میں **ف** جنت میں۔ مدخل بضم میم اکثر ونکی قرات ہے اور بفتح میم نافع کی قرات ہے اور معنے یہ کہ داخل کرینگے ہم تمکو مدخل کریم یعنے ادخال کریم۔ یعنے بندگی کا داخل کرنا یا مدخل کریم یعنے موضع بزرگ میں بہرصورت مراد جنت ہے واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے اس امت مرحومہ کو کرامت دی

کہ اگر کبیرہ گناہون سے پرہیز کرین تو ہم انکو جنت مین بزرگی کے ساتھ داخل فرماوینگے اور صغیرہ گناہونکو انکے روزہ نماز وغیرہ نیکیون کے ادا
کرنے ہی سے کفارہ کردینگے چنانچہ صحیح مین مضمون ہی کہ ایک مرد نے ایک اجنبیہ عورت سے وطی نہین کی بلکہ بوسہ وغیرہ لیا تھا پھر خوف زدہ ہوکر
حضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور حال عرض کیا اور غرض یہ تھی کہ مجھے شرعی سزا دیدی جاوے تاکہ عذاب آخرت سے بچاؤ ہو پھر منتظر رہا یہانتک
کہ حضرت صلعم نے ظہر کی نماز ادا کی پھر اسنے گزارش کی آپ نے پڑھا قولہ تعالی اقم الصلوة طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیئات
الآیہ- اور فرمایا کہ تو نے ظہر کی نماز پڑھی یہی کفارہ ہی اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے فرمادیا کہ یہ میری عام امت کیواسطے ہی اسی مرد مذکور کی
خصوصیت نہین ہی- اور صحیح ہوا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اور جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی گناہونکا
کفارہ ہین- اور معنے یہ کہ ایک نماز شرعی طریقہ سے ادا کی پھر دوسری نماز بھی اسیطرح ادا کی تو انکے درمیان کے صغیرہ باتفاق اہل سنت اتر گئے
یعنے انپر مواخذہ نہوگا اور اگر کسی نماز یا عدم تعلق سے جسکو علم الٰہی محیط ہی کوئی رہگیا تو ایک جمعہ کو اچھی طرح ادا کرکے دوسرے جمعہ کو ادا کرنے سے
اُترجاویگا علی ہذا رمضان کو سمجھنا چاہیے ہی اور اگر گناہ نہون تو اسیقدر درجات بلند ہونگے پس اس نعمت کے شکریہ مین گناہ کبیرہ کے معنے
جان لینے چاہیے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کون کون ہین تاکہ اُنسے اجتناب ممکن ہو- جاننا چاہیے کہ کبائر جمع کبیرہ ہی اور سیات جمع سیئہ اور
سیئہ اگرچہ صغیرہ وکبیرہ دونون کو شامل ہی مگر یہان مقابلہ کبائر سے سیئات بمعنے صغائر ہین- پھر کبیرہ کی تفسیر مین اہل اصول مختلف ہین بعض نے
کہا کہ گناہ سب کبیرہ ہین اور بعض کو جو صغیرہ کہتے ہین تو بہ نسبت اس سے بڑے گناہ کے مثلاً اجنبیہ عورت کا بوسہ لینا جو حرام ہی بہ نسبت زنا کرنیکے
صغیرہ ہی اور زنا بہ نسبت کفر کے صغیرہ ہی اور مانند اسکے **اسفرائینی وجوینی وقشیری** وغیرہم سے منقول ہی اور انھون نے کہا کہ جس کبیرہ
سے تکفیر سیات کا وعدہ ہی وہ شرک ہی بدین دلیل کہ بعض قراءة مین کبیر ما تنہون آیا ہی اور بر تقدیر قراءة کبائر ما تنہون کی مراد انواع کفر و شرک
ہین اور دلیل یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا- ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء تو معلوم ہوا کہ سوا شرک کے سب مغفرت کی مشیت
مین ہین تو شرک سے اجتناب کرے- مترجم کہتا ہی کہ سیئہ کے معنے اگر یہ ہین کہ جسکا فاعل مذمت کیا جاوے شرعاً جو حرام ومکروہ تحریمی تک ہی تو شک
نہین کہ جمیع حرام کبیرہ ہین باین معنی اور انمین باہم بھی تفصیل ہی- پس شرک سب سے بڑا کبیرہ ہی لیکن آیت کریمہ مین اگر وہی مراد ہو تو لازم آویگا
کہ اجتناب شرک سے دیگر سب کبیرہ مانند زنا وقتل وغیرہ مکفر ہونگے بلا توبہ اسواسطے کہ توبہ کی قید نہین اور اگر توبہ کی قید لیجاوے تو شرک بھی توبہ سے
مکفر ہی اسواسطے کہ اسلام کے پیچھے شرک سابق کا مواخذہ نہین ہی- اگر کہا جاوے کہ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک مین بھی وارد ہوتا ہی کہ اگر توبہ
کی قید ہی تو شرک بھی مغفور ہی اگر نہین تو ماسوا شرک بلا توبہ مغفور ہین جواب یہ کہ بلا توبہ مراد ہی اور اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ مر جاوے تو اسکے
دوزخی ہونے پر قطع نہین بلکہ اوتعالی کی مشیت ہی چاہے بخشدے اور عذاب کرے کیونکہ یغفر مادون ذلک لمن یشاء فرمادیا ہی بخلاف قولہ تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کے کہ وعدہ
ہی کہ درصورت اجتناب از کبائر کے دیگر سیات مکفر ہونگے اور خلف وعدہ نہین جائز ہی- واللہ اعلم- ہان یہ البتہ درست ہی کہ کبائر مین بعض دوسرے سے اکبر ہین لیکن یہ لازم نہین کہ سیات
جملہ کبائر ہون فافہم- اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہی جسکو اللہ تعالی نے آگ یا غضب یا لعنت یا عذاب پر ختم کیا رواہ ابن جریر من طریق علی بن طلحة عنہ ونحوہ عن
سعید بن جبیر والحسنؒ- مترجم کہتا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جن گناہونکے حق مین ایسا فرمایا وہ بھی انمین شامل ہین لیکن بنابراسکے جملہ حرام شاید داخل کبیرہ ہونگے کیونکہ بعض کے
ساتھ تنصیص نہین ہی اور یہی صواب ہی کیونکہ عورت اجنبیہ کا بوسہ لینا حرام ہی باوجود اسکے صغیرہ مین شامل ہوا کہ حسنات سے مکفر ہوا کما فی الحدیث- اور حضرت ابن مسعودؓ نے
فرمایا کہ کبائر وہ کہ جنسے اللہ تعالی نے نہی فرمائی اس سورة مین تیئیس آیت تک- اور بعض اہل اصول نے کہا کہ کبیرہ وہ کہ اللہ تعالی نے اسپر حد مرتب کی یا وعید اسکے سزا مین
۳ صریح فرمائی- مترجم کہتا ہی کہ مفسر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی پس قولہ او وعلیہا وعید یعنی وعید شامل ہی حد کو بھی- اور یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ ہی اور تحقیق بمقام مقتضی

Marfat.com

بسط وتطویل ہی اور علمانے احادیث وآیات سے جو کبائر استنباط کیے اور چھانٹے ہین مختصر جہانتک اسوقت ملتے ہین لکھتا ہون ورنہ اسکے بارہ مین مفرد تصانیف جیسے منہیات ابن حجر وہانسے غالبًا سب مل سکتے ہین ۔ اور بغرض اختصار بعض احادیث شریف کا ترجمہ ورنہ بعض سے فقط قدر ضرورت مع حوالہ مذکور ہوتا ہی حضرت ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ عنہما کی حدیث مین ہی کہ پھر حضرت صلعم نے سر مبارک اُٹھایا اس حال سے کہ آپکے چہرۂ مبارک پر خوشی ظاہر ہوئی تو ہمکو سرخ اونٹون سے زیادہ یہ بات بھلی معلوم ہوئی پھر فرمایا کہ نہین کوئی بندہ کہ پڑھتا ہی پانچون نمازین اور رمضان کے روزے رکھتا ہی اور زکوٰۃ نکالتا ہی اور ساتون کبیرہ گناہون سے بچتا ہی مگر آنکہ اسکے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاوینگے پھر اس سے کہا جائیگا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو ۔ رواہ ابن جریر والنسائی والحاکم وابن حبان وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین ۔ اور ابوہریرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بچو تم ان سات گناہون سے جو ہلاک کر دینے والے ہین ۔ عرض کیا گیا کہ کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ۔ اور کسی آدمی کو قتل کرنا مگر آنکہ حق کے ساتھ ہو اور جادو اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا ۔ اور کافرون سے جہاد مین بھاگ نکلنا اور شوہر والیون غافل مومنہ عورتون کو زنا کی تہمت لگانا (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما) اور اس حدیث کے بعض طرق مین مال یتیم اسکے بالغ ہونے تک کھانا اور ہجرت کرکے آنے کے بعد پھر دیہات کو واپس ہو جانا ۔ مذکور ہے اور بعض مین جادو سیکھنا مذکور ہی ۔ رواہ ابن مردویہ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ سات پر تنصیص سے لازم نہین کہ اور نہون مگر انکے نزدیک جو مفہوم لقب کا قائل ہی اور وہ خود ضعیف استدلال ہوتا ہی اور کہا گیا کہ شاید اسوقت تک اسی قدر ہون پھر بڑھتے گئے بہرحال سات کے بعد آٹھوان والدین کا عقوق نوان بیت الحرام کا استحلال یعنے وہان خونریزی وغیرہ جو بے ادبیان ممنوع ہین اسکو حلال کرلینا یعنے بیباک انکو برتاؤ مین لانا یا یہ مراد ہے کہ حرام نجانناراوہ الحاکم ۔ ابوداؤد والنسائی ۔ ابن ابی حاتم ۔ ابن جریر بسند رجالہ ثقات اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے ایک روایت کی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ابن عمرؓ کبائر فقط نو ہونے کے قائل تھے واللہ اعلم ۔ دسوان جھوٹی گواہی (فی الصحیحین) اور حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ یارسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہی فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنادے حالانکہ اسنے تجھے پیدا کیا ہی ۔ مین نے عرض کیا کہ پھر کون ہی فرمایا کہ تو اپنے فرزند کو قتل کر ڈالے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ کھاویگا عرض کیا پھر کون فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ۔ والذین لایدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ ۔ (بخاری ومسلم) شراب پینا (ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص وقال ابن کثیر غریب) یمین غموس (بخاری والترمذی واحمد والنسائی وابن ابی حاتم) ماں باپ کو گالی کھلوانا اسطرح کہ دوسرے کے ماں باپ کو کہنا کہ وہ کہنے والے کے ماں باپ کو گالی دیوے (ابن ابی حاتم والبخاری وفی روایۃ من اکبر الکبائر (وکذا رواہ مسلم والترمذی) (وفی الصحیح مومن کو گالی دینا فسق ہی اور اسکے ساتھ قتال کرنا کفر ہی) اکبر کبائر مسلمان کی آبرو ریزی اور ایک گالی کے عوض دو گالیان دینا (رواہ ابن ابی حاتم وابوداؤد وابن مردویہ) دو نمازین جمع کرنا بدون عذر کے مثلًا ظہر وعصر یا مغرب وعشا کو بلا عذر جمع کرنا ۔ رواہ الترمذی عن ابن عباس مرفوعًا جسنے دو نمازین بغیر عذر کے جمع کین وہ ابواب کبائر مین سے ایک دروازہ پر آیا ۔ ترمذی نے بعد روایت حدیث کے کہا کہ حنش یعنے ابوعلی الرحبی نام انکا حسین بن قیس ہی وہ اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہین امام احمد وغیرہ نے ان کو ضعیف کہا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکو ابن ابی حاتم نے دوسری سند سے یون روایت کیا ۔ حدثنا الحسن بن محمد بن الصباح حدثنا اسمٰعیل بن علیہ عن خالد الحذاء عن حمید بن ہلال عن ابی قتادہ یعنے العدوی ۔ کہا ابوقتادہ نے کہ پڑھا گیا ہم لوگون کو سنانے کو خط حضرت عمرؓ کا جسمین تھا کہ کبائر مین سے یہ بات ہی کہ بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرے اور جہاد مین کفار سے لڑنے کی حالت مین بھاگ نکلے اور نہبہ کرے ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ اسناد صحیح ہی اور غرض یہ ہی کہ جب وعید ایسے شخص کے حق مین ہی جو بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرلے خواہ عصہ کو

ظہر کے ساتھ جمع کردے یا برعکس ۔ خواہ مغرب کو عشا کے ساتھ یا برعکس تو اس سے جب وہ مرتکب کبیرہ ہوتا ہی تو جو شخص بالکل نماز ہی چھوڑ دے اسکے
حق مین تیرا کیا گمان ہو اسیواسطے حدیث صحیح مین ہی کہ بندے و شرک کے درمیان فرق نماز ہی یعنے نماز چھوڑ دی تو کچھ فرق نہ رہا اور اگر پڑھی تو مشرک
نہین ہی ۔ اور سنن مین مرفوعاً ہی کہ فرمایا ہمارے اور مشرکون کے درمیان عہد ترک نماز ہے جسنے نماز چھوڑی وہ کافر ہوا مترجم کہتا ہے یعنے بڑا
کبیرہ گناہ قریب کفر ہے اور فرمایا کہ جسنے نماز عصر چھوڑی (یا جس سے نماز عصر چھوٹ گئی) اسکے اعمال مٹ گئے ۔ اور فرمایا جس سے نماز عصر
فوت ہوئی گویا اہل و مال سے چھوٹ گیا (کما فی الصحاح) بست [۲۲] و سوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیخوف
ہونا (رواہ ابن ابی حاتم و بزار عن ابن عباس مرفوعاً اور بیخوفی کے حق مین ہی کہ یہ اکبر الکبائر ہی **قال ابن کثیر** فی رفعہ نظر والاشبہ الوقف وکذا
عن ابن مسعود رضہ موقوفاً ۔ رواہ ابن جریر (وہو صحیح بلا شک) بست [۲۴] و چہارم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا (عن ابن عمر موقوفاً) (کہا کہ یہ اکبر الکبائر
ہی رواہ ابن مردویہ **قال ابن کثیر** غریب جدا) ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ زنا و چوری ۔ یعنے عمداً زنا کرنا اور امام ابو حنیفہ رح کے مسلک پر کم سے کم دس درم یا اسکے
برابر مال چوری کرنا (احمد و نسائی و ابن مردویہ) ۲۷ ۔ وصیت مین وارثون کی ضرر رسانی کرنا (عن ابن عباس موقوفاً قال ابن ابی حاتم صحیح عنہ)
۲۸ ۔ غلول ۔ یعنے مال غنیمت سے چرانا (رواہ ابن جریر مرفوعاً و **قال ابن کثیر** فی اسنادہ ضعف وہو حسن و عن علی رض من قولہ) [۲۹] جماعت اسلام سے
باہر ہونا اور صفقہ توڑنا (ابن ابی حاتم) عن ابن مسعود رض من قولہ فرمایا کہ اول سورہ نساء سے تیس آیات تک کبائر مذکور ہین (ابن جریر) عن
بریدہ رض من قولہ سیراب کرنیکے بعد زائد پانی دوسرے مسلمان سے روکنا اور جفتی کے لیے نر جانور کو نہ دینا الا باجرت (ابن ابی حاتم) اور پانی و
گھاس تو صحیحین مین مرفوع روایت ہی ۔ عن عائشہ رضہ عورتون سے جو عہد لیے گئے ہین یعنے قولہ تعالیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئاً ولا یسرقن
الآیہ مین سب کبائر ہیچ ہین (ابن ابی حاتم) عن ابن عباس رض ایک مرد نے انسے کہا کہ کبائر کتنے ہین فرمایا کہ وہ سات سو تک بھی سات سے
زیادہ قریب ہین (یعنے سات کا عدد کم شمار کرتے ہو تو کبائر اسقدر ہین کہ سات سو انکی بہ نسبت ایسا ہی کم عدد ہی) پھر فرمایا ہان بات یہ ہے کہ
استغفار کے ساتھ تو کوئی کبیرہ نہین اور اصرار کرے اور برابر بیباکی سے برتے جاوے تو کوئی صغیرہ نہین یعنے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاوے گا (رواہ
ابن ابی حاتم) اور مغیرہ رح سے روایت ہی کہ کہا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کبیرہ گناہ ہے یعنے یہ بات علمائے سلف مین
معروف تھی (رواہ ابن ابی حاتم) **شیخ ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ ایک گروہ علمائے مجتہدین مین سے اس طرف گیا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بدگوئی سے
یاد کرنا کفر ہے ۔ اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور محمد بن سیرین تابعی جلیل فرماتے ہین کہ مین نہین گمان کرتا جو ابوبکر رضہ سے بغض رکھتا ہو کہ
وہ رسول اللہ صلعم کو دوست رکھتا ہی (رواہ الترمذی) پھر **ابن کثیر** رح نے سلسلۂ ذکر مین بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
ان لوگون کے لیے ہی جو کبیرہ گناہ والے بلا توبہ مرے ہین ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت انس بن مالک اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے
مرفوع روایت کی کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے ہی ۔ لیکن اسکی اسنادمین جتنے طرق سے مروی ہے سب مین ضعف ہی
سوائے ایک طریق کے جو عبد الرزاق سے ہے کہ اخبرنا معمر عن ثابت عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاہل الکبائر من امتی
یعنے میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہگارون کے واسطے ہی ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد بشرط بخاری و مسلم صحیح ہی اور اس حدیث
کو امام ترمذی نے منفرداً من طریق عبد الرزاق روایت کر کے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاہد اسکے معنے کا صحیح کی حدیث مین ہے کہ
حضرت صلعم نے بعد ذکر شفاعت کے فرمایا ۔ اترونہا للمومنین المتقین لا ولکنہا للخاطئین والمتلوثین ۔ یعنے کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ شفاعت متقی
مومنون کے لیے ہوگی ۔ نہین ولیکن خطاکارون اور متلوثین کے لیے ہوگی ۔ اللہم ارزقنا شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر المواخذۃ ۔

لله منفرزند بودن از شکم مادر عن العزہ ممن (۱۲)

دانت ارحم الراحمین۔ پھر شیخ ابن کثیرؒ نے کبیرہ کے معنی میں اختلافات کے بعد مذکورۂ بالا تعداد سے چند اور زیادہ نقل کیے یعنے رمضان میں بلاعذر روزہ نہ رکھنا اور جھوٹی قسم اور قطع رحم یعنے ناتا توڑنا۔ ناپ تول میں ڈنڈی مارنا مسلمان کو ناحق مارنا۔ رسول اللہ صلعم پر جان بوجھکر جھوٹ باندھنا۔ حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بد کہنا۔ رشوت لینا سلطان وقت سے لگائی بجھائی کرنا۔ زکوٰۃ نہ دینا باوجود قدرت کے امر بمعروف ونہی از منکر چھوڑنا۔ قرآن سیکھ کر بھول جانا۔ جاندار حیوان کو آگ سے جلانا۔ عورت کا اپنے خاوند سے بے سبب باز رہنا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اہل علم وحاملان قرآن کی بدگوئی کرنا۔ عورت سے ظہار کرنا۔ اور بغیر تعین فاقہ کے بدون ضرورت کے سور کا گوشت یا مردار کھانا۔ رافعیؒ نے کہا کہ ان میں سے بعض میں توقف کو گنجایش ہے اور میرے شیخ استاد حافظ ذہبیؒ نے قریب ستر کے جمع کیے ہیں اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ کہ جسپر شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے مخصوص دوزخ کی وعید فرمائی جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا تو تعداد بہت ہو جائیگی اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ جس سے شارع علیہ السلام نے نہی فرمائی تو اور بھی زیادہ تعداد ہوگی مترجم کہتا ہے کہ سراج میں بعض دیگر مذکور ہیں۔ مسلمان کو عمداً قتل کرنا یا اسطرح جو مشابہ عمد کے ہے۔ لواطت کرنا خواہ عورت سے ہو یا مرد سے۔ پھر صغیرہ گناہوں میں سے بعض کو بیان کیا کہ منجملہ صغائر کے یہ ہیں غیبت کرنا جو سوائے اہل علم وحافظان قرآن کے ہو ورنہ کبیرہ ہے اور حرام نظر ڈالنا۔ ایسا جھوٹ بولنا جسمیں کسیکا ضرر نہیں ورنہ حد لازم آتی ہے اور لوگوں کے گھروں میں نظر ڈالنا مثلاً کسی روزن سے یا اونچی جگہ چڑھکر۔ اور تین روز سے زیادہ بھائی مسلمان سے میل چھوڑنا۔ اور کثرت سے نالشیں دائر کرنا الا آنکہ اسمیں حق شرعی کی رعایت رکھے نماز میں ہنسنا۔ نوحہ کرنا مصیبت میں کپڑے وگریبان پھاڑنا۔ مکر ناکر چلنا۔ فاسقوں کے جلسہ میں بیٹھنا مسجد میں لڑکوں ومجنون کو جنسے غالباً نجاست کا گمان ہے داخل کرنا مترجم کہتا ہے کہ کبیرہ گناہوں کی تعداد میں چاہیے تھا کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی شمار کیا جاوے یعنے صغیرہ پر اڑے رہنا اور صحیح سے ثابت ہوا کہ جسنے توبہ کی وہ اصرار کرنیوالا نہیں رہا۔ اور کبیرہ بنا بر اس قول کے کہ آگ دوزخ کی اسپر وعید ہو بہت ہونگے مثلاً ٹخنوں سے نیچی ازار پہننا وغیرہ۔ پھر واضح رہے کہ شرع میں بعض افعال ایسے ہیں کہ بجز رد وہ دین میں ہیں اور کسیکو روا نہیں کہ انکے بجا لانے پر معذور رکھا جاوے جیسے نماز وروزہ حج وزکوٰۃ وغیرہ پھر ایسے افعال کے سوائے باقی میں اعتقاد کی قید لائق ہے مثلاً جسکے نزدیک ضرورت کے حال میں شراب پی لینا روا ہے وہ اسطرح شراب پینے پر مرتکب کبیرہ شمار نہیں ہوگا۔ اور نیز جاننا چاہیے کہ بنابریں افعال قلب اسمیں داخل ہونا ضروری ہیں مثلاً کہا جاوے کہ تکبر کرنا کبیرہ ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فیہما ادخلتہ ناری پس تکبر پر دوزخ کی وعید ہے تو کبیرہ ہے۔ اور یہیں سے تجھے حضرت ابن عباسؓ کے قول کا پتا ملیگا کہ شمار کبیرہ سات سو تک قریب ہے فافہم۔ الحاصل آیت میں ارشاد ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں سے بچو تو تمھارے صغیرہ گناہ عفو کیے جاوینگے۔ پھر باہمی حسد وبغض سے خاصکر منع فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ**۔ اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اسکی تمنا مت کرو۔ ف من جہۃ الدنیا او الدین لئلا یؤدی الی التحاسد والتباغض۔ یعنے تفضیل از راہ دنیا ہو یا از راہ دین ہو جس چیز سے ہو اسکی تمنا مت کرو تاکہ ایسا نہو کہ آپسمیں حسد کرو اور ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگو۔ تمنا ایک قسم ارادہ کی ہے جو زمانہ آیندہ سے متعلق ہوتا ہے اور استعمال اسکا شدت آرزو میں ہے اور تلہف وہ ارادہ ہے جو زمانہ گذشتہ سے متعلق ہو کذا فی البحر تاسف ہو بس جس چیز سے دوسری کو فضیلت ہے اسکی تمنا ایک تقسیم پر رضامندی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ وعلم کامل سے انتہا کے موافق بندوں کے درمیان مقسوم ومقدر کی ہے۔ **لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ**۔ ثواب۔ مردوں کے واسطے ایک خاص حصہ ہے۔ **مِّمَّا اكْتَسَبُوْا**۔ بوجہ انکی کمائی کے ف بسبب ما عملوا من الجہاد وغیرہ بسبب جہاد وغیرہ کاموں کے جو مرد کرتے ہیں۔ **وَلِلنِّسَآءِ**

Marfat.com

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ - من طاعة ازواجهن وحفظ فروجهن - عورتون کے واسطے خاص ثواب ہی بسبب اسکے جو انھون نے کمایا فرمانبرداری اپنے
شوہرون کی فرمانبرداری کی اور اپنے فروج کی حفاظت رکھی - یعنے پاکدامن رہین نزلت لما قالت ام سلمة رضی اللہ عنہا - یالیتنا کنا رجالا فجاهدنا وکان
لنا مثل اجر الرجال - نزول اس آیت کا اسوقت ہوا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے اور ہمارے لیے بھی مردون کے
مانند ثواب ہوتا - **مترجم** کہتا ہی کہ یہ عبارت جو شیخ مفسرؒ نے ذکر فرمائی **شیخ ابن کثیر** وغیرہ کی تفسیر مین مجھے نہین ملی مگر آنکہ عبدالرزاق نے معمر
کے طریق سے اہل مکہ کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عورتون نے کہا تھا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے جیسے وہ جہاد کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی
راہ مین لڑتے - رواہ ابن جریر - اور پوشیدہ نہین کہ اسمین تمنا اس چیز کی نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے دوسری کو فضیلت دی ہی بلکہ دوسرے کی
ذات کے مانند ہو جانیکی تمنا ہی مگر آنکہ کہا جاوے کہ مردونکا مرد ہونا انکی فضیلت کا سبب تھا لیکن حسد و تباغض اسپر مستبعد ہی اس جہت سے کہ عورتون کا
منقلب ہو کر مرد ہو جانا ایسی تمنا نہین ہی بلکہ ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ آسمان اگر خوب نیچا ہوتا تو ہم دیکھ لیتے کہ اسکی کیا حالت ہی **شیخ ابن کثیرؒ** نے
ذکر فرمایا کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین اور ہم جہاد نہین کرتے اور ہمارے لیے آدھی میراث مقرر ہی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا
ولا تتمنوا ما فضل اللہ الآیہ - رواہ احمد عن مجاہد والترمذی عنہ عن ام سلمة ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر والحاکم وابن مردویہ عن مجاہد کہ ام سلمہؓ نے کہا کہ
یا رسول اللہ کیا ہم لوگ جہاد نہ کرین کہ شہید ہون اور ہماری میراث کم نہ ہو پس یہ آیت نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - انی لا اضیع
عمل عامل منکم من ذکر او انثی الآیہ - اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ ایک عورت آئی اور رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ مرد کو دو عورتونکے برابر میراث
اور دو عورتونکی گواہی ایک مرد کے برابر ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے یہ میری طرف سے عدل ہی اور مین ہی نے اسکو کیا ہے
رواہ ابن ابی حاتم **مترجم** کہتا ہے کہ معنے آیت کریمہ کے ظاہر ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فریق کے واسطے حصہ مرضی مین کیا ہی اور اسی کو بطریق
استعارہ انکا کمایا ہوا قرار دیا - قتادہؒ نے فرمایا کہ مردونکے لیے انکا کمایا ہوا ثواب وعقاب ہی اور عورتون کے لیے انکا حصہ ہی - اور عورتون کے لیے
بھی مردون کے مانند ہر نیکی کے عوض دس نیکیان ہین - اور بعض نے لکھا کہ عموم آیت کریمہ مقتضی ہی کہ ہر ایسی چیز کی تمنا کرنا جس سے دوسرے کو
تفضیل ہی حرام ہی خواہ اس سے حسد و غبطہ ہو یا نہو اور حدیث شریف مین جو چند امور کی بابت حسد روا آیا ہی اس سے اس عموم کی تخصیص ہو گی اور
حدیث صحیح مین مضمون ہی کہ حسد روا نہین مگر دو باتو مین ایک وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا پس وہ رات مین اور دن مین اسپر قیام کرتا ہی اور دوم
وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا کہ اسکو شب و روز راہ خیر مین خرچ کرتا ہی اور **قرطبیؒ** نے کہا کہ اس ممانعت مین وہ تمنا بھی داخل ہی جو دوسرے کے دین
یا دنیا کے حال کی تمنا کرے باین طور کہ جو دوسرے کے پاس ہی وہ جاتا رہے اور یہی بعینہ حسد ہی اور نیز اسمین یہ بھی داخل ہی کہ مسلمان نے اگر کہین منگنی
بھیجی تو قبل وہان سے انکار ہونیکے دوسرا بھی اپنی منگنی بھیجے یا جسنے کسی سے کوئی چیز خریدنے کی درخواست کی تو قبل انکار کے دوسرا مسلمان اس سے
خریداری کی درخواست کرے کیونکہ یہ بھی حسد و مقت کی طرف داعی ہی - اور امام مالکؒ سے منقول ہی کہ غبطہ بھی نہین روا ہی یعنے دوسرے کے حال کے مانند
اپنا حال چاہنا بدون اسکے کہ دوسرے سے وہ نعمت زائل ہو جاوے - اور جمہور کے نزدیک یہ روا ہی - اور حق یہ ہی کہ جو حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی وہ آیت
کریمہ پر وارد نہین ہوتا ہی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہو گا - **وَسْئَلُوا اللّٰهَ** - ہمزہ و دو بنا یعنے وسلوا بدون ہمزہ بھی پڑھا گیا اور ہمزہ کے ساتھ واسئلوا
بھی آیا ہی **مِنْ فَضْلِهٖ** - ما احتجتم الیہ یعطیکم - اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل مین سے جسکی تمکو احتیاج پیش آوے وہ تمکو عطا فرماویگا
سدیؒ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت ہی کہ چند مردون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہے کہ ہمارا اجر بھی دو چند ہو عورتون کے اجر سے
جیسے ہمارے حصے میراث کے دو چند ہین اور عورتون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہی کہ ہم کو شہیدونکا ثواب ملے کیونکہ ہمکو قتال کی استطاعت نہین ہے اور

اگر ہمپر قتال فرض کیا جاتا تو ہم لڑتے پس اللہ عزوجل نے اس کلام سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ایسی تمنامت کرو لیکن تم مجھسے میرا فضل مانگو۔ اور قتادہؒ سے
اسی کے مانند مروی ہی علی بن ابی طلحہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت مین روایت کی کہ کوئی مرد یون تمنا نہ کرے کہ کاش فلان کے اہل و مال میرے
ہوتے پس اللہ عزوجل نے اس سے منع فرمایا و لیکن اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگے حسنؒ و محمد بن سیرین و عطار و ضحاک سے اسکے مانند روایت ہی
شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہی ظاہر آیت ہی اور اسپر وہ وارد نہین ہوتا جو صحیح مین مروی ہی کہ حسد روا نہین مگر دو باتون مین ایک وہ مرد کہ جسکو
اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اسکو غالب کر دیا کہ اس مال کو راہ خیر مین خرچ کرتا ہی پس کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ کاش میری ملک مین بھی مثل ایسکے ہوتا
جو فلان شخص کی ملک مین ہی تو مین بھی ایسا ہی کرتا تو ان دونون کو برابر ثواب ملیگا تا آخر حدیث۔ اسوجہ سے وارد نہین ہوتا کہ آیت مین جس
بات کی ممانعت ہی وہ حدیث مین نہین بلکہ حدیث مین دوسری بات ہی کیونکہ حدیث مین تو فلان شخص کی نعمت کے مانند اپنے واسطے تمنا کرنا ذکر ہی
اور آیت کریمہ مین بعینہ فلان شخص کی نعمت اپنے واسطے تمنا کرنے سے ممانعت ہی اور عطار بن ابی رباح نے فرمایا کہ نازل ہوئی یہ آیت اس بارہ
مین کہ مت تمنا کرو اس چیز کی جو فلان شخص کی ملک ہی اور نیز ممانعت ہی عورتون کو کہ یہ تمنا نہ کرین کہ مرد ہوتین تا کہ جہاد کرتین۔ رواہ ابن
ابی حاتم۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید عورتون نے اسطرح تمنا کی ہوگی کہ بجائے ان مردون کے ہم مرد ہوتے ورنہ حسد سے صادق نہین کہ مرد بجائے خود رہتے
اور ہم بھی مرد ہوتے مگر آنکہ مراد یہ ہو کہ جو آدمی مونث پیدا ہوا وہ مونث ہی رہیگا اسکی تمنا فلت خنکا اور بیکار ہی کچھ فائدہ مترتب نہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ سے
اسکا فضل مانگو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا ہی اسی حالتین زیادہ ثواب عطا فرماوے فافہم واللہ اعلم۔ اور پہلے مین نے اشارہ کیا کہ یہ آیت کریمہ کے وضع
مین سبب نزول پر موقوف نہین ہین اور حاصل معنی یہ ہین کہ اللہ عزوجل نے جو تم مین سے بعض کو بعض پر فضیلت دی کسی چیز کے ساتھ تو اس چیز کی
اگر اپنے واسطے تمنا کرو تو کیا سمجھکر بس ایسا مت کرو تا کہ ایک دوسرے پر حسد و بغض نہو اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناراضی مین نہ پھنسو اور اللہ عزوجل کے
فضل وسیع مین بدگمان نہو اسواسطے کہ اسکے فضل کثیر مین فقط یہی چیز نہین تھی سو تم اللہ تعالیٰ سے اور اسکا فضل مانگو وہ اپنے بے انتہا خزانہ سے
تمکو عطا فرماویگا خواہ دنیا مین اگر تمھارے حق مین بہتر اور مقدر ہوگا یا آخرت مین کیونکہ اسکی حکمت قدیمہ بالغہ مین ہر شخص کے مناسب اسکو عطا ہوتا ہی
جسکی حکمت وہی خوب جانتا ہی۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دانا ہی ف ومنہ محل الفضل وسوالکم
اور ہر چیز مین سے یہ بھی ہی کہ فضل کے واسطے کون لائق ہی اور تمھارا مانگنا بھی مترجم کہتا ہی کہ فضل یہان دنیاوی و آخروی دونونکو شامل ہی
اور معنے اسکے بڑھتی کے ہین پس آگاہ ہونا چاہیے کہ دنیاوی فضل جس شخص کو دیا گیا وہ کبھی تو کرامت ہوتا ہی جیسے مرد صالح کو مال کثیر دیدیا جو راہ
حق مین خیرات کرتا ہی اور اسیطرف حدیث صحیح مین اشارہ ہی کہ پاک مال مرد صالح کیواسطے بہتر ہوتا ہی۔ اور کبھی پاک مال مرد فاجر کو خاص حکمت سے دیا جاتا ہی
کہ شریعت کے اسرار سے جو ماہر ہی اسکو پہچان لیتا ہی اور کبھی ناپاک مال مانند رشوت و حرام کمائی وغیرہ کا آدمی کے پاس جمع ہو جاتا ہی اور یہ سخت
بدتر ہی کہ بعد اس مال کے کھانے پینے کے کوئی نیکی بھی قبول ہی یا نہین اور فقہانے کہا کہ نہین۔ واللہ اعلم اور کبھی کافرونکو دنیاوی مال بہت کچھ
دیدیا جاتا ہی اور یہ دنیا مین انکا حصہ ہی اور یہ بھی کل کافرون کے لیے نہین بلکہ حکمت الٰہی مین جسکے واسطے ایسا ہو اور بندہ مومن بفراست ایمانی
بسا اوقات اسکو بھی خاص خاص کفار مین ادراک کر لیتا ہی اور کبھی اہل کفر کو انکی سرکشی و گمراہی پر بڑھنے دیا جاتا ہی اور یہ استدراج ہی پس بیان سے
معلوم کر رکھنا چاہیے کہ دنیاوی فضل کسی شخص کی کرامت کی دلیل نہین یعنے ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہی۔
ہان جسکو آخرت کا فضل یعنے تقویٰ و صلاحیت و پرہیزگاری وغیرہ دی گئی ہی وہ قطعاً اسکی کرامت پر دلالت کرتا ہی بشرطیکہ ظاہر و باطن یکسان ہو
واللہ اعلم۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اللہ تعالیٰ سے مانگو البتہ اللہ تعالیٰ

کو پسند ہی کہ اس سے مانگا جاوے اور اللہ تعالیٰ کو وہ بندے بہت پسند ہین جو عافیت و کشایش رہنے کو پسند کرتے ہین رواہ ابن مردویہ
وقد روی الترمذی وابن مردویہ نحوہ عن ابن مسعود رضہ مرفوعاً اور اسمین یون ہی کہ افضل عبادت یہ ہی کہ کشایش ہونیکا منتظر رہے **ف** عرائس البیان
مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ ۔ اشارہ مین یہان کبائر یہ ہین کہ اول جہان مشاہدہ ربوبیت کا محل ہی اپنی عبودیت پر نظر رکھنا
دوم خدمتگزاری مین اسکے عوض پر نگاہ رکھنا یعنے مثلاً جنت و اسکے مانند چیزون کی نظر سے عبادت کرتا کہ وہ ہمکو ملینگی اور یہ اگرچہ اس قسم سے
نہین کہ جسپر جنت و دوزخ کا ثواب یا عذاب ہو مگر درجات عالیہ کی نظر سے ہی ولیکن بعض آدمی جنت چاہتا ہی تو اسکی یہ غرض ہوتی ہی کہ وہان حضور
قرب حاصل ہی اور یہ منع نہین ہی ۔ بلکہ فقط عیش و عشرت مقصود ہو سوم میل کرنا نفس کا کسی غیر کی طرف عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی ہو یعنے غیر
حق عزوجل کیطرف میل کرنا کبیرہ ہی کوئی ہو اور کہین ہو اور شیخ نے جو عرش سے تحت الثریٰ تک کہا تو عام کے واسطے کہ وہ اسکو تمام خلقت خیال
کرتے ہین اور غیر کی طرف میل کرنے کے معنے مکرر اوپر گذر چکے ہین چہارم مقام کرامات مین کہین ٹھہر جانا اور وہان سکون پانا پنجم مقامات مین پہونچنے
سے پہلے انکو اظہار کرنا قولہ نکفر عنکم سیاٰتکم یعنے جوان تاریکیون سے نکل گیا تو جو مقامات اس سے رہگئے ہین انکو پا جاتا ہی اور مشاہدات مین اسکی
نزدیکی بڑھ جاتی ہی چنانچہ فرمایا دیا وندخلکم مدخلا کریما ۔ پس مدخل کریم اشارہ ہی اسکے جمال کے وصال سے پھر لطائف نوال حاصل ہونے سے اور
شیخ ابو تراب نخشبی رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کبائر سے اجتناب کرنیکا حکم دیا پھر یہ فا ۔ بد دعوے ہین اور باطل اشارے ہین اور بدون
حقیقت کے خالی لفظ کا اطلاق ہی معنے یہ ہین کہ مثلاً سبحان اللہ سے تقدیس باریتعالیٰ ہی پس اگر تقدیس کا ظہور نہوا تو خالی لفظ زبان سے
کہا وعلی ہذا القیاس واللہ اعلم ۔ قولہ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض ۔ واضح ہو کہ تمنا اس مقام پر نفس امارہ کا وصف ہی جو چیز دنکو جہالت
کی آنکھ سے دیکھتا ہی اور نفس امارہ کا قصور ہی کہ وہ تمام مقدار کی حقیقت سے جاہل ہی جو ازل مین جو کہ ساتھ حضرت حق عزوجل کے ارادہ
حکیم سے ہر ایک کی قدر و استعداد کے موافق سابق ہو چکی ہین ۔ اور یہ تمنا اسکا وہم اپنی خواہش کی طرف دیکھنے سے ہی بغیر قصد حق کے ۔ اور اگر قلب کا
طلب کرنا روشن مقامات کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے تواضع و افتقار کے ساتھ ہو تو ضرور موجب سائی ہوتا اور یہی فرمایا ۔ واسئلوا اللہ
من فضلہ اور نیز اس آیت مین ان لوگون کو زجر ہی کہ جو مجاہدات اٹھانیسے ضعیف ہین وہ اہل مشاہدات کے مقامات کی تمنا نہ کرین ۔ او بعضو نے
کہا کہ اشارہ یہ کہ بزرگ بندونکے مقامات و منزلت کی تمنا مت کرو کہ وہانتک پہونچ جاؤ حالانکہ تم نے اپنی ابتدائے ارادت مین موافق طریقہ
سنت کے ریاضت کر کے اپنے نفسونکو مہذب نہین کیا اور نہ فاسد و ناکارہ قصد و ارادونسے اپنے اسرار باطنہ کو پاک کیا اور نہ دنیائے فانی کی
طرف مشغول ہونے سے اپنے دلون کو پاک کیا ۔ پھر ان بزرگونکو تو اللہ عزوجل نے ان حالات کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی ہی تم ایسے اعلیٰ
درجات مین کہان پہونچ سکوگے درحالیکہ تم اس حضیض دنی کے تنگ مقامات مین گھرے ہوے ہو **شیخ ابو العباس بن عطا** رح نے فرمایا
کہ اشارہ یہ ہی کہ تم تمنا مت کرو کیونکہ تم کو معلوم نہین کہ تمہاری تمنا کے تحت مین کیا بات ہی اسلیے کہ اسکی نعمتون کے تحت مین آتش محنت ہے اور
آتش محنت کے تحت مین انوار نعمت ہین **واسطی** رح نے اس آیت مین کہا کہ اگر بندہ نے اس چیز کی تمنا کی جو اسکے واسطے مقدر ہو چکی ہی تو حق
عزوجل سے بدگمانی کی یعنے وہ تو ضرور پہونچیگی پھر تمنا گویا بدگمانی ہی اور اگر ایسی چیز کی تمنا کی جو مقدر نہین ہوئی تو بے ادبی ہی کہ مقسوم ناقص
ٹھہرا جاسکے یہ تمنا کی گئی ہی حاصل آنکہ آیت کریمہ مین تمنا سے ممانعت کا اشارہ ہی قولہ تعالیٰ واسئلوا اللہ من فضلہ فضل مانگنے کا حکم دیا اور تمنا سے
منع فرمایا ۔ کیونکہ سوال کرنا و مانگنا تو اسکی جناب مین فقیری اختیار کرنا ہی اور تمنا کرنا امتحان ہی مترجم کہتا ہی کہ تمنا کی مثال یہ ہی کہ اگر ہم مالدار ہوتے
تو خوب خیرات کرتے پس وہ امتحان مین پڑتا ہی اور سوال تو درخواست ہی کہ نعمت زیادہ کردے اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے درگاہ کے طالب

وسالک بندون کو آگاہ فرما دیا کہ اسکی بارگاہ کبریا و جلال کی انتہا نہیں ہی اور اسکے ازلی انعامات نامتناہی ہین اور انکی وسعت کا کوئی پار نہین پاسکتا ہی۔ ارشاد ہوا کہ اے کم ہمتو اور دنی طبیعت والو نقیر کی طرف کیون گرے پڑتے ہو اور نقیر اس باریک جھلی کو کہتے ہین جو خرما کی گٹھلی پر ہوتی ہو یعنے تمام دنیا اس سے کمتر ہی آور درحقیقت یہ مثال فقط سمجھانا ہی ورنہ اتنی بھی نسبت نہین ہی بلکہ کوئی نسبت ہی نہین ہی حاصل یہ کہ اسے کم ہمتو تمھاری نظر اس ہیچ کی طرف کیون ہی میرا فضل بہت وسیع و عطا بے انتہا ہی اگر بلک مارتے ہزار چندین بندے کو دیدون تو میری بادشاہت مین سے ایک ذرہ کم نہو۔ جاننا چاہیے کہ سوال کرنے اور مانگنے کے چند مقامات ہین اور ہر مقام کے واسطے جدا جدا آداب ہین سو انکو جان لینا چاہیے کیونکہ جسنے انبساط کے مقام مین سوال کو چھوڑا اور ہیبت کے مقام مین سوال کیا تو اسنے بے ادبی کی اور نظر الٰہی سے گر جائے گا قال المترجم حدیث صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد مین قرآن مجید پڑھنے کے بیان مین ہی کہ جب رحمت کی آیت آتی تو توقف کرکے وہان اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت آتی جسمین عذاب کا بیان ہی تو ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے نافہم

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ

اور ہر کسیکے لیے ہمنے ٹھہرا دیے وارث اس مال مین . جو چھوڑ جاوین ماں باپ اور قرابت والے اور جو

عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا

اقرار باندھا تمنے اُنکو پہونچا دو اون کا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز گواہ

وَلِكُلٍّ۔ من الرجال والنساء۔ اور ہر ایک کے واسطے ف مردون و عورتون مین سے جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ کردیے ہین ہمنے موالی ف یہ جمع مولیٰ ہی اور اطلاق اسکا چند معنے پر آتا ہی پس آزاد کرنیوالا مولی کہلاتا ہی اور نیز آزاد کیا ہوا بھی مولی کہلاتا ہی اور مددگار و چچا کا بیٹا و پڑوسی اور عصبہ یہ سب بھی مولی کہلاتے ہین اور مراد یہان عصبہ ہین جیسا کہ مفسرؒ نے بیان کیا اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہی اور عصبہ وہ ناتے دار ہی جو ذوالفروض کا حق دینے کے بعد سب مال لے اور صورت ذوی الفروض نہونے کے سب مال لے لے مفسرؒ نے کہا یعطون مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۔ لهم من المال۔ یعنے ایسے عصبہ ہین کہ دیے جاوینگے اس چیز سے جو چھوڑا والدین اور ناتے دارون نے ف انکے واسطے مال مین سے۔ یعنے ما موصولہ سے مراد مال ہی اور یہ تصریح ہی کہ میت یہان والدین واقربین ہین پس حاصل یہ ہوا کہ مردون و عورتون مین سے ہر ایک کے عصبات ہین کہ وہ انکے وارث ہونگے خواہ میت والدین ہون یا اور ناتے دار ہون اور بعض نے ما بمعنے من لیا ای من ترک الوالدان والاقربون ۔ حاصل آنکہ ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کر دیے ان لوگون سے جنکو چھوڑا اور وہ والدین و اقربین ہین تو یہ وارثین ٹھہرے ولیکن اول اصح ہی کیونکہ وجہ دوم کے تکلف سے قطع نظر ما کی تفسیر من المال حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے مروی ہی اور حاصل معنے یہ ہین کہ مرد و عورت ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کر دیے ہین خواہ اسکے والدین ہون یا دیگر اقربا ہون جب وہ مرین و مال چھوڑین تو یہ مرد و عورت اسکے مال متروکہ کے وارث ہونگے اور جن لوگون سے قسم کے ساتھ موالات کرلی تھی انکو نہ دیا جائیگا جیسا کہ پہلے دستور تھا لیکن اس حکم سے پہلے کی جو حلف موجود تھین انکا حکم دیدیا کہ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ ۔ بالف و دونہا۔ یعنے کوفیون کی قرات عقدت بدون الف ہے اور باقیون کی قراۃ عاقدت بالف ہی۔ أَيْمَانُكُمْ ۔ جمع یمین بمعنے القسم او الید۔ ایمان بالفتح جمع یمین بمعنے قسم یا بمعنے داہنا ہاتھ۔ یعنے جنسے تمنے باہم حلف کیا یا ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔ ای الحلفاء الذین عاہدتموہم فی الجاہلیۃ علی النصرۃ والارث یعنے ایسے ہم سوگند و حلیف لوگ ہین جن سے تم نے زمانۂ اسلام سے پہلے مددگاری و میراث پر عہد باندھا تھا یعنے زندگی مین ہم تم باہم مددگار رہین اور جب ہم مین سے کوئی مرے تو دوسرا اسکا وارث

ہوگا۔ حاصل معنے یہ کہ (اور وہ لوگ جنکے ساتھ تم نے زمانۂ جاہلیت مین حلف کرلیا تھا) تو۔ فَاٰتُوْھُمْ۔ الآن۔ نَصِیْبَھُمْ حظھم من المیراث
وھو السدس۔ اب دیدو اُنکا حصہ میراث مین سے ف وہ چھٹا حصہ ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدًا ۔ اللہ تعالی
ہر چیز پر شاہد ہی ف یعنے مطلع ہی اور منجملہ ہر شی کے تمہارا حال بھی ہی اور یہ حکم منسوخ ہی بقولہ تعالے واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض الآیہ
جاننا چاہیے کہ آیت کے معنے مین مختلف تفسیرین ہین بعض نے کہا کہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون۔ اپنے مابعد کے کلام سے
منسوخ ہی یعنے بقولہ والذین عاقدت ایمانکم الخ۔ اور بعض نے کہا نہین بلکہ والذین عاقدت ایمانکم الخ منسوخ ہی بقولہ ولکل جعلنا موالی الخ۔ اور جمہور
کے نزدیک قولہ والذین عاقدت ایمانکم منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے اور جب قولہ والذین عاقدت کے
نسخ مین ایسا اختلاف ہی تو اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رح نے معمول وآثار صحابہ کی طرف رجوع کیا اور آیت کو منسوخ نہین قرار دیا کما ستعرف اور
کلام یہان اگرچہ طویل ہی مگر تلخیص کے ساتھ لانا ضرور ہی تاکہ یہ مجمل بیان مشوش نہو۔ قال ابن کثیر فی التفسیر قولہ تعالی ولکل جعلنا موالی اے
وارث لوگ۔ کذا قال ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وابو صالح وقتادہ وزید بن اسلم وسدی وضحاک وغیرہم اور ایک روایت مین ابن عباس
سے موالی کی تفسیر عصبہ آئی ہی اور معنے یہ ہین کہ اے لوگو ہم نے تم مین ہر ایک کے وارث یا عصبہ ٹھہرا دیے ہین کہ جو وارث ہونگے اس چیز سے جو انکے والدین
واقربانے انکے لیے میراث چھوڑی۔ پھر قولہ والذین عاقدت الآیہ یعنی جو لوگ ایسے ہین کہ تم نے انسے باہم قسم مؤکد کے ساتھ حلف باندھا تھا یعنے
ایک دوسرے کا حلیف بنا تھا تو انکو میراث مین سے انکا حصہ دیدو جیسا کہ تم نے سخت قسمون سے انکے ساتھ معاہدہ کیا ہی اللہ تعالی تمہارے
ان قسمون وعہدون کا شاہد ہی پس پورا کرو۔ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا پھر اسکے بعد منسوخ ہوا مگر یہ حکم دیدیا گیا کہ جو معاہدہ
سابق موجود ہی اسکو پورا کرین اور اس آیت کے بعد جدید معاقدت نہ کرین۔ چنانچہ امام بخاری رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ ولکل جعلنا
موالی۔ کہا کہ ورثہ۔ اور قولہ والذین عاقدت ایمانکم۔ کہا کہ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ مین آئے تو یہ دستور تھا کہ انصار جو مدینہ مین مع اہل وعیال تھے
انکے ساتھ آنحضرت صلعم نے مہاجرین وانصار مین باہم بھائی چارہ کا معاہدہ کرادیا پس انصاری مرتا تو مہاجری اُسکا بھائی وارث ہوتا اور اس انصاری
کے قرابتی وارث نہین ہوتے تھے پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ولکل جعلنا موالی۔ تو یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ پھر کہا کہ والذین عاقدت ایمانکم فاتوھم
نصیبھم مین نصیب سے مراد یہ کہ حق مددگاری ونصیحت وجتھا انکے ساتھ ادا کرو اور میراث جاتی رہی اور معاہدہ والے بھائی کے لیے وصیت رکھی
وقد رواہ ابن ابی حاتم من طریق سعید بن جبیر عنہ نحو ما رواہ البخاری۔ اور عطار نے ابن عباس سے روایت کی کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ ایک
مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ تو میرا وارث ہوگا اور مین تیرا وارث ہونگا اور زندگی مین باہم قسم کر لیتے مددگاری مین جان ومال سے دریغ نکرینگے
پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر حلف یا عقد زمانۂ جاہلیت کا جو زمانۂ اسلام مین موجود ملا اسکو اسلام سے زیادہ تاکید ومضبوطی ہوجائیگی اور اب
زمانۂ اسلام مین کوئی عقد وحلف نہوگا پس اسکو اس آیت قولہ واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض الآیہ۔ نے منسوخ کیا (رواہ ابن ابی حاتم) وقال
وروی عن سعید بن جبیر ومجاہد وعطاء والحسن وابن المسیب وابی صالح وسلیمان بن یسار والشعبی وعکرمۃ والسدی والضحاک وقتادہ ومقاتل بن حیان
انھم قالوا ھم الحلفاء یعنے یہ حلیف لوگون کے حق مین ہی۔ اور جبیر بن مطعم رض وابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا لا حلف فی
الاسلام وکل حلف کان فی الجاھلیۃ لم یزدہ الاسلام الا شدۃ وما یسرنی ان لی حمر النعم وانی نقضت الحلف الذی کان فی دار الندوۃ یعنے اسلام
مین حلف نہین اور ہر حلف جو زمانۂ جاہلیت مین واقع ہوئی تھی اسمین اسلام سے مضبوطی ہی بڑھ گئی اور مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ
اونٹ ملین اور مین وہ حلف توڑ دون جو دار ندوہ مین واقع ہوئی تھی۔ رواہ ابن جریر۔ وقد رواہ مسلم الی قولہ الا شدۃ۔ اور جملہ مابعد ظاہرا مدرج نہین

Marfat.com

بلکہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور عبدالرحمن بن عوف رضسے مروی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین اپنے چچاؤن کے ساتھ حلف مطیبین مین موجود تھا حالانکہ مین لڑکا تھا سو مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ اونٹ ملین اور مین اسکو توڑ دون - رواہ ابن جریر و قد ارسل الزہری نحو روایۃ مسلم وزاد وقد الف النبی صلعم بین قریش والانصار - یعنے نبی صلعم نے قریش و انصار کے درمیان باہم الفت کرادی وکذا رواہ احمد و قیس بن عاصم نے رسول اللہ صلعم سے حلف کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جو حلف زمانہ جاہلیت مین واقع ہو گئی اس سے تمسک کرو یعنے مضبوطی سے پوری کرو اور اسلام مین حلف نہین - رواہ ابن جریر والامام احمد اور مانند روایت جبیر بن مطعم کے حضرت ام سلمہ سے بھی باسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی ابن جریر وامام احمد وابن مردویہ وابن ابی شیبہ نے اور عمرو بن شعیب کی حدیث مین یہ بھی ہی کہ آپ نے فتح مکہ کے خطبہ مین ایسا فرمایا تھا شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ توارث بحلف ابتدائے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور گذشتہ عہد و حلف کی تاثیر باقی رہی اگرچہ آیندہ کے واسطے حکم دیئے گئے کہ جدید کوئی تحالف مؤثر نہوگا اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ بعض نے فرمایا کہ زمانہ آیندہ کے لیے حلف سے توارث منسوخ کیا اور زمانہ ماضی کے حلف مین بھی نسخ طاری کیا کہ اس سے توارث نہین رکھا بلکہ یون محاکمہ کیا کہ اسکی تاثیر یہ ہی کہ وصیت کرو چنانچہ سعید بن جبیرؒ طریق سے ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قولہ فاٰتوہم نصیبہم - کی تفسیر مین کہا کہ مددگاری و نصیحت و رفادت کا حصہ دے اور اسکے واسطے وصیت کردے اور میراث تو جاتی ہی رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر وکذا روی عن مجاہد وعن ابی مالک نحو ذلک - پھر شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ دونون مین سے جو مرجاوے دوسرا اسکا وارث ہو پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا - فرماتا ہی کہ الا ان توصوا لہم بوصیۃ فہی لہم جائزۃ من الثلث - یعنے مگر آنکہ تم موالات والون کے لیے کچھ وصیت کرو تو یہ انکے واسطے تہائی مال مین سے روا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ایسا ہی بہتون نے سلف مین سے صریح کہا کہ یہ آیت منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ - اور کمالین مین لکھا کہ حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ یہی معتمد ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور کشاف سے کمالین وغیرہ مین نقل کیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ یہ آیت محکم ہی منسوخ نہین ہی اور مراد اس سے عقد موالات ہی اور وہ مشروع ہی اور اسکی وجہ وراثت ہونا عامہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ثابت ہی اور اسکی تفسیر یہ ہی کہ اگر کوئی مرد یا عورت مسلمان ہو اور اسکا کوئی وارث نہین ہی اور انھون نے باہم عہد کر لیا اس شرط پر کہ باہم ایک دوسرے کے لیے عاقلہ ہو اور وارث ہو تو یہ عقد موالات جائز ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکے شرائط و تفسیر ترجمہ عالمگیری کتاب الموالات سے تلاش کرنی چاہیے یہان اس سے بحث منظور نہین لیکن اسمین بحث ہی کہ آیا آیت سے عقد موالات ثابت ہی یا نہین مترجم کہتا ہی کہ سوائے کشاف کے مجھے کسی سے یہ تنصیص نہین ملی کہ یہ آیت کریمہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک محکم ہی اور اس سے یہ مراد ہی جو اوپر مذکور ہوئی اور موالات مین فقط اعلی وارث ہوتا ہی نہ اسفل وہ بھی جب کہ اسفل لاولد مرے اور کمالین مین اسپر اعتراض کیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو وارث بموالات کے لیے کل مال ہی جبکہ ذی رحم نہو حالانکہ آیت سے مستفاد یہ ہی کہ اہل موالات کے لیے چھٹا حصہ مقدر ہی خواہ انکے ساتھ کوئی دوسرا وارث ہو یا نہو انتہی کلامہ اور چھٹے حصہ کی وجہ اطلاق لفظ نصیب ہی کما ذکرہ اور بیضاوی نے کہا کہ دستور یہ تھا کہ ایک حلیف دوسرے حلیف کی میراث سے چھٹا حصہ دیا جاتا تھا شیخ ابن کثیرؒ نے بعد نقل حادیث نسخ کے کہا کہ اسمین صریح رد ہی ان لوگون پر جو اب بوجہ حلف کے باہم وارث ہونے کے قائل ہین جیسا کہ امام ابو حنیفہ و ان کے اصحاب کا مذہب ہی اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہی اور صحیح اسمین جمہور کا قول ہی پھر ذکر کیا کہ صحیحین مین ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فرائض ذوی الفروض کو لاحق کردو پھر جو باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کو ہی - یعنے اللہ تعالےٰ نے ہر دو آیت میراث مین جو حصہ اہل فرائض کے لیے

مفروض فرمایا ہے انکو انکا حصہ دیدو پھر جو باقی رہے وہ عصبہ کا ہے مترجم کہتا ہے کہ اوپر مذکور ہوا کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت کریمہ منسوخ ہے بقولہ تعالیٰ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے جیسا کہ بہت سے علماء سلف سے نسخ نقل کیا گیا ولیکن علماء اہل نظر نے جو اسکو نسخ اصطلاحی تصور کیا ہے محل تامل ہے اور غور نظر کے بعد حق وہ ثابت ہوتا ہے جو محققین نے بیان کیا کہ یہ نسخ اصطلاحی نہیں ہے کیونکہ آیۂ توریث اولوا الارحام میں اس پر دلالت نہیں کرتی کہ حلیف کو میراث نہ ملیگی خصوص جو لوگ مانند امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے مولی الموالاۃ کی توریث کے قائل ہیں وہ جب ہی اسکی میراث کہتے ہیں کہ میت کا کوئی عصبہ و اولوا الارحام نہو پس نسخ فقط اولویت و تقدیم کے معنے میں ہے چنانچہ آیت مذکورہ ولوا الارحام کی اولویت و تقدیم کا حکم دیتی ہے اور ہم نے اسکی اتباع کی اور جہانتک اتفاق ممکن ہو نسخ کا قائل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اصول میں ثابت کیا ہے اور اس طور پر جماعۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اتفاق باقی رہتا ہے کہ موالات سے انکے نزدیک وراثت ثابت ہے۔ کما ذکرہ فی الکمالین۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ قولہ فآتوہم نصیبہم یعنے میراث میں سے انکو حصہ دو اور فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مولی سے معاقدت کی پس اسکے وارث ہوئے (رواہ ابن جریر) اور خود شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے باوجودیکہ باسانید صحیحہ خود وہ روایات کی ہیں جو حضرت ابن عباس و جبیر بن مطعم و ام سلمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے اہل نسخ لاتے ہیں اور وجہ یہی ہے کہ شیخ ابن جریرؒ نے ان روایات میں نسخ بمعنے اصطلاحی نہیں پایا پس غیر منسوخ سے شیخ ابن جریرؒ کی مراد یہی ہے کہ منسوخ بمعنے اصطلاحی نہیں اگرچہ وجہ تاویل میں اُنسے امر دیگر مذکور ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے جو قول شیخ ابن جریرؒ کو محل نظر قرار دیا بوجہ احادیث مذکورۂ بالا کے تو یہ کچھ قوی نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ رہا یہ سوال کہ اُن احادیث صحیحہ میں صریح حلف سے ممانعت ہے پھر تم موالات سے توریث کے کیونکر قائل ہو حالانکہ توریث بموالات تو فرع ہے وجود موالات کی تو مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حول و قوت سے مجھے اسکے معنے یہ ظاہر ہوتے ہیں واللہ اعلم کہ احادیث مذکورہ میں جس مخالفت سے ممانعت ہے وہ حلف جاہلیت ہے جو خلاف عدل شرع تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے قتادہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ محالفت یعنے باہم ایک دوسرے کے حلیف ہونے کا یہ طریقہ تھا کہ ایک دوسرے سے یوں کہتا کہ۔ ہدمی ہدمک وحربی حربک وسلمی سلمک وترثنی وارثک فلما جاء الاسلام امروا ان یؤتوہم نصیبہم یعنے محالفت میں ان باتوں پر باہم ایک دوسرے سے سخت قسمیں عہد باندھتے تھے کہ میری طرف سے ہلاکت جنگ تیری طرف سے ہلاکت ہے اور میری لڑائی تیری لڑائی ہے اور میرا صلح کرنا تیرا صلح کرنا ہے اور میں تیرا وارث ہونگا اور تو میرا وارث ہوگا پھر جب اسلام آیا تو انکو حکم دیا گیا کہ انکو انکا حصہ میراث دیدیں۔ پس محالفت بروجہ مذکورہ منع ہے اور یہ موالات سے دو وجہ سے عام ہے اول آنکہ موالات فقط ولاء ہے نہ یہ امور مذکورہ محالفت الی دوم میراث مقصود بر حلیف ہے نہ بروجہ موالات اسواسطے کہ موالات میں مولیٰ اسکا سب سے آخری عصبہ ہے بجہت آنکہ اسکے جرائم وغیرہ میں ناصر و مددگار و ناصح ہے اور یہ لازم نہیں کہ جب ایک مولیٰ لڑائی میں نہ پڑے تو دوسرا بھی نہ پڑے اور اگر ایک کسی سے جنگ شروع کردے تو دوسرے پر سخت قسم ہے کہ وہ بھی شروع کردے اگرچہ اسکا مولیٰ ناحق خلاف شرع لڑتا ہو اور علی ہذا القیاس باقی امور حلف کو قیاس کرو پس ممنوع حلیف جاہلیت ہے نہ التزام و اقرار موالات اور تفسیر ابن عباسؓ سے اشارہ ہے کہ درباب میراث انکے معاقدت کا اثر باقی رہا پھر تقدیم و اولویت انکے عصبہ ہونے کی منسوخ ہوئی اور اولوا الارحام اولی قرار پائے ہکذا سنح لی واللہ تعالےٰ اعلم۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ممانعت حلف جاہلیت سے ہے اور یہی انکے نزدیک باہم حلیف ہونا معروف تھا پھر ابتدا اسلام میں موالات رہگئی اسطرح کہ ذوی الارحام سے مقدم عصبہ مولی الموالات ہوتا تھا پھر اللہ عزوجل نے مولی الموالات کو ذوی الارحام سے موخر کردیا اور یہ جو بیان ہوا اسپر آیات و احادیث و اقوال صحابہ سب میں اتفاق ظاہر ہے اور کسی سے خلاف نہیں اور نہ نسخ اصطلاحی کا قائل ہونا لازم آتا ہے فلیتامل۔

Marfat.com

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ

مرد حاکم ہین عورتون پر اسواسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطے کہ خرچ کیے انہون نے

اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

اپنے مال پھر جو نیک بختیں ہین سو حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین پیٹھ پیچھے اللہ کی خبرداری سے اور جنکے بدخوئی کا ڈر ہو

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

جنکو توانکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پھر اگر تمہارے حکم مین آوین

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا

تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ مسلطون ۔ مرد مسلط و غالب کر دیے گئے ہین ۔ عَلَى النِّسَآءِ یؤدبونھن ویاخذون علی ایدیھن عورتون پر یعنے بدین حال کہ ادب دیتے ہین انکو اور انکے ہاتھ پکڑتے ہین یعنے انکی بے راہ چلنے پر گرفت کرتے ہین ۔ قوام بالتشدید مبالغہ بانند قیم وہ شخص کہ کسی چیز کی درستی و اصلاح مین خوب قائم ہو اور محی السنۃ وغیرہ نے ذکر کیا کہ قوام ہین یعنے انکے مصالح و ضرورتون پر قیام کرتے ہین جیسے سلطان اپنی رعیت پر قائم ہوتا ہے ۔ و ابن کثیرؒ نے فرمایا یعنے مرد اسکا رئیس و کبیر و حاکم ہے اور مفسرؒ نے اس مضمون کو فقط لفظ تسلیط مین ادا کیا پس قوام کو مسلط سے تفسیر کیا ۔ پھر سراج مین کہا کہ قوام ہونیکی دو علتیں فرمائیں ایک پیدائشی اور دوسری فعلی یعنے ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہبہ فرمائی ہے جسکا شکریہ مرد پر واجب اور عورت کو اسکی تمنا سے مایوسی و ممانعت ہے اور دوسری صفت خود مردونکے اکتساب و حاصل کرنے سے حاصل ہے پس بیان اول بقولہ تعالیٰ ۔ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔ ای بتفضیلہ لھم علیھن بالعلم والعقل والولایۃ وغیر ذلک ۔ یعنے مردونکا قوام ہونا اول تو بافضل اللہ ۔ یعنے بتفضیل اللہ تعالیٰ یعنے بوجہ تفضیل دینے اللہ تعالیٰ کے مردون کو عورتون پر علم و عقل و ولایت وغیرہ کے ساتھ پس علم سے کمال جنس مردون کے ساتھ ہے اور مضائقہ نہین کہ بعض عورتین خاص خاص افراد کمال حاصل کرین جیسے صحیح مین ہے کہ مردون مین سے بہت کامل ہوے اور عورتون مین کامل نہوئین سوا مریم و آسیہ و فاطمہ کے اور فضل عائشہ رضی اللہ عنہا کا عورتون پر مانند فضیلت ثرید کے ہے باقی کھانو پر (رواہ الترمذی وغیرہ) اور حضرت عائشہ علم شریعت و وحی الٰہی مین کامل اپنے وقت کی مجتہدہ تھین اور صحابہؓ مسائل مین انکی طرف رجوع کرتے تھے اور علم حاصل کرتے پس یہ منافی آیت نہین کیونکہ یہ خاص چند افراد عورتون مین اگرچہ علم کی فضیلت جنس مردونسے مخصوص ہے اور بسا اوقات بہتیرے انہین کے علم دین سے بے بہرہ رہتے ہین مگر آنکہ کمال علمی مردون ہی کی جنس مین ہے اور نیز عقل کامل انہین کے ساتھ ہے اور دین کامل انھین کا ہے اور اسی سے ولایت و سلطنت بھی مرد ہی کو مخصوص ہے چنانچہ نبوت و امامت و اقامت شعائر اسلام جمعہ و جماعات و قضاء و عصوبت انھین کو عطا ہوئی اور انھین کو چار عورتین روا ہوئین اور انھین کی طرف اولاد کی نسبت ہے اور دہی ارمیون عمامہ والے ہین اور یہان زیادہ تفصیل کا مقام نہین اور کافی ہے کہ حضرت صلعم نے خبر دی کہ وہ قوم فلاح نپاویگی جنھون نے اپنا والی کسی عورت کو قرار دیا (رواہ البخاری) اور معنے یہ ہین کہ عورت کی عقل ورائے انکی تدبیر و مصالح مین درست نہوگی پس اسکی تدبیر پر انکے کام برباد ہونگے حتی کہ اگر کوئی عورت اصلاح والی ہو کہ انتظام مہمات مرد کیا کرین تو یہ بربادی کا حکم نہوگا ۔ الحاصل مردونکا قوام ہونا ایک تو اس جہت سے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو افضل و لائق قوامی پیدا کیا ہے پھر علت دوم کو فرمایا بقولہ ۔ وَبِمَآ اَنْفَقُوْا علیھن ۔ اور بوجہ اسکے کہ خرچ کیا مردون نے ۔ ف عورتون پر ۔ مِنْ اَمْوَالِهِمْ

اپنی اموال سے **ف** یعنے مہر ونفقہ ودیگر مصارف مال پس عورت پر مرد کی فضیلت اپنی ذات سے بھی ہی اور نیز انعام وافضال سے بھی ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وللرجال علیہن درجۃ - مردون کے لیے عورتون پر درجہ ہی - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قوامون علی النساء یعنے عورتون پر امرا ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی طاعت کا حکم کیا اسمین اسکے حکم کی فرمانبرداری کرے اور فرمانبرداری عورت کی یہی کہ مرد کے لوگون کے ساتھ نیک چلن ہو اور اسکے مال و حق کی حفاظت رکھے - اور یہی مقاتل و سدی و ضحاک نے لکھا ہی - اور حسن بصری نے روایت کی کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئی اور شکایت کرتی تھی کہ اسکے شوہر نے اسکو طپانچہ مارا پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ فعل اسکو نہین چاہیے اسمین قصاص ہی پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا الرجال قوامون علی النساء الآیہ - پس وہ عورت نامراد بدون قصاص واپس ہوئی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ وکذا ارسلہ قتادۃ وابن جریج والسدی کمارواہ ابن جریر ایضا) اور ابن مردویہ نے اس حدیث کو نسائی رح کے طریق سے بواسطہ ہاشمی واہل بیت راویون کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مسندًا روایت کیا بمانند مرسل حسن رح کے اور شعبی رح نے انفاق مال مین کہا کہ مراد اس سے مہر ہی جو اسنے عورت کو دیا ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اگر مرد بدون گواہون کے جورو کو کہے کہ اسنے زنا کیا تو مرد کو کچھ اور سزا نہین بلکہ لعان کرکے جدائی کرادیجائیگی اور اگر عورت اسکو زنا کی نسبت کرے تو اس سے گواہ طلب ہونگے اور اگر نہ لائی تو اسکو حد قذف ماری جائیگی - حاصل آنکہ عورتین مردون کے تحت حکم ہین لیکن آیت مین دلالت ہی کہ پوری ولایت مرد کی جب ہی کہ وہ امر دینی مین صالح اور امر نفقہ مین ثابت ہو - پھر اللہ تعالیٰ نے عورتون کی دو قسمین فرمائین ایک مطیعہ اور دوسری ناشزہ پس قسم اول کو فرمایا بقولہ **فَالصّٰلِحٰتُ** منہن - یعنے قسم صالحات ان عورتون مین سے - **قٰنِتٰتٌ** مطیعات لازواجہن - مطیعہ ہین **ف** یعنے اپنے شوہرون کی مطیعہ ہین ایسا ہی حضرت ابن عباس وغیرہم نے تفسیر فرمایا ہی - اور یاد رکھنا چاہیے کہ طاعت ہر جگہ مخصوص ہی کہ وہ خلاف حکم الٰہی کے گناہ نہو کیونکہ حضرت صلعم نے فرمادیا کہ حضرت خالق عزوجل کی نافرمانی کرکے کبھی کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہین ہی (کما فی الصحیح) پس معنے یہ کہ موافق رضا و حکم الٰہی کے اپنے شوہرون کی مطیع ہین - **حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ** - ای لفروجہن وغیرہا فی غیبۃ ازواجہن - حافظات ہین **ف** اپنی فروج کی اور دیگر امور کی مانند مال شوہر وغیرہ کے اپنے شوہرون کے بیٹھ پیچھے - ایسا ہی سدی رح سے مروی ہی پس للغیب یعنے شوہرونکی غیبت مین - **بِمَا حَفِظَ** - ہین اللّٰہُ - بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو محفوظ کیا حیث اوصی علیہن الازواج - کیونکہ انکے شوہرون کو انکے بارہ مین نیکی کرنیکی وصیت کردی اور ابو ہریرہ رض نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عورتون مین سے بہتر وہ عورت ہی کہ جب تو اُسکی طرف دیکھے تو تجھے خوش کرے اور جب تو اسکو حکم کرے تو تیری فرمانبرداری کرے اور جب تو اسکے پاس سے غائب ہو تو اپنی ذات مین اور تیرے مال مین تیری حفاظت رکھے پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحدیث فی الصحاح ایضًا) اور عبد الرحمن بن عوف رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے پانچون فریضہ نمازین پڑھین اور اپنے مہینہ کے روزے رکھے اور اپنی فرج کی حفاظت کی اور شوہر کی طاعت کی تو اس سے کہا جائیگا کہ جنت مین جس دروازے سے تیرا جی چاہے داخل ہو (رواہ احمد) پس مفسر رح کی تفسیر حفظ غیب کے لیے یہ احادیث اصل ہین اور اطاعت شوہر مین سخت تاکید ہی یہانتک کہ مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مین کسی کو دوسرے کے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو البتہ جورو کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے بسبب اسکے کہ شوہر کا اسپر بڑا حق ہی اور قولہ بما حفظ اللہ - مین یا تو یہ معنے ہین جو مفسر نے ذکر کیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین جورون کے حق مین بھلائی کرنیکا انکے شوہرونکو حکم دیا اور حضرت صلعم نے خطبہ حجۃ الوداع مین اسکی تاکید فرمائی ہی کہ اے لوگو تم مجھسے عورتونکے بارہ مین بھلائی کرنیکی وصیت قبول کرو الخ اور یا یہ معنے کہ بسبب حفظ اللہ تعالیٰ یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی اور اسکو عصمت عطا کی اور توفیق حفظ غیب مرحمت

فرمائی۔ بما حفظ اللہ۔ ای بحفظ اللہ تعالیٰ نے انکو حفظ غیب پر وعدہ ثواب جمیل فرمایا اور درصورت خطا کے خیانت پر وعید عذاب شدید فرمائی ہے۔ بجلہ
قسم اول صالحات کی یہ تعریف تھی کہ قانتات وحافظات ہوتی ہیں پھر قسم دوم کے حکم کو بیان فرمایا کہ وہ ذکر کے قابل نہیں ہیں۔ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ
نُشُوْزَهُنَّ۔ عصیانہن لکم بان ظہرت امارتہ۔ اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ اُنسے تم انکی سرکشی کا خوف کرو یعنے اپنے حق میں انکی نافرمانی کا خوف کرو
باینطور کہ نافرمانی کے نشانات ظاہر ہوں۔ مدارک میں کہا کہ اصل میں نشوز بمعنے ارتفاع ہے یعنے اپنے کو چڑھانا اور عورت کا نشوز یہ کہ شوہر کو مبغوض رکھے
اور اسکی فرمانبرداری سے اپنے آپکو کھینچے اور تکبر کرے اسطرح کہ اسپر آواز بلند کرے۔ اور زبان درازی کرے اور اسکے حکم کو بجالانے میں کوتاہی کرے اور بات کو تو
قبول نہ کرے پس جن عورتوں کے ڈھنگ سے تم یہ بات دیکھو۔ فَعِظُوْهُنَّ۔ فخوفوہن من اللہ۔ تو انکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلاؤ۔ وَ
اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ۔ اعتزلوا الی فراش آخر ان اظہرن النشوز۔ اور الگ کرکے دوسرے بستر پر کردو اگر سرکشی ظاہر کریں
مضاجع جمع مضجع بمعنے بستر خواب۔ علی بن ابی طلحہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ہجر یہ ہے کہ اس سے جماع نہ کرے اور بستر پر اسکی طرف پیٹھ اسکی
طرف رکھے اور ایسا ہی دیگر علمائے سلف سے مروی ہے اور دوسری روایت علی بن ابی طلحہ میں ابن عباسؓ سے ہے کہ اسکو نصیحت کرے خوف دلاوے پھر اگر
وہ مان جاوے تو خیر ورنہ اسکو بستر پر چھوڑدے اور اس سے بات نہ کرے بدون اسکے کہ اسکا نکاح رد کردے اور یہ امر عورت پر سخت ہے اور ابو داؤد
نے مرفوعاً روایت کی جسمیں ہجر فی المضاجع بمعنے ترک جماع ہے واللہ اعلم اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مرد نے اپنی جورو کو اپنے
بستر پر بلایا اور اُسنے انکار کیا تو ایسے حال سے رات بسر کریگی کہ صبح تک فرشتے اسپر لعنت کرینگے (رواہ البخاری) اور اسی کے مانند مسلم میں مسلمؒ نے
روایت کی ہے۔ پھر اگر اس سے بھی راہ راستی پر نہ آوے تو فرمایا۔ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔ ضرباً غیر مبرح ان لم یرجع بالہجران۔ یعنے مارو انکو مارنا ایسا کہ
مولم نہو ف بشرطیکہ وہ ہجران سے ٹھیک نہوں پس آیت کریمہ میں تو اجازت انکے مارنیکی مطلقاً ہے ولیکن مفسرین نے غیر مبرح کی قید بڑھائی بدلیل
حدیث جابرؓ کے کہ حجۃ الوداع میں حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے عورتوں کے بارہ میں کیونکہ وہ تمہارے پاس محکوم ہیں اور تمہارا ان پر
یہ حق ہے کہ تمہارے فرش کو ایسے شخص سے نہ روندا دیں جسکو تم مکروہ رکھتے ہو اور اگر ایسا کریں تو انکو مارو ایسا مارنا کہ مبرح نہو اور انکا تم پر یہ حق ہے کہ دستور
کے موافق انکو کھانا کپڑا دو۔ رواہ مسلم اور ایسا ہی ابن عباس وغیرہم نے ضرب کا ضرب غیر مبرح سے تفسیر کیا۔ اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ضرب غیر مبرح یعنے
ایسی مار کہ تاثیر نہ ڈالدے اور فقہائے فرمایا کہ غیر مبرح وہ ضرب ہے کہ کسی عضو کو شکستہ نہ کرے اور کوئی عیب اور بدنمائی نہ پیدا کرے اور علی بن ابی طلحہؒ کی
روایت ابن عباسؓ میں ہے کہ پھر اگر راہ پر آجاوے تو خیر ورنہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی کہ اسکو غیر مبرح مار مارے اور اسکی ہڈی نہ توڑے اور اگر نہ راہ پر آئے
تو پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال کردیا کہ اسے فدیہ لیوے۔ یعنے اس سے مال خلع لیکر اسکو خلع کردے شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ایاس بن عبد اللہ بن
ابی ذباب نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگو تم اللہ تعالیٰ کی لونڈیوں کو مت مارو پس عمرؓ نے آکر رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ عورتیں اپنے
شوہروں پر شیر ہوگئیں پس رسول اللہ صلعم نے انکے مارنیکی اجازت دیدی پھر بہتیری عورتیں حضرت صلعم کے اہل خانہ پاس آئیں جو اپنے شوہروں کی
شکایت کرتی تھیں پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آل محمد کے پاس بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لائیں۔ یہ لوگ تم لوگوں میں اچھے مرد
نہیں ہیں (رواہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ) اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مارنا مباح ہے ولیکن افضل یہ ہے کہ نہ مارے اور جمل کے حاشیہ میں ہے کہ ہجر اور
ضرب ہر ایک اسیوقت ہے کہ سرکشی کو یقین جانے اور خالی گمان پر روا نہیں ہے۔ پوشیدہ نہیں کہ آیت کریمہ میں خوف نشوز مذکور ہے پس ظاہر اسکے علامات سے
خوف نشوز کے یقین پر ہجران وغیرہ روا ہے ولیکن جمہور نے تخافون بمعنے تعلمون لیا ای تم جان لو انکے نشوز کو فافہم واللہ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ بعض سعدی رحمہ اللہ
وغیرہ سے روایت ہے کہ بول چال بھی چھوڑدے حالانکہ تین روز سے زیادہ مسلمان سے بول چال چھوڑنا حدیث صحیح میں منع ہے جواب یہ ہے کہ ممانعت

اسوقت ہی کہ اپنے حظ نفس کے واسطے چھوڑے اور اگر مقصود اس سے دوسرے کو گناہ سے توڑانا یا اصلاح دین ہو تو روا ہی اسواسطے کہ نشوز عذر شرعی ہی اور اسی سے آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک کے ساتھ کلام سے لوگونکو منع کر دیا تھا فافہم ۔ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فیما یرادمنہن پھر اگر ایسی عورتین تمھاری اطاعت کرین ف جائنسے ارادہ کیا جاوے تا وقتیکہ اسمین معصیت الٰہی نہو ۔ فَلَا تَبْغُوا ۔ فطلبوا علیہن ۔ تو اب مت چاہو عورتون پر ۔ سَبِيلًا ۔ طریقا الی ضربہن ظلما ۔ کوئی راہ ف انکو مارنے کی از راہ ظلم کے ۔ یعنے جب وہ نصیحت یا ہجر سے مان جاوین تو پھر انکے مارنے کی تمکو اجازت نہین پس ظلم سے مت مارو ۔ اور ایسے ہی اگر نصیحت سے مان جاوین تو ہاجرت بھی روا نہین ہی إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ۔ فاحذروہ ان یعاقبکم ان ظلمتموہن ۔ اللہ تعالیٰ علی کبیر ہی ف پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ تم کو عذاب کرے گا اگر تم انپر ظلم کرو گے اور صحیح حدیث مین منہ پر مارنے سے ممانعت ہی اور نیز حدیث مین ہی کہ تم مین سے مرد اپنی جورو کو غلام کی طرح مارتا ہی پھر آخر دن مین اس سے مجامعت کرتا ہی ۔ کما فی الصحیحین ف عرائس البیان مین مذکور ہی کہ قولہ تعالیٰ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ صالحات وہ پاک عورتین ہین جنکو معرفت الٰہی عزوجل حاصل ہو اور حقوق الٰہی اور حکم الٰہی اور عفو الٰہی و عذاب الٰہی سے آگاہ و عارف ہون اور شوہرونکے جو حقوق انپر واجب ہوے ہین کہ انکے ساتھ اچھی طرح بسر کرین اور انکے امور مین اصلاح رکھین اس سے واقف ہون ۔ اور قانتات وہ عورتین ہین جو درگاہ الٰہی مین اسکی بندگی ادا کرنے مین خالص نیت سے قائم رہین ۔ اور اللہ عزوجل کی خدمتگزاری بہت تواضع سے ادا کرین اور حضرت باری تعالے عزوجل کے حکم سے فرمانبردار رہین چنانچہ اسنے حکم دیا کہ وقرن فی بیوتکن ۔ اپنے گھرون مین قرار پکڑو اور چونکہ آتش خوف و نور امید اور لطف مراقبہ و ضیاء شہود اور برابر گھرون مین قرار پکڑنے اور شوق عالم آخرت سے انکے دل جلد نرم ہو جاتے ہین اور اسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کیواسطے جاتے ہوے راہ مین حُدی پڑھنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ایاک القواریر یعنے اونٹونپر عورتین سوار تھین تو فرمایا کہ خبردار ان شیشون سے کہ ہرگز ٹوٹنے نہ پاوین کیونکہ ان پاک عورتون کے دل بہت نرم ہو رہے تھے اور یہ اسیوجہ سے تھا کہ اللہ عزوجل نے انکو جوش وجد سے اور حجرات مین سے نکلنے سے محفوظ فرمایا تھا پس انکے حفظ کا بذات پاک خود متولی ہوا یعنے ان عورتونکا اپنے آپکو محفوظ رکھنا اسیطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے انکو محفوظ رکھا چنانچہ اوتعالیٰ نے اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے حال سے خبر دی کہ ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبہا ۔ یعنے قریب تھی کہ اس رازکو فاش کردے اگر یہ نہوتا کہ ہمنے اسکے دلپر بندش کر دی تھی ۔ اور نیز حافظات للغیب یعنے انھون نے اپنے شوہرونسے جو کرامات و اسرار الٰہی معاینہ کیے تھے جو انکے شوہرونکو منکشف ہوے تھے اسکو کسی سے نہین کہا قال المترجم اس کلام مین اشارہ ہی کہ ابتداے حال مین قبل مرتبہ تمکین حاصل ہونیکے جو واردات و عجائب منکشف ہون انکو اظہار کرنا موجب معزت ہی مگر انکہ غلبہ شوق اسکا داعی ہو پس اگر ساکت رہا تو خیر ورنہ عتاب و خسارہ اُٹھاتا ہی اور یہ سب لغیبن امور مین ہی جو سکو موافق طریقہ سنت کے منکشف ہوے ہون اور جو خلاف سنت ہون انکو ضرور بیان کرے تاکہ عارف صادق انکا علاج بتلاوے اور نیز قولہ حافظات للغیب یعنے جو انھون نے اپنے شوہرونکو دیکھا کہ باوجود محتاجی و تنگی و تکلیف کے مجاہدہ مین اور عبادت مین سرگرم ہین اسکو حفاظت سے پوشیدہ رکھا تاکہ مخلوق کی ریاکاری کے فتنہ مین نہ پڑین اور شوہرونسے شکایت کی نوبت نہ آوے ۔ اور نیز حفظ سے رکھنے والیان اپنی فروج و عورات کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کیونکہ خوف الٰہی انکو روکتا تھا کہ اپنی پردہ دری نہ کرین ۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت سے وہ غیب کی نگاہ رکھنے والیان ہوئین ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ انکو انکے نفوس کے حوالہ فرماتا تو انکی پردہ دری ہو جاتی ۔ قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا ۔ جاننا چاہیے کہ ازل ہی سے اجسام کی مٹیان مختلف پیدا ہوئی ہین بعض مین نزدیکی اور بعض مین دوری ہی اور یہ نزدیکی و دوری بھی درجہ بدرجہ خود مختلف ہی اور یہی حال ارواح کا ہی

کی

Marfat.com

پس جن دو آدمیون مین ایک راہ نہین ہو خواہ دوری یا نزدیکی کی اُن مین باہم جھگڑا پڑ جاتا ہی کیونکہ انکے اخلاق و حالات و صفات جدا جدا ہین چنانچہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ارواح ایک جھنڈ تھا تھین جنہین باہم جان پہچان ہوگئی انہین باہم میل ہوا اور جنہین ناشناسائی ہوئی ان مین پھوٹ رہی ۔ رواہ البخاری ۔ یہین سے جورو و مرد مین بھی سرکشی و پھوٹ پڑ جاتی ہی کیونکہ انکی اصلی خصلت مختلف ہی و بس اسی وجہ سے فرمایا کہ عورتونکے اخلاق مین جب ممارست اور مجاہدہ و ریاضت سے ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ مردونکی طاعت کرنے لگین تو پھر انسے اس امر کے خواستگار نہو کہ انکی اصلی خلقت و طبیعت جوہری بھی تم سے موافق ہو جاوے اور انکے اجسام اور ارواح تمھاری جنس کے ہو جاوین کیونکہ اسمین تضاد فطرت کے ساتھ جھگڑا ہی اور یہی معنے ہین قولہ فلا تبغوا علیہن سبیلا کے یعنے مت تکلیف دو عورتون کو ایسے امر کی جو انکے اختیار سے باہر ہے کہ وہ اپنی خلقت ازلی کو بدل نہین سکتی ہین اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ۔ لا تبدیل لخلق اللہ ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی خلقت مین کچھ تبدیل نہین ہو اور بعض نے فرمایا کہ مراد یہ کہ اُنسے محبت اور خلوص نیت کی خواہش مت کرو اسواسطے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین ہین اسی واسطے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار یہ میری تقسیم و باری اس چیز مین ہی جسکا مین مالک ہون اور مجھے ماخوذ نفرما یو ایسی چیز مین جسکا تو مالک ہے یعنے قلب و رمین اسکا مالک نہین ہون قال المترجم یعنے اگر کسی بیوی سے زیادہ محبت ہو تو معذور ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ

اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونون آپسمین ضد رکھتے ہین تو کھڑا کرو ایک منصف کو مرد والون سے اور ایک منصف عورت والون سے اگر یہ دونون چاہینگے

اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

صلح تو اللہ تعالےٰ ملاپ دیدیگا دونون مین اللہ تعالےٰ سب جانتے والا خبردار ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ ۔ علمتم ۔ یعنے خوف بمعنے علم ہی یعنے اگر تم یقین جان لو ۔ قاموس مین خوف کے معنے علم کے بھی مذکور ہین ۔ اور معالم مین فرمایا کہ بعض کے نزدیک بمعنے گمان غالب ہی اور حاصل یہ کہ اگر جورو و مرد مین شقاق ظاہر ہوا اور دونون کا حال مشتبہ ہوا اور شوہر نے چشم پوشی نکی اور نہ طلاق دی اور عورت نے نہ حق ادا کیا اور نہ مال دیکر خلع لیا اور دونون سے ایسے قول و فعل صادر ہوے جو حلال نہین ہین تو امام المسلمین ایک حکم از جانب مرد اور ایک حکم از جانب عورت بھیجے اور دونون کی رائے سے مطلع ہوکر پھر دونون جمع ہوکر جسپر انکی رائے قرار پاوے تو موافق حکم آیت کے عمل مین لاوین ۔ یہی فرمایا وان خفتم ۔ شِقَاقَ ۔ خلاف ۔ بَيْنِهِمَا ۔ اور اگر تمکو علم ہو ان دونون کے درمیان شقاق کا ۔ شقاق یعنے خلاف اور اصل مین شقاق بمعنے پھوٹ ہی اور اسواسطے شقاق کہتے ہین کہ دونون مخالف مین سے ہر ایک دوسرے پر شاق فعل کرتا ہی یا دوسرے کی شق کے برخلاف شق کی طرف میل کرتا ہی یعنے ایک دوسرے سے مخالف جہت کو اختیار کرتا ہی ۔ اور شقاق بینہما باضافت قرار دیا ۔ اور ضمیر تثنیہ راجع بجانب جورو و مرد ہی جیسا کہ مفسرین نے کہا ای بین الزوجین ۔ اگر کہا جاوے کہ شقاق کی اضافت بین کی طرف کیونکر ہی جو درحقیقت ظرف ہی پس اسکا اختلاف کیا ہوگا جواب مفسرین نے کہا کہ والاضافۃ للاتساع ای شقاقا بینہما ۔ یعنے اصل مین شقاقًا بینہما ۔ بدون اضافت تھا پھر ظرف مین وسعت ہونے کی وجہ سے اسکی طرف اضافت کردی اور بیضاوی نے کہا کہ اضافت شقاق کی ظرف کیطرف باین وجہ ہے کہ اسکو مفعول بہ کے قائم مقام قرار دیا گیا جیسے سارق اللیلۃ الدار بولتے ہین یا فاعل کے قائم مقام مانند نہارہ صائم کے اور یہ مجاز ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ ہر دو ضمیر کا مرجع سابق مین مذکور نہین ۔ تو کشاف مین جواب دیا کہ رجال و نساء جو انپر دلالت کرتے ہین سابق مین مذکور ہین اور بیضاوی نے کہا کہ اجرا ایسی چیز کا ہو چکا ہی جو ان دونون پر دلالت کرتا ہی یعنے نشوز کیونکہ جورو کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا ہی نشوز ہی پس حاصل آنکہ مرجع دلالۃً مذکور ہوا ۔

[illegible]

Marfat.com

تعبیر بضمیر غائب سے یہ امر تو ظاہر ہے کہ وان خفتم کا خطاب زوجین کو نہین ہے پھر بعض نے کہا کہ صلحاء امت مین سے ہر ایک لائق خطاب کو حکم ہے۔ یعنے
ای اہل اسلام جب تم مسلمانون کے درمیان کسی مرد اور اسکی زوجہ مین مخالفت دیکھو تو۔ الخ اور ارجح یہ ہے کہ امام المسلمین یا نائب یعنے قاضی وغیرہ کو حکم ہے
بدلیل قولہ۔ فَابْعَثُوْا۔ الیہما برضاہما۔ تم بھیجو ان دونون کی طرف ف یعنے ان دونون کی رضامندی سے ایک حکم جو دونون مین محاکمہ
کرے پس یہ خطاب حکام کو ہے یعنے امام المسلمین واسکے نائب لوگون کو خطاب ہے اور حضرت خلیفہ عثمانؓ وغیرہ سے بھیجنا ثابت ہوا ہے اور سہین دو قول ہین
کہ حکم کے بھیجنے مین دونون کی رضامندی شرط ہے یا نہین اور مفسرؒ نے جمہور کے قول کو اختیار کیا کہ دونون کی رضامندی شرط ہے قال فی المعالم اور یہی اصح ہے
حاصل آنکہ حکام کو واجب ہے کہ دونون کی طرف دونون کی رضامندی سے بھیجین۔ حَكَمًا۔ رجلا۔ مرد حکم ف جو کم سے کم ایک آدمی ہو مگر مرد ہو
نہ عورت اور آزاد مسلمان عادل ہو یعنے جیسے قاضی ہوتا ہے کما ذکرہ فی المعالم۔ مِّنْ اَهْلِهٖ اقاربہ۔ اہل شوہر سے ف حکم مذکور شوہر ثم
کے اہل سے ہو اور اہل سے مراد شوہر کے ناتے کے لوگ یعنے اسکے اقربا ہین۔ اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ حکم کا بھیجنا تو واجب ہے مگر اقارب سے
ہونا مستحب ہے حتی کہ اگر غیرون مین سے ہوگا تو روا ہوگا نص علیہ الشافعیؒ اور اقارب اسواسطے اولی ہین کہ وہ خفیہ حالات سے زیادہ واقف ہو سکتے
ہین اور اسلیے کہ انکو اصلاح کا زیادہ خیال ہوگا۔ الحاصل حاکم کو حکم دیا کہ ایک حکم تو شوہر والونسے بھیجو۔ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ ویوکل الزوج
حکمہ فی طلاق وقبول عوض علیہ وتوکل ہی حکمہا فی الاختلاع۔ اور ایسا ہی ایک حکم عورت کے طرف والونسے بھیجو ف پھر مفسرؒ نے کہا کہ شوہر اپنے حکم کو وکیل
کردے کہ چاہے طلاق دیدے یا اگر طلاق اسپر پیش کیجاوے یعنے خلع مانگا جاوے تو قبول کرلے اور عورت بھی اپنے حکم کو خلع لینے ومنظور کرنے کا وکیل کردے
مترجم کہتا ہے کہ شاید مفسرؒ نے یہ قید اسواسطے بڑھائی تاکہ بالاتفاق مسئلہ جائز ہو جاوے جیسا کہ بیان آتا ہے حاصل آنکہ دونون کی طرف سے اس طرح
اپنے اپنے حکم کو وکیل کرکے بھیجا جاوے فیجہدان ویامران الظالم بالرجوع ویفرقان ان رایاہ۔ پھر دونون حکم کوشش کرینگے کہ اتفاق ہو جاوے اور جو دونون
مین سے ظالم ہو اسکو حکم دینگے کہ اپنے ظلم سے رجوع کرے یا دونون مین تفریق کردینگے اگر انکی راے مین یہی مصلحت معلوم ہو بیضاوی نے کہا کہ اسمین
دلیل ہے کہ حکم مقرر کرنا اور اس طور پر فیصلہ کرالینا روا ہے یعنے خواہ یہ معاملہ ہو یا اور کوئی مقدمہ ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے ائمہ حنفیہؒ کے نزدیک ہر معاملہ مین
حکم کا حکم نافذ ہے لیکن فقہاےؒ نے عوام کی جرات کی نظر سے ہر معاملہ مین یہ فتوی نہین دیا ہے کما فی الہدایہ وغیرہا۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا۔ اِنْ
يُّرِيْدَآ۔ ای الحکمان۔ اِصْلَاحًا۔ اگر چاہا دونون حکم نے اور بعض نے کہا یعنے دونون جورو مرد نے اصلاح کو یعنی باہمی درستی معاملہ کو
يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔ بین الزوجین ای یقدرہما علی ما ہو الطاعۃ من اصلاح او فراق۔ تو توفیق دیگا اللہ تعالی ان دونون مین ف
یعنے جورو و مرد مین یعنے دونون کو قادر کردیگا اس چیز پر جو اللہ تعالی کی فرمانبرداری ہے خواہ اصلاح یا فراق۔ اور بیضاوی وغیرہ مین ہے کہ ضمیر یریدا
واسطے زوجین کے اور بینہما واسطے حکمین کے ہے برعکس اسکے جو مفسرؒ نے کہا ہے اھ معنے یہ کہ اگر جورو مرد نے اپنے حال کی اصلاح چاہی تو اللہ تعالی بھی
دونون حکم کو ایسے ہی امر کی توفیق عطا فرماویگا جسمین دونون کی بہتری ہے۔ خلاصہ یہ کہ نیت نیک رکھین تو کام بن جائیگا۔ انجام بخیر ہوگا اور بعض نے
ہر دو ضمیر کو زوجین کے واسطے اور بعض نے ہر دو ضمیر کو حکمین کے واسطے تجویز کیا۔ بہرحال اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص اصلاح کا قصد کرے اللہ تعالی
اسکی مراد کے سامان جمع کردیتا ہے اور توفیق بمعنے مہیا کردینا سامان خیر کا۔ اور بعض نے کہا کہ یوفق بمعنے یولف ہے یعنے دونون مین حکمین کی سعی سے
باہم الفت دیدیگا یہاں دلیل ہے کہ موثر حقیقی اللہ تعالی ہے بندہ فقط قصد وتدبیر کرسکتا ہے نہ تاثیر اور خود اللہ تعالی نے فرمایا لو انفقت ما فی
الارض ما الفت بین قلوبہم۔ یعنے حضرت صلعم کو خطاب فرمایا بطور منت رکھنے کے کہ اگر تم تمام زمین مع اسکے مال ومتاع کے خرچ کرتے تو اپنے یارون
یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلون مین ایسی الفت نہین ڈال سکتے تھے اور وجہ ظاہر ہے کہ یہ تاثیر نہین پیدا کرسکتے تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ ع

Marfat.com

کَانَ عَلِیْمًا ۔ بکل شیٔ ۔ اللہ تعالیٰ علیم ہی یعنے دانا ہی ہر چیز کا ۔ **خَبِیْرًا** ۔ بالبواطن کالظواہر ۔ خبردار ہی **ف** یعنے باطن امور کا مانند ظواہر کے **ف** **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اللہ عز وجل نے حکم دیا کہ مرد کے لوگوں میں سے ایک مرد صالح اور عورت کے لوگوں میں سے ایسا ہی مرد بھیجیں پھر دونوں غور کریں کہ زوجین میں سے کون بدکردار ہی پس اگر مرد ایسا ہو تو اس سے اسکی جورو کو پردہ میں کر دیں اور اسپر نفقہ مقصور رکھیں اور اگر عورت ہی بدکردار ہو تو اسکو شوہر ہی کے پاس رکھیں اور عورت کو نفقہ سے منع کریں پھر اگر دونوں حکم نے زوجین کو جدا کرنے یا جمع کرنے پر اتفاق کیا تو انکا کیا ہوا جائز ہی پھر اگر دونوں کی راے میں آیا کہ دونوں کو مجتمع رکھیں پس دونوں جورو و مرد میں سے ایک راضی ہوا اور دوسرے نے مکروہ جانا تو جو شخص راضی ہوا وہ اسکا وارث ہوگا جو نہیں راضی ہوا ہی اگر مر جاوے اور جو راضی نہیں ہوا وہ راضی ہونے والیکا وارث نہوگا اگر مر جاوے (رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر) اور من طریق عکرمہ بن خالد عن ابن عباس رض روایت ہی کہ میں اور معاویہ بن ابی سفیان دونوں حکم کرکے بھیجے گئے ۔ معمر راوی نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ حضرت عثمان رض نے دونوں کو بھیجا تھا اور دونوں سے کہا کہ اگر تمھاری راے میں آوے کہ دونوں مجتمع ہوں تو دونوں کو مجتمع کرو اور اگر تم دونوں کی راے میں آوے کہ متفرق ہوں تو تم دونوں متفرق کردو (رواہ عبد الرزاق باسناد جید) اور ابن ابی ملیکہ نے بسند جید روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب رض نے فاطمہ دختر عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کیا اسنے عقیل سے کہلا بھیجا کہ میری طرف آجاؤ میں تمھارا خرچ اپنے ذمہ کر لونگی پھر جب عقیل اسکے پاس گئے تو اسنے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ کہاں ہیں عقیل رض نے جواب دیا کہ تیرے بائیں طرف دوزخ میں ہونگے جب تو دوزخ میں داخل ہوگی پس اسنے اپنے تن پر کپڑے ڈھک کر قصد کیا اور حضرت عثمان رض کے پاس آئی اور یہ قصہ ذکر کیا تو حضرت عثمان رض ہنس دیے پھر حضرت ابن عباس و معاویہ بن ابی سفیان کو بھیجا پس ابن عباس رض نے فرمایا کہ میں دونوں میں جدائی کردونگا معاویہ بن ابی سفیان نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اولاد عبد مناف کے دو شخصوں میں جدائی ڈالدوں پھر دونوں وہاں آئے تو دیکھا کہ دونوں نے تنہا ہو کر دروازہ بند کر لیا ہی پس دونوں واپس ہوگئے (رواہ عبد الرزاق ایضًا) اور عبیدہ سلمانی رح سے بسند جید روایت کی کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت و اسکا شوہر آیا اور انمیں سے ہر ایک کے ساتھ تھوڑے تھوڑے لوگ تھے پس آپ نے یہ لوگ حکم بنائے اور وہ لوگ حکم بنائے پھر دونوں حکم سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم دونوں پر کیا واجب ہی تمپر یہ لازم ہی کہ اگر تمھاری راے میں آوے کہ دونوں جمع ہوں تو دونوں کو جمع کرو تو عورت مذکورہ نے کہا کہ میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم پر خواہ میرے نفع کا ہو یا ضرر کا ہو اور شوہر نے کہا کہ رہا دونوں میں فرقت کا حکم سو یہ نہیں پس حضرت علی رض نے فرمایا کہ واللہ تو نے جھوٹ کہا یہانتک تو جنبش نکریگا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر راضی نہو خواہ تیرے نفع پر ہو یا ضرر پر حکم ہو (رواہ ابن ابی حاتم من طریق عبد الرزاق ایضًا وقد رواہ ابن جریر من طریق ابن عیینہ) پھر **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ اس امر پر علما کا اجماع ہے کہ دونوں حکم کو اختیار ہی کہ چاہیں جمع ہونیکا حکم دیں یا متفرق ہونیکا حکم دیں یہانتک کہ ابراہیم نخعی رح نے فرمایا کہ اگر دونوں حکم چاہیں کہ ایک طلاق یا دو طلاق یا تین طلاق سے تفریق کا حکم دیں تو ایسا کر سکتے ہیں اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ دونوں حکم ان دونوں کے جمع ہونیکا حکم دے سکتے ہیں اور تفرقہ کا حکم نہیں دے سکتے ہیں اور یہی قتادہ و زید بن اسلم کا قول ہی اور یہی قول احمد بن حنبل و ابو ثور و داؤد ظاہری کا ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما ۔ اور تفریق کا ذکر نہیں فرمایا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ پھر اجماع علما کا قول جو شیخ نے مقدم لکھا محل تامل ہی کیونکہ ان لوگوں کا خلاف موجود ہی ظاہرا جمہور علما کی جگہ کاتب نے سہو سے ایسا لکھدیا ہی واللہ اعلم ۔ پھر کہا کہ اگر دونوں حکم مذکور زوجین یعنے جورو و مرد کی طرف سے وکیل ہوں تو کچھ خلاف نہیں کہ انکا حکم جمع و تفرقہ دونوں باتوں میں سے ہر ایک میں جائز ہی **قال المترجم** اسی وجہ سے مفسر رح نے توکیل کرنے کا حکم لکھا ہی فافہم ۔ پھر اماموں نے اس بات میں اختلاف کیا ہی کہ حکم دونوں حاکم اسلام کی طرف سے مقرر

Marfat.com

ہونگے کہ حکم دیدین اگرچہ زوجین راضی نہون یا وہ دونون زوجین کی طرف سے وکیل ہین۔ یہ دو قول ہین پس جمہور علما تو اول قول پر ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونون کو حکم کہا اور حکم کی شان سے ہے کہ حکم کردے اگرچہ وہ شخص جسپر حکم دیا ہے راضی نہو اور یہی ظاہر آیت کریمہ ہے اور یہی جدید قول شافعی رح ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ رح وانکے اصحاب کا ہے اور شیخ ابوعمرو بن عبد البر نے کہا کہ علما نے اجماع کیا ہے کہ دونون حکم نے اگر جمع کرنے یا تفرقہ کرنے مین اختلاف کیا تو اکیلے ایک کے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے۔ اور نیز اجماع کیا ہے کہ اگر دونون حکم ہر دو جورو و مرد کے جمع رہنے پر حکم کرین تو نافذ ہوگا اگرچہ دونون جورو مرد نے اپنی طرف سے وکیل نہ کیا ہو اور رہا تفرقہ تو اسمین علما مختلف ہین در صورتیکہ توکیل نہو پھر نقل کیا کہ جمہور کے نزدیک حکمین کا حکم تفرقہ مین بھی بدون توکیل کے نافذ ہوگا قال المترجم کمالین مین مذکور ہے کہ شوہر کی طرف سے جو حکم ہے اسکو اختیار نہین کہ عورت کو طلاق دیدے مگر جب کہ شوہر نے اجازت دی ہو اور اسیطرح عورت کا حکم بدون اجازت عورت کے خلع نہین لے سکتا ہے یہ قول امام ابوحنیفہ وامام احمد کا اور ایک قول امام شافعی کا ہے اور امام مالک نے فرمایا کہ بدون دونون کی رضامندی کے ایسا کرسکتے ہین مترجم کہتا ہے کہ حکمین اگر از جانب حاکم بعد مرافعہ ہون تو انکو جمع وتفرقہ مین بدون رضامندی زوجین کے اختیار ہے اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ مین بھی صحیح ہے کما ذکرہ الشیخ ابن کثیر پھر واضح ہو کہ شرک جلی تو بت پرستی وغیرہ کی قسم سے ظاہر ہے اور یہان ایک شرک خفی بھی ہے وہ اسطرح کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مین حکم دیا ہے کہ اسکو نہ مانے بلکہ اپنے نفس کی بات مانے تو اسنے اپنے نفس سے شرک کیا لہذا حق عزوجل نے آیندہ خلوص توحید کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اسکے ساتھ کسیکو اور ماں وباپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیمون سے اور

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

فقیرون سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ بعید سے اور ساتھ کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

اور اپنے ہاتھ کے مال سے البتہ اللہ کو پسند نہین آتا جو بندہ اترانے والا ہو بڑائی جتلانے والا ہو

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ۔ وحدہ۔ توحید کرو اللہ تعالیٰ کی ف یعنے اللہ تعالیٰ کو واحد یقین کرو اور اسکی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور ایسا ہی حضرت ابن عباس رض سے توحید کی تفسیر مروی ہے اور یہ بقرینہ مابعد ہے۔ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا۔ اور مت شریک کرو اللہ تعالیٰ کے کوئی شے ف پس شیئا یا تو مفعول بہ ہے یعنے تمام چیزون مین سے کسی چیز کو شریک مت کرو خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو خواہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو خواہ حیوان ہو یا جماد یا ملک کوئی ہو اگرچہ اپنا جی کیون نہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیئا مفعول مطلق ہو ای شیئا من الاشراک کسیطرح کا شرک مت کرو پس شرک خفی وجلی خواہ ذات مین ہو یا صفات مین یا افعال مین یا علم مین کسی چیز مین کسیطرح کا شرک مت لاؤ نہ اپنے فعل سے نہ قول سے نہ اعتقاد سے اور یہی بیضاوی مین مجملاً مذکور ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے قولہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔ کی تفسیر مین کہا کہ اللہ عزوجل بندونکو حکم فرماتا ہے کہ اسی کی عبادت کرین درحالیکہ اسکو وحدہ لاشریک لہ اعتقاد کرین تمام یقین کے ساتھ کیونکہ وہی خالق رازق انعام دینے والا ہے ہر حال مین اپنے مخلوق پر انکے عدم سے موجود ہو کر مرنے تک تا ابد فضل واحسان فرمانے والا ہے پس وہی مستحق ہے کہ اسی کی عبادت کرین بدون اسکے کہ مخلوق مین سے کسی چیز کو اسکا شریک بناوین خواہ اعتقاد مین ہو یا افعال مین ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ

Marfat.com

بن جبل رض کو فرمایا کہ اللہ عزوجل کا حق بندونپر کیا ہی معاذ رض نے عرض کیا کہ اللہ تعالٰی و اسکا رسول دانا تر ہی فرمایا کہ یہ ہی کہ اسکی بندگی کرین
اور کسی چیز کو اسکے ساتھ شریک نہ کرین اور تمام حدیث صحیح وغیرہ مین ہی۔ وَ- احسنوا- بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا - براولین جانب اور
احسان کرو والدین کے ساتھ احسان کرنا ف یعنے نیک خدمتگزاری اور نرمی جانب پس احسان مفعول مطلق فعل محذوف
کا ہی اور یہ حکم واجب ہی کہ والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے اور مفسر رح نے بیان کردیا کہ احسان سے تبرّع مراد نہین بلکہ بجا لانا کسی
کام کا اسکی اعلی خوبی کے ساتھ پس والدین کی خدمتگزاری مین درستی سے قائم رہے اور موافق حکم الٰہی کے جہانتک انکی مرادات مین انکے حاصل
کرنیکی کوشش کرے اور جہانتک وسعت ہی انکے نان ونفقہ مین صرف کرے اور اسکے فضائل کثرت سے احادیث مین وارد ہین اور یہی کافی ہی
کہ جابجا اللہ عزوجل نے اپنی توحید وعبادت کے ساتھ اسکو ذکر فرمایا ہی چنانچہ قولہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنے شکر کر تو میرے لیے اور اپنے والدین
کے لیے اور یہ اگلی امتونپر بھی مفروض تھا چنانچہ سورہ بقرہ مین بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا جانا مذکور ہو چکا فرق اتنا ہی کہ یہان ما بعد مین وبذی
القربی بیار موحدہ موکدہ اور زیادہ تاکید کے ساتھ ہی- اور نبی صلعم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہی- جاننا چاہیے کہ والدین اگر کسی
امر شرعی کے خلاف حکم دین یا خواہش کرین تو اسمین اطاعت نہین ہی اور یہ حکم آیت وحدیث سے ثابت ہی- وَ بِذِی الْقُرْبٰی - القرابة
اور صاحب قرابت کے ساتھ احسان کرو- ف اور قربی ہر وہ شخص جو قرابت دار ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو اسیواسطے مفسر رح نے قربی کی
تفسیر قرابت سے کی- اور انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ اسکے رزق مین فراخی دیجاوے
اور اسکے اثر مین تاخیر ہو یعنے زندگی یا نیکنامی دراز باقی رہے اسکو چاہیے کہ اپنی قرابت سے صلہ رحم کرے رواہ البخاری ومسلم) وَالْیَتٰمٰی
اور احسان کرو یتیمون کے ساتھ ف یتیم وہ لڑکا یا لڑکی جسکا باپ مرگیا اور پندرہ برس سے کم ہی پھر اگر وہ ناتے دار ہو تو اسکا قرابت ویتیمی
دوطرح سے حق ہی اور یہ تین وجہ سے ثواب ہوجاتا ہی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسکین پر صدقہ تو ایک صدقہ ہی اور قرابت دار پر صدقہ اور صلہ رحم
دونون ہی (کما فی الصحیح) پس یتیم قرابتدار پر ثواب یتیم کا بھی ہی اور سہل بن سعد الساعدی رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مین اور یتیم کی کفالت کرنیوالا جنت مین اسطرح ہونگے اور اشارہ کیا اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اور ان دونو مین تھوڑا فرق رکھا
(رواہ البخاری) وَالْمَسٰکِیْنِ - اور مساکین پر احسان کرو ف مساکین جمع مسکین اور یہ شامل ہی فقیرون کو بھی اور تفسیر دونون کے پہلے
گذر چکی ہی اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بیوہ ومسکینون کے واسطے سعی کرنے والا ایسا ہی جیسے اللہ تعالٰی
کی راہ مین جہاد کرنیوالا اور مجھے خیال پڑتا ہی کہ فرمایا اور ایسا ہے جیسے وہ نمازی جو کبھی فترہ نہین کرتا اور جیسے وہ روزہ دار جو
کبھی افطار نہین کرتا (رواہ البخاری ومسلم) وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی - القریب منک فی الجوار او النسب- لفظ کے معنے یہ ہین کہ
پڑوسی صاحب قرابت- اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جو تجھسے پڑوس مین قریب ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ جو تجھسے نسب مین قریب ہو
کذا قال فی الکمالین اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جار ذی القربی سے مراد وہ شخص ہی کہ تیرے
اور اسکے درمیان قرابت ہی اور جار الجنب وہ شخص کہ تیرے اور اسکے درمیان قرابت نہین ہی- اور ایسا ہی عکرمہ بن خالد ومجاہد ومیمون بن مہران
وضحاک وزید بن اسلم ومقاتل بن حیان سے مروی ہی- اور ذکر کیا کہ جابر جعفی نے شعبی رح کے واسطہ سے حضرت علی وابن مسعود سے روایت
کی کہ جار ذی القربی سے مراد جورو ہے اور بیضاوی نے قول ضعیف کرکے نقل کیا کہ بعض نے کہا کہ جسکے ساتھ باوجود پڑوس کے قرب
واتصال بوجہ نسب یا دین کے بھی ہو مترجم کہتا ہی کہ اقوی وہ ہی جو بطریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس وغیرہ واحد مذکور ہوا اور روایت

جابر جعفی اگر ثابت ہو تو اِس آیت کا ربط ماقبل سے اچھا ظاہر ہوگا۔ وَالْجَارِ الْجُنُبِ۔ البعید عنک فی الجوار اوالنسب۔ یعنے جو دور ہو تجسے پڑوس مین یا نسب مین۔ اور بیضاوی مین ہی کہ جو دور ہو یا جس سے تجسے قرابت نہین ہی۔ اور اس اخیر معنے پر محی السنہ نے معالم مین اقتصار فرمایا ہی اور یہی حضرت ابن عباس و دیگر علماء تابعین سے ثابت ہین جیسا کہ اوپر گذرا جنب بضمتین بمعنے مجانب ہو ای ایک طرف دور پڑوسی خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو خواہ مفرد ہو یا جمع ہو۔ اس سے ثابت ہی کہ پڑوس دور و نزدیک۔ دونون کو شامل ہی نہ جیسا بعض نے گمان کیا کہ جو مخصوص بملاصق ہی اور علما مین اختلاف ہی کہ جوار کا حق کہانتک ثابت ہوتا ہی پس اوزاعی و حسن و زہری سے مروی ہی کہ چالیس گھر تک ہر طرف سے جوار ہی اور بعض نے کہا کہ جن لوگون کو اقامت نماز کی آواز سنائی دے اور بعض نے کہا کہ جو ایک محلہ مین ہون۔ اور دلیل قول اول آنکہ ایک شخص نے نبی صلعم کے پاس آکر عرض کیا کہ مین ایک قوم کے محلہ مین اترا اور جو مجسے زیادہ قریب پڑوسی ہی وہی مجھے زیادہ ایذاء دیتا ہی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ بزرگ مسجد کے دروازہ پر بلند آواز سے پکار دیتے تھے کہ آگاہ رہو کہ چالیس گھر تک جار ہے اور جنت مین داخل نہو گا جسکا پڑوسی اسکی اذیت سے بیخوف ہو (رواہ الطبرانی کما فی الترغیب والترہیب) اور شیخ مفسر جلال سیوطی نے جامع صغیر مین ذکر کیا کہ جوار یعنے ہر محلہ مین چالیس گھر ہی (رواہ البیہقی عن عائشہ) لیکن ہر دو روایتین ضعیف ہین اور معروف وہ حدیث مرسل ہی جو ابوداود نے روایت کی کہ حق جوار چالیس گھر ہی یون یون اور اشارہ کیا آگے پیچھے دائین بائین۔ ایسا ہی شیخ مفسر جلال سے مذکور ہی اور زرکشی نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہے اور ابن حجر نے فرمایا کہ اس اسناد کے راوی ثقہ ہین مترجم کہتا ہی کہ علماء شافعیہ کے نزدیک یہ حدیث حجت نہین ہو سکتی کیونکہ مرسل ہی اور باقی ہمنون اماموں کے نزدیک تابعی ثقہ کا ارسال حجت ہی لیکن امام ابوحنیفہ کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ جوار کا حق ایک محلہ تک ہی کیونکہ آیت کریمہ مین عموم ہی اور روایت مذکورہ بالا محتمل تاویل ہی پس انکے نزدیک شفعہ کا حق جو بسبب جوار کے ثابت ہوتا ہی موافق ترتیب کے آخر محلہ تک والونکو ملیگا جیسا کہ کتاب الشفعہ ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ مین مفصل مذکور ہی اور امام شافعی شفعہ بالجوار کے قائل نہین ہین بہرحال اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ جوار کی حرمت نگاہ رکھنے کا حکم شرع مین ہی اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر جبرئیل مجکو پڑوسی کے حق مین وصیت کرتے رہے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث بنا دینگے (رواہ احمد و البخاری و مسلم) معنے یہ ہین کہ میرے گمان مین آیا کہ شاید کہ جبرئیل علیہ السلام کو لوح محفوظ وغیرہ سے کوئی حکم ایسا ظاہر ہوا کہ پڑوسی کے واسطے وارث ہونیکا حکم کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا جسکو حضرت جبرئیل لاوینگے فافہم۔ وہذا الحدیث قد رواہ الترمذی و ابو داؤد و احمد عن عبداللہ بن عمرو ایضا و قد روی عن مجاہد و عائشہ و ابی ہریرہ و جابر بن عبداللہ مرفوعا ایضا الا ان روایۃ مجاہد مرسل۔ اور حضرت عمر سے مرفوعا آیا کہ آدمی اپنے پڑوسی کے بدون خود چھک کر نہ کھاوے (قال ابن کثیر تفرد بہ احمد) اور ایک حدیث مین ہی کہ جس قوم کے درمیان پڑوسی بھوکا پڑا رہے اور خود کھاوین تو غضب الٰہی کا خوف ہی اور تمام حدیث عین الہدایہ مین ہی وقد رواہ الدارمی وغیرہ۔ اور اسی پڑوس کے حق عظیم پر دلالت کرتا ہی جو صحیحین مین شرک و قتل فرزند کے بعد تیسرے درجہ کا گناہ یہ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے تو بڑا گناہ ہی اور سابق مین کبیرہ گناہون کے شمار مین مذکور ہوا۔ جاننا چاہیے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت مین ہی کہ حوالی مدینہ سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلعم و جبرئیل علیہ السلام وہان نماز پڑھتے تھے جہان جنازون پر نماز پڑھی جاتی تھی پھر جب حضرت صلعم نماز سے فارغ ہوئے اور ادھر آئے تو اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا اور کہان گیا جو آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو دیکھ لیا تھا اسنے عرض کیا کہ ہان۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے خیر کثیر یعنے بہت بڑی بھلائی دیکھی یہ جبرئیل تھے کہ برابر مجکو پڑوسی کی بابت وصیت کرتے تھے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ وہ عنقریب پڑوسی کو ورثہ دلاوینگے

Marfat.com

(تفرد بہ احمد) اور جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہین ایک پڑوسی جسکا ایک حق ہی اور وہ
حقداری مین سب پڑوسیون سے گھٹکر ہی دوسرا پڑوسی جسکے دو حق ہین اور تیسرا پڑوسی جسکے تین حق ہین اور یہ سب سے افضل ہو پس جسکا ایک حق ہو
وہ مشترک پڑوسی ہی جس سے کچھ ناتا نہین ہی اسکا ایک حق ہی۔ اور دو حق والا وہ مسلمان پڑوسی ہی جسکو اسلام و پڑوس کے دو حق ہین اور تین
حق والا وہ مسلمان ناتے دار پڑوسی ہی جسکو اسلام و ناتے و پڑوس کا اسکے تین حق ہین (رواہ البزار) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میرے دو پڑوسی ہین ہین دونون ہین سے کسکو ہدیہ بھیجون آپ نے فرمایا کہ دونون مین سے جسکا دروازہ تجھسے زیادہ قریب ہو (رواہ احمد والبخاری) اور
عبداللہ بن الصامت سے مرفوعًا روایت ہی کہ ابوذر رضؓ کو فرمایا کہ ای ابوذر تو نیکی کے کامون مین سے کسی کام کو حقیر مت جاننا اگرچہ یہی ہو کہ اپنے بھائی
مسلمان سے بخندہ پیشانی ملاقات کرے اور جب تو شوربا پکادے تو اسمین پانی زیادہ رکھ اور اسمین سے اپنے پڑوسیونکو کفگیر سے نکال کر پہونچادے
اور صحیح مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اسکو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے اور ایک روایت
مین ہی کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ اور بعض احادیث مین ایسے شخص کی بابت جس سے اسکا پڑوسی بےخطر نہ ہووے وعید سخت آئی ہے کہ وہ
جنت مین داخل نہو گا۔ یعنے اگرچہ صوم صلوۃ کا پابند ہو اور حرام و منہیات سے بچتا ہو مگر اس جرم مین کہ پڑوسی اسکی ایذا مین مبتلا ہون پہلے پہل
جنت مین نجائیگا۔ اور علی ہذا یہ کبیرہ گناہ ہو گا ولیکن علمائے اسکو تشدید پر محمول کیا ہی واللہ اعلم۔ **وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ**۔ اور نیکی
صاحب پہلو سے **ف** الرفیق فی سفر او صناعۃ (وقیل الزوجۃ۔ یعنے سفر کے رفیق سے یا پیشہ کے رفیق سے اور بعض نے کہا کہ پہلو کی زوجہ
مراد ہی صاحب صیغہ اسم فاعل بمعنے صحبت مین ہونیوالا یعنے ساتھی اور معنے آنکہ اور نیکی کرو اس شخص سے جو تمھاری صحبت مین ہو بایں طور کہ پہلو مین
ساتھ رہتا ہو پھر ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و ضحاک سے روایت ہی کہ مراد اس سے وہ شخص ہی جو سفر مین یا کسی صناعت مین رفیق ساتھی ہو
اور حضرت علیؓ و ابن مسعود سے روایت ہی کہ مراد زوجہ ہی (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) اور ابن جریج نے کہا کہ ابن الزبیر نے کہا کہ ہر وہ شخص جو تیری صحبت
مین تجھسے کسی نفع کی امید پر ہو (حکاہ ابن ابی حاتم) اور زید بن اسلم نے ان سب باتون کو شامل قول روایت کیا گیا اور شاید کہ یہی اولیٰ ہی اگرچہ حق صحبت
سفر مین بہ نسبت سرسری مصاحبت دیگر مقام کے زائد ہو اور جورو کا حق صحبت بہ نسبت سفر کے رفیق کے زائد ہو اور صناعت مین صحبت کے یہ معنی ہین
کہ تجارت یا کسی ہنر و پیشہ کے سیکھنے یا علم پڑھنے مین ساتھ ہو اور مجلس یا مسجد وغیرہ مین جو ہم پہلو ہو وہ بھی استحقاق صحبت رکھتا ہی اگرچہ ادنیٰ ہو
وَابْنِ السَّبِيلِ۔ المنقطع فی سفرہ۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ راہ کا فرزند۔ اور لغت مین اسکے معنے راہ گیر کے ہین شیخ ابن کثیر رحؒ نے ذکر فرمایا کہ حضرت
ابن عباس و ایک جماعت نے فرمایا کہ وہ مہمان ہی اور مجاہد و ابو جعفر یعنے امام باقر علیہ السلام و حسن و ضحاک و مقاتل نے فرمایا کہ وہ شخص جو سفر طے کرنے
مین تیرے یہان ہو کر گذرے شیخ ابن کثیر رحؒ نے کہا کہ یہ تفسیر زیادہ ظاہر ہی اگرچہ مہمان سے بھی حضرت ابن عباس وغیرہم کی مراد یہی ہی کہ جو سفر مین تیرے
یہان منزل کرے اور اترے پس ہر دو تفسیر ایک ہین مترجم کہتا ہی کہ مفسر رحؒ نے ابن السبیل کے ساتھ قید لگائی کہ اپنے سفر مین منقطع ہو یعنے اسکے پاس اسباب
کچھ نرہا ہو کہ اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاوے لیکن اولیٰ یہ ہی کہ یہان یہ قید نہ لگائی جاوے بلکہ مطلق مسافر لیا جاوے اور معنے یہ ہین کہ احسان کرو مسلمون
کے ساتھ یعنے سفر مین جو مسافر تمھارے یہان آکر اترے اس سے نیکی کرو اور یہ قید جو مفسر رحؒ نے ذکر فرمائی ہی وہ زکوٰۃ کے مصرف مین جو ابن السبیل سورۂ
براۃ مین مذکور ہوا اسکے ساتھ البتہ مراد رکھی گئی ہی اور جسنے یہ توجیہ کی وہان ابن السبیل کی لفظ سے اسطرح مقید مراد ہونا ضرور ہی کہ مطرد ہو ورنہ قید
بلا دلیل ہو گی تو یہ وہم ہی اسواسطے کہ ابن السبیل کا لفظ قطعًا اس مقید معنے کے واسطے از راہ لغت نہین ہی اور تمام بحث انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ
براۃ مین آویگی۔ اور یہان تو غرض اخلاق کریمہ بیان کرنے سے ہی اور وہ ہر مسافر کے ساتھ نکوئی کے برتاؤ پر ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جو ایمان رکھتا ہی

اللہ تعالی پر اور روز آخرت پر اسکو چاہیے کہ اکرام کرے اپنے مہمان کا اسکا جائزہ ایک رات و دن اور ضیافت تین روز ہی پھر جو کچھ اسکے بعد ہی وہ صدقہ
ہی اور مسافر مہمان کو بھی یہ نہ چاہیے کہ اسکے پاس قیام کی نیت کرے حتی کہ اسکو حرج مین ڈالے یعنے یہین رہنے پر جم جاوے اور آجکل تو رسمی تکلفات سے لوگ اپنا گھر
برباد کرتے ہین اور اگر ایسی حالتین کہین مسافر ٹھہر گیا تو گھر کا قبالہ لکھنے کی نوبت پہونچ جاتی ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ **وَمَا مَلَكَتْ**
اَيْمَانُكُمْ ۔ من الارقاء۔ یعنے اور نیکی کروان لوگون کے ساتھ جنکے مالک ہوئے تمھارے دائین ہاتھ پس ما موصولہ بمعنے من ہی اور
چونکہ اسم موصول مبہم ہوتا ہی مفسر نے قول من الارقاء سے اسکا بیان کر دیا یعنے ان لوگون سے مراد ارقاء ہین جمع رقیق کی بمعنی مملوک خواہ باندی ہو
یا غلام ہو اور بعض علمانے بنظر لفظ ما ملکت جو غیر ذوی العقول کے واسطے ہی تمام حیوانات مراد لیے جو ملک مین ہون اور غلام و باندیان اگرچہ
انمین شامل ہین ولیکن کثرت جانور غیر ذوی العقول کے مملوک ہونیکی وجہ سے لفظ ما موصولہ سے تعبیر ہوئی اور حق یہ ہی کہ ما موصولہ عام ہی ذوی العقول
و غیر ذوی العقول دونون پر بولا جاتا ہی و بنظر نظایر آیات و دلائل دیگر کے مراد اس سے باندی و غلام لینا چاہیے الا آنکہ دلالت سے شمول دیگر حیوانات مملوکہ اولی ہی اور
صحیح مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم مرض الموت مین اپنی امت کو وصیت فرماتے تھے کہ الصلوۃ الصلوۃ۔ یعنے کمال احتیاط رکھو کہ نماز ترک نہو
و ما ملکت ایمانکم۔ اور کمال احتیاط رکھو اپنے مملوک لوگونکے حق مین اور اسکو بار بار فرماتے تھے۔ اور یہان مراد مملوک کے ساتھ احسان کرنیسے یہ ہی
کہ اسکے کھانے کپڑے کی خبر رکھے اور اسکی طاقت سے باہر کام کر نیکی اسکو تکلیف ندے اور اگر ایسے کام کو کہے تو آپ بھی اسکی مدد کرے اور ابوذر غفاری رض
جو آپ کھاتے وہی اپنے غلام کو کھلاتے اور جو آپ پہنتے وہی اسکو پہناتے اور سواری مین راہ چلنے مین بھی اسطرح باری باری رکھتے تھے اور حضرت
ابوذر رض سے روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مملوک لوگ تمھارے بھائی تمھارے خادم ہین اللہ تعالی نے انکو تمھارے ہاتھون کے تحت
مین کر دیا ہی سو جسکے زیر دست اسکا بھائی ہو اسکو چاہیے کہ کھلاوے اسکو جسمین سے آپ کھاوے اور پہناوے جسمین سے آپ پہنے اور نہ تکلیف دو
انکو ایسے کام کی جو انپر انکی طاقت سے غالب ہو اور اگر ایسی تکلیف انکو دو تو اس کام مین انکے ساتھ مدد کرو۔ (رواہ الشیخان) اور مقدام رض سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو تو نے اپنی ذات کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے اپنے فرزند کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے
اپنی زوجہ کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے اپنے خادم یعنے باندی یا غلام کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی (رواہ احمد والنسائی قال ابن کثیر
واسنادہ صحیح) اور بندگان خدا تعالی جو انسان کے زیر دست مملوک ہوتے ہین انکے ساتھ نکوئی و احسان کرنے اور انکی خواری و ذلت نہ کرنے اور
انکو حقیر نظر سے نہ دیکھنے مین بہت احادیث وارد ہین کہ انکا ذکر کرنا طویل ہی اور اسقدر مذکور مین جملہ وجوہ صریحًا و دلالۃً آگئے اور خود اللہ تعالی نے
دلالت فرمائی بقولہ۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا** ۔ متکبرا۔ غرور کرنے والا۔ **فَخُوْرًا** ۔ علی الناس بما اُوتی۔ بہت
فخر جتانے والا لوگون پر اس چیز کے ساتھ جو دیا گیا ہی اللہ تعالے ایسے متکبر فخور کو محبوب نہین رکھتا یعنے اللہ تعالے نے اُسکو نعمت دی بعض
لوگون سے زائد مگر وہ لوگون پر فخر کرتا ہی اور انکو بنظر حقارت دیکھتا اور اپنے آپ کو انسے مرتفع جانتا ہی حالانکہ سب تعریف و حمد اللہ تعالے ہی
کے واسطے ہی کہ اسنے محض فضل سے بدون اسکے استحقاق کے اسکو دیا۔ ف شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئا۔ یہان دو باتون کا حکم فرمایا ایک تو بندگی کرنے کا اور اس بندگی مین اخلاص رکھنے کا کہ خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو اور دوسری یہ کہ
عبادت اسکی شرک کے ساتھ نہو پس شرک کے موجود ہوتے ہوے تو عبادت نہین ہو سکتی ہی یعنے جب تک شرک کا وجود کچھ بھی رہیگا تب تک
عبادت کا وجود درحقیقت نہوگا اگرچہ کوئی سمجھا کرے کہ عبادت پائی گئی ہی اور بغیر عبادت کے اخلاص و توحید نہین ہوتی ہی پس توحید تو اسطرح
مطلوب ہی کہ قدم کو حدوث سے مفرد کرے اور شریک و ضد سب کی نفی کرے یعنے اپنے علم و یقین و اعتقاد مین حضرت باری تعالی کو یکہ و تنہا واحد

Marfat.com

جانے سب شریک وضد چیزون سے اور جو چیزین حدوث ہین سب سے اسکو فرد اعتقاد کرے اور عبادت اسطرح مطلوب ہی کہ اس توحید مذکور کے ساتھ
پائی جاوے تاکہ یہ عبادت موافق اس توحید کے ہوے یعنے ایسے معبود کی عبادت کرنے والا ہو جسکی وحدانیت کا اسطرح اعتقاد کیا ہی کیونکہ عبادت تو وہی ہی
جو ایسے معبود حقیقی کی ہو اور توحید مذکور موافق تنزیہ قدم کے ہو یعنے توحید مذکور در اصل حضرت قدیم سے خارج ہی کیونکہ یہ تو بندے کا اعتقاد ہی لیکن
بات اسقدر البتہ ہی کہ تنزیہ الٰہی قدم سے موافق ہی پس نفس مع اپنے حظوظ و خواہشونکے پیدا کیا گیا اور بندونکو حکم دیا گیا کہ حق الیقین کو یقین سے پاک
اعتقاد کرین۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ خلقت بدل ڈالین اور نفس کی طبیعت سوائے حق تعالیٰ کے غیر کی طرف مائل نہو پس حاصل آنکہ تم لوگ جیسے
اسرار باطنی کا انوار ظاہر ہو نہین پاکیزہ کیا جانا جیسے مانگو کہ ہین البتہ اس امر پر قادر ہون کہ اسکی تکمیل کو وحدانیت کی بہار دیکھلاؤ ور اپنی عزت
کے واسطے اسکو خضوع ہین لاؤن۔ آور نیز اعبدوا اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے بجالاؤ اور عوض پر نظر نرکھو اور عبادت
کو مت دیکھو اسواسطے کہ یہ دونون باتین عارفونکے لیے شرک ہین۔ قال المترجم عارفین سے مراد مؤمنین ہین اسواسطے کہ مرتبہ عارفان ہے
یہ شرک مخصوص نہین ہی کہ عوض کے واسطے عبادت کرے بلکہ مثلاً نماز خالص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہی نہ آنکہ نماز جنت ملنے کو واسطے اللہ تعالیٰ کے لیے ہی
کیونکہ اس نیت سے نماز ادا نہوگی فافہم۔ بلکہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اسطرح کہ ہم سے قصور ہی ہم کسیطرح اسکی عبادت ادا نہین کرسکتے ہین یہ موحدونکی عبادت ہی
اور نیز۔ انکو اپنی طرف سے اپنے ساتھ مشغول کیا اور اگر انکو انتہا درجہ کی محبت سے مالامال فرماتا تو قرب مشاہدہ مین بیخود ہوجاتے اور عدم سے نکل کر
دریاے قدم مین غرق ہوجاتے اور محبت کا یہی آخری درجہ ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اہل جنت کو کسطرح فرمایا کہ انھون نے راحت قرب مشاہدے بمعیت
امتحان حاصل کرلیا۔ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب و لا یمسنا فیہا لغوب۔ اور شیخ ابو یزید رحؒ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمام عالم
مین کوئی ایسا نہین دیکھا جو اسکی معرفت کے لائق ہو پس انکو اپنی عبادت مین مشغول کردیا مترجم کہتا ہی کہ یہ بیان کا قصور ہی کہ یہان عبارت سے
یہ مضمون ادا نہین ہوسکتا ولیکن مطلب کو عارفون کے خدمتگزار جان لیتے ہین فافہم۔ شیخ ابو عثمان رحہ نے فرمایا کہ حقیقت عبودیت
کی یہ ہی کہ اپنی سر باطنی سے علائق و شریکون کو قطع کرے آور واسطی رحؒ نے فرمایا کہ شرک یہ ہی کہ تقصیر کو اپنی ذات سے دیکھے اور ملامت کرے
قال المترجم تحقیق اس قول کی یہ ہی کہ تقصیر بمقابلہ اداے قدرت ہی اور اثبات چیزی از صفت قدرت شرک ہی پس نفس پر یا جہالت ہے
یا شرک خفی فافہم اس سے کہا جائیگا کہ ملامت آیا اسیر ہی جو متولی اسکی اقامت کا ہی یا خاص نفس پر حالانکہ اسپر اسباب حرص ہوا کا حکم دیدیا گیا تھا
اور بعض اکابر نے فرمایا کہ عبودیت یہ ہی کہ تو اپنے مشاہدے سے اسکے مشاہدے مین فنا ہوجاوے جسکی تو بندگی کرتا ہی قال المترجم یہ مرتبہ احسان ہی جو
حدیث شریف مین آیا ہی کہ تیری بندگی ادا کرنا اسطرح کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہی پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہی۔ قولہ وبالوالدین احسانا۔ والدین کے
اشارہ مین وہ لوگ بھی شامل ہین جنکا تربیت معنوی مین حق ہی یعنے مشائخ معرفت پس مریدین کا انکے ساتھ احسان کرنا اسطرح ہی کہ ان کے
حضور مین اپنی گردنین جھکائے رکھین باین طور کہ ہر دم و ہر لحظہ انکی مخالفت سے بچے رہین اور انکے فضائل کو مخلوق مین پھیلاوین اور مزید قربت
کی انکے واسطے دعا کرین آور شیخ جنید رحؒ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ نے ایک امر کا حکم دیا اور سری سقطی رحؒ نے ایک امر کا حکم دیا پس مین نے حضرت
سری رحؒ کے حکم کو اپنے باپ کے حکم پر مقدم رکھا اور مین نے جو کچھ پایا ہی وہ سب حضرت سری رحؒ کے فیض برکات سے ہی قال المترجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے مروی ہی کہ فرماتے تھے کہ باپ تیرے تین ہین ایک وہ جسکے نطفہ سے تو پیدا ہوا اور دوسرا وہ جسنے تجھے جورو دیا ہی یعنے خسر اور تیسرے وہ جسنے
تجھے علم سکھایا اور ان سب مین بہتر وہ ہی جسنے تجھے علم سکھلایا ہی مترجم کہتا ہی کہ علم سکھلانے والون مین بدرجۂ اولیٰ علماے معرفت بھی داخل ہین
قولہ وبذی القربیٰ۔ یعنے قرب الٰہی کے برادری والے یعنے محبت الٰہی عزوجل مین جو لوگ داخل ہین۔ والیتامیٰ۔ وہ لوگ جو درگاہ باری تعالیٰ

Marfat.com

سے دور پڑے اس وجہ سے کہ آفت شہوات مین پھنس گئے اور فتور مین آگئے اور اس سبب سے مشاہدہ سے محجوب ہو گئے پس انسے احسان یہ ہی کہ انکو انکے پروردگار باری تعالیٰ کی بندگی مین ترغیب لاؤ اور انکے مالک عزوجل کی جناب کا شوق انکے دلون مین بڑھاؤ اور مہربانی سے انکو اس راہ لگاؤ۔ اور جو شخص ایسا ہی کہ اسکا شیخ مرگیا اور ہنوز وہ شخص درجۂ اہل قرب و مشاہدہ تک نہین پہونچا ہی تو وہ معرفت مین یتیم ہی اور اسکے ساتھ احسان یہ ہی کہ اسکو اولیاء اللہ تعالیٰ کے آداب سے تربیت کرو تاکہ راہ معرفت سے منقطع نہو جاوے۔ قولہ والمساکین مراد اس سے وہ سالک ہین جو مجذوب نہین ہین کیونکہ سالکین نے مجاہدات کے ساتھ مقامات کی راہ طے کرنی اختیار کی ہی اور انکے ساتھ احسان یہ ہی کہ مشاہدات کے اسرار انکے سامنے ظاہر کیے جاوین تاکہ انکے دلون مین آثار محبت پیدا ہون پس وہ ظاہری مجاہدہ سے سکون کرین اور حضور قلب اور ظہور اسرار سے حق کو طلب کرین تاکہ پلک مارتے ایسے مقام پر پہونچین جہان ہزار برس مجاہدہ وریاضت سے نہین پہونچ سکتے تھے قال المترجم حاصل کلام یہ ہی کہ اشارہ مین مساکین سے مراد وہ لوگ ہین جو بدون شوق و محبت و جذب کے صرف ریاضت و مجاہدہ سے راہ طے کرتے ہین جیسے اکثر علماے ظاہر کا حال ہو گیا ہی جو اپنے نفس مین کچھ انانیت رکھتے ہین یا راہ جذب سے وقوف نہین رکھتے ہین باوجودیکہ وہ ظاہر و باطن مین متقی و پرہیزگار ہین اور انکو عرف مین زاہد کہتے ہین پس انکے ساتھ احسان کرنے سے مراد یہ کہ شریعت کے آثار انپر ظاہر کیے جاوین تاکہ راہ محبت مین آوین اور فہم اسرار و دلیل قیاس کے قائل ہون پس عامہ ظاہریہ مانند داؤد بن علی ظاہری شیخ ثقہ اور علامہ محدث ثقہ شیخ ابن حزم وغیرہ اسی گروہ سے ہین ولیکن یہی بلا انکے ساتھ ہی اور علماے سنت نے ظاہریہ ہونے سے منع فرمایا ہی اور علامہ محدث جلیل ثقہ شیخ ابن القیمؒ نے بہت تاکید سے وصیت فرمائی کہ خبردار تو ظاہریہ بننے سے بچنا کہ وہ اسرار شریعت سے بے بہرہ اور دل کو سخت کر دیتی ہی۔ مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ؎ سیر زاہد ہر شبی یک روزہ راہ + سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ + یعنے زاہد اگر شب بیداری مین بہت طے کر گیا تو ایک روز کی راہ اور بس اور عارف کا یہ حال ہی کہ ایک دم مین اسکی رفتار تا تخت سلطان عزت عزوجل ہوتی ہی اور بہتیرے اہل علم کو یہ شبہہ پڑ گیا کہ پچھلے اولیاء اللہ تعالیٰ کے سب ایسے ہی گذرے کہ مشہور اماموں ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد۔ انمین سے کسی کے اقوال کے پابند نہ تھے اور ان بزرگون مین سے کسی سے جذب و محبت کے مسائل نہین منقول ہین تمام فقہ کی کتابین موجود ہین۔ یہ وہم بڑا بیفکری کا ہی افسوس ہی کہ انھون نے غور نہین کیا اولاً یہ کہ بالیقین افعال قلوب بھی واجب و سنت و مستحب و حرام و مکروہ اقسام کے متعلق ہین مثلاً تکبر قطعاً حرام ہی علی ہذا القیاس حالانکہ کمتر اس سے بلکہ شاذ اس سے بحث کی گئی کہ اگر نماز کو ریا کے ساتھ پڑھیگا یعنے دکھلاوے سناوے کو تو ثواب باطل بلکہ گنہگار ہوگا پس فقہ مین بحث افعال جوارح سے ہی مگر شاذ کسی فعل قلب سے بحث استطرادی آگئی ہی اور البتہ صاحب توضیحؒ نے منصوص کر دیا کہ فقہ امام ابو حنیفہؒ ان مسائل کو بھی شامل تھی ولیکن متاخرین نے اسکو نکال ڈالا گویا ایسا ہو گیا کہ یہ مسائل اس فقہ مین موجود ہی نہ تھے۔ ثانیاً دین متین و راہ ایمان موقوف بر فقہ نہین ہی بلکہ بڑا حصہ اس راہ کا حدیث شریف کے بغیر حاصل نہین ہوتا ہی حتی کہ علماے ربانی کے نزدیک خالی فقہ جاننے والا ویسا ہی سخت دل ہوتا ہی جیسے ظاہریہ فرقہ کے لوگ ہوتے ہین اور یہ بات اس شخص کے سامنے مثل آئینہ کے ظاہر ہی جو حدیث شریف کی خدمت کر چکا ہی۔ ثالثاً فقہ سے علاوہ حضرت باری عزوجل کی کتاب مجید اور احادیث شریف مین کثرت سے نصاً و دلالۃً و اشارۃً و اقتضاءً ہزارہا مسائل اور علوم موجود ہین جو فقہ مین پائے نہین جاتے ہین چنانچہ ہر سہ اول کی مثالین ادنی تنبیہ سے واضح ہین اور ایسے ہی مثال چہارم بھی اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے بنائے جن و انس کو فقط عبادت کے ہی واسطے پیدا کیا ہی حالانکہ یہ جملہ قوت خبریہ مین ہی اور ضرور ہی کہ شرائط نماز سے ستر پوشی اور طہارت وغیرہ و زاد راہ حج و بیوع کا حلال کرنا اور طلب رزق حلال مانند اسکے امور مین صرف اوقات اور نفقات محارم کا وجوب مقتضی تحصیل ہو کر باعث صرف اوقات ہی پس ضرور ہی کہ یہ اوقات اور یہ کام محسوب عبادت ہون اور فقہا نے بالاقتضاء نکالا ہی کہ مقدمۃ الواجب بھی واجب ہی یعنے جو امر واجب کیا وہ جس چیز کے

Marfat.com

بغیر تمام نہین ہو سکتا وہ چیز بھی باقتضار واجب ہوتی ہی پس اس سے کسقدر واجبات و مستحبات پیدا ہو گئے ۔ کہ اگر کسیکے پاس کھانیکو نہو اور وہ کمائی کرنے اور کوشش کرنے پر قادر ہی مگر وہ نماز ہی مین مشغول رہا اور کمائی مین سعی نہ کی یہانتک کہ بھوک سے تڑپ کر مر گیا تو اسکا یہ حکم ہی کہ وہ اپنی جان کو اپنے ہاتھون قتل کرنیوالا شمار ہوگا اور دوزخ مین بھی عذاب پاویگا پس اسقدر روزی طلب کرنا فرض ہی اور موجود ہونیکے ساتھ معمولی وقتا مین اپنے تن کو بقدر غذا مسنون پالنا ثواب ہی اور مقدامؓ کی حدیث مین جو امام احمد نے مسند مین اور بیہقی نے سنن مین روایت کی ہی موجود ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیرا اپنے آپ کھانا بھی تیرے لیے صدقہ یعنے ثواب ہی اور اس حدیث کی اسناد صحیح ہی پس یہ تو ایک دانہ اس خروار مین سے مثال دیا گیا جو کتاب اللہ و سنت رسول مین ہی اور تفسیر یعبدون از یعرفون یا یوحدون اسکے منافی نہین ہی کما لا یخفی ۔ اور اشارت سے ہزار ہا مسائل پیدا ہوتے ہین اور حدیث شریف مین خود اشارہ فرمایا کہ منہومان لا یشبعان ۔ یعنے دو حریص کبھی سیر نہین ہوتے ہین از انجملہ ایک علم کے خواہشمند کو فرمایا ہی پس یہ اسیطرح ہی کہ کتاب و سنت مین ان دلالات مذکورہ سے ہزار ہا مسائل حاصل ہوتے ہین کہ علم کا خواہشمند کبھی سیر نہین ہوتا ۔ اور جسنے یہ وہم کیا کہ آیت مین علم سے علوم حرفت و صناعت و تجارت وغیرہ حتی کہ بعض نے کہا کہ فلسفہ و حکمت وغیرہ کو شامل ہی یہ کہنے والا نادان ہی جو بیباکی سے اللہ تعالیٰ و رسول پاک کے کلام کے معنے جو منھ مین آتے ہین بکتا ہی اور سخت بیوقوف وا ہی وہ ہی جسنے فلسفہ و حکمت کو شامل کیا حالانکہ جسکو حکمت کہتے ہین تحقیقی نام اسکا حماقت ہی پس کوئی دیندار ایسا تجویز نکریگا بلکہ معنے وہی ہین جو مین نے بیان کیے اور واللہ باللہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حاوی علوم پاکیزہ صحیحہ ہے جسکے عجائب کبھی ختم نہین ہو سکتے ۔ پڑھ قولہ تعالیٰ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیۃ ۔ پھر جب تجھے اس سے پتا لگا کہ حال یہ کچھ ہی تو اس فقہ پر مدار دین عجب ہی اور جو عالم فاضل کہلاتے اُس سے اور زیادہ تعجب ہی فقہ کا نام علوم دین نہین ہان اگر ابتدا مین فقہ و حدیث و تفسیر سے آگاہ ہو تو ادنی مرتبہ حاصل ہوگا مولوی روم فرماتے ہین ؎ علم دین فقہ است و تفسیر حدیث ٭ ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث ٭ یعنے دین کا علم یہی فقہ و حدیث و تفسیر ہی اور جو کوئی اسکے سوائے پڑھے وہ خبیث ہو جائیگا ۔ مولوی علیہ الرحمۃ نے اسکے سوائے کو علم ہی نہین کہا اور سچ کہا کہ اسکے سوائے علم ہی نہین ورنہ اسکا جاننے والا عالم ہوتا حالانکہ اسکا جاننے والا خبیث ہوتا ہی ۔ ہان عالم وہ ہی جو علم دین کو انکے حق سے پڑھے اور حقوق اسکے مترجم کو یہان بیان کرنیکی گنجایش نہین وہ بہت دراز وقت چاہتے ہین ۔ یہان تو خلاصہ مقصد یہ ہی کہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فقط احکام کے مسائل کہین سے فقط افعال جوارح کو شائع کر دیا اور دیگر ہزار ہا بے عدد مسائل سے سکوت کیا یا خاص خاص سے بیان کیا ہی اسیواسطے مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ہی ؎ زان طرف کہ عشق می افزود درد ٭ بوحنیفہ شافعی درسے نکرد ٭ یعنے انتظامی حالت دنیا کے مسائل ان اماموں نے ظاہر کیے اور جذب و شوق کے مسائل کا درس نہین دیا کیونکہ وہ پڑھانے اور کتابون مین جمع کرنیکی باتین نہین ہین ۔ وہ خود بخود اللہ عزوجل قلب پاکیزہ مین عطا و القاء فرماتا ہی بلکہ وہ عین علم ہی اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم ایک نور ہی جسکو اللہ تعالیٰ بندے کے قلب مین رکھ دیتا ہی اور وہی حکمت ہی جو قرآن مجید مین حضرت حق سبحانہ نے جا بجا ارشاد فرمایا ہی اور تفسیر قولہ و آتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء ۔ و دیگر مقامات مین تفسیر شیخ سے طول و اختصار کے ساتھ وافی کافی اشارات گذر چکے ہین وہانسے تلاش کرو ۔ یہان اس طول کلام سے امید نفع عام ہی اور بضرورت بتوفیق الٰہی عزوجل لایا گیا و للہ الحمد والمنۃ ۔ شیخ نے کہا اور نیز مساکین وہ لوگ ہین جو درگاہ عظمت پر کھڑے ہوے میدان صفات مین حیران ہین اور قدم کے ملک کی طرف نظر کرکے عقل گم کیے ہین کہ اسکی نہ ابتدا ہی نہ انتہا ہی سو وہان اپنے مقصود و مراد کی انکو راہ نہین ملتی ہی کیونکہ یہ حال طاری ہوا ہی کہ معرفت مین نکرت نے اور نکرت مین معرفت نے ظہور کیا ہی یہ سخت مقام حیرت ہی پس اللہ عزوجل نے ان بندونپر رحم فرمایا کہ اپنے بندگان اہل تمکین و واصلین کو حکم دیا کہ انکے ساتھ احسان و مواسات کرو اسطرح کہ عظمت الٰہی عزوجل کے تحت مین جو یہ ذرہ سے کمتر بلکہ معدوم دبے ہوے ہین انکے دلونکو فرحت دو تاکہ مانوس ہون

اور یہ اسطرح ہے کہ آواز پاکیزہ و عمدہ خوشبو سے انکو مانوس کرو اور یہ آواز پاکیزہ و خوشبوئے لطیف کن چیزوں کی ہو عمدہ معارف و بزرگی کا شفات کی ہو تاکہ اس آواز خوش سے ایک ساعت مانوس ہو جاوین پس آتش کبریا و عظمت کی لپٹ مین جل نہ جاوین چنانچہ بعض تابعین سے روایت ہے کہ اپنے دلونکو کبھی کبھی گھڑی دو گھڑی راحت دو پس اللہ تعالیٰ کی راہ مین حضرت حق عزوجل سے راحت لینے کا حکم دیا کیونکہ یہ معلوم تھا کہ جو لوگ مقام جلال و عظمت مین پہونچے انکے جل جانیکا خوف ہے پس انکے حال پر شفقت فرما کر انکو وسعت لینے کا حکم دیا اور باب رخصت کھول دیا یعنے ادنیٰ مرتبہ جانتک شرع مین اجازت ہے عمل کر لین اگرچہ عزیمت کا اختیار کرنا اولیٰ ہے کما ذکرہ مفصلا فیامر۔ اور یہ اسواسطے کہ ترویح قلب کے ساتھ انکا شوق و محبت حضرت باریتعالیٰ کی جناب مین زیادہ ہوتا جائے قولہ والجار ذی القربیٰ۔ اشارہ ہے کہ احسان کرو ایسے شخص کے ساتھ جسکے مقامات تمھارے مقامات سے موافق ہون کیونکہ وہ راہ معرفت مین جار قریب اللہ تعالیٰ ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی محبت مین تمھارے اسکے درمیان قرابت ہے اور نیز جار ذی القربیٰ وہ روح ناطقہ عارفہ عاشقہ ملکوتیہ ہے جو تجلی قدم کے ساتھ عدم سے نکلی ہے اور ازل سے تیرے ساتھ ہوئی وہ سب سے زیادہ تجھسے قریب ہے قال المترجم اگر کہا جاوے کہ تو بعینہ وہی روح ناطقہ ہے پھر تجھسے قریب ہونا کیا معنے ہین تو جواب یہ ہے کہ آدمی در اصل باعتبار بندہ ہونے کے وہی روح ناطقہ ہے ولیکن باعتبار آنکہ وہ مجموعہ مرکب از ملکیہ و نفس شیطانیہ و نفس و روح و عقل و حواس و غیرہ ہے یعنے باصل یعنے باعتبار نظر آدمیت و جسم و شخص ہے جو دیکھنے میں آتا ہے اس لحاظ مین روح ناطقہ اسکے واسطے جار ذی القربیٰ ہے اور تمام تحقیق اسکے فصوص الحکم بیان شخص عالم و تحقیق عالم اکبر و عالم اصغر مین مذکور ہے۔ شیخ نے کہا کہ یہی روح ناطقہ جار اللہ ہے اور وہی مصبوغ بصبغۃ اللہ ہے یعنے قولہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ مین اللہ تعالیٰ کے رنگ سے رنگین ہونا واقعی اسی روح ناطقہ کو ہوتا ہے۔ اور یہی دائین دست قدرت مین ہے چنانچہ کہا گیا کہ ارواح دائین ید قدرت الٰہی مین ہین۔ اور اسکو آب خوشگوار تیرے قلب پاکیزہ سے ملتا ہے جو منظر نور تجلی اور مسکن نور تدلی ہے اور اسکے ساتھ احسان کرنا یہ ہے کہ اسکو بازوے معرفت و شوق محبت سے فضائے عالم مشاہدہ مین پرواز دے بدانطور کہ اسکو قید طبیعت سے رہا کرے اور اسکے مسکن کو حظوظ بشریت سے پاک کرلے اور یہ تجھسے بہت قریب ہے کیونکہ یہ تیری اصل قیام ہے اور تو اسی کے ساتھ قائم ہے قولہ والجار الجنب۔ یہ اشارہ مین مرید مبتدی کو شامل ہے اور اسپر تیرا احسان یہ ہے کہ اسکو صدیقین عارفین کے مرتبہ پر پہونچنے کی راہ چلنے کیواسطے رغبت دلاوے اور پوشیدہ اسرار محبین اسکے واسطے ظاہر کرے اور احوال مشتاقین کے فضائل سے اسکے کان بھرے۔ اور نیز جار الجنب تیری صورت نوعیہ ہے جو تیری روح کیواسطے محل ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ اصطلاح کفار فلاسفہ نہین ہے بلکہ مراد اس صورت سے جسم ظاہری ہے چنانچہ اسی پر دلالت کرتا ہے قول شیخ کہ اسکے ساتھ احسان یہ ہے کہ اسکے اعضاء و جوارح کو گناہون و شہوات سے عمداً بتکلیف باز رکھے قولہ والصاحب بالجنب مترجم کہتا ہے کہ تفسیر اسکی رفیق سفر ہے اور پہلے مذکور ہو چکی اور شیخ نے اشارہ مین کہا کہ مراد سفر غیب کا ساتھی و رفیق ہے جسکو محبت الٰہی اپنی درگاہ کی طرف کھینچ کر لے چلی ہے اور معرفت الٰہی کے شوق اور مشاہدہ اسرار کا جذبہ اپنی طرف کھینچتا ہے تو اسکے انفاس تیری سانسین ہین اور اسکا باطن تیرا باطن ہے اور اسکا مقام تیرا مقام ہے اور طبیعت کے مالوف دیس چھوڑ کر ازل و ابد کے سفر پردیس کی منزل مین وہ تیرا ساتھی ہے اور تیرا احسان اسکے ساتھ یہ ہے کہ جب وہ لذت محبت مین محبوب سے منقطع ہونے کے قریب پہونچے تو اسکو مکر سے خوف دلاوے اور محبوب مین فنا ہونے کی رغبت دے قال المترجم جتنے اہل حال مذکور ہوئے ہین انکے حالات خود انوار و تجلیات ہین اور سالک خود ان انکشافات سے مانوس ہو جاتا ہے اگر توفیق خداوندی شامل نہو پس سالک کو تنبیہ کرنا کہ گو ان تجلیات کی طرف التفات نہ کرے چنانچہ لذت محبت مین آرام نہ پاوے اور نہ اس سے راحت لیوے کیونکہ مقام بتدلی ہے اور خوف فناے منقطع رہے بلکہ فنا ہو جاوے اور پھر زندہ جاوید ہو کر حیات قدیم کے ساتھ باقی ہوئے فافہم سا اور نیز صاحب بالجنب تیرا قلب ہے اور اسپر احسان کرنا اسطرح ہے کہ اسکو تمام حادث چیزون سے منفرد کرے اور کسی کے ساتھ اسکا کچھ تعلق نہ رکھے اور حیات باری تعالیٰ کی طرف

اسکو شوق دلاوے مترجم کہتا ہی کہ حدیث کریمہ مین اشارت ہی کہ جسنے اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے بغض کیا اور دیا تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اور نہ دیا تو اسیکی کیواسطے ندیا اسنے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔ اور حاصل اسکا یہ کہ ہر تعلق اسکا اللہ تعالیٰ ہی کیلیے ہو جاوے تاکہ آدمی جب تک زندہ ہی اور اسکو اہل دنیا و عالم اسباب مین میل جول و برتاؤ سے چارہ نہین ہی اس تمام تعلقات کا مرجع یہی محبت الٰہی عز وجل ہو جاوے پس اسکا تعلق کسی سے بوجہ غیر نہوگا بلکہ ہمہ تن تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوگا اور یہ امر احادیث کثیرہ اور آیات مین شائع و مستفیض بلکہ اصل ایمان مین بدرجۂ تواتر ظاہر و باہر ہی پس یہ معنے ہین اس کلام کے کہ تمام مخلوق سے تعلق قلبی قطع کر دے۔ اور نیز صاحب الجنب تیرا نفس امارہ ہی جس کے حق مین حضرت سید المرسلین و امام العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب سے بڑھکر تیرا دشمن وہ تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو کے درمیان ہی۔ پس صاحب بالجنب تیرا نفس ہی اور تیرا احسان اسکے ساتھ یہ ہی کہ اسکو بندگی مین مقید رکھ اور شہوت سے روک۔ اور آتش محبت مین جلاوے اور اسکی راکھ کو ہواے معرفت سے اڑاوے تاکہ تخت حضرت عزت پر فقط سلطان عزت جل جلالہ کے سوا غیر کا نام و نشان نہ رہے **قولہ وابن السبیل** وہ لوگ ہین جو ملک الٰہی مین غریب دیار ہین ایسے مقام مین ہین کہ اللہ عز وجل کے سوا انکو کوئی نہین پہچانتا ہی انکا یہ حال ہی کہ نور افعال سے نور صفات تک سفر کرتے ہین اور نور صفات سے نور ذات تک پہونچتے ہین ازل و ابد کے میدانون مین ہردم مسافر ہین کہین انکے قلب کو سکون نہین اور کبھی انکی سوزش دل نہین بجھتی دمبدم انکا تحیر بڑھتا ہی اور ہر دم نئے پردیس مین پہونچتے ہین کوئی انکو پہچانتا نہین کہ انسے مواسات کرے اور مروی ہی کہ اگر مقیم ہوتے ہین تو کوئی پہچانتا نہین اور گم ہو جاتے ہین تو کوئی ڈھونڈتا نہین انکے واسطے اکرام کی کشایش نہین ہوتی اور نعمتونکا انکے یہان رواج نہین اور انکے دل کے انوار اس آفتاب کے نور سے زیادہ روشن ہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل تو دنیا مین اسطرح ہو جا کہ جیسے پردیسی یا راہ گیر مسافر تا آخر حدیث۔ اور سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستان کے باب عشق مین اہل درد حکایت مین کچھ انکا حال لکھا ہی وہ بہت کافی ہی۔ اہل دل اسپر اکتفا کرین اور شیخ علیہ الرحمۃ نے جو انکے انوار کا حال لکھا یہ تمثال ہی ورنہ آفتاب کے نور کو اس سے مناسبت نہین ہی و مولوی روم نے لکھا کہ ع خود غریبی در جہان چون شمس نیست ۔ شمس جان باقی ست کورا امس نیست ۔ یعنے آفتاب ہر چند جہان مین غریب ہی لیکن شمس جان ایک ایسا آفتاب ہی کہ کبھی غروب نہین ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ انکے ساتھ احسان کے یہ معنے ہین کہ انکی حضور مین اپنی جان فدا کرے اور انکی اوقات کو خوش کرے اور اغیار کو انکی صحبت سے دور رکھے تاکہ انپر کوئی ایسا شخص مطلع نہو جو انکے حال سے انکو ایک دم روکے **قال المترجم** یہ احسان راجع ہی اپنی طرف نہ انکی طرف کیونکہ وہ کسی حال مین کسی کے فعل ادب و خوشامد سے خوش نہین اور نہ ایذا و ملامت سے ناراض ہین انکا ہر حال مین یکسان وقت ہی اور قصہ خضر علیہ السلام پر مع احادیث زہد کے نظر کرو والسلام۔ **قولہ وما ملکت ایمانکم**۔ مراد ان سے وہ مریدین ہین جو ارادت سے تمہارے زیر دست ہین اور انکے ساتھ احسان یہ ہی کہ راہ الٰہی مین باداب الٰہی و سنت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم انکی تربیت کرو اور کرامات الٰہی انمین پھیلاؤ اور راہ امید کی طرف انکو بلاؤ اسواسطے کہ امیدوار بلند پرواز ہوتا ہی اور خوفناک تیز رو ہوتا ہی اور انکو ہمیشہ مراقبہ کے ساتھ مشاہدہ کا طریقہ سکھلاؤ اور **سہل** بن عبداللہ رحمہ نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین فرمایا کہ جار ذی القربیٰ تو قلب ہی اور جار الجنب نفس ہی اور صاحب بالجنب عقل ہی جو سنت نبوی و شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی پر آمادہ ہی اور ابن السبیل وہ اعضا ہین جو اللہ عز وجل کے واسطے مطیع و فرمانبردار ہین اور استاد رحمہ نے فرمایا کہ تیرے پڑوسی فرشتہ ہین کہ اپنے گناہون سے انکو اذیت مت دے اور انکے حق کو اپنی نیکو خدمتی سے مرعی رکھ۔ **قال المترجم** شاید مراد قواے ملکی ہون یا معروف دو فرشتے ہون واللہ تعالیٰ اعلم

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا

وہ جو بخل کرتے ہین اور سکھلاتے ہین لوگونکو بخل اور چھپاتے ہین جو انکو دیا اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اور رکھی ہم نے

Marfat.com

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

منکروں کو ذلت کی مار ۔ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھلانے کو اور یقین نہیں رکھتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور جسکا ساتھی ہوا شیطان تو بہت برا ساتھی ہے

الَّذِيْنَ - مبتدا - يَبْخَلُوْنَ - بما يجب عليهم - یعنے الذین مبتدا واقع ہے اور خبر محذوف ہے اور معنے یہ ہیں کہ جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز سے جو انپر واجب ہے - وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ - بہ - اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو بخل کرنیکا اس چیز سے جو خرچ کرنا واجب ہے وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دیا وہ چھپاتے ہیں ف من العلم والمال وهم اليهود - یعنے دیا علم سے اور مال سے اور یہ لوگ یہود ہیں - وخبر المبتدأ لهم وعيد شديد - اور خبر اس مبتدا کی لهم وعيد شديد - انکے لیے وعید سخت ہے یعنے جو لوگ ایسے اور ایسے ہیں اُنکے لیے عذاب کا حکم سخت ہے - مترجم کہتا ہے کہ مفسر رح کے کلام کے موافق فخورا پر وقف چاہیے اور الذین سے ابتدا ہونی چاہیے - اور یہ وقف ہمارے دیار میں وصل ہے پس توجیہ وہ ہوگی جو بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ الذین - بدل ہے من - سے یا خبر مبتدا محذوف یعنے ہم الذین - ہے اور ضمیر ہم راجع بجانب من كان مختالا فخورا - ہے اور ضمیر جمع باعتبار معنے کے ہے - بالجملہ یہ مذمت ہے اور شاید کہ مختال فخور سے یہی یہود مقصود ہوں - اور حدیث میں ہے کہ اس دریان میں کہ ایک شخص اتراتا تھا اپنی دو چادروں میں اسکو اپنا نفس خود اچھا لگتا تھا کہ ناگاہ اسکو زمین میں دھنسایا گیا وہ قیامت تک دھنستا چلا جائیگا - اور حدیث صحیح میں ہے کہ جسنے اپنا کپڑا اترانے کے طور پر لٹکایا اللہ تعالیٰ روز قیامت میں اسکی طرف نظر نہ فرمائیگا - اور صحیح میں ہے کہ جو ازار ٹخنوں سے نیچی ہے وہ آگ میں ہے - اور خبردار تو ازار نہ لٹکانا کہ وہ مخیلہ ہے یعنے ایسا کرنے والا مختال ہے اور ابو داؤد کی حدیث میں یہ مضمون صریح ہے کہ ٹخنے سے نیچے ازار پہنکر نماز مقبول نہیں [1] امام نووی رح نے فرمایا کہ یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے - (تکبر اترانے والا ۱۲)
اس آیت میں فرمایا کہ اس مذمت والے وہ لوگ ہیں جو بخل کرتے ہیں الخ - اور بعض نے الذین کو صفت من قرار دیا لیکن اسمیں تامل ہے اس لیے کہ من اگر موصوفہ ہے تو نکرہ ہے اور الذین معرفہ سے صفت نہیں کیا جا سکتا اور اگر موصول معرفہ ہے تو وصف موصول بموصول لکھا نہیں گیا اور تفسیر میں اصل عبارت یا لی ہے کہ توجیہ برمذہب ظاہر قوی ہونی چاہیے - اسیواسطے مفسر رح نے تنبیہ کردی اور مبتدا محذوف ہونیسے خبر کا حذف آسان ہے لہذا اسی کو اختیار کیا کہ خبر محذوف ہے - پھر بخل زبان عرب میں یہ ہے کہ سائل کو باوجود اپنے پاس اپنی حاجت سے زائد ہونیکے نہ دینا اور شرع میں مخصوص وہ خرچ نہ کرنا جو اسپر واجب ہے اسیواسطے مفسر رح نے - بما يجب عليهم - کی قید لگائی اور نیز وعید شدید تو ترک واجب ہی ہے اللہ تعالیٰ نے اول انکی مذمت فرمائی کہ خود بخل کرتے ہیں دوم اس سے زیادہ قبیح یہ کہ لوگوں کو بخل کا حکم کرتے ہیں اور اس سے زیادہ قبیح یہ کہ فضل الہی سے جو علم انکو دیا گیا اُس سے بھی بخل کرتے ہیں حالانکہ اسمیں مال و اسباب نہیں خرچ ہوتا ہے - اور محی السنہ رح نے معالم میں اسکا نزول چند یہودیوں کے بارہ میں قرار دیا کہ انصار رضی اللہ عنہم سے ملکر انسے کہتے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ وغیرہ میں مت اٹھاؤ کہ ہم کو تمھارے فقیر ہو جانے کا خوف ہے اور معلوم نہیں کہ تمھارا انجام کار کیا ہوگا اور شیخ ابن کثیر رح نے بھی فرمایا کہ اس آیت کو بعض سلف نے یہود پر محمول کیا کہ اللہ عزوجل نے جو انکو علم توریت وغیرہ دیا تھا اسمیں سے حضرت محمد صلعم کی صفت وغیرہ کو چھپاتے تھے چنانچہ محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کیا اور یہی مجاہد رح نے اور دوسرے علما نے فرمایا ہے اور مفسر رح نے اشارہ کیا کہ عام ہے خواہ بخل علم کا ہو یا مال کا ہو اور ظاہر اولاً تو مال کے حق میں بقرینہ سابق و لاحق ہے اور ثانیاً شمول اسکا علم کے بخل کو بھی ہے اسیواسطے من العلم والمال - کہا اور یہ بیان ما اٰتٰهم کے موصول کا ہے لیکن یکتمون العلم تو ظاہر ہے بخلاف یکتمون المال کے کہ یہ ظاہر نہیں ہے پس شاید مال چھپانے سے یہ مراد ہو کہ اظہار

[1] یہ قال فان اذکر الافضل صحیح و کل سل ۱۱، ۱۲۶۵ م

Marfat.com

نہین کرتے تھے جس سے زکوٰۃ وغیرہ حق واجب نہ دینا پڑے۔ یا بخل متضمن ہی پوشیدہ کرنیکو کہ وہ نعمت الٰہی کو کفران کرتا اور اپنے کھانے پینے مین
ظاہر نہین کرتا اور دینے لینے مین تنگی حد سے زائد کرتا ہی کہ گویا اسکے پاس کچھ نہین ہی اور حدیث صحیح مین یہ مضمون ہی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو
نعمت دیتا ہی تو پسند کرتا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اثر اپنے اوپر ظاہر کرے۔ اسیواسطے ظاہر نہ کرنا کفران نعمت ہی کیونکہ کفر یعنے چھپانا اور ڈھکنا
اور منکر حضرت حق عزوجل بھی کافر ہے اسیواسطے بہر دو مناسبت فرمایا۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ ۔ یعنے مہیا کیا منکرون کے لیے
ف خواہ اس مذکور کیے سے منکر ہون یا کسی اور امر شرعی سے سب کے لیے مہیا کیا ہی۔ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔ عذاب مہین ف ذا اہانت
یعنے مہین بصیغہ اسم فاعل یعنے نسبت ہی یعنے اہانت والا کہ جسمین سخت ذلت وخواری اس شخص کی ہی جسکو وہ عذاب ہو۔ اور درحقیقت یعنے اہانت
کرنیوالا درحقیقت عذاب کرنیوالا ہی۔ بیضاوی رح نے فرمایا کہ قولہ واعتدنا للکفرین مین مضمر کی جگہ اسم ظاہر فرمایا۔ یعنے واعتدنا لہم۔ بجا
بجاے تمہ کے للکافرین فرمانے مین اشعار ہے کہ جس شخص کی یہ صورت بوجہ مذکور ہوئی وہ نعمت الٰہی کا کافر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کافر ہو
اسکے لیے ایسا عذاب ہی جو اسکو خوار کرے جیسے اسنے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ بخل واخفا کرکے کیا۔ حدیث ابو سعید خدری رض مین ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتین ہین کہ کسی مومن مین جمع نہین ہوتی ہین ایک بخل اور دوم بدخلقی۔ رواہ الترمذی۔ اور معنے یہ ہین کہ ایمان
کے ساتھ دونون خصلتین جمع نہین ہوتی ہین فافہم۔ اور حدیث مین ہی کہ فرمایا اور کون بیماری بخل سے بدتر ہی یعنے بخل سب سے بدتر بیماری ہی۔
اور حدیث مین اسکی مذمت بہت آئی ہی اور نیز اسراف وفضول خرچی کی بھی مذمت صریح آئی ہی پس واجب ہی کہ انسان اوسط درجہ اختیار کرے کہ اسراف
و بخل دونون سے پرہیز ہو۔ پس بخیلون کی مذمت تو بیان ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اعتدال کی دوسری جانب یعنے بیہودہ خرچ کرنے والون کی
مذمت مین فرمایا بحرف عطف۔ وَالَّذِيْنَ ۔ عطف علی الذین قبلہ یعنے اس الذین کا عطف پہلے الذین پر ہی اور اس تقدیر پر خبر محذوف یعنے
لہم وعید شدید یہ دونون کے حق مین ہوگی اور بعض نے کہا کہ مبتدا محذوف الخبر ہی اور قولہ ومن یکن الشیطان آہ۔ اس خبر محذوف پر دلالت کرتا ہی
یعنے تقدیرہ لہم الشیطان ومن یکن الشیطان آہ پس عطف جملہ کا جملہ پر ہی والاول ارجح۔ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ ۔ مراءاۃ لہم
اور جو لوگ کہ اپنے مال خرچ کرتے ہین درحالیکہ دکھلانیوالے ہین لوگونکو ف فرقہ اول تو خرچ ہی نہین کرتے بلکہ لوگونکو بخل سکھلاتے اور
اس فرقہ والے خرچ کرتے مگر بدنیتی سے ریاکاری کرتے اور دوسرون کو دکھلاتے ہین۔ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔
اور اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان نہین لاتے ہین ف کالمنافقین واہل مکہ۔ مانند منافقون واہل مکہ کے حاصل آنکہ اہل تفریط تو وہ تھے
کہ خود بخل کرتے اور لوگون کو بخل سکھلاتے اور مال کیا بلکہ علم مین بھی بخل کرتے تھے اور یہ وہ لوگ ہین کہ افراط کرتے ہین اور لوگون کے
دکھلانے کو خوب بیجا صرف کرتے ہین کہ بڑے سخی وجواد کہلاوین اور ایمان انکو اللہ تعالیٰ وقیامت پر نہین یعنے اپنے نام و دنیا کے لیے مال
اٹھاتے ہین کچھ اللہ تعالیٰ اور اسکی رضامندی کے لیے نہین خرچ کرتے ہین تو ان لوگونکا ساتھی و قرین شیطان ہی جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ان
المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہین۔ حاصل آنکہ یہ بھی کفران نعمت کرتے ہین۔ چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ
کی مرضی واسلام کے طریقہ پر خرچ کرتے جو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہو سو یہ نہین کرتے کہ انکو ایمان ہی نہین بلکہ اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی عداوت
مین اٹھاتے ہین چنانچہ مشرکین مکہ کہ حضرت صلعم سے لڑنے کو لشکر نوکر رکھتے اور منافقین اسواسطے خرچ کرتے کہ سخی کہلاوین۔ آیت کا حکم عام ہے کہ
فضول خرچی کرنا حرام ہی جیسے بخل کرنا حرام شدید ہی پس مفسر نے کالمنافقین کے کاف مثالیت سے اشارہ کیا کہ خصوصیت اہل مکہ یا منافقین ہی کی
نہین بلکہ جو ایسا ہو اسمین داخل ہی۔ اور جملہ ولا یومنون باللہ الخ اشارہ ہے کہ رضاے الٰہی وثواب آخرت کی خواہش سے ان سے خرچ

کرنا صادر نہین ہوا اور یہ نہین کہ اسراف جب حرام ہی کہ مومن ہنو اور اگر مومن ہو تو نہین کیونکہ معلوم ہو گیا کہ اسراف مطلقاً حرام ہی۔ اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی کہ تین شخص ہین کہ پہلے انھین سے آگ روشن ہو گی ایک عالم جو اسواسطے پڑھتا ہی کہ عالم کہلانے ایسے ہی دوسرا جہاد کرنیوالا اور تیسرا خرچ کرنیوالا۔ اور بسا اوقات دنیا مین ان لوگون کو بدلا دیدیا جاتا ہی کہ جو کچھ چاہتے ہین اس طرح مشہور ہو جاتے ہین پھر آخرت مین کچھ نہین سوائے عذاب کے استغفرک اللھم واتوب الیک۔ **وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا** ۔صاحبا یعمل بامرہ کہولا۔ اور جسکا ساتھی ہو شیطان **ف** اسطرح کہ وہ عمل کرنے لگا اس قرین کے حکم کے موافق جیسے یہ لوگ جو مذکور ہوے یہود ومنافقین واہل مکہ وغیرہ۔ ان لوگون پر شیطان نے بداعمال کی زینت کی اور انکو اچھے معلوم ہونے لگے پس جو ایسا ہو تو۔ **فَسَاءَ** ۔بئس۔ **قَرِينًا** ۔ہو۔ بہت برا ہی ساتھی۔ یہ شیطان اور قرین دراصل وہ رسی ہی جسمین دو اونٹون وغیرہ کو سانڈتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ یہ آخرت مین واقع ہو گا کہ ہر کافر کے ساتھ ایک شیطان ایک زنجیر مین جکڑ کر جہنم مین ڈالا جاویگا پس معنے یہ کہ جو ایسے حال مین ہو گا سخت بد ہی **ف** شیخ نے عرائس البیان مین کہا کہ قولہ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل جسنے حضرت حق عزوجل کو پہچانا اور اسکے صفات کو مشاہدہ کیا اور حقائق محبت اسپر ظاہر ہوے پھر وہ یہ نہین کرتا کہ اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ مین اللہ تعالیٰ کے واسطے قربان کرے تو وہ بخیل ہی اسنے محبت کی حقیقت سے اسکی حلاوت نہین چکھی۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے ملکوت کے احکام ظاہر فرمائے پھر وہ مشتاقون کے سامنے اس فائدے کے واسطے بیان نہین کرتا کہ اسکے دیدار کے مشتاق جان نثار کرین تو وہ بخیل ہی اور جسنے استادون ومشایخ کو اللہ تعالیٰ کی راہ مریدون سے بیان کرنیسے روکا و منع کیا تو وہ اس آیت سے عتاب کیا گیا ہی اسکی تصدیق ہی قولہ تعالیٰ ویکتمون ما اتاھم اللہ من فضلہ فضل سے اسکا انکی معرفت ومحبت ہی اور اسکے قرب کے انعام ولطائف کا دیدار ہی۔ بعض نے فرمایا یعنے جو لوگ خیرات کرکے احسان رکھتے ہین اور لوگونسے اپنی تعریف چاہتے ہین۔ اور ابن عطاؒ نے ما اتاھم سے یہی روشن دلیلین بطریق اشارہ بیان کین۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ انپر جو عافیت فرمائی ہی اسکا شکریہ نہین ادا کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ اشارات اخیرہ خفی محتاج تامل ہین پھر اللہ تعالیٰ نے بخیلون وفضول خرچون وبے ایمانون کی مذمت کے بعد انکی دوا کی طرف اور راہ خیر کی طرف ارشاد فرمایا

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ

اور کیا نقصان تھا انکا اگر یقین لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور خرچ کرتے اللہ تعالےٰ کے دیئے مین سے اور

اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا

اللہ تعالےٰ کو انکی خوب خبر ہی اللہ تعالےٰ حق نہین رکھتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اگر کچھ نیکی ہو تو اسکو دونا کرے

وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۔ اور کیا تھا انپر اگر ایمان لاتے اور سچ مانتے قیامت کا روز اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے روزی کیا اُس سے خرچ کرتے **ف** ای ضرر علیھم فی ذلک۔ ما استفہامیہ ہی یعنی ایسا کرنے مین انپر کیا ضرر تھا۔ والاستفہام للانکار ولو مصدریۃ ای لا ضرر فیہ وانما الضرر علیھم فیما ھم علیہ۔ اور یہ استفہام انکاری ہی اور لو مصدریہ ہی حاصل آنکہ ایسا کرنے مین کوئی بھی ضرر نہین ہی اور ضرر انپر اسی حالت مین ہی جسپر وہ قائم ہین۔ اور علیھم کی ضمیر جمع ان مختال وفخور وبخیل وریاکار وکفار وفضول خرچ گروہ کی طرف راجع ہی۔ کیونکہ من فی المعنے جمع ہی اور الذین مذکورین کی طرف راجع ہی۔ اور لو آمنوا بمعنے ایمانھم اور لو انفقوا بمعنے انفاقھم۔ المعنے اے ضرر علیھم بالایمان

Marfat.com

والانفاق۔ انپر ایمان لانے وخرچ کرنے مین کیا ضرر تھا۔ اور بیضاوی مین ہو کہ کلام بطریق استفہام مین ایک تو انپر سرزنش ہو کہ اہل عقل نہین
جاہل ہین کہ منفعت کے مقام کو مضرت سے تمیز نہین کرتے بلکہ مضر کو نافع اعتقاد کرتے ہین۔ اور دوم انکو جواب پر برانگیختہ کیا تاکہ فکر سے انکی
جہالت دور ہو اور سمجھ آجاوے کیونکہ اسمین منافع جلیلہ ہین۔ سوم تنبیہ ہو کہ جو شخص ایسی بات کی طرف بلایا جاوے جسمین کچھ ضرر نہین تو اسکو
قبول کرنا چاہیے حالانکہ یہان تو یہ ہو کہ ایسی بات کی طرف بلائے جاتے ہین جسمین منافع جلیلہ موجود ہین اور یہان ایمان کو انفاق پر مقدم
کیا کیونکہ ایمان کا جو اصل اعمال ہو مقدم ہونا مناسب ہو اور جہان تعلیل مقصود ہو وہان انفاق کو مقدم کر دیا ہو۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ
عَلِيْمًا۔ اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتا ہو۔ ف فیجازیہم بما عملوا۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے خوب آگاہ ہونے سے وعید شدید وتہدید ہے کہ
اللہ تعالیٰ انکو انکے اعمال کی جزا وسزا دیگا پس اپنے حق مین نیک بہتر کو اختیار کرلین کیونکہ بدی کا بدلا بدلا یعنے دوزخ ہو اور نیکی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک پسند ومقبول ہو ہرگز ضائع نہین ہوتی کیسی ہی ہو چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ۔ احداً۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین
فرماتا۔ مِثْقَالَ۔ وزن۔ ذَرَّةٍ۔ اصغر نملۃ۔ بوزن چھوٹی چیونٹی کے۔ یعنے اتنا بھی کسی پر ظلم نہین فرماتا۔ بان ینقصہا من حسناتہ
اویزید فی سیاٰتہ یا بین طور کہ چیونٹی برابر اسکی نیکیون سے کم کرے یا ذرہ برابر اسکی بدی نہین بڑھاوے۔ حاصل آنکہ سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہو جو جیسا کریگا
ویسا بھریگا اگر اسکی رضامندی کے کام کرین بھرپور ثواب لین اور اگر ناراضی کے کام کرین جو ایسے کام کی سزا ہو پاوینگے ہرگز کچھ ذرہ برابر بھی بار لی
نہ ڈالی جاویگی بخلاف نیکوکاری کے کہ اسکا انعام ہو چنانچہ فرمایا۔ وَاِنْ تَكُ۔ الذرۃ۔ حَسَنَةً من مومن۔ اور اگر ہوئی چیونٹی برابر نیکی
مومن کی طرف سے ف اسواسطے کہ کافر کے واسطے عاقبت مین نیکی نہین ہو اور کافر کے نامۂ اعمال مین بعض عمل خیر ہو گا جسکا عوض دنیا مین مل چکا
کیونکہ یہ ہی نیت تھی در آخرت کے لیے نافع نہو گا۔ وفی قراۃ بالرفع فکان تامۃ۔ اور اہل حجاز کی قراۃ مین حسنۃٌ بالرفع ہو پس کان تامہ ہو یعنی اور اگر
پائی گئی کوئی نیکی مومن کیطرف سے تو۔ يُضٰعِفْهَا۔ اللہ تعالیٰ اسکو بہت گونہ بڑھا دیگا ف من عشر الی اکثر من سبعمائۃ وفی قراۃ یضعّفہا
بالتشدید۔ چنانچہ دس گونہ سے سات سو گونہ سے بھی زیادہ تک بڑھا دیگا جسکے لیے اسکی رضامندی ہو۔ اور قراۃ ابن عامر وابن کثیر
مین یضعّفہا بتشدید مین التضعیف ہو۔ اور اصل نیکی ایمان ہو وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ من عندہ مع المضاعفۃ اور باوجود
اس کثرت سے کئی گونہ کر دینے کے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ثواب عظیم بڑھا دیگا جسکی مقدار کوئی بھی اندازہ نہین کرسکتا ہو۔ حضرت
ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم ہو اسکو مخلوق اندازہ مین نہین لاسکتی ہو واضح ہو کہ مثقال ذرہ یعنے وزن ذرہ
فرمانے مین اشارہ ہو کہ ہر نیکی کیسی ہی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکا وزن ہو اور حدیث مین ہو کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک ٹکڑا چھوہارے کی وجہ سے
(الصحاح) اور حضرت ابوذر رضہ کو فرمایا کہ معروف شرعی مین سے تو کسی چیز کو حقیر مت شمار کر (الصحیح) اور اجر اگرچہ وہی ہو جو بمقابلہ کام کے مزدوری ہو
حالانکہ اجر عظیم فقط اللہ عزوجل کی طرف سے انعام ہو تو اسواسطے اسکو اجر فرمایا کہ یہ انعام بہ تبعیت نیک کام کے عطا ہوا ہو۔ اور صیغت اولیاء اللہ تعالیٰ
کی ہوگی اور قتادہ رحمہ اللہ جو تابعین مفسرین مین سے ہین فرماتے تھے کہ اگر حساب مین میری ایک نیکی بھی بدی کے مقابلہ مین بڑھ گئی تو مجھے دنیا
ومافیہا سے محبوب ہو۔ پس حسنہ کی یہ قدر ہو اور ظاہر یہ کہ تنوین حسنہ جو یعنے ایک نیکی ہو واسطے تصغیر کے ہو یعنے وان تک حسنۃ صغیرۃ۔ خصوص بقراۃ
نصب کیونکہ اسم اسکا ذرہ یا مثقال ذرہ ہے پس حسنہ خواہ مخواہ صغیر ہوگی اور بعض نے کہا کہ لے وان تک فعلۃ حسنۃ۔ اور اگر ہوئی اسکی کرتی
ایک نیکی۔ اور تک مین سے نون خلاف قیاس حذف ہوتا ہو ایک تو اسکو حرف علت سے تشبیہ دیکر اور دوم کثرت استعمال سے۔ یعنے اگر آخر
حرف علت ہوتا ہو تو ان ولم وغیرہ کے جزم مین ساقط ہو جاتا ہو پس نون مذکور کو بھی حرف علت سے مشابہ قرار دیکر ساقط کر دیا اگرچہ قیاس

نہین ہی دوم آنکہ اس صیغہ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہی پس تخفیف مناسب ہوئی - بالجملہ مراد عدم ظلم سے یہی وعدہ ہی کہ ذرہ برابر بھی نیکی سے کمی نہوگی یا بدی پر زیادتی نفرمائی جائیگی اور اس وعدہ کی وجہ سے مجازاً اطلاق ظلم متصور ہی ورنہ حقیقت مین تو اللہ عزوجل اپنے مخلوق مملوک مین جسطرح چاہے تصرف فرماوے ظلم تو متصور نہین ہو سکتا کیونکہ جو کچھ ہی اسکی ملک ہی پھر غیر کی ملک مین تصرف ہو تو ظلم سمجھ مین آوے یہان تو حقیقت ظلم متصور نہین ہی اور اس آیت کا ربط ماقبل سے اس اعتبار سے ہی کہ اجر مین کچھ کمی نہوگی اور اس اعتبار سے مقصود نہین کہ عذاب مین کچھ زیادتی نہوگی اور حاصل آنکہ وے کیون ایمان نہین لاتے باوجود عدم ضرر کے حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے اجر مین سے کچھ بھی کم نہ کریگا - اور عرف حقیقی یہی ہی کہ ایک ذرہ برابر کم نہ کریگا یعنے اتنا بھی نہ کم کریگا تو زیادہ کا کیا ذکر ہی اور رہا وزن ذرہ تو یہ بھی عرف عرب تھا کہ ذرہ انکے نزدیک کچھ وزن نہ تھا اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ یہ مثل ہی جس سے مراد یہ ہوتی ہی کہ کچھ بھی نہین یعنے اللہ تعالیٰ کچھ بھی ظلم نہ فرماویگا نہ ذرہ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ چنانچہ دوسری آیت مین صریح فرمایا - ان اللہ لا یظلم الناس شیئا - اللہ تعالیٰ بندون پر کچھ بھی ظلم نہین کرتا ہی (ھ) اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ کمی فرماویگا کسی مومن کے حق مین کسی نیکی مین سے جسکے عوض وہ دنیا مین ثواب و رزق بھی دیا گیا اور آخرت مین اسکے ثواب کو پورا عطا فرماویگا اور فرمایا کہ رہا کافر سو وہ اپنی نیکیون کے عوض دنیا مین پاجاویگا یہانتک کہ جب وہ آخرت مین پہونچا تو اسکی کوئی نیکی ہی نہوگی کہ اسکو کچھ ثواب ملے - محی السنہ نے معالم مین صحاح کی حدیث اپنی اسناد سے ذکر کی کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین نجات پاوینگے اور آتش دوزخ سے بیخوف ہو جاوینگے تو تم مین سے کوئی اپنے حق کے واسطے اپنے ساتھی سے دنیا مین ایسا سخت نہین جھگڑتا ہی جیسا مومنین اس دن اپنے ارحم الراحمین پروردگار سے جھگڑینگے اپنے اُن بھائیونکے بارہ مین جو دوزخ مین داخل کیے گئے ہونگے عرض کرینگے کہ اے ہمارے پاک پیدا کرنے والے مالک تونے ہم بندون کے بھائیونکو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ حج کرتے تھے دوزخ مین داخل فرمایا - پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اچھا جاؤ جسکو تم انمین سے پہچانو اسکو نکال لاؤ پس مومنین آکر انکو صورتون سے پہچانینگے آگ انکے چہرون کو نہ کھاویگی پس بعض کو آگ نے آدھی پنڈلی تک لیا ہوگا اور بعض کو ٹخنون تک پس انکو نکال لاوینگے - پھر عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم نے ہر اُس شخص کو نکال لیا جسکے واسطے تونے ہم بندونکو اجازت دی تھی - پھر حکم ہوگا کہ جسکے دلمین ایک دینار وزن برابر ایمان ہو اسکو نکال لاؤ پھر حکم ہوگا جسکے دلمین آدھا دینار برابر ایمان ہو یہانتک کہ فرماویگا کہ نکال لاؤ جسکے دلمین ذرہ برابر نیکی ہو - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو اسکی تصدیق چاہے وہ پڑھے قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما - فرمایا حضرت صلعم نے کہ پھر مومنین عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم نے دوزخ مین سے اُن لوگونکو نکال لیا جنکی تونے اجازت فرمائی تھی اب آگ مین کوئی ایسا نہین رہا جسمین کچھ خیر ہو پھر اللہ عزوجل فرماویگا کہ ملائکہ نے شفاعت کی اور انبیائے شفاعت کی اور مومنون نے شفاعت کی اور اب رہا ارحم الراحمین حضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر ایک مٹھی یا فرمایا کہ دو مٹھی آگ مین سے بھر لیگا پس دوزخ مین سے ایسی قوم کو نکال لیگا جنھون نے اللہ تعالیٰ کیواسطے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی انکا حال یہ ہوگا کہ جلکر سیاہ کوئلہ ہو گئے ہونگے پس وہ ایسے پانی پر لائے جاوینگے جسکو آب حیات کہتے ہین وہ اسپر ڈالا جائیگا پس اُگینگے جیسے بہیا کے نالے مین خوب تری پاکر دانہ اُگتا ہی پس موتی کے مانند انکے اجسام نکلینگے انکی گردنون مین مہرین ہونگی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کیے ہوے ہین پس حکم ہوگا کہ جنت مین داخل ہو پھر جو کچھ تم تمنا کرو اور دیکھو وہ تمہارے لیے ہوگی - عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار عزوجل تونے ہمکو وہ کچھ دیا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین دیا - حکم ہوگا کہ ہمارے پاس تمہارے لیے اس سے افضل ہی - عرض کرینگے کہ اے پروردگار تعالیٰ اس سے افضل اور کیا ہی - فرماویگا کہ وہ تم سے میری رضامندی ہمیشہ کے واسطے کہ اب کبھی تم پر خشم نہوگا - وہذا حدیث حسن صحیح اخرجہ اصحاب الصحاح والسنن

Marfat.com

اور معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ اہل ایمان کامل اور بندگان حق عزوجل جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہین وہ جنت مین داخل ہو جاوینگے اور اکثر انمین سے ملائکہ علیہم السلام وانبیاء علیہم السلام کی شفاعت سے داخل ہونگے مگر سب سے پہلے شفاعت کی اجازت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین افضل العالمین من الملائکۃ والناس اجمعین کو ہوگی پس مومنین کاملین برحمت الٰہی جنت مین داخل ہونگے اور بہت سے کبیرہ گناہ والے تک حضرت صلعم کی شفاعت سے مغفور ہونگے پھر ملائکہ وانبیاء علیہم السلام درجہ بدرجہ شفاعت کرینگے پھر خاص مومنین شفیع ہونگے پھر جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہونگے پھر عام مومنین جنت سے گنہگار مسلمانون کی شفاعت چاہین گے جو دوزخ مین جا چکے ہونگے اور تمام حال جو حدیث شریف مین مذکور ہی واقع ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اللہ عزوجل کے قبضۂ قدرت ورحمت سے جسکو ایک مٹھی یا دو مٹھی کہا ہی وہ لوگ آزاد ہونگے جو ایمان مین پیدا ہوے اور اپنے کو مومن جانتے تھے مگر انھون نے کبھی کوئی کام نیک نہین کیا تھا۔ اور یہ مراد نہین ہی کہ وہ مومن بھی نہونگے ہواسطے کہ اسپر تو اجماع ہی کہ کفر نہین بخشا جائیگا اور شرک کی کبھی مغفرت نہوگی اور آیت صریح موجود ہی۔ پھر محی السنہ نے حدیث صحاح کو اپنی سند سے وارد کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ میری امت مین سے ایک مرد کو الگ کر کے تمام مجمع کے سامنے کھڑا کریگا پس ننانوے سجلات نامۂ اعمال دراز اسکے سامنے کھولے جاوینگے جسمین سے ہر کھترا انتہائی نظر تک ہوگا پھر فرماوے گا کہ تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا میرے لکھنے والے فرشتون نے تجپر کچھ ظلم کیا وہ عرض کریگا کہ نہین اے میرے پروردگار پھر فرماویگا کہ بھلا تیرے پاس کچھ عذر یا کوئی نیکی ہی وہ مبہوت رہجائیگا عرض کریگا کہ میرے پروردگار میرے پاس کچھ نہین ہی اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ ہان تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج کے روز تجپر ظلم نہین ہوگا پس تہ کیا ہوا ایک پرچہ اسکے لیے نکالا جائیگا جسمین یہ ہوگا۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ یعنی مین دل سے گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ تعالیٰ۔ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور مین گواہی دیتا ہون دل سے کہ محمد صلعم اسکا بندہ واسکا رسول برحق ہی حکم ہوگا کہ تلوانے حاضر ہو عرض کریگا کہ پروردگار یہ پرچہ بمقابلہ ان دفترون کے کیا ہوگا حکم ہوگا کہ تجپر ظلم نہوگا پھر ترازو کے ایک پلہ مین یہ پرچہ رکھا جائیگا اور ایک پلہ مین وہ سب دفتر رکھے جاوینگے۔ پھر تولے جاوینگے تو سارے دفتر اونچے اٹھ جاوینگے اور پرچہ مذکور کا پلہ گران اور نیچا ہوگا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برابری مین کسی چیز کا وزن گران نہین ہوسکتا۔ اسناد اس حدیث کی جید اور یہ روایات صحاح سے ہی اور حدیث مین بلا تاویل معنے ہین جنپر ایمان لانا واجب ہی اور سابق مین تحقیق بیان ہوچکی ہی کہ اعمال جو دنیا مین ایسے نظر آتے ہین کہ انکا کچھ وزن نہین درواقع انکے حقائق وزن ہین اور اس عالم کے معاملات پر اُس عالم کے معاملات کیونکر قیاس کرسکتے ہین ہم اسکو اہل حق کی تحقیق سے اوپر لکھ چکے ہین اب اعادہ کرنا طول ہی واللہ الموفق۔ پھر محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ دربارۂ خصوم ہے یعنے دنیا مین جس کسی کا جسپر حق رہا ہی قیامت مین اس سے دلایا جائیگا اور یہ ظلم نہوگا اور اگر بعد حق دینے کے ایک نیکی بھی رہی تو اللہ تعالیٰ اسکو فضل سے بہت گونہ کردیگا اور اپنے فضل سے اپنے پاس سے بہت کچھ عطا فرماویگا اور استدلال مین حدیث پیش کی جسکا حاصل یہ کہ مومن سعید کے حسنات مین سے حقدارونکو دیدیا جائیگا پھر اگر کچھ رہا تو ملائکہ عرض کرینگے کہ پروردگار اسکی نیکی مین سے چیونٹی برابر رہا۔ حکم ہوگا کہ میرے بندے کے لیے اسکو کئی گونہ بڑھاؤ اور مصداق اسکا یہی آیت کریمہ پڑھی۔ اور اگر بندہ شقی ہی تو ملائکہ کہین گے کہ پروردگار اسکی نیکیان فنا ہوچکین اور حقدار باقی ہین حکم ہوگا کہ انکی برائیان لیکر اس شقی کی برائیون مین ملاکر دوزخ کو بھیجو مترجم کہتا ہی کہ اول اظہر ہی اور معاملہ خصوم مین باقی بچی ہوئی نیکی کا بڑھنا بھی اس حکم کریم کے تحت مین داخل ہی فافہم ف عارف نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ اللہ عزوجل نے اپنی تنزیہ جلال وذوال سے خبر دی کہ نیکوکارون کے حق مین کمی کرنے سے پاک ہی اور سب تمدا فضل سے انکو بشارت دی اور جو لوگ شیطانی وہم مین

پڑ جاتے ہین کہ ہمارے نیک کام قبولیت کے لائق نہین اور ہم انکا ثواب کچھ نہ پاوینگے تو آگاہ فرمایا کہ اوتعالیٰ انکو انکے نیک کامون پر بہت اچھا ثواب عطا فرما دے گا جیسا کچھ وہ چاہتے ہین اِس سے کہین بڑھکر اسلیے کہ علم الٰہی تو جو ہوا اور ہوگا سب کو محیط ہی اسکے علم سے ایک ذرہ برابر پوشیدہ نہین ہی اسکے بے انتہار مخلوقات مین جاہے کہین ہو سب اسکے علم مین ایسا معلوم ہی کہ خود اس چیز کو اپنے آپ ہرگز نہین معلوم ہی پس او تعالیٰ ہمچون کے ثواب مین سے کچھ نہین کمی فرمائیگا اگرچہ ذرہ برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو کیونکہ اسپر پوشیدہ نہین اور کیونکر پوشیدہ ہوسکتا ہی وہی تو سبکا خالق ہی۔ اس آیت کریمہ مین علم ہی کہ اوتعالیٰ کا علم و اسکی قدرت تمام مخلوقات کو محیط اور ایسے کمال پر کہ اسکے سوائے اسکی ماہیت کوئی نہین سمجھ سکتا ہی۔ اور اسمین دلیل ہی کہ اگر بندہ بدکار ہو تو جب توبہ کرے اللہ تعالیٰ اُسکی بدکاریونکو نیکیون سے بدل دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ صریح فرمایا۔ اولٰئک یبدّل اللہ سیاٰتہم حسنات۔ یعنے ایسے ہی بندے ہین جنکی برائیان اللہ تعالیٰ نیکیون سے بدل دیتا ہی بعض علمائے کہا کہ نیکیان کرتے ہین تو برائیان دور ہوتی ہین اور بجائے انکے نیکیان آجاتی ہین۔ اور بعض علمائے محققین نے فرمایا کہ برائیان توبہ و استغفار سے مٹ جاتی ہین اور بجائے انکے توبہ و استغفار کی نیکیان قائم ہوتی ہین کیونکہ ہر برائی سے توبہ و استغفار متعلق ہوا تو وہ برائی گئی اور اسکی جگہ نیکی آئی پس بجائے برائیون کے نیکیان آنا صادق ہوا اور یہ کلام پسندیدہ ہی واللہ اعلم۔ شیخ نے فرمایا کہ برائیون کی جگہ بھلائیان کر دیتا ہے تو سمجھ دیکھو کہ اگر بندہ اسکی توفیق و قوت سے نیکوکار ہو تو وہ کس اعلیٰ شان پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے نیکی قبول کرکے دس گونہ فرماتا ہی اور یہ تو کم سے کم ضروری ہی زیادہ کی کوئی انتہا نہین ہی اور اپنی طرف سے جو عطا فرماتا ہے اسکی مقدار کوئی کیا جانے۔ سچ ہے کہ اگر وہ بدون نیکی کے جنت کے سب درجے دیدے تو وہ پاک پروردگار قادر خود مختار ہے مخلوق کی کیا مجال ہے جو دم مارے ہر فضل و خوبی اسی کی درگاہ کے لائق ہی خود فرمایا ہو اہل التقویٰ واہل المغفرۃ۔ یعنے وہ اہل تقویٰ و اہل مغفرۃ ہے۔ اور واضح رہے کہ حسنہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی توحید ہی اور جب بندہ توحید مین مخلص ہو تو اسکے درجات عام لوگون کے درجون پر ہزارہا گونہ زائد ہین۔ پھر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ اوتعالیٰ اپنے بندہ صادق کو بے سبب اپنے کرم و فضل سے وہ کچھ عطا فرماتا ہے کہ اسکی تعداد کوئی نہین گمان کر سکتا ہی اور کیا کچھ انعام و قرب دیتا ہی چنانچہ فرمایا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ دیدیتا ہی اپنے پاس سے اجر عظیم۔ یعنے اسکو عظیم فرمایا۔ اور اجر عظیم کا ادنیٰ درجہ مشاہدہ ہے اور اعلیٰ درجہ آنکھون سے اس کا دیدار کرنا ہے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ

پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت مین سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے ہم تجکو ان لوگون پر احوال بتانے والا

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا

اس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوئے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کاش خاک برابر ہو جاتے اور نہ ع ۶ ۹

يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۠

چھپا سکین گے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات

فکیف۔ حال الکفار۔ یعنے کافرون کا حال کیونکر ہوگا۔ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ یشہد علیہا بعلمہا و ہو نبیہا جب ہم لاوینگے ہر امت مین سے اسکا ایک گواہ یعنے جو اس امت پر گواہی دیگا کہ اسنے کیسے گناہ کئے اور وہ اس امت کا پیغمبر ہی۔ بار تعدیہ و شہیدا مفعول ہی اور لاوینگے ہم گواہ کو جبکہ کفار انکار کرینگے کہ ہم نے نادانی مین کفر و شرک سرزد ہوا تو انکے قائل کرنے کو حضرت رب العزۃ

جل جلالہ ایک بندہ گواہ سامنے بلاویگا جوان کا فرد پر گواہی دیگا انکے کاموں کی چنانچہ مفسرینؒ نے شہید علیہا سے اشارہ کیا کہ یہ گواہی ان لوگوں کے
ضرر پر ہوگی جیسے کہ شہدا لنا۔ ہوتی تو انکے نفع کی ہوتی۔ اور یہ گواہ اس امت کا نبی علیہ السلام ہوگا۔ وَجِئْنَا بِكَ ۔ یا محمد اور
لاوینگے ہم تجکو ۔ اے محمد صلعم ۔ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔ ان لوگوں پر گواہ محی السنہؒ نے معالم میں ہٰؤلاء سے کل امت محمدیہ
قرار دی خواہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہو یا نہیں دیکھا ہو۔ اور بعض نے کہا کہ جب انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت پر گواہی دینگے کہ اے
رب تعالیٰ ہم نے تیرے احکام ان لوگوں کو پہونچا دیے تھے تو کفار جھٹلا وینگے پس آنحضرت صلعم گواہی دینگے کہ انہوں نے پیغام الٰہی پہونچایا ہے
بیقین اسلئے کہ قرآن پاک میں صاف مذکور ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ تفسیر یہاں زیادہ مناسبت نہیں رکھتی بلکہ کافروں کے انکار کے وقت حضرت صلعم کی
امت گواہی دیگی حتی کہ کفار طعن کرینگے کہ تم نے کہاں سے جانا تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمپر قرآن مجید اتارا اور ہمکو آگاہ کیا ہے پھر امت محمدی پر
خود حضرت صلعم گواہ ہونگے پس یہ تفسیر ہے قولہ تعالیٰ وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شہداء چنانچہ شروع سیقول میں گذرا۔ اور ظاہر وہ ہے جو بعض نے
کہا کہ ہٰؤلاء سے یہ لوگ جو یہود و مشرکین و کفار و منافقین مذکور ہوے مراد ہیں یعنے ہر امت میں سے اسکا نبی علیہ السلام گواہ ہوگا اور حضرت صلعم اہل امت الوہیر
گواہ ہونگے اور یہ آیت کریمہ مانند قولہ تعالیٰ ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم الآیۃ ۔ یعنے جس دن کہ ہم اُٹھا دینگے ہر امت میں
ایک گواہ انپر انھیں میں سے یعنے بنی آدم میں سے اور وہ اس امت کا نبی ہوگا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مجھسے رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ مجکو قرآن پڑھ سنا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپکو پڑھ سناؤں حالانکہ آپ ہی پر نازل ہوا آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے خوش آتا ہے کہ
میں دوسرے سے اسکو سنوں پس میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ جب اس آیت پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی
ہٰؤلاء شہیدا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس اسیقدر تجھے کافی ہے ناگاہ میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے رواہ البخاری و مسلم وغیرہما اگر
کہا جاوے کہ حضرت صلعم کیونکر گواہی دینگے حالانکہ جنکو دیکھا ہے انھیں پر گواہی ہوسکتی ہے۔ تو جواب میں دو قول ہیں اول آنکہ ہٰؤلاء اسم اشارہ خاص لوگوں
کی طرف ہے اور یہ وہی ہیں جو حضرت صلعم کے وقت میں آپسے کفر و انکار کرتے اور بخل و تکبر و فخر کرتے اور نہیں مانتے تھے پس وہ متعین ہیں ۔ جواب دوم
یہ ہے کہ ہٰؤلاء اس امت کے کل کو شامل ہے خواہ آپ نے انکو دیکھا یا نہیں دیکھا جیسا کہ ظاہر کلام محی السنہ مذکور ہوا پس توجیہ اسکی یہ ہے کہ قرطبیؒ نے
تذکرہ میں سعید بن المسیب تابعی فقیہ سے روایت کی کہ ہر روز صبح و شام آنحضرت صلعم پر آپ کی امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اسطرح کہ حضرت صلعم
انکو مع ناموں و مع اعمال کے پہچانتے ہیں اسواسطے انپر قیامت میں گواہ ہونگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید الآیۃ
شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ اثر منقطع و قول سعید بن المسیبؒ ہے باوجود اسکے قرطبیؒ نے اسکو قبول کر لیا ہے مترجم کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا
شاہد ہونا یقینی ہے اور وجوہ گواہ ہونے کے بہت طور سے ممکن ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ بالمشاہدہ علم عطا فرماوے پس یقین ضرور اور تامل بیکار ہے
حتی کہ مانند اثر سعیدؒ وغیرہ کے تتبع کرنا بھی ضروری نہیں ہے فافہم اور بعض نے جواب اول اختیار کیا اور اسیکا مؤید ہے جو ابن مسعودؓ سے مروی ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں فرمایا کہ اے پروردگار میں شاہد ہوا جبتک میں انمیں موجود رہا پھر جب تو نے مجکو وفات دی تو انپر تو ہی رقیب ہے
رواہ ابن جریر اور کلام ابن کثیر اسی طرف مائل ہے واللہ اعلم ۔ اور ایسے ہی ہٰؤلاء سے اسی امت کے بخیل و حق چھپانے والے و مشرک و منافق
و کافر مراد ہونا قوی کہا جاتا ہے بدلیل قولہ فکیف جو انکار ہے یعنے اذا عرفت ما ذکر فکیف حال ہٰؤلاء المشرکین والکافرین المذکورین ۔ اور کمالین میں
ہے کہ یہ فا فصیحہ معلوم ہوتی ہے اور کیف مرفوع بنا بر خبریہ ہونے کے اور حال الکفار مبتدا مقدر ہے اور بعض نے کہا کہ مانند یصنعون فعل محذوف سے
منصوب ہے ای فکیف یصنعون یعنے یہ مذکورین کیا کرینگے ۔ جب انپر انکا پیغمبر گواہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے گواہ ہونگے

Marfat.com

پھران گمراہوںکا کچھ حال بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **یَوْمَئِذٍ**۔ یوم المجی۔ ای یوم اذا جئنا۔ نحو ماذکرنا جسدن ہم لاوینگے گواہ جسطرح مذکور فرمایا تو حال یہ ہوگا۔ **یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ**۔ تمناکرینگے وہ لوگ جو کافر بنے تھے اور ہمارے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ **لَوْ**۔ ان۔ **تُسَوّٰى**۔ بالبناء للمفعول۔ **بِهِمُ الْاَرْضُ**۔ کاش برابر کردیجاوے زمین انکے ساتھ۔ ف بصیغۂ مجہول قرارۃ عاصم وابن کثیر وابو عمرو ہی وبصیغۃ الفاعل۔ اور باقی قاریون کی قرارۃ بصیغۂ معروف بفتح تار فوقیہ ہی مگر ان مین دو فرق ہین مع حذف احدی التائین فی الاصل۔ یعنی حمزہ وکسائی کی قرارۃ اصل صیغہ تتسوی بدو تار فوقیہ مین سے ایک حذف کرتے ہین۔ ومع ادغامہا فی السین ای تسوّٰی۔ یعنے نافع وابن عامر ایک تار کو سین مین ادغام کرکے بفتح تار وتشدید سین وتشدید واو پڑھتے اور معنے یہ کہ کاش برابر ہوجاتی انکے ساتھ زمین۔ بان یکونوا ترابا مثلہا العظم ہولہ کمافی آیۃ اخری ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ اور زمین کے ساتھ برابر ہوجانے کی یہ صورت کہ یہ لوگ بھی زمین کے مانند خاک ہوجاتے اور یہ تمنا اسوجہ سے کرینگے کہ روز قیامت کا عذاب ہولناک ہی چنانچہ دوسری آیت مین صریح فرمایا کہ ویقول الکافر الخ یعنے اور کہیگا ہر وہ جو کافر بنا تھا کہ اے کاش مین خاک ہوتا۔ بعض نے کہا کہ بہم بمعنے علیہم ہی یعنے زمین مین توپ کر مٹی برابر کردی جاتی جیسے کہتے ہین کہ سویت علیہ الارض۔ اے اسکو گاڑ کر اس طرح زمین برابر کردی کہ نشان بھی نہین رہا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ معنی ہین کہ وے اور خاک برابر ہوجاتے کہ مانند خاک کے اُن سے پوچھ کچھ نہوتی اور بصیغۂ معروف پڑھنے کی صورت مین یہ معنے کہ زمین پھٹ جاتی تو اُسمین سما جاتے۔ اور آگے حضرت ابن عباسؓ سے آتا ہی جس سے ظاہر ہوگا کہ بصیغۂ مجہول اقوی اور کیون انکو یہ تمنا ہوئی تھی بالجملہ آیت کریمہ سے روز قیامت کا ہول خوفناک ظاہر ہی کہ بڑے بڑے سرکش بے بس ولاچار ہوکر خاک ہونیکی تمنا کرینگے اور کچھ بن نہین پڑے گا۔ **وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا**۔ اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہین چھپا سکینگے ف یعنے جو کچھ کیا ہی اسکے متعلق جو کچھ بات ہی نہین چھپا سکین گے۔ یہ آخری وقت مین ہوگا اور پہلے اس سے طرح طرح کے کرتبون سے وہان بھی نہ چوکینگے چنانچہ مفسرؒ نے کہا ہو فی وقت آخر یقولون واللہ ربنا ماکنا مشرکین۔ یعنے پہلے ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ کہین گے کہ واللہ ربنا ماکنا مشرکین۔ قسم ہی اللہ کی جو ہمارا پروردگار ہی ہم ہرگز مشرک نہین تھے۔ اور ضحاکؒ سے روایت ہی کہ نافع بن الازرق نے ابن عباسؓ کے پاس آکر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوّی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا۔ اور ایک جگہ فرمایا واللہ ربنا ماکنا مشرکین۔ پس انھون نے چھپایا۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مین خیال کرتا ہون کہ تو اپنے ساتھیون پاس سے اٹھا کہ مین ابن عباسؓ پاس جاکر متشابہ القرآن انپر پیش کرون سو تو ساتھیون پاس جب لوٹ جاوے تو خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین لوگون کو ایک میدان مین جمع کریگا پس مشرک لوگ کہینگے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہین قبول فرماتا ہی سوائے ایسے بندے کے جو موحد تھا پس کہین گے کہ آؤ ہم بھی شرک سے کا کر جاوین سو کہین گے کہ واللہ ربنا ماکنا مشرکین۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے منھون پر مہر فرمادیگا اور حکم دیگا کہ انکے اعضا بولین پس انکے اعضا انپر گواہی دینگے کہ یہ مشرک تھے تو اسدم وہ تمنا کرینگے کہ کاش زمین برابر کردیجاتی انکے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے کچھ نہین چھپا سکین گے (رواہ ابن جریر) اور ایک روایت مین ہی کہ جب مشرک لوگ قیامت مین دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت نہین فرماتا مگر فقط اہل اسلام کے واسطے اور گناہونکو بخشتا ہی کیسا ہی بڑا گناہ ہو کچھ پروا نہین فرماتا ہی مگر فقط شرک کو نہین بخشتا ہی تو مشرکین بھی اس امید پر کہ شاید انکی مغفرت ہوجاوے مشرک ہونے سے انکار کرینگے تا آخر حدیث۔ اور ایک اثر ابن عباسؓ سے زیادہ دراز مروی ہوا اسمین دیگر چند اشکال کا جواب ہی چنانچہ مفسرؒ نے مقدمہ مین اور محی السنہ نے معالم مین وارد کیا کہ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباسؓ سے

له ہرگاہ حضرت ابن عباس [illegible]

Marfat.com

پوچھا کہ مین قرآن مجید مین چند امور پاتا ہون جو مجہپر مختلف ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ اختلاف کیسا ۔ کیا تجھے شک ہوتا ہی اسنے کہا کہ شک نہین ہی ولیکن میری سمجھ مین نہین آتے ہین ۔ فرمایا کہ تو اچھا میرے سامنے وہ جو تیری سمجھ مین نہین آیا اسنے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ۔ فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون ۔ اور فرمایا ۔ واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون ۔ دیگر فرمایا ۔ ولا یکتمون اللہ حدیثا اور فرمایا واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسمین انھون نے چھپایا ۔ دیگر فرمایا ۔ ءانتم اشد خلقا ام السماء بناہا ۔ یہانتک کہ کہا والارض بعد ذلک دحاہا ۔ اسمین تو آسمان کا پیدا کرنا زمین سے پہلے فرمایا ہے ۔ اور فرمایا ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین ۔ قولہ طائعین تک پس اسمین زمین کی پیدایش آسمان سے پہلے فرمائی ۔ دیگر آنکہ فرمایا ۔ وکان اللہ غفورا رحیما ۔ اور فرمایا وکان اللہ عزیزا حکیما ۔ گویا وہ پہلے تھا اب نہین ہی تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ قولہ فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون پہلے نفخہ مین ہوگا ۔ یعنے ایک دفعہ صور پھونکا جایگا جو فرمایا ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض تو اس دفعہ انساب ہونگے اور نہ مسالت باہمی ۔ پھر دوسری بار پھونکا جایگا جو فرمایا کہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون ۔ تو دوسری بار مین ایک دوسرے سے سالت کرینگے ۔ حاصل آنکہ عدم مسالت اور وقت ہی اور وجود مسالت اور وقت ہی ۔ اور رہا چھپانا تو اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہ بخشیگا پس مشرک لوگ کہین گے کہ آؤ ہم بھی کہدین کہ ہم بھی مشرک نہ تھے سو یہی فرمایا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین ۔ پھر اللہ تعالیٰ انکے موہنون پر مہر کردیگا اور انکے ہاتھ پاؤن اعضاء بولینگے تب وہ پہچانینگے کہ اللہ عزوجل سے کوئی بات پوشیدہ نہین ہی تب تمنا کرینگے کہ خاک برابر ہو جاتے ۔ اور رہا پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو روز مین پیدا فرمایا پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو روز مین انکو سب مستوی کردیا پھر زمین کو دو روز مین بچھایا اور اسکا بچھانا یون کہ اسمین سے پانی نکالا اور چراگاہ پیدا کردی اور پہاڑ و جھیل وغیرہ بناوین یہ دیگر دو روز مین ہوا پس زمین اور جو کچھ اسمین ہی سب کی پیدایش چار روز مین ہوئی اور آسمان کی پیدایش دو روز مین ہوئی ۔ اور رہا قولہ وکان اللہ غفورا رحیما ۔ تو اسکے معنے یہ ہین کہ لم یزل غفورا رحیما ۔ یعنے ہمیشہ غفور و رحیم ہی ۔ پس اب تجپر قرآن مختلف نہو کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی مترجم کہتا ہی کہ آخر مین حضرت ابن عباسؓ نے نصیحت مین اشارہ فرمایا کہ اسقدر اختلاف تو تیرے ذہن مین بہت پیچ و تاب ڈالے ہوے تھا آخر تو نے جب میرے سامنے پیش کیا تو بالکل آسانی سے دور ہو گیا یہانتک کہ گویا کچھ اختلاف ہی نہ تھا ایسے ہی اگر کوئی اختلاف میری سمجھ مین بھی نہ آوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ہوتے تو دور ہو جاتا یعنے بالیقین وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچ و حق ہی اگر کسی کی سمجھ مین نہ آوے تو اسی کی سمجھ کا قصور ہی ف شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا ۔ اللہ عزوجل نے اسمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال سے خبر دی کہ اللہ عزوجل کے مشاہدہ مین وہ بہت بزرگ مرتبہ ہین کیونکہ مشاہدہ انکا جمہور انبیاء و صدیقین کا قرار دیا ۔ مترجم کہتا ہے یعنے باقی سب انبیاء و صدیقین کا جو مشاہدہ جس راہ سے ہی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام وکمال ثابت فرمایا پس آنحضرت صلعم کمال مشاہدہ مین ان سب کے کمالات کے جامع ہین واللہ اعلم ۔ مترجم اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مقام مین بیان کریگا ۔ اور بیان فرمایا کہ خوف الٰہی تمام دلون مین عظیم ہی ۔ اور اس مقام پر خوف و رغبت دونون کو مجامع فرمایا اسواسطے کہ عارف جب بساط قرب سے قریب ہوتا ہی تو اسپر تعظیم و اجلال و رغبت و امید سب غالب ہو جاتی ہین اسواسطے کہ انوار قرب کا مشاہدہ کرنا ان دونون حالتون کا مقتضی ہی حاصل آنکہ کیونکر ہوگا تیرا حال دیدار قدم مین درحالیکہ تو اسوقت تو نہین ہوگا یعنے از خود فنا ذاتی بہ بقاء حق ہوگا اور کیونکر حال ہوگا ان لوگون کا میری سطوات عظمت و ظاہر ہونیکے وقت درحالیکہ وہ لوگ مدفنار ہین میرے دیدار کبریائی مین ہونگے اور کیونکر ہوگا حال انبیاء و صدیقین کا جو تجسے اور تیری امت سے پہلے ہوے ہین یعنے جب تیرا اور تیری امت کا تو یہ حال ہوگا تو سابقین انبیاء علیہم السلام و صدیقین کا میرے دیدار عزت و جلال مین کیا حال ہوگا ۔ حاصل آنکہ گواہی دینے والے اور جنپر گواہی دینگے ان سب کا کیا حال ہوگا

Marfat.com

جب مین اپنے وجہ کریم کو انکے واسطے ظاہر کرونگا۔ کیونکہ میرے روبرو وہ اپنی امت پر گواہی دینگے اور انبیا کے فنا ہونے کے بعد امت کیونکر باقی رہیگی
اور اسمین مقام خوف یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسیقدر پردۂ کبریا کو کشف فرمایا تو انبیاء وصدیقین کو یہ کمہ حیرت ہوئی اور مبہوت ہو گئے اور انکی
عظمت وعزت مین فنا ہوے تو کوئی بھی باقی نہ ہوگا مگر اسی حال مین کہ خود بخود مضمحل ہوگا اور اپنی ذات مین پاش پاش فنا ہوگا تو بطور تعجب کے
خطاب فرمایا کہ یہ لوگ میرے کشف جمال کے مقابلہ مین جو بصفت رضا ہوگا کیونکر قائم رہینگے حالانکہ وہ تو بیہوش کے مشابہ ہونگے اور لذت جمال سے حیران
ہونگے حضرت ابن مسعودؓ سے جو حدیث مروی ہی اسمین ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو کچھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا انھون نے عرض کیا کہ آپ پر نازل ہوا
مین کیا آپکے روبرو پڑھون آپنے فرمایا کہ مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہی پھر ابن مسعودؓ نے قولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم سے اس آیت تک
پڑھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت ابن مسعود پر رکھا اور کہا کہ یہین تک اور خوب روئے یہانتک کہ دونون جبڑے مضطرب ہوے
اور ایک روایت مین ہی کہ اس آیت کے سننے پر ایک چیخ ماری آپ نے اپنے وجد مین ان دونون منزلتونکو بیان کردیا **قال المترجم** روایت صحیح
بخاری از ابن مسعودؓ گذر چکی اسمین یہ مضمون نہین ہی اور شاید یہ طعن کیا جاوے کہ حدیث غیر ثابت نقل کی گئی تو شاید اسکی وہ روایت ہی جو ابن ابی حاتم
نے اخراج کی اور وہ بلفظ یون ہی کہ حدثنا ابوبکر بن ابی الدنیا حدثنا الصلت بن مسعود الجحدری حدثنا فضیل بن سلیمان
حدثنا یونس بن محمد بن فضالۃ الانصاری عن ابیہ قال وکان ابی ممن صحب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اتاہم فی بنی ظفر فجلس علی الصخرۃ التی فی بنی ظفر الیوم ومعہ ابن مسعود ومعاذ بن جبل وناس من اصحابہ
فامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم قاریا فقرأ حتے اتی علے ہذہ الایۃ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علے ہؤلاء شہیدا۔
فبکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے ضرب لحیاہ وجنباہ فقال یارب ہذا شہدت علی من انا بین اظہرہم فکیف بمن لم ارہ
اور چیخ مارنے کی روایت مجھے نہین ملی **قال فی العرائس** اور نیز اس آیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکی امت کا اور دیگر
انبیا علیہم السلام وانکی امت کا شرف بیان فرمایا ورنہ اللہ تعالیٰ شانہ پر عرش سے تحت الثری تک کچھ پوشیدہ نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ جئنا
من کل امۃ بشہید۔ ولی وصدیق کو۔ وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا۔ ان لوگون کے ولی ہونے کی تصدیق کرنے والا یا ان کو جھٹلانے والا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
اے ایمان والو نزدیک ہو نماز کے درحالیکہ تمکو نشہ ہو یہانتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو
وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ
اور نہ درحالیکہ جنابت مین ہو مگر راہ سے گزرتے ہوے یہانتک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو
اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا
یا آیا کوئی تم مین سے پیخانہ پھر کر یا لگ گئے ہو عورتون سے پھر نہ پایا تمنے پانی
صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا
توقصد کرو زمین پاک کا پھر مسح کرو اپنے منہ اور ہاتھون کا اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا - اس خطاب مین ایمان والونکو مخصوص فرمایا اسواسطے کہ قولہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ نہین

Marfat.com

لوگونکے ساتھ مخصوص ہی کیونکہ کفار نماز ہی نہین پڑھتے تھے اور اہل کتاب کی نماز بعد منسوخ ہونے کے مانند نہ پڑھنے کے تھی کیونکہ جب وہ ایمان نہ لائے تو کافر ہوے اور حضرت صلعم نے بھی فرمایا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اس امت مین سے جو کوئی یہودی و نصرانی مجکو سنکر پھر ایمان نہ لاویگا وہ قطعی دوزخی ہوگا۔ رواہ اصحاب الصحاح۔ اولا تقربوا الصلوٰۃ کے معنے یہ ہین کہ متلبس مت ہو نماز سے اور مفسرینؒ نے کہا۔ ای لا تصلوا۔ مراد یہ کہ مت نماز پڑھو پس اس مقصود کو یون تعبیر فرمایا کہ نماز کے افعال مت ادا کرنے لگو۔ اسمین بہت تاکید پائی گئی پس نماز جو قطعی فرض ہی اس سے منع فرمایا ایک خاص حالت مین اور وہ قولہ۔ **وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى**۔ ہی یعنے نماز کے فعل سے متلبس نہو ایسے حال مین کہ تم نشہ مین ہو پس نشہ ایسی بُری چیز ہی کہ اُس سے ایسی پسندیدہ عبادت سے جو فرض ہی محرومی پیش آئی اور مراد نشہ سے مفسرین نے بیان کی من الشراب لان سبب نزولہا صلوٰۃ جماعۃ فی حالۃ السکر یعنے سکاری ہو شراب سے پس شراب ہی کی خصوصیت اس دلیل سے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ ایک جماعت نے شراب کے نشہ مین نماز پڑھی تھی مترجم کہتا ہی کہ سکاری جمع سکران یعنے مست نشہ جیسے کسالیٰ جمع کسلان یعنے کسلمند ہی۔ اور یہ آیت قبل شراب حرام ہونے کے نازل ہوئی تھی چنانچہ قولہ یسئلونک عن الخمر والمیسر الآیۃ۔ کی تفسیر مین جو حدیث مذکور ہوئی اسمین موجود ہی کہ پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو سنائی تو عمرؓ نے کہا ای پروردگار ہمارے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پس نماز کے وقتون مین لوگ شراب نہین پیتے تھے یہانتک کہ تحریم نازل ہوئی۔ اور ابو داؤد کی روایت مین ہی کہ اقامت نماز کے وقت رسول اللہ صلعم کا منادی پکار دیتا تھا کہ جو نشہ مین ہو وہ نماز کے قریب نہ آوے اور سبب اسکا یہ ہوا تھا کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے دعوت کی اور مہاجرین و انصار کو بلایا وہ کھانے و شراب پینے سے سیر ہوئے اتنے مین نماز مغرب کا وقت آیا تو ایک کو امام بنایا بعض روایت مین ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور بعض مین کہ خود عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو اور یہی اقرب ہی بہر حال امام نے قل یا ایہا الکفرون لا اعبد ما تعبدون وانتم عابدون ما اعبد۔ آخر تک اسی طرح پڑھی کہ حرف لا کو حذف کیا یعنے معنے الٹے اور کفر کے ہوگئے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ عبد بن حمید وابو داؤد والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ الترمذی وقال حسن صحیح اور مسلمؒ کی حدیث طویل مین سعدؓ کی ناک پر کسی انصاری کے مارنے کے قصہ مین سبب نزول حضرت سعدؓ کے حق مین مذکور ہی مگر صریح نہین ہی۔ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ شراب حرام ہونے سے پہلے بعض لوگ نماز مین حالت نشہ مین آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ رواہ ابن جریر اور ایسا ہی قول ابو رزین و مجاہد کا ہی اور ضحاکؒ سے روایت ہے کہ نیند کا نشہ مراد ہی کما روی عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم ولیکن سوائے ضحاکؒ کے کافۂ علما یہی کہتے ہین کہ آیت کریمہ مین شراب کا نشہ مراد ہوا اور ابن جریرؒ نے کہا کہ یہی صواب ہی۔ لیکن واضح رہے کہ اونگھ مین نماز پڑھنا مکروہ ہی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے اونگھے اور وہ نماز مین ہو تو چاہیے کہ پھر جاوے اور سو رہے یہانتک کہ سمجھنے لگے کہ وہ کیا کہتا ہی اور بعض روایت مین ہی کہ شاید وہ استغفار کرنیکا قصد کرے مگر اپنے آپکو بد گوئی سے یاد کرنا شروع کردے۔ رواہ البخاری والنسائی۔ بالجملہ خطاب کے معنے یہ ہین کہ اے ایمان والو تم جب نشہ شراب مین ہو تو نماز مت پڑھو اور یہ اس بنا پر ہی کہ آیت مین مراد نماز ہی نہ جائے نماز یعنے مسجد حالانکہ یہ دونون قول ہین۔ اور صاحب فتح البیان نے ذکر کیا کہ اہل لغت کہتے ہین کہ جب لا تقرب بفتح الراء ہو تو اسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ فعل سے متلبس مت ہو اور جب بضم الراء ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اس سے قریب مت ہو اور مراد یہان یہ ہی کہ نماز سے متلبس نہو اور یہی قول ایک جماعت مفسرین کا ہی اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور دوسرون نے کہا کہ مراد مواضع نماز ہین اور یہی قول امام شافعی کا ہی اور اس بنا پر مضاف کا مقدر ہونا ضرور ہی اور قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہی اور ایک گروہ نے کہا کہ نماز اور مواضع نماز دونون معًا مراد ہین کیونکہ اسوقت مین وہ لوگ نماز ہی کے لیے مسجد مین آتے اور مجتمع ہی ہوکر نماز پڑھتے تھے پس دونون چیز مین

Marfat.com

متلازم تھیں انتہی کلامہ مترجم کہتا ہی کہ مفسر سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر مین موافق جماعت اول کے یہان اختیار کیا کہ مراد یہ ہی کہ نماز سے متلبس نہو
یعنے نماز مت پڑھو درحالیکہ تم سکاریٰ ہو حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ یہانتک کہ تم سمجھنے لگو اس بات کو جو کہتے ہو۔ بان تصحوا باین طور
کہ نشہ اُتر جاوے اور تم ہوشیار ہو جاؤ حاصل آنکہ جب تک نشہ مین ہو تب تک متلبس نہو پھر جب نشہ اُتر جاوے تب پڑھو۔ جاننا چاہیے کہ علماء
مین اختلاف ہی کہ شرعی احکام جاری ہونے کے واسطے مست کون ہوتا ہی تو ایک قول یہ ہی کہ زمین و آسمان مین تمیز نہ کرے اور دوسرا قول یہ ہی مرد
کو عورت سے فرق نہ کرے اور تیسرا قول یہ ہی کہ چلنے مین لڑکھڑاوے وغیر ذلک من الاقوال شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ سب سے بہتر یہ قول ہی جو آیت کریمہ
سے ثابت ہوتا ہی کہ مست وہ ہی کہ جو کچھ کہتا ہی اسکو نہ سمجھے مترجم کہتا ہی کہ یہ افراط کا مرتبہ ہی وسیاتی۔ اور اسی سے تمسک کیا جاتا ہی کہ سکران کی طلاق
نہین واقع ہوتی ہی کیونکہ وہ جو کہتا ہی اسکو جانتا نہین تو قصد منتفی ہوا اور یہی قول حضرت عثمان بن عفان و طاؤس و عطاء و قاسم و ربیعہ کا ہے اور
مذہب لیث بن سعد و اسحق و ابو ثور و مزنی کا ہی اور اسی کو طحاوی رح نے اختیار کیا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی اور یہی
حضرت عمر بن الخطاب و معاویہ و جماعت تابعین کا قول ہی اور یہی مذہب ابو حنیفہ و ثوری و اوزاعی کا ہی اور شافعی کا قول اسمین مختلف ہے اور
مالک رح نے کہا کہ طلاق لازم ہوگی اور اگر قتل یا زخمی کرے تو قصاص واجب ہوگا اور اگر نکاح کیا یا خرید فروخت کی تو بیع لازم نہوگی مترجم کہتا ہی کہ
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو امور ایسے ہین کہ قصداً و بلا قصد لازم ہو جاتے ہین مانند طلاق وغیرہ کے وہ اسپر لازم آوینگے۔ پھر واضح ہو کہ یہان یہ
اشکال پیش آتا ہی کہ سکران جب سمجھتا ہی نہین تو اسکو ممانعت کا خطاب کیونکر ہی کیونکہ اس حالت مین وہ مجنون کے مانند ہی اور جواب اسکا کئی وجہ سے
دیا گیا اول وہ جو شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ خطاب ان شراب پینے والون کو تھا جنکو شراب چڑھی اور یہ مرتبہ نہین پہونچا کہ ایسے مست ہو جاوین کہ
خطاب کو نہ سمجھین۔ دوم جو بیضاوی مین ہے کہ اس سے مراد ممانعت سکران کو نہین کیونکہ وہ غیر مکلف ہی بلکہ مراد اس سے یہ ہی کہ شراب خواری مین افراط
نہ کرو اور سوم آنکہ مراد اس سے سکر سے بالکلیہ ممنوع ہونیکی تعریض ہی کیونکہ وہ لوگ رات دن مین پانچ وقت اداے نماز پر مامور تھے پس شراب
پینے والا کبھی اپنے وقت پر نماز ادا کرنے پر قادر نہوگا نظیر اسکی قولہ تعالیٰ ولا تموتن الا وانتم مسلمون پس لاتموتن سے مراد انکو حکم ہی کہ اسلام پر
مرنے کے واسطے سامان جمع رکھین اور ہمیشہ طاعت پر مستعد رہین فافہم۔ وَلَا جُنُبًا۔ بالایلاج او الانزال نصبہ علی الحال وهو يطلق على المفرد
وغیرہ۔ یعنے اور مت متلبس ہو نماز سے یا مت قریب ہو مواضع نماز سے درحالیکہ جنب ہو خواہ ایلاج سے یعنے فقط ذکر کا سر اندر ہو جانے سے اگرچہ
انزال نہو یا انزال سے مطلقاً اگرچہ اندر دخول نہوا ہو مانند احتلام وغیرہ کے اور ابتداے اسلام مین حکم تھا کہ دخول سے جبتک انزال نہو تب تک
غسل واجب نہو تا پھر منسوخ ہوا جیسا کہ متواتر احادیث مین ثابت ہوا ہی اور نصب اسکو بنا بر حال ہونے کے ہی اور جنب اگرچہ لفظ مفرد ہی مگر
اسکا اطلاق مفرد و غیر مفرد سب پر ہوتا ہی کیونکہ وہ مصدر سے ملحق ہی پس تانیث و تذکیر مین بھی یکسان ہی جیسے قرب بعد وغیرہ چنانچہ بولتے ہین رجل جنب والمرأة جنب
ورجال جنب ونساء جنب اور اصل مین جنابت بمعنے بعد و دوری ہی پس جنب کو اسواسطے جنب کہتے ہین کہ وہ مواضع نماز سے دور یا لوگون کے میل سے
دور رہے تا آنکہ غسل کرے۔ حاصل آنکہ اور مت متلبس یا قریب ہو نماز سے یا مواضع نماز سے درحالیکہ تم جنب ہو اِلَّا عَابِرِيْ مجتازي
سَبِيْلٍ طریقًا ای مسافرین۔ مگر درحالیکہ گذرتے ہوے ہو سبیل کو ای راہ کو یعنے درحالیکہ تم مسافر ہو۔ و عابر از عبور بمعنے گذرندہ جمع آن
عابرین ہی ن باضافت سبیل ساقط ہوا و مفسر رح نے طریقًا بالنصب سے اشارہ کیا کہ عابرین اسم فاعل مضاف بجانب مفعول ہی اور استثناء از اعم احوال ہی یعنے مت
نماز پڑھو درحالیکہ جنب ہو عامۂ احوال مین الا سفر مین ہونیکی حالت مین کہ اسکا حکم دوسرا آتا ہی حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا۔ فلکم ان تصلوا۔ یہانتک
کہ غسل کرو پھر تمپر فرض ہو کہ نماز پڑھو سو استثنی المسافر لان لہ حکما آخر یاتی۔ اور مسافر کو اسمین سے استثنا کر دیا اسواسطے کہ اسکا حکم دوسرا ہے

Marfat.com

جو آگے آتا ہی- اگر کہا جاوے کہ استثنا مسافر سے سمجھا گیا کہ مسافر کو پڑھنا روا ہی- جواب یہ کہ جب حکم منصوص موجود ہو تو مفہوم مخالف نہین لیا جاتا ہی اور تجھے بارہا معلوم ہو چکا کہ امام ابو حنیفہ مفہوم مخالف کو حجت نہین کہتے ہین بلکہ مسکوت عنہ کہتے ہین چنانچہ یہان دیکھو کہ مفہوم مخالف کا اگر اعتبار ہوتا تو یہ نکلتا کہ نماز مت پڑھو درحالیکہ جنب ہو الا جبکہ تم مسافر ہو یعنے مسافر ہو تو نماز پڑھو اگرچہ جنب ہو- اور آگے معلوم ہوا کہ مسافر ہو تو جب نماز پڑھنے کی مطلقا اجازت نہین ہی بلکہ مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز پڑھنا روا ہی فافہم- وقیل المراد النہی عن قربان مواضع الصلوٰۃ ای المساجد الا عبورا من غیر مکث- یعنے بعض مفسرین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہی کہ مواضع نماز سے قریب مت ہو نہ نشہ مین اور نہ حالت جنابت مین یعنے مسجدون مین ایسی حالت مین مت جاؤ سوائے عبور کے بدون درنگی و توقف کے یعنے یہ روا کر دیا کہ مسجد سے ہو کر اس حالتین گذر جاؤ اور وہین توقف مت کرو مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ الصلوٰۃ کی تفسیر مین دو قول ہین اول آنکہ مراد صلوٰۃ بمعنے حقیقی ہی اور دوم آنکہ مواضع الصلوٰۃ مراد ہین یعنے مسجدین بحذف مضاف جیسا کہ مولف فتح البیان نے نقل کیا ہی اور اولی یہ ہی کہ بر سبیل مجاز مواضع نماز مراد لیا جاوے لما ستعرف- اگر کہا جاوے کہ تقدیر ظاہر ہی نہ مجاز تو جواب آنکہ قرب درحقیقت موضع سے ہی لہذا قرینہ ہی کہ صلوٰۃ سے موضع الصلوٰۃ مراد ہی اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ اطلاق اسکا آتا ہی جیسے قولہ تعالیٰ وبیع وصلوات مین صلوات سے مساجد مراد ہین مگر پوشیدہ نہین کہ اس کلام مین- بیع وصلوات ومساجد- مذکور ہی پس ظاہر معنے حقیقی ہین واللہ اعلم ولیکن یہان قرینہ مذکور موجود ہی اور مناقشہ مثال مین بیکار ہی- بہرحال قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہی کہ صلوٰۃ سے مراد مواضع ہین کیونکہ عبور سبیل یعنے گذر جانا بے تکلف ہی ولیکن صلوٰۃ سے مواضع مراد لینا اور نیز سبب نزول کی راہ سے اسمین ضعف ظاہر ہی علاوہ برین قولہ وانتم سکاریٰ اسکے بہ نسبت الیق ہی اول ہی پس قول دوم مین وجہ تقویت واحد اور وجہ ضعف کئی ہین اسیواسطے مفسر رحمہ نے بلفظ قیل کہا جو صیغہ تمریض مشعر ضعف ہی اور وجہ اول مین تقویت ظاہر ہی کہ صلوٰۃ اپنے معنے حقیقی پر باقی ہی اور وانتم سکاریٰ اسکے ساتھ الیق ہی اور ایسی ہی غایت یعنے حتی تعلموا ما تقولون کیونکہ مواضع نماز سے قریب نہونے کی یہ انتہا کہ یہانتک کہ تم سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو وجیہ نہین ہی بلکہ خود نماز سے وجیہ ہے اور سبب نزول اسکے ساتھ صریح ہی کہ مراد نفس صلوٰۃ ہی پس وجہ دوم کے برعکس وجہ اول مین دو وجوہ تقویت زائد ہین ہان وجہ ضعف ایک یہی کہ عابری سبیل سے مسافر مراد لیا گیا تو یہ کچھ مستبعد نہین وقد قال علیہ السلام کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل الحدیث اور وجہ تعبیر مسافر بعابر السبیل آنکہ حالت روانگی ہو تو نہین اکثر اوقات اسمین پانی نہین ملتا کہ بعد پیشاب و پیخانہ کے حدث مین رہجاتا ہی ایسے ہی جنابت مین بھی ممکن ہی بخلاف منزل پر اترنے کے فافہم- اور بعض نے تجویز کیا کہ الصلوٰۃ سے نماز و موضع نماز دونون اسطرح مراد ہو سکتے ہین[بے طہارتی] کہ بنظر قید وانتم سکاریٰ معنے حقیقی مراد ہین اور بنظر قولہ الا عابری سبیل مواضع نماز مراد ہین بر سبیل مجاز- اور غایت یہ کہ اسمین جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم آتا ہی وہ بتاویل مشہور روا ہی وفیہ نظر ظاہر- اور پوشیدہ نہ رہے کہ اقوال سلف اس آیت کی تفسیر مین مختلف ہین شیخ ابن کثیر رحمہ نے ذکر کیا کہ عطاء بن یسار نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا- ابن عباس نے کہا یعنے مت داخل ہو مسجد مین درحالیکہ تم جنب ہو الا عابری سبیل- یعنے روا ہو کہ گذر جاوے اور وہین نہ بیٹھے- رواہ ابن ابی حاتم ثم قال وقد روی عن عبد اللہ بن مسعود وانس و ابی عبیدہ وسعید بن المسیب وضحاک وعطاء ومجاہد ومسروق وابراہیم وزید بن اسلم و ابی مالک وعمرو بن دینار وحکم وعکرمہ وحسن وبحیی وزہری وقتادہ نحو ذلک- اور یزید بن ابی حبیب سے روایت ہی کہ انھون نے کہا کہ چند مردان انصار کے دروازے مسجد کی جانب تھے انکو جنابت پہنچتی اور انکے پاس پانی نہوتا تو پانی کو جاتے اور مسجد کے سوائے کوئی راہ نہین پاتے تھے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا- ولا جنبا الا عابری سبیل- رواہ ابن جریر شیخ ابن کثیر نے کہا کہ اس قول کی صحت پر شاہد ہی حدیث صحیح بخاری کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو دروازے مسجد کی طرف اسمین ہین سب بند کر دو سوائے دروازہ ابوبکر کے اور یہ آپ نے آخر حیات مین فرمایا اس آگاہی سے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکر متولی خلافت ہونگے پس انکو

Marfat.com

حیات اسلام و مسلمین کے واسطے بکثرت مسجد مین آنیکی ضرورت پیش آویگی لہذا سوائے انکے دروازے کے سب کے دروازے بند کرنے کا حکم دیدیا اور
بعض سنن کی روایت مین جو بجائے دروازہ ابوبکرؓ کے علیؓ کی کھڑکی آیا ہی وہ راوی کی بھول ہی اور صحیح وہی ہی جو صحیح بخاری مین آتقن واحفظ ثقات سے
آیا ہی قال المترجم اس سے شاہد لانا اس امر پر مقصود ہی کہ مسجد کی طرف مسجد مین لوگونکے دروازے پھوٹے ہوے تھے چنانچہ آخر حیات نبی صلعم تک
یہی پھر دریچہ علیؓ کی روایت کو شیخ ابن کثیر نے راوی کی بھول قرار دیا اور شیخ ابن الجوزی نے موضوع کہا اور شیخ ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ یہ
ابن الجوزی کا قصور ہی اور اس حدیث کے طرق حسن ضعیف ملکر کثرت سے ہین جنسے یہ روایت درجہ صحیح بالغیر تک پہونچتی ہی اسکو موضوع کہنا خود
خطا ہی اور یہ محاکمہ کیا کہ حدیث ابوبکرؓ ایک واقعہ اور حدیث علیؓ دوسرا واقعہ ہی اور واقعہ ابوبکر مشعر صدق خلافت ہی اور واقعہ علیؓ بہ سبب اسکے تھا
کہ حضرت علی رض کا کوئی دروازہ سوا دریچہ مسجد کے نہ تھا پس انکو فرمایا تھا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اسمین حالت جنابت مین نہ گذرے علاوہ ازین دروازہ و
کھڑکی کی راہ سے بھی فرق بیان کیا گیا ہی کہ حضرت ابوبکر کیواسطے دروازے کی اجازت تھی اور حضرت علیؓ کے واسطے دریچہ کی اجازت تھی اور بسط کلام کی یہان
گنجایش نہین اور ہذا القدر کاف۔ پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت سے بہت سے اماموں نے حجت پکڑی ہی کہ جنب کو مسجد مین توقف کرنا حرام ہی ہان اسمین سے
گذرجانا روا ہی اور یہی حکم حائض و نفسا کا ہی مگر بعض نے باحتمال آنکہ حائض و نفسا کی نجاست سے مسجد ملوث نہو جاوے گذرنے سے بھی منع کیا ہی اور بعض نے کہا کہ
یہ احتمال نہو تو روا ہی اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضؓ سے ثابت ہی کہ مجھسے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسجد سے مجھے چٹائی اٹھادے مین نے کہا کہ مین حائضہ ہون
آپ نے فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین دلالت ہی کہ مسجد مین حائضہ و نفسا کا مرور روا ہی قال المترجم
محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ علمانے اختلاف کیا ہی کہ مرور روا ہی یا نہین تو بعض نے مطلقاً مباح کہا ہی اور یہی قول حسن بصریؒ کا اور مذہب امام شافعی
و مالک کا ہی۔ اور بعض نے مطلقاً ممنوع کہا ہی اور وہ امام ابوحنیفہ وغیرہ کا قول ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث سے یہ دلالت قوی نہین کہ مسجد مین مرور روا ہی
تو یہ نہین دیکھتا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے چٹائی اٹھانے سے خود تامل کیا جو دلیل ہی کہ جانا روا نہین کہتی تھین اور آنحضرت نے جو فرمایا کہ نجاست
تیرے ہاتھ مین نہین ہی تو یہ خود دلیل ہی کہ حضرت عائشہ رضؓ سے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لینے کا حکم فرمایا تھا نہ وہان جانیکا پس اس سے استدلال بعید ہی بلکہ
برعکس مراد اشارہ ثابت ہوتا ہی اور آیت کریمہ سے استدلال لانا خود محل کلام ہی کیونکہ وہ جب تمام ہی کہ صلوٰۃ سے مواضع صلوٰۃ مراد ہون اور
تجھے معلوم ہوچکا کہ یہ قول ضعیف ہی اور منع مرور حائض مین خود حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین حلال نہین کرتا ہون
مسجد کو کسی حائض کے لیے اور نہ کسی جنب کے لیے رواہ ابوداؤد من حدیث افلت اور خطابیؒ نے کہا کہ افلت کے مجہول ہونے سے ایک
جماعت نے حدیث کو ضعیف کہا و لیکن یہ کچھ نہین ہی اسواسطے کہ ایک اسناد کی کسیقدر ضعف سے حدیث کا ضعف نہین لازم آتا چنانچہ ابن ماجہ
نے دوسری اسناد سے اسکو روایت کیا اور زیلعیؒ نے اسکی تقویت کردی ہی اور ابن حجرؒ نے ابن عبداللہ بن حنطب کی مرسل کو قوی جید کہا اور
اسی سے ترمذی کا حدیث حسن کہنا صحیح ہوتا ہی اور یہ منجملہ دلائل کے ہی کہ آیت مین صلوٰۃ سے مواضع نہین مراد ہین اور بوجہ حدیث کی تخصیص نہین
ہوسکتی ہی۔ اور حضرت علی رضؓ سے قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل۔ مین روایت ہی کہ فرمایا نہ قریب ہو نماز سے مگر آنکہ مسافر ہو اسکو جنابت پہونچے اور
پانی نہ ملے تو نماز پڑھا کرے یہانتک کہ پانی پاوے۔ رواہ ابن ابی حاتم من طرق عنہ۔ قال و قد روی عن ابن عباس فی احدی الروایات و سعید
ابن جبیر والضحاک نحو ذلک۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت ابن عباس سے شاید قوی روایت یہی ہی کہ عابر السبیل سے مسافر مراد ہی اور یہی آیت کے موافق
قول علیؓ کے ہین کیونکہ معالم مین آیت کے معنے مین لکھا کہ منع فرمایا جنب کو نماز سے یہانتک کہ غسل کرے مگر آنکہ سفر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم
سے نماز پڑھ لے۔ اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؓ و مجاہدؒ کا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن جریرؒ نے بھی حضرت علی رضؓ سے

Marfat.com

یہ قول روایت کیا اور عوفیؒ کے طریق سے اور ابو مجلزؒ کے طریق سے اسکو ابن عباس سے روایت کیا اور سعید بن جبیرؒ و مجاہدؒ و حسن بن مسلم و حکم
و زید بن اسلم و عبدالرحمن بن زید سے بھی اسی کے مثل روایت کیا اور عبداللہ بن ابی کثیر سے روایت کی کہ ہم سنتے چلے آتے ہین کہ یہ حکم سفر کے بارہ
مین ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے دس برس تک طہور ہونیکی حدیث بھی اسکے شاہد ہی و قد رواہ مسلم و احمد و اہل السنن۔ پھر
ابن کثیرؒ نے شیخ ابن جریرؒ سے ہر دو قول مین محاکمہ نقل کیا جسکا حاصل یہ ہی کہ عابر السبیل روار و گذرنے والے کے واسطے انسب ہی بہ نسبت
مسافر کے علاوہ ازین مسافر کا حکم جب اس سے معلوم ہو گیا تو آیندہ آیت مین پھر جب ان کنتم مرضیٰ او علی سفر مین بیان کیا تو تکرار لازم آویگی
لہذا اولیٰ یہ ہی کہ عابر السبیل سے مسجد مین سے روار و گذر جانے کے معنے لیے جاوین مترجم کہتا ہی کہ خواہ مخواہ تقلید سے کیسے مان لون کہ
جی ہان درست ہی ولیکن یہ روا نہین اگر دنیا کا معاملہ ہوتا تو بسر و چشم مگر اس معاملہ مین تو عرض کرونگا کہ مین اوپر متعدد وجوہ لکھ چکا ہون کہ الصلوٰۃ
سے حقیقی لینا اقویٰ ہی اور مواضع صلوٰۃ کے معنے لینا جسپر عابر السبیل بمعنے روار و گذرنے والا بنتا ہی اضعف ہی رہا یہ امر کہ مابعد مین
بیان حکم مسافر سے تکرار لازم آتی ہی تو یہ میرے نزدیک کسی طرح مسلم نہین بلکہ یہ تو اضعف الاضعف ہے اول تو اسوجہ سے کہ الا عابری سبیل سے
استثنا کیا گیا ہی بدون اسکے کہ کوئی حکم اسکا بیان ہو پس صحیح تو یہ ہی کہ حکم سے سکوت ہی اور اگر مستثنیٰ منہ کے حکم کے خلاف مفہوم سے نکالا جاتا ہے
تو مفہوم مخالف حجت نہین اور اگر مان لیا جاوے تو اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ مسافر اگر پانی نہ پاوے تو نماز پڑھ لے کیونکہ اتنا نکلتا ہے کہ مسافر
ہو تو نماز پڑھ لے اور مابعد مین یہ قید مذکور ہی کہ مسافر ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرے پھر نماز پڑھے۔ اب فرمایئے کہ تکرار کہان لازم آتی ہی ہان
اگر یہ کہا جاتا کہ مابعد مین تفصیل جنب بیان کرنے سے یہان استثنار الا عابری سبیل سے استثنا ہے تو البتہ اسکی وجہ بھی ہوتی۔ ہمارے مفسر شیخ
جلالؒ نے ٹھیک کہا کہ آیت مین سے مسافر کو استثنار کیا اسلیے کہ اسکا حکم دوسرا ہی جو آگے آتا ہی پس مفہوم مخالف سے استدلال نہین کیا اور
کیونکر استدلال کرتے اسلیے کہ اس سے تو مفہوم مخالف کا حجت ہونا بگڑا جاتا ہی اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہی کہ وہ مسکوت عنہ ہوا کرتا ہی نہ محکوم بمفہوم مخالف
جیسا کہ ہمنے اوپر اشارہ کیا اور یہی مذہب امام مجتہد ابو حنیفہؒ کا ہی سوائے مسائل فقہیہ کے کئی صورتون مین کہ وہان ابو الفضل کرمانی وغیرہ نے مفہوم
مخالف معتبر قرار دیا ہی اور حق یہ ہی کہ کلیۃً معتبر نہین اور نہ فقہا نے قصد کیا ہی ہان اکثر جگہ اتفاقاً بنتا ہی لہذا مترجم نے ترجمہ فتاویٰ عالمگیری مین اسکو ملحوظ رکھا ہی واللہ الموفق ولہ الحمد یہ کلام استطرادی تھا پھر تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر جو مسافر کو مستثنیٰ فرمایا اب اسکا
اور دوسرونکا حکم بیان فرمایا بقولہ۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى۔ جمع مریض مانند قتلیٰ جمع قتیل اور مرض کی تعریف طبیبونکے نزدیک یہ ہی کہ خروج
بدن کا حد اعتدال سے ایسی حالت کی جانب کہ افعال معتادہ بحیثیت شخصی مین ضرر حاصل ہو۔ اور یہان جس مرض پر تیمم جائز ہی اسکو مفسرؒ نے بیان
کیا بقولہ۔ مرضاً یضرہ الماء یعنے ایسے مرض سے مریض ہو کہ اسکو پانی ضرر کرے۔ پس اس سے دفع ہے قول بعض علما کا کہ تیمم مجرد مرض سے جائز ہی بدلیل
عموم آیت کریمہ۔ اور مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت ہی کہ انصار مین سے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو مریض تھا اٹھکر وضو نہین کر سکتا تھا
اور اسکا کوئی خادم نہ تھا جو وضو کرادے پس سنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسکو ذکر کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم
وہذا حدیث مرسل۔ اور مفسرؒ نے بدلالت نص یہ قید معتبر رکھی کہ مرض ایسا ہو کہ اسکو پانی کا استعمال ضرر کرے اور یہ بظاہر موافق قول ابو حنیفہؒ ہے کہ تیمم کے
واسطے اسیقدر چاہیے کہ پانی کے استعمال سے ضرر ہو۔ اور مشہور قول شافعیؒ یہ ہی کہ تلف عضو ہو جانے کا خوف ہو لیکن یہ قول جیسا کہ خود دیکھا ہی خلاف
مقتضائے ظاہر آیۃ ہی اور محتمل ہی کہ مفسرؒ نے قولہ مرضاً یضرہ الماء۔ سے ضرر سے یہ مراد لی ہو کہ تلف کا خوف ہو لیکن یہ احتمال بعید ہی۔ اور بعض بدلیل
اثر مجاہدؒ کے جو اوپر مذکور ہوا اسکو بھی منجملہ مرض کے شمار کیا کہ بسبب ضعف کے پانی تک پہونچ نہ سکے۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کے قول مین اگر حد و شمار مرض کا

خوف ہو یا مرض کے طول ہو جانیکا یا مانند اسکے تو بھی تیمم روا ہی اور کچھ خلاف نہین کہ مریض چاہے حضر مین ہو یا سفر مین اسکو تیمم جائز ہی کیونکہ حکم حضر کے واسطے منصوص ہی بدلیل مقابلہ سفر اور خود سفر مباح کرنے والا تیمم کا ہی چنانچہ فرمایا۔ اَوْ عَلٰی سَفَرٍ ۔ ای مسافرین وانتم جنبا و محدثون ۔ یعنے کائنا علی سفر ۔ حال واقع ہی ای مسافرین درحالیکہ تم مسافر ہو ۔ اور مفسرؒ نے قید لگائی وانتم جنبا و محدثون ۔ اور تمھارا حال یہ ہو کہ تم جنب ہو کہ تمکو نہانیکی ضرورت ہو یا محدث ہو کہ تمھین وضو کرنیکی ضرورت ہو ۔ اور یہ غالب استعمال ہی ورنہ حدث شامل ہی حاجت وضو اور حاجت غسل دونون کو اور جنابت خاص ہی حاجت غسل کے ساتھ جیساکہ فقہ مین مذکور ہی ۔ اور یہ قید جو مفسرؒ نے مریض و مسافر دونوںکے ساتھ بیان کی بنظر ارتباط حکم مابعد ہی یعنے شرط کی جزا مین تیمم کرنیکا حکم مذکور ہی پس یہ مراد نہین کہ اگر مرض یا سفر ہو تو تیمم کرنا واجب ہی یعنے آنکہ مرض یا سفر کا پیدا ہونا تیمم کا موجب ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ اگر تمکو جنابت یا حدث حالت مرض یا سفر مین لاحق ہو تو تمکو تیمم روا ہی اور مابعد مین یہ قید سواسطے نہین کہ اتیان غائط و ملامست نساء خود حدث یا جنابت ہی بخلاف مرض و سفر کے فافہم ۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ تیمم کیواسطے سفر ایسا مراد ہی کہ جسمین نماز قصر کی جاتی ہی یا عام ہی اور اطلاق آیت مقتضی ہی کہ جب مسافر کا لفظ صادق آوے اسکو تیمم روا ہی پس اگر عرف لغت کا اعتبار ہو تو عام رہیگا اور اگر عرف شرع کے موافق لیا جاوے تو ایسا مسافر ہو کہ جسکو نماز کا قصر روا ہی اور تمام کلام فقہ مین مبسوط ہی ۔ بالجملہ مسافر کے حق مین تو جواز تیمم منصوص ہے اب رہا یہ کہ اگر حضر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا حکم ہی پس محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز مین تاخیر کرے یہانتک کہ اسکو پانی ملے ۔ اور امام شافعی و مالک و اوزاعی کے نزدیک تیمم سے پڑھے لیکن شافعی کے نزدیک جب پانی پاوے تو اعادہ کرے اور باقیونکے نزدیک اعادہ نہین ہی ۔ ہذا ما ذکرہ اور شاید کہ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مرفوعا الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین الحدیث کو مسافر کے حق مین محمول کیا گیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ و امام محمد و مالک کے نزدیک حضر و سفر دونون مین تیمم روا ہی اور امام شافعی کے نزدیک حاضر صحیح کیلیے تاوقتیکہ خوف تلف نہو روا نہین ہی کذا قیل ۔ اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ حاضر و مسافر کے لیے ان سب اماموں کے نزدیک روا ہی مگر شافعیؒ جواز تیمم مین خوف تلف کی قید لگاتے ہین فافہم اور جاننا چاہیے کہ اگر بعض عضو مجروح ہو اور باقی صحیح ہو تو امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب کے نزدیک مواضع جراحت پر مسح کرلے یعنے اسپر جو پٹی وغیرہ بندھی ہی اسپر مسح کرلے اور باقی اعضاء صحیحہ کو دھو ڈالے ۔ اور محی السنہ نے معالم مین اپنے مذہب کے موافق نقل کیا کہ اعضاء صحیحہ کو دھوے اور مجروحہ کے واسطے تیمم کرے اور اسکی دلیل مین روایت ابو داؤد من طریق اللؤلؤی لمحمد بن احمد بن عمرو پیش کی کہ جابر بن عبد اللہ رضی نے کہا کہ ہم لوگ سفر مین نکلے ہم مین سے ایک شخص کے سر مین پتھر لگا کہ سر پھٹ گیا اسکو رات مین احتلام ہوا اسنے اپنے ساتھیون سے دریافت کیا کہ میرے واسطے تیمم کی رخصت پاتے ہو بولے کہ ہم تیرے واسطے تیمم کی اجازت نہین پاتے حالانکہ تو پانی کے استعمال پر قادر ہی پس اسنے غسل کیا پس مرگیا پھر جب ہم لوگ واپس آے تو نبی صلعم کو خبر کی گئی آپ نے فرمایا کہ انھوں نے اسکو قتل کیا اللہ تعالے انکو قتل کرے کیون ان لوگون نے نہ پوچھا جبکہ انکو معلوم نہ تھا درماندہ کی شفا یہی سوال ہی اسکو تو یہی کافی تھا کہ تیمم کرے اور قصر کرے یا پٹی باندھے (موسیٰ راوی کو شک پڑا ہی) اپنی جراحت پر پھر اسپر مسح کرے اور باقی بدن دھو ڈالے محی السنہ نے بعد اس حدیث کے لکھا جسکا حاصل یہ کہ ابو حنیفہ وغیرہ نے تیمم و غسل کو جمع کرنا نہین جائز رکھا ہی مترجم کہتا ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ تو ظاہر حدیث شریف کے موافق ہی کیونکہ حدیث مین ثابت ہوا کہ تیمم کرے یا مجروح پر مسح کرے اور باقی کو دھوے اور یہی انکا مذہب ہی کہ اگر اکثر اعضاء مجروح ہون تو فقط تیمم کرلے اور اگر کم مجروح ہون تو مجروح پر مسح کرے اور باقیون کو دھوے عملا ہر دو ترید حدیث اور معروف ہی کہ اکثر در حکم کل ہی فافہم مترجم کے نزدیک تو محی السنہ کا مذہب اس حدیث شریف سے موافق نہین ہوتا اسواسطے کہ حدیث مین صحیحہ کو دھونا اور مجروح کے واسطے تیمم کرنا مذکور نہین ہی فتامل ۔ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

جاننا چاہیے کہ غائط در اصل پست مطمئن زمین کو کہتے ہیں اور عرب کا دستور تھا کہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہونے کے واسطے پیخانہ جانے میں ایسی جگہ تلاش کر لیتے تھے پھر مجازاً پیخانہ کو غائط سے تعبیر کرنے لگے تاکہ لفظ کریہ سے ہر وقت نجات ہو پس یہ از باب تسمیۃ الشیٔ باسم مکانہ ہے اور مفسر نے کہا۔ ہو المکان المعد لقضاء الحاجۃ۔ یعنے غائط وہ جگہ ہے جو قضاے حاجت کے واسطے مقرر کر رکھی گئی ہو گویا یوں کہا کہ جو تم میں سے پیخانہ سے آیا اور مراد یہ کہ ہگ کر یا موت کر آیا اور علماء نے مانند مفسر کے کہا۔ ای احدث۔ یعنے حدث کیا۔ حاصل آنکہ غائط سے آنا کنایہ ہے حدث سے پس لغت میں غائط بمعنے جاے قضاء حاجت تھا اور مجازاً قضاء حاجت پر بولا گیا اور اس حقیقت عرفی سے یہاں کنایہ لیا گیا مطلقاً حدث سے پس حاصل یہ ہوا کہ جسکو حدث ہوا [بے طہارت ہوا] اور اُسنے پانی نہ پایا تو تیمم کرے۔ اور یہ ایک دلیل اس امر کی ہو سکتی ہے کہ حضر میں تیمم جائز ہے۔ ابن الکلام آمین کہ حدث کن کن امور کو شامل ہے اور آگے تھوڑا سا بیان ہوگا بعد از انکہ یہ متعین ہے کہ پیخانہ و پیشاب حدث ہے اور بر تقدیر آنکہ کنایہ حدث سے ہے پیخانہ و پیشاب کا قطعاً حدث ہونا اس بناء پر ہوگا کہ کنایہ اصل حقیقت کو بدرجۂ اولیٰ شامل ہوتا ہے و ہہنا کلام طویل لا یسعہ المقام۔ و حق آنکہ معنے حقیقی سے کنایہ جمع ہوتا ہے اسمیں تنہ نہیں ہے **أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ** یا ملامست کیا تم نے عورتوں کو۔ و فی قرأۃ بلا الف و کلاہما بمعنے۔ یعنے حمزہ و کسائی کی قرأۃ میں بدون الف کے لمستم النساء ہے اور یہ دونوں لفظ ایک ہی معنے ہیں۔ یعنے لامس و لمس۔ ہر دو بمعنے واحد ہیں من اللمس و ہو الجس بالید قالہ ابن عمر و علیہ الشافعی والحق بہ الجس بباقی البشرۃ۔ یعنے دونوں لفظ مشتق از لمس ہیں بمعنے ہاتھ سے چھونا یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے پس جسنے عورت کو ہاتھ سے چھوا اسکو حدث ہو گیا کہ اسپر طہارت واجب ہے پھر اگر ہاتھ کے سوا باقی ظاہر بدن سے چھوا تو وہ بھی بدلالت النص یا القیاس اسی سے ملحق ہے یعنے اسکا حکم بھی ہاتھ سے چھونے کے مانند ہے کہ طہارت جاتی رہیگی۔ و عن ابن عباس ہو الجماع۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد جماع ہے یعنے اگر عورتوں سے تم نے جماع کیا تو طہارت ٹوٹ گئی اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ لامستم النساء کی تفسیر میں صحابہ میں اختلاف ہے اور علماء و فقہاء نے بھی اختلاف کیا ہے اور مذاہب مجتہدین کے مختلف ہو گئے بعض نے کہا کہ ہر دو قرأۃ سے جماع مراد ہے اور بعض نے کہا کہ مطلق ملامست مراد ہے یعنے بدن سے بدن کا چھونا خواہ بجماع ہو یا اور طور سے ہو اور بعض نے کہا کہ فقط ظاہر بدن کا ظاہر بدن سے چھونا بدون جماع کے مراد ہے اور مبرد نے کہا کہ لغت میں اولیٰ یہ ہے کہ لامستم۔ بوسہ لینے وغیرہ کے مانند ہو اور لمستم بمعنی جماع ہو اور شیخ **ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ مفسرین اماموں سے ہیں دونوں اختلافی ہیں **قول اول** آنکہ یہ لفظ کنایہ ہے جماع سے بدلیل قولہ تعالیٰ و ان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن و قد فرضتم لہن فریضۃ فنصف ما فرضتم الآیہ۔ اور۔ قولہ ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا الآیہ۔ یعنے ان دونوں آیتوں میں بالاتفاق مس سے مراد جماع ہے ایسا ہی یہاں بھی کنایہ از جماع ہے مترجم کہتا ہے کہ اسپر وہ وارد ہوتا ہے جو میں نے اوپر اشارہ کیا کہ کنایہ میں لفظ کے معنے حقیقی ترک ہو جانا ضرور نہیں ہے جیسے قولہ او جاء احد منکم من الغائط میں الغائط سے معنے پیخانہ و پیشاب کے بھی کنایہ از حدث میں شامل ہیں والجواب عنہ علے تقدیر التسلیم سہل ایضاً لا حاجۃ لہ الے التطویل۔ پھر **ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ او لامستم النساء کہا ابن عباسؓ نے یعنے جماع اور حضرت علی و ابی بن کعب و مجاہد و طاؤس و حسن و عبید بن عمیر و سعید بن جبیر و شعبی و قتادہ و مقاتل بن حبان سے اسکے مانند مروی ہے اور بکر بن عبداللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ملامست جماع ہے ولیکن اللہ عز و جل بزرگ ہے کنایہ فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے رواہ ابن جریر اور نیز سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لمس و مس و مباشرت جماع ہے ولیکن اللہ عز و جل کنایہ فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے رواہ ابن جریر۔ اور نیز سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ لوگوں نے لمس کو آپس میں ذکر کیا پس چند موالی نے کہا کہ وہ جماع نہیں ہے اور چند خالص عرب نے کہا کہ وہ جماع ہے۔ پھر میں ابن عباسؓ سے ملا اور میں نے کہا کہ چند موالی اور چند خالص عرب نے لمس میں اختلاف کیا موالی نے کہا کہ وہ جماع

[illegible]

نہین ہی اور خالص عربنے کہا کہ وہ جماع ہی تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تو کس فریق مین تھا مین نے کہا کہ مین موالی کے ساتھ تھا فرمایا کہ موالی کا فریق مغلوب ہوا۔ البتہ لمس و مس و مباشرت وہ جماع ہی ولیکن اللہ تعالی کنایہ فرماتا ہی جو چاہتا ہی۔ رواہ ابن جریر اور بہت طرق سے یہ بات صحیح ہوئی کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایسا فرمایا ہی اور ابن جریرؒ نے بھی ان لوگون کو ذکر کیا جنکو ابن ابی حاتم نے اہل سلف سے ذکر کیا **قول دوم** آئمہ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ دیگر بزرگون نے اس سے ہاتھ سے یا دیگر اعضا سے چھونا مراد لیا پس مرد کے بدن مین سے کوئی عضو اگر عورت کے بدن کو چھو گیا بطریق افضا تو اس سے اسپر وضو واجب ہونے کے قائل ہوے پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ لمس ما سوائے جماع ہی اور متعدد طرق سے ابن مسعودؓ سے اسکی مثل مروی ہوا مترجم کہتا ہی کہ مالک نے موطا مین باسناد صحیح جید حضرت ابن عمرؓ سے مانند اسکے روایت کیا اور مفسر **جلال**ؒ نے اسی پر اعتماد کیا ہی اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ عبیدہ سلمانی و ابو عثمان النہدی و عامر و ثابت و ابراہیم نخعی و ابن اسلم سے اسکے مانند مروی ہی۔ اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہوا کہ جسنے اپنی جورو کا بوسہ لیا یا ہاتھ سے چھوا اسپر وضو آتا ہی وقد رواہ الدارقطنی فی سننہ عنہ۔ ولیکن ہم کو اور طرق سے حضرت عمرؓ سے روایت پہونچی کہ وہ اپنی بیوی کا بوسہ لیتے پھر دوسرا وضو نہین کرتے اسی وضو سے نماز پڑھتے تھے پس روایت دارقطنی وغیرہ اگر اُنسے صحیح ثابت ہو تو بھی محمول کیجائیگی کہ مراد انکی یہ ہی کہ اسپر وضو کر لینا مستحب ہی **قال المترجم** امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ہاتھ سے چھونے وغیرہ سے وضو واجب ہونیکا قول جن سلف سے مروی ہی اسکو ایسی صورت پر محمول کیا کہ شہوت سے بوسہ لیا یا چھوا حتی کہ مذی نکل آئی تو بالاتفاق طہارت ساقط ہو جاتی ہی **ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ چھونے سے وضو واجب ہونیکا قول امام مالک و شافعی کا اور مشہور از احمد بن حنبل ہی اور **محی السنہ** نے معالم مین کہا کہ یہ ابن مسعود و ابن عمر و شافعی و زہری و اوزاعی کا قول ہی مگر **محی السنہ** نے یہان تو ان لوگونکے قول مین ذکر کیا کہ مرد و عورت دونون کا وضو ساقط ہوگا اور مابعد مین لکھا ہی کہ شافعی کے ایک قول مین عورت کا وضو ساقط ہوگا بدلیل حدیث عائشہؓ دربارہ نماز تہجد ولکن لا دلیل لہ کما ستعرف بادنی تامل۔ پھر لکھا کہ مالک و لیث و احمد و اسحاق کے نزدیک اگر مساس بشہوت ہو تو وضو ساقط ہوگا ورنہ نہین۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ چھونے سے وضو کسی حال مین نہین جاتا اور یہی ابن عباس و حسن و ثوری کا قول ہی اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ انتشار ہو تو ٹوٹتا ہی ورنہ نہین مترجم کہتا ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ مین جو امر صحیح ہی مین لکھ چکا کہ وہ موافق قول حضرت ابن عباس و علی وغیرہم ہی الا آنکہ مذی نکل آئے تو بوجہ خروج مذی ساقط ہوگا اور شاید کہ قول احمد و اسحاق بھی بدین معنے ہو کہ انھون نے نظر بغالب حال شہوت کو قائم مقام خروج مذی قرار دیا واللہ اعلم اور ابن جریرؒ نے کہا کہ ہر دو قول مین سے اولی بالصواب یہ قول ہی کہ مراد آیت کریمہ مین لامستم النساء سے جماع ہی اور جو دیگر معانی مذکور ہوے ہین انمین سے کوئی مراد نہین ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ آپ نے اپنی پاک بی بیون مین سے بعض کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی اور وضو نہین کیا اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم انکا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ دار ہوتے تھے پھر نہ روزہ افطار ہوتا اور نہ جدید وضو کرتے تھے رواہ ابن جریر اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہین کرتے رواہ احمد و ابن جریر و مانند اسکے ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی اور کلام بعض طرق حدیث پر کچھ مضر نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ جو لوگ چھونے سے وجوب وضو کے قائل ہین وہ بوسہ کو بدلالت یا بالقیاس ملحق کرتے ہین اور اصل مین لمس بمعنے ہاتھ سے چھونا لیتے ہین جیسا کہ مفسر **جلال**ؒ نے ذکر کیا ہی پس حدیث بوسہ لینے کی انپر تمام حجت نہین ہو سکتی ہی کیونکہ جائز ہی کہ بدون ہاتھ سے چھوے بوسہ لیا ہو پس حجت قوی وہ حدیث ہی جو موطا مین امام مالکؒ سے بسند صحیح اور صحیح مین مروی ہی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مین سویا کرتی تھی حضرت کے سامنے اور میرے پانوءن حضرت صلعم کے سجدہ کی جگہ ہوتے تھے پس جب حضرت صلعم سجدہ کرتے تھے تو میرے پانوءن کو غمز کرتے یعنے ہاتھ سے دبوچ دیتے تھے پس مین پانوءن اپنی طرف کھینچ لیتی تھی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو مین اپنے پانوءن

پھیلا دیتی۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ ان دنون مین گھرون مین چراغ نہین ہوتے تھے رواہ البخاری اور نیز حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ
مین حضرت صلعم کے پہلو مین سوتی تھی پس رات مین بستر پاس سے آپ گم ہو بیٹھے پایا تو آپنے ہاتھ سے ٹٹولا پس میرا ہاتھ آپکے قدمون پر پڑا در حالیکہ آپ
سجدہ مین تھے اور یہ فرماتے تھے۔ اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصی ثناءً علیك
انت کما اثنیت علی نفسك رواہ البخاری۔ پس ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے نماز مین خود حضرت عائشہ رضؓ کو
چھوا اور غمز کیا اور حضرت عائشہ رضؓ نے آپکو چھوا اور غمز کیا بہر حال وضو واجب نہین ہوا اور البتہ بخاری رحؒ اس حدیث کو حجت لائے ہین کہ عورت کے
سامنے ہونے سے نماز مین خلل نہین آتا پس یہ وہم پیدا کرنا کہ شاید منسوخ ہو گیا باطل ہی کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ نے خود اس سے بھی حجت پیش کی ہی
پس دعوی نسخ وہم و باطل ہی بھر واضح ہو کہ شافعی رحؒ کا قول بھی دلالت کرتا ہی کہ انھون نے چھونے سے وضو ساقط ہونیکی علت فقط شہوت قرار دی ہی
حتی کہ اگر کپڑا وغیرہ حائل ہو تو چھونے سے وضو نہین جاتا اور ایسے ہی اصح القولین پر اگر اپنی مان بیٹی بہن وغیرہ کسی ایسی عورت کو جو دائمی حرام
ہین یا اجنبی ایسی چھوٹی لڑکی کو جو مشتہاۃ نہین ہی چھوا تو انکے نزدیک بھی اصح القولین پر وضو نہین جاتا کیونکہ یہ محل شہوت نہین ہین فافہم مترجم کہتا ہی کہ
صواب یہی ہی کہ قول لامستم النساء کے یہ معنے ہین کہ تمنے عورتون سے جماع کیا ہو اور حاصل آنکہ اگر حدث ہوا یا جنابت پہونچی بالقصد تو تیمم سے نماز پڑھو
بشرطیکہ پانی نہ ملے اور عنقریب تفسیر آتی ہی۔ یہان جاننا چاہیے کہ جسکو حدث ہو اسکی نماز جائز نہین تا وقتیکہ وضو نہ کرے اگر پانی پاوے یا تیمم نہ کرے
اگر پانی نہ پاوے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قبول نہین کیجاتی تم مین سے کسیکی نماز جبتک وضو نکرے یعنے طہارت
نکرے اور اس باب مین احادیث صحاح وغیرہ بہت ہین مترجم کہتا ہی کہ جو چیز پیخانہ و پیشاب کی راہ سے نکلے موافق معتاد کے وہ بالاتفاق ائمہ حنفیہ
و شافعیہ کے نزدیک حدث ہی خواہ عین ہو یا اثر ہو مانند ریح کے اور ایسے ہی اغماء و جنون جس سے عقل مغلوب ہو بالاتفاق حدث ہی کسی حال پر ہو۔ اور
لسونا پس اگر کروٹ سے ہو تو وضو توڑتا ہی یا جو اسکے حکم مین ہی اور اگر کھڑے و بیٹھے اپنے بل پر یا سجدہ مین ہو تو نہین توڑتا یہی امام ابو حنیفہ و ثوری رحؒ
ابن المبارک کا مذہب ہی اور شافعی رحؒ کے نزدیک سوا بیٹھے کے سب سے وضو واجب ہوتا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر حال مین وضو توڑتا ہی اور یہ قول ابو ہریرہ رضؓ
و عائشہ رضؓ و حسن رحؒ و اسحاق رحؒ و مزنی رحؒ کا ہی اور دلائل کتب فقہ مین مبسوط ہین۔ پھر معالم مین ذکر کیا کہ پیشاب کے مقام کو چھونے سے وضو واجب ہونے مین
اختلاف ہی ایک جماعت کے نزدیک واجب ہوتا ہی یہی قول حضرت عمر وابن عمر و ابن عباس و سعد بن ابی وقاص و ابو ہریرہ رضؓ و عائشہ رضؓ کا ہی اور یہی ابن المسیب و
سلیمان بن یسار و عروہ کا ہی اور یہی مذہب اوزاعی و شافعی و احمد و اسحاق کا ہی ہان شافعی رحؒ کہتے ہین کہ جب ذکر کی ہتیلی یا انگلیون سے چھوے تب
وضو ٹوٹتا ہی و دلیل وہ حدیث ہی جو امام مالک رحؒ وغیرہ نے روایت کی کہ عروہ بن الزبیر نے کہا کہ مین مروان کے پاس گیا اور وہان موجبات وضو کا ذکر ہوا
تو مروان نے کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو واجب ہوتا ہی تو عروہ رحؒ نے کہا کہ تو نے یہ کہان سے معلوم کیا اسنے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان نے خبر دی کہ مین نے
رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم مین سے کسی نے اپنے ذکر کو چھوا تو چاہیے کہ وضو کرے۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ اس سے وضو واجب
نہین ہوتا ہی بدلیل حدیث طلق بن علی رضؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مرد پر اپنے ذکر کے چھونے سے وضو واجب ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ وہ تو
تیرے بدن کا ایک پارہ ہی۔ رواہ الترمذی وغیرہ اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود و ابو الدرداء و حذیفہ رضی اللہ عنہم کا اور قول حسن بصری رحؒ کا اور یہی
ثوری و ابن المبارک و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی۔ اور جو لوگ وجوب وضو کے قائل ہین وہ کہتے ہین کہ طلق بن علی رضؓ پہلے مسلمان ہوئے تھے اور وجوب وضو کی حدیث
حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے بھی روایت کی اور اسلام ابو ہریرہ رضؓ کا متاخر ہی پس حدیث طلق منسوخ ہی بحدیث ابو ہریرہ رضؓ۔ مترجم کہتا ہی کہ اسوقت تک مجھے
نہین معلوم ہوا کہ یہ کون سبب نسخ کا ہی علمائے اصول و محدثین مین سے کوئی قائل نہین کہ یہ وجہ بھی نسخ کی ہوتی ہی اور علماے حنفیہ نے

اس جواب کو اسی طرح رد کر دیا ہی کہ نسخ نہین ثابت ہی بلکہ جب دونون حدیثین صحیح ہین اور جمع ممکن ہی تو خلاف اصول ہی کہ نسخ کے قائل ہون بلکہ وضو کر لینا مستحب ہی اور نہ کرنا جائز ہی اور اسی پر محمول ہوگا قول اجلہ صحابہ کا کہ براہ تورع واستحباب وضو کر لینا واجب ہی پس وجوب شرعی نہین ہوا فافہم **قال محی السنہ** پھر پیخانہ وپیشاب دونون راہون کے سوائے اور طرح سے بدن سے نجاست نکلنے سے وضو ٹوٹنے مین اختلاف ہی پس اگر فصد لی یا پچھنے لگائے یا قی وغیرہ کے مانند کوئی چیز خارج ہوئی تو ایک جماعت کا مذہب ہی کہ وضو واجب نہین ہوتا اور ایسا ہی ابن عمر وابن عباس سے مروی اور عطاء وطاؤس وحسن وسعید بن المسیب کا قول ومالک وشافعی کا مذہب ہی۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ قی ونکسیر وفصد وپچھنے وغیرہ سے وضو واجب ہوتا ہی یہی سفیان ثوری وابن المبارک وابوحنیفہ واحمد واسحاق کا مذہب ہی **قال المترجم** وامام ابوحنیفہ کے نزدیک مع رکوع وسجود والی نماز مین قہقہہ مارنا ناقض وضو ہی اور یہ بدلیل حدیث مرسل ابوالعالیہ بروایت ابوداؤد برخلاف قیاس ثابت ہی۔ اور خون بدن سے نکلنا زخم تلوار وغیرہ سے ناقض وضو ہی ولیکن صحیح حدیث مین یہ مضمون مروی ہی کہ حضرت صلعم نے دو شخصون کو ایک درہ کی نگہبانی پر مقرر فرمایا ناگاہ ایک کافر جو تاک مین تھا اسی راہ سے آیا اور اسکی جورو کافرہ کو مسلمان قید کر لائے تھے پس اسنے رات مین اس درہ پر آدمی کی پرچھائین دیکھی اور حال یہ ہوا کہ دونون مین سے انصاری نماز مین مشغول ہوگئے اور مہاجری سو رہے تھے تا کہ باری باری رات گزارین پس اسنے تیر مارا اور وہ انصاری رض کے لگا جس سے خون جاری ہوا اور کافر مذکور بعد زخمی کرنے کے بھاگ گیا پھر بعد سلام پھیرنے کے انصاری رض نے مہاجری رض کو جگایا انھون نے کہا کہ تمنے تیر پہونچنے کے وقت کیون نہ جگایا تو جواب دیا کہ مجھے خوش نہ آیا کہ مین سورہ توڑ دون تا آنکہ تمام کر کے سلام پھیرا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس خون جاری ہونے سے وضو نہین کیا تھا اور انکار اسکا مروی نہین ہی پس سوا اسکے اور کیا سمجھا جاتا ہی کہ شاید یہ رائے ان صحابی رضی اللہ عنہ کی خود ہوگی کیونکہ منصوص سنت یا تقریری نہین ہی واللہ اعلم۔ اب جاننا چاہیے کہ حاصل آیت کریمہ جس سے مذہب امام ابوحنیفہ وغیرہ موافق ہوا یہ ہوا کہ اگر تم ایسے مرض سے مریض ہو کہ پانی ضرر کرے یا مسافر ہو اور اس حال مین جنابت یا حدث لاحق ہو یا کوئی تم مین سے پیخانہ سے آوے یعنی اسکو حدث ہو جاوے تمام ان وجوہ سے جنسے وضو کرنا لازم آتا ہی یا تم عورتون سے جماع کرو۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً** تطہرون بہ للصلوۃ بعد الطلب والتفتیش وہو راجع الی ماعدا المرضیٰ۔ پھر تم نے نہ پایا پانی۔ ای جس سے تم نماز کے واسطے طہارت کرو بعد از انکہ تم نے اسکو طلب وتلاش کیا ہو اور یہ قید یعنی پانی نہ پانے کی مریضون کے سوائے باقیون کی طرف راجع ہی کیونکہ مریض کو جبکہ پانی ضرر کرتا ہی تو اسکو پانی ملنا یا نہ ملنا یکسان ہی اسلیے کہ پانی موجود ہوتے ہوے بھی اسکو تیمم کرنا جائز ہی۔ ہان مسافر وحدث والے وجماع کرنیوالے کو البتہ تیمم نہین جائز ہی مگر جبھی کہ انکو پانی نہ ملے **قال ابن کثیر** اسی آیت سے بہت سے فقہا نے استنباط کیا کہ تیمم جائز نہین اسکو جو پانی نہ پاوے مگر بعد اسکے کہ پانی کو طلب وتلاش کرے **قال فی السراج** اسواسطے کہ پانی نہ پانے والا جبھی کہلاویگا کہ جب اسنے تلاش کیا اور نہ پایا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ پانی نہ پانے کی قید مین ظاہر یہ کہ سب کی طرف راجع ہی یعنی مرضیٰ ومسافر وآئندہ از غائط وملامس نساء۔ یا بعض کی طرف راجع ہی۔ اگر سب کی طرف راجع ہو تو یہ مشکل پیش ہوتی ہی کہ مریض خواہ پانی پاوے یا نہ پاوے اسکو تیمم روا ہی اور مؤلف فتح البیان نے اقرار کیا کہ اسکو فی الحال یا فی المآل گر خوف ضرر ہو تو اسکو تیمم روا ہی باوجود پانی ہونے کے اور یہ شرط نہین کہ خوف تلف ہو کیونکہ دین آسان ہی۔ چونکہ یہ امر ظاہر تھا اور اسکی توجیہ مین بارد تکلفات بیکار تھے **مفسر جلال** رح نے ماسوائے مریض کے باقی کی طرف راجع کیا۔ اور الظہر وہ ہی جو **بیضاوی** رحمہ اللہ نے تاویل کی کہ فلم تجدوا ماءً بمعنے فلم تتمکنوا منہ۔ یعنے تم اسکے استعمال پر قادر نہو اسواسطے کہ جو اسکو استعمال نہین کر سکتا اسنے گویا اسکو نہین پایا۔ اور یہ تاویل پسندیدہ ہی اسلیے کہ اس قید کا تعلق سب کے ساتھ اظہر ہی علیٰ ہذا **مفسر جلال** رح نے مرضیٰ کے ساتھ جو قید لگائی کہ یضرہ الماء۔ اسکی کچھ حاجت نہین تھی۔ اسواسطے کہ مریض کو استعمال پانی کی قدرت جب ہی نہوگی کہ پانی اسکو مضر ہو فافہم الحاصل للہ تعالی

Marfat.com

نے حکم دیا کہ اگر تم ایسے بیمار ہو کہ پانی استعمال نکر سکو یا حالت سفر مین ہو یا پیخانہ و جماع کے بعد پانی نہ پاؤ۔ فَتَيَمَّمُوْا۔ اقصدوا بعد دخول الوقت
صَعِيْدًا طَيِّبًا۔ ترابًا طاہرًا۔ تو تیمم کرو یعنے قصد کرو بعد وقت آجانے کے۔ صعید طیب کا یعنے مٹی پاک کا۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح نے یہان
دو قید اپنے مذہب کے موافق بڑھائی ہین اول آنکہ بعد دخول الوقت کی قید یعنے تیمم اسوقت کرو کہ جس نماز کے واسطے تیمم کرنا ہی اسکا وقت آگیا ہو
پس اگر قبل وقت کے تیمم کیا تو امام شافعی رح کے نزدیک جائز نہو گا بخلاف وضو کے کہ اگر ظہر کے وقت مین عصر کیواسطے وضو کر لیا تو اس سے عصر کی
نماز روا ہی اور یہ اس بنا پر ہی کہ تیمم انکے نزدیک وضو کیواسطے خلف ضروری ہی یعنے بضرورت وضو کے قائم مقام ہو سکتا ہی پس قبل وقت کے ضرورت
نہونے سے روا نہین ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قبل وقت کے یا بعد وقت کے جائز ہی غیر ازینکہ نماز ایسے تیمم سے روا ہو گی جو کسی قربت مقصودہ کے
واسطے مسلمان نے کیا ہو بنابرینکہ ہمارے نزدیک تیمم خلف مطلقًا وضو کا ہی اور حدیث صحیح مسلم کہ جسکا مضمون یہ ہی کہ مٹی مسلمان کے لیے طہور ہی اگرچہ دس برس تک
ہو اور روایت دیگر مین ہی کہ پھر جب پانی پاوے تو ظاہر جسم پر بہاوے کہ یہ اسکے واسطے بہتر ہی اس حدیث کی دلالت ظاہر ہی کہ تیمم خلف مطلق ہی نہ خلف
ضروری فافہم۔ اور قید دوم جو مفسر رح نے اپنے مذہب کے موافق بڑھائی وہ یہ کہ صعید طیب کو مخصوص کر لیا تراب طاہر سے حالانکہ صعید طیب کے معنے لغت مین
روے زمین طاہر ہی اور اہل معانی مین سے خلیل و ابن الاعرابی و زجاج نے کہا کہ صعید یعنے روے زمین خواہ اسپر خاک ہو یا نہو حتی کہ زجاج نے کہا کہ
مین نہین جانتا کہ اہل لغت کے درمیان اسمین کچھ اختلاف ہو بیضاوی رح نے کہا کہ اسیواسطے ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اگر تیمم کرنے والے نے پتھر سخت پر
اپنا ہاتھ مارا اور مسح کر لیا تو کافی ہی مترجم کہتا ہی کہ مانند قول امام ابو حنیفہ رح کے امام مالک و ثوری و طبرانی وغیرہم کا قول ہی اور امام شافعی و احمد نے کہا
کہ تیمم کافی نہین مگر فقط تراب سے اور استدلال انکا یہ ہی کہ آیت مجمل ہی اور حدیث مین جو تربت و تراب کا لفظ آیا ہی وہ اسکا مبین یا مخصص یا مقید ہے
مترجم کہتا ہی کہ جعلت لی الارض مسجدا و طہورا الحدیث مین موافق آیت کے علی الاطلاق زمین کو طہور فرمایا پس دعوی اجمال و تخصیص و تقیید نہایت ضعیف ہی
بلکہ محض تعسف ہی اور یہ کیونکر تجویز کیا جا سکتا ہی کہ غالب احوال کے موافق اگر آنحضرت صلعم نے تراب کا لفظ فرمایا تو وہ موجب تخصیص ہو گا واللہ تعالی
اعلم۔ اور تیمم کے معنے قصد کے ہین پس معنے قولہ تیمموا اقصدوا یعنے قصد کرو صعیدا طیبا۔ روے زمین پاک کا۔ اور حضرت ابن عباس رض نے روایت ہی
کہ کھیت کی زمین زیادہ پاک ہوتی ہی مترجم کہتا ہی کہ دیار عرب مین ایسا ہو گا اس ملک ہندوستان مین بوجہ اسکے کہ زمین کو کھاد وغیرہ دیجاتی ہی یہ حکم
جاری نہین ہو سکتا واللہ اعلم ہان چھوہی مٹی البتہ بہ نسبت اور مٹیون کے طاہر ہی بالجملہ طہارت بعض کی بعض سے اولی ہوتی ہی اور آیت کریمہ مین
البتہ تاکید ہی پاکی کی اسیواسطے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جس زمین پر نجاست مانند پیشاب کے پہونچی اور وہ خشک ہو کر پاک ہو گئی تو اسکی پاکی نماز کیواسطے ہی
تیمم کے لیے نہین ہی اور جنسے تیمم روا ہی انمین بھی بعض سے بعض اولی ہی جیسے پتھر پر سے غبار تیمم سے خاک پاکیزہ پر تیمم اولی ہی کذا قیل فتامل بالجملہ حکم یہ
پاکیزہ روے زمین کا قصد کرو۔ قال المفسر فاضربوا ضربتین۔ پھر دو دفعہ دونون ہاتھ مارو یعنے ایک مرتبہ چہرہ کیواسطے اور ایک مرتبہ ہاتھون کیواسطے
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ۔ پھر مسح کرو اپنے چہرون کو۔ وَاَيْدِيْكُمْ۔ اور ہاتھون کو۔ اور چونکہ ہاتھون کا اطلاق گٹون تک اور کہنیون تک
اور بغل تک سبکو شامل ہوتا ہے اور یہان متعین نہین فرمایا لہذا مفسر رح نے کہا مع المرفقین و مسح تیعدی بنفسہ و بالحرف۔ یعنے مع
کہنیون کے اور فعل مسح یمسح کبھی خود متعدی ہوتا ہی جیسے مسحت الوجہ اور کبھی بحرف جر متعدی ہوتا ہی جیسے امسحوا بوجوہکم مین ہی۔ واضح ہو کہ مفسر رح نے
جو دو دفعہ ہاتھ مارنا اور کہنیون تک مسح کرنا زائد ذکر کیا ہی ان دونون مین اماموں کا اختلاف ہی پس بعض نے ذکر کیا کہ دو ضرب سے وجہ مع مرفقین مسح
کرنیکا مذہب چارون اماموں کا ہی لیکن اس نقل مین تامل ہی کیونکہ عنقریب آگے معلوم ہو گا کہ امام احمد رح کا یہ مذہب نہین ہی اور تفصیل مقام یہ ہے کہ
آیت کریمہ مین فقط فامسحوا بوجوہکم وایدیکم۔ مذکور ہی اور یہ کچھ مذکور نہین کہ ایک ضرب سے یا دو ضرب سے اور نیز یہ بھی مذکور نہین کہ ہاتھ کہان تک

مراد ہین کیونکہ اوپر مذکور ہوا کہ کبھی ید بولتے ہین اور بغل تک مراد ہوتا ہی اور کبھی کہنیو ن تک جیسے آیت وضو مین ہی اور کبھی پہونچون تک جیسے آیہ السرقہ مین فرمایا۔ فاقطعوا ایدیہما۔ حالانکہ بالاتفاق گٹے کے مفصل سے کاٹا جانا مراد ہی پس احادیث شریف کی طرف رجوع ضرور ہوا اور ان احادیث کو آیۃ کریمہ اور اعتبارات اجتہادی سے ملانے سے ائمہ کے اجتہاد مختلف واقع ہوے اول آنکہ جو مفسرین نے ذکر کیا کہ تیمم دو ضربہ ہین ایک ضرب تو چہرہ پر مسح کے لیے اور دوسری ضرب دونون ہاتھون کی کہنیون تک کے لیے اور یہی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے مرفوعًا روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے بھی ابن عمرؓ سے مرفوعًا اسکے مانند روایت کیا مگر دونون حدیثین ضعیف ہین اور امام بخاری وابوزرعہ وابن عدی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ یہ ابن عمرؓ کا قول ہی اور بیہقیؒ نے بھی کہا کہ مرفوع کرنا اس حدیث کا منکر ہی اور حجت شافعی کی وہ حدیث ہی جو خود روایت کی عن ابراہیم بن محمد عن ابی الحویرث عن عبدالرحمن بن معاویہ عن ابن الاعرج عن ابن الصمۃ کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم کیا پس اپنے چہرہ اور دونون ذراع کو مسح فرمایا۔ اور ابن جریرؒ نے کہا کہ حدثنا موسی بن سہل الرملی ثنا نعیم بن حماد ثنا خارجہ بن مصعب عن عبداللہ بن عطا عن موسی بن عقبہ عن الاعرج عن ابی جہیمؓ کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو پیشاب کرتے دیکھا پس مین نے آپکو سلام کیا پس آپ نے مجکو سلام کا جواب نہ دیا یہانتک کہ فارغ ہوے پھر ایک دیوار کی طرف کھڑے ہوے پس دونون ہاتھ اسپر مارے پس دونون سے اپنے چہرہ پر مسح کیا پھر دونون ہاتھ دیوار پر مارے پس دونون سے اپنے ہاتھون کو کہنیو ن تک مسح کیا پھر مجکو سلام کا جواب دیا۔ مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حافظ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہین نہین ہے کوئی صحیح نہین ہوتی سوا حدیث ابی جہیمؓ وحدیث عمار بن یاسرؓ کی اور جو انکے سوا ہین وہ ضعیف ہین یا انکی مرفوع وموقوف ہونے مین اختلاف ہے اور راجح یہ ہی کہ مرفوع نہین ہین انتہی۔ پس اگر حدیث ابی جہیمؓ صحیح ہی تو اس مذہب کی دلیل کافی ہی علاوہ برین تیمم اور وضو دونون مین حدث سے طہارت پیدا کرنے مین شرکت ہی پس جیسے وضو مین دونون ہاتھ کہنیون تک مراد ہین ایسے ہی تیمم مین مراد ہین خطابیؒ نے فرمایا کہ علما مین سے کوئی اس امر مین اختلاف نہین کرتا کہ کہنیون سے زائد کا مسح تیمم مین لازم نہین ہی اور کہنیو ن تک اسکا حجت لانا اسطرح کہ وضو پر قیاس کیا ہی تو یہ فاسد ہے ٹھیک قیاس نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ ہاتھون کی کہنیون تک مسح ہونے مین یا پہونچون تک ہو نے مین ایک ہونا ضرور ہے کیونکہ بغل تک تو نہین خود اجماع ذکر کیا پس ان دونون مین سے پہونچون تک بقیاس آیۃ سرقہ کے مرجح ہی بخلاف کہنیو ن تک ہونے کے بقیاس آیۃ الوضو کے راجح ہے پس واجب ہی کہ یہی لیا جاوے اور اسمین فساد غیر ظاہر ہی اور اگر کہا جاوے کہ حدیث عمار رضہ جو آگے آتی ہی اسکی معارض ہی تو فریب بیان ہوگا کہ وہ خود محتمل ہی منصوص نہین ہی واللہ اعلم۔ اور واضح ہو کہ محی السنہ نے معالم مین نقل کیا کہ زہریؒ کا مذہب ہی کہ تیمم ہاتھون کا بغل تک ہی کیونکہ عمار بن یاسرؓ سے مروی ہی کہ ہم نے مونڈھون تک مسح کیا پس اگر یہ ثابت ہو کہ زہریؒ کا یہ قول ہی تو خطابیؒ کی نقل اجماع مین تامل ہوگا لیکن ظاہر یہ ہی کہ زہریؒ سے یہ قول ثابت نہین اور مجوز بھی نہین ہی کہ زہری رحمہ کے مانند امام فقہ وحدیث عمار بن یاسر کے اس قول سے استدلال کرے جو انھون نے اپنی رائے سے کیا تھا جیسے یہ کیا کہ خاک مین لوٹ گئے تھے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے خطاے فعل پر تنصیص کر دی کما سیاتی قول دوم آنکہ ایکبارگی دو دفعہ ہاتھ مارکر اس سے چہرہ وہاتھون کو کہنیو ن تک مسح کرے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ قدیم قول شافعیؒ کا تھا قول سوم آنکہ ایک دفعہ ہاتھ مارکر چہرہ اور دونون ہاتھون کا پہونچون تک مسح کرنا کافی ہی۔ اور یہ مذہب امام احمد ومحدثین کا ہی عمار رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم مین فرمایا کہ ایک ضرب واسطے وجہ وکفین کے ہی۔ رواہ احمد یعنے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرہ اور ہر دو کف پر مسح کرے شقیقؒ سے روایت ہی کہ مین عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیؓ کے ساتھ بیٹھا تھا پس ابو موسیؓ نے عبداللہ سے کہا کہ کوئی مرد اگر پانی نہ پاوے تو نماز نہ پڑھے پس عبداللہ رضہ نے کہا کہ بھلا آپ کو یہ یاد نہین کہ عمار رضہ نے عمرؓ سے کہا تھا کہ اے امیر المؤمنین آپکو یاد نہ رہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور آپکو اونٹو نکے معاملہ مین بھیجا تھا پس مجھے جنابت پہونچی پس مین خاک مین لوٹ گیا پھر جب واپس ہوکر آئے تو مین نے رسول اللہ صلعم سے

اسکو بیان کیا پس رسول اللہ صلعم ہنس دیے اور فرمایا کہ تجھے یہی کافی تھا کہ یون کرتا اور آپ نے دونون ہتھیلیان زمین پر مارین پھر دونون ہتھیلیون کو
مسح کیا اور چہرہ کا مسح کیا ایک ہی مسح ایک ہی ضرب سے پس عبد اللہ رضہ نے کہا کہ ضرور تو نے عمر رضہ کو دیکھ لیا کہ اُنھون نے اسپر قناعت نہ کی تو
ابو موسیٰ رضہ نے فرمایا کہ پھر آیت کریمہ کو کیونکر لیا گیا جو سورۂ نسا مین ہی قولہ تعالیٰ فلم تجد وا ماء فتیمموا صعیدا طیبا شقیق رح نے کہا کہ حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضہ نے نہ جانا کہ کیا جواب دین اور یہ کہا کہ اگر لوگون کو ہم رخصت دیدین تیمم مین تو قریب ہی کہ اُنمین سے کسیکو اگر پانی اُسکی کھال پر سردی کرے
تو وہ تیمم کر لیگا۔ رواہ احمد اور محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ تیمم ایک ہی ضرب واسطے وجہ و کفین کے ہونا قول ہی حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ کا
اور یہی قول شعبی و عطار بن ابی رباح و مکحول کا ہی اور یہی مذہب اوزاعی و احمد و اسحاق کا ہی مترجم کہتا ہی کہ دلیل اسکی جو حدیث عمار رضہ مذکور ہوئی
اسکو امام بخاری رح نے بھی روایت کیا اور روایت امام احمد مین جو یہ وہم ہوتا ہی کہ مسح کفین کے بعد مسح الوجہ مذکور ہی شاید کہ یہ ضرب فقط مسح وجہ کے
واسطے ہو تو یہ وہم روایت بخاری رح سے دور ہی کہ اسمین یون مذکور ہی کہ نبی صلعم نے اپنی ہتھیلیان زمین پر مارین پھر انکو پھونکا پھر دونون سے
اپنے چہرہ اور کفین کو مسح کیا۔ اور روایت بخاری ثبت ہی۔ اور اس مذہب کے استدلال پر یون اعتراض کیا گیا کہ احتمال ہی کہ فعل حضرت صلعم کا
تیمم مین نمونہ بیان کے واسطے ہو پس لازم نہین کہ پورے ارکان تیمم حضرت صلعم نے ادا کیے ہون تو جواب یہ ہی کہ بخاری رح نے من طریق محمد بن کثیر
عن شعبہ باسنادہ روایت کیا کہ عمار رضہ نے حضرت عمر رضہ سے کہا کہ پھر مین لوٹ گیا پھر جب مین نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے فرمایا
کہ تجھکو وجہ و کفین کافی تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ قول حضرت صلعم اسکا پورا بیان موجود ہی باوجودیکہ فعل مین بھی مقام مقتضی تمام تھا پس
احتمال مستبعد تھا۔ اگر کہا جاوے کہ حضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ تجھے کفایت کرتا ہی اور وہ ادنی جواز ہی پس شاید کہ ادنی مرتبین ہو تو جواب آنکہ اس قول
کی طرف تو کوئی نہین گیا پس اجماع مرکب اسکو دفع کرتا ہی علاوہ برین جواب یہ ہی کہ کافی مرادف اجزا ہی اسواسطے کہ اجزا ہی وا کافی ہی اور وہ پورے
پورے ادا کو کہتے ہین پس اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ اعلیٰ کامل مرتبہ یہ ہی برعکس وہم سوال کے فافہم۔ اور یہ اوہام کہ باوجود آیت تیمم کے کہ فامسحوا بوجوہکم و
ایدیکم۔ فرما دیا ہی حضرت عمار رضہ کو یہ کیونکر ہوا کہ زمین مین لوٹ گئے ظاہرا حکم تیمم پہلے سے معلوم ہوگا جو اس آیت مین پیچھے منصوص ہوا اور روایت
شقیق رح مذکورۂ بالا سے بھی اس معنے پر استینا بس لیا جاتا ہی تو ایسے کلام داب بحث بامور شرعیہ سے خارج ہین۔ اور شیخ ابن حجر وغیرہ کے کلام شعر ہین
کہ یہ مذہب ضربہ واحدہ للوجہ والکفین کا بنظر دلیل قوی ہی۔ اور اوپر معلوم ہوا کہ اگر روایت ابو جہم ثابت ہو تو مذہب اول اقوی ہوگا کیونکہ اسمین زیادت
ہی پس نقصان مرجوح ہوگا اور تحقیق مقام مقتضی بسط و تطویل ہی یہان اسکی گنجایش نہین ہی واللہ الموفق۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا
یعنے اللہ عزوجل ہمیشہ عفو کرنے والا غفور ہی اور ہمیشہ رہیگا ف اسیواسطے تمپر فضل کیا اور مغفرت فرمائی اور تیمم کی رخصت دیکر تمپر فراخی
و آسانی دیدی کہ کچھ حرج و تنگی باقی نہین رہے اور فرمایا ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید لیطہرکم۔ اور تیمم منجملہ نعمتون کے ہی کہ اس سے کمال
آسانی فرمائی ہی اور تتمیم نعمت کی کیونکہ آیت کریمہ مین نماز جو اعلیٰ رکن دین ہی اسکو پاکیزہ کیا اس سے کہ ہیأت اقتصہ پر ادا کیجاوے کہ سکر شراب سے منع کیا حتی کہ
حکم دیا کہ ایسی بیداری و ہوشیاری مین ادا کرے کہ جو کہتا ہی وہ سمجھتا ہو۔ اور جنابت مین ہو تو غسل کرے یا حدث ہو تو وضو کرے الا آنکہ مریض ہو یا پانی
نہ ملے تو اللہ عزوجل نے تیمم کی رخصت دی یہ بڑی رحمت ہی جسکا اس امت پر ایسا بڑا شکر یہ واجب ہی کہ کسی زبان سے اسکو ادا کر سکتے ہین اور یہ بطفیل حضرت
سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم انکو میسر آئی اور بات یہ ہی کہ تیمم اس امت مرحومہ کے خصائص مین سے ہی اور کسی امت کو کرامت نہین عطا
ہوئی تھی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزین عطا کیا گیا جو مجھسے پہلے کسیکو نہین عطا ہوئی تھین
فتح دیا گیا مین رعب سے ایک مہینہ کی راہ تک۔ اور کردی گئی زمین میرے لیے مسجد و طہور پس میری امت سے کے جس مرد کو نماز پاوے اپنے وقت آجاوے

Marfat.com

کہین) تو اسکو اختیار ہو کہ وہین پڑھ لے - اور ایک روایت مین ہو کہ تو اسکے ساتھ اسکی مسجد و طہور موجود ہی - اور حلال کی گئین میرے واسطے غنیمتین جہاد
کی اور مجسے پہلے کسیکے لیے حلال نہین ہوئی تھین - اور دیا گیا مین شفاعت (یعنے قیامت مین شفاعت کبری کی اجازت مجھے ملی) اور اگلا نبی فقط
اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا - اور مین بھیجا گیا تمام سب لوگونکی طرف - رواہ البخاری و مسلم - اور حضرت حذیفہ رضے سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
ہم لوگ فضیلت دیے گئے ہین اگلون پر تین باتون مین - کی گئین ہماری صفین مانند ملائکہ کی صفونکے اور کردی گئی ہمارے لیے زمین مسجد اور اسکی خاک
طہور یعنے پاک کرنے والی جبکہ ہم پانی نہ پادین الحدیث رواہ مسلم - اور جاننا چاہیے کہ تیمم کا ذکر دو آیتون مین ہی ایک تو اسی آیت مین اور دوسری آیہ
سورۂ مائدہ مین اور سبب اسکے نزول کا معاملہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض ہوا پس مومنون پر اسلئے ان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکر یہ بھی
واجب ہی اور مترجم اس قصہ کو بھی مانند معالم و تفسیر ابن کثیر کے یہین نقل کرتا ہی اور ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ہم سبب نزول کو یہان اسواسطے ذکر
کرتے ہین کہ سورۂ مائدہ کی آیت تیمم سے پہلے یہ آیت سورۂ نساء نازل ہوئی ہی کیونکہ یہ آیت تو شراب حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی اور شراب کا
حرام ہونا واقعۂ جنگ اُحد سے کچھ ہی پیچھے اسوقت ہوا کہ جب حضرت صلعم نے بنو نضیر کو محاصرہ کیا تھا اور سورۂ مائدہ تو نزول مین سب سے آخر ہے
خصوصًا اس سورہ کے اوائل آیات پس سبب نزول تیمم کو یہین بیان کرنا مناسب ہوا - جاننا چاہیے کہ عروہ بن الزبیر نے جو حضرت عائشہ رض کے
سگی بہن کے بیٹے ہین اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رض نے ایک قلادہ - اپنی بہن اسماء سے عاریت یعنے مانگے
لیا تھا وہ تلف ہوا یعنے گر گیا پس حضرت صلعم نے اسکی تلاش مین لوگ بھیجے (یعنے سفر مین مدینہ آتے ہوئے راہ مین ٹھہر رہے اور لوگ پھر واپس بھیجے
کہ جس راہ سے آتے تھے تلاش کرین) انھون نے وہ قلادہ پایا پھر لوگون کو نماز کا وقت آگیا اور انکے ساتھ پانی نہ تھا پس انھون نے بغیر وضو کے
نماز پڑھی پھر حضرت صلعم سے اسکا شکوہ پیش کیا (یعنے افسوس ظاہر کیا کہ ہمکو ایسا کرنا پڑا) پس اللہ تعالی نے آیۃ التیمم کو نازل فرمایا - پھر اُسید بن حضیر رض نے
حضرت عائشہ رض کو کہا کہ اے ام المؤمنین اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے قسم ہی اللہ پاک کی کہ آپ پر کوئی ایسا واقعہ نازل نہوا جو آپ کو مکروہ
معلوم ہوا مگر آنکہ اللہ تعالی نے اسمین آپ کے واسطے اور مسلمانون کے واسطے بہتری کر دی - رواہ احمد - اور قاسم رح نے حضرت عائشہ رض سے روایت
کی کہ ہم لوگ ایک سفر مین حضرت صلعم کے ساتھ گئے تھے یہانتک کہ جب ہم بیدا مین یا ذات الجیش مین آئے تو میرا ایک کنٹھا لڑی دار گم ہو گیا پس
رسول اللہ صلعم نے اسکی تلاش مین پڑاؤ کر دیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے حالانکہ وہ مقام ایسا تھا کہ وہان پانی نہ تھا اور لوگونکے ساتھ بھی
پانی نہ تھا پس لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انسے کہا کہ آپ نہین دیکھتے کہ ام المؤمنین عائشہ رض نے کیا کیا ہی کہ رسول اللہ صلعم کو یہان
ٹھہرا لیا اور لوگ ٹھہرے حالانکہ پڑاؤ پر پانی نہین اور نہ لوگون کے ساتھ پانی ہی پس حضرت ابوبکر رض آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر اپنا
سر مبارک رکھکر سو گئے تھے اور مجسے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلعم کو یہان روک لیا اور لوگ پانی کے پڑاؤ پر نہین اور انکے ساتھ پانی نہین ہی - عائشہ رض
کہتی ہین کہ حضرت ابوبکر رض نے مجھے عتاب فرمایا اور جو کچھ اللہ تعالی نے چاہا وہ انھون نے مجھے کہا اور میری کوکھ مین مارنا شروع کیا اور مین جنبش
نہین کر سکتی تھی بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا پس رسول اللہ صلعم سوتے رہے حالانکہ پانی نہ تھا یہانتک کہ صبح ہو گئی
اور پانی موجود نہین تو اللہ عزوجل نے آیت تیمم نازل فرمائی پس سبھون نے تیمم کیا پس اُسید بن حضیر رض نے کہا کہ یہ کچھ تمہاری پہلی ہی برکت نہین ہی اے آل ابوبکر
حضرت عائشہ رض کہتی ہین کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جسپر مین سوار تھی تو وہ قلادہ اسی کے نیچے مل گیا - رواہ البخاری و مسلم - اور صحابی نے صحابی سے
روایت کی باین طور کہ عبد اللہ بن عباس نے عمار بن یاسر سے روایت کی کہ حضرت صلعم اولات الجیش سے گذرے اور آپکے ساتھ آپ کی بیوی حضرت عائشہ
تھین انکا ایک ہار جزع ظفار کا گر گیا اسکی تلاش مین لوگ روکے گئے یہانتک کہ فجر چمکی اور لوگون کے ساتھ پانی نہ تھا پس اللہ تعالی نے اپنے رسول پر

صعید طیب سے ۔ پاک کرنیکی رخصت نازل فرمائی پس مسلمان لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوے اور اپنے ہاتھونکو زمین کی طرف مارا پھر اپنے ہاتھونکو اُٹھایا اور مٹی مین سے کچھ نہین جھاڑا پس اس سے اپنے چہرونکو اور ہاتھونکو کندھونتک مسح کیا اور ہتھیلیونکے اندر کی طرف سے ہاتھونکو بغل تک مسح کیا۔ رواہ الامام احمد اور ابن ابی الیقظان سے روایت ہی کہ ہملوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے پس حضرت عائشہ رض کا ایک عقد گم ہوگیا پس رسول اللہ صلعم نے وہین منزل کردی یہانتک کہ فجر روشن ہوگئی پس ابوبکر نے عائشہ رض پر غصہ کیا پھر حضرت صلعم پر صعید طیب سے مسح کرنیکی رخصت نازل ہوئی پس ابوبکر نے جاکر حضرت عائشہ رض کو فرمایا کہ تو مبارک بیٹی ہی کہ تیرے معاملہ مین یہ آسانی نازل ہوئی پھر ہم لوگون نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اپنے چہرون کے مسح کے لیے اور دوسری دفعہ اپنے ہاتھونکے مونڈھون و بغلونتک کے مسح کے لیے۔ رواہ ابن جریر۔ مترجم کہتا ہی کہ روایت احمد و ابن جریر سے معلوم ہوا کہ مذہب زہری رح بربنار ان احادیث کے ہی اور یہ فعل خود حضرت عمار یا ابن ابی الیقظان کا اپنی راے سے نہین ہی تاکہ یہ جواب دیا جاوے کہ انھون نے اپنے فعل مین خطا کی اور حدیث عمار مین تصریح ہی کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوکر ایسا کیا تھا پس اگر اسانید ان حدیثونکی صحیح ہون تو ماخوذ ہونگی ولیکن کوئی تخصیص انکی بابت مجھے نہین ملی غیار زینکہ اوپر جو قول گذرا بحوالہ بعض علماء سے منقول ہوا کہ احادیث الباب مین سے سوائے حدیث عمار و ابوجہیم کے باقی متکلم فیہا ہین اور شاید حدیث عمار سے مراد روایت بخاری ہی واللہ اعلم اور ابن کثیر رح نے ایک غریب سبب نزول ذکر کیا کہ اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحل درست رکھنے کی خدمت کرتا تھا پس مجکو سخت سردی کی رات مین جنابت ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا قصد فرمایا پس مین نے مکروہ جانا کہ ناقہ رسول اللہ صلعم کا رحل درست کرون اس حال مین کہ مین جنب ہون اور یہ بھی ڈرا کہ اگر سرد پانی سے نہاتا ہون تو شاید مرون یا بیمار ہو جاؤن پس مین نے انصار مین سے ایک شخص کو حکم کیا اسنے رحل درست کیا اور مین نے پتھرون کو گرم کرکے اس سے پانی گرم کیا اور نہاکر پھر مین رسول اللہ صلعم و ساتھیون سے مل گیا آپنے فرمایا کہ اے اسلع کیا بات ہی کہ مین تیرے رحل کو متغیر پاتا ہون مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے نہین سنوارا ہی اسکو انصار مین سے ایک مرد نے سنوارا ہی فرمایا کیون مین نے عرض کیا کہ مجھے جنابت پہونچی پس مین بہت سردی سے اپنی جان پر ڈرا اور مین نے انصاری کو ایسا حکم دیا اور پتھرونکو گرم کرکے اس سے پانی گرم کرکے نہایا ہون پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون تا قولہ ان اللہ کان عفوا غفورا رواہ ابن مردویہ وقد روی من وجہ آخر عنہ قال المترجم وکان فی سیاقہ بعض نکارۃ واللہ اعلم بالصواب ف عرائس البیان مین شیخ روزبہان نے آیت سے اشارات حقائق کو یون بیان کیا کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون مترجم کہتا ہی کہ خطاب جب ایمان والون کے ساتھ خاص ہی تو مرجع اشارات اہل اللہ تعالیٰ مین دائر رہیگا۔ ہان صلوٰۃ مین اور اسکی عدم قربت مین یعنے ممانعت از تقرب مین اور مصداق سکاری اور یہ کہ سکر کس چیز سے مراد ہی اشارات کو دخل ہوگا پس شیخ نے لکھا کہ یہ خطاب اہل عشق و محبت و شوق کو ہی جنکو انوار قدوسیت و سبوحیت وعظمت نے مست کردیا اور ازل کے علوم لطیفہ و قدم کے کشف عجیبہ نشا فتا ہی کہ وہ خودی سے خارج ہو رہے ہین اور حالات مین حیران و بیہوش از خود رفتہ مشاہدہ جمال و جلال مین ہین پس غالب حال انکا یہ رہتا ہی کہ آنسو جاری ہین اور عقل باطنی کا نور ان حواس و عقل ظاہری پر غالب ہی اور نعرہ حق و آہ بیساختہ بلکہ انکی ناوانستگی مین انسے سرزد ہوتا ہی اور وہ اپنے مشاہدات مین حیران و از خود رفتہ ہین اوقات جو حواس سے ادراک ہوتے ہین یعنے فلک قدیم سے نادان لوگون کی نظر مین جو تغیرات کے پابند ہین ملحوظ رہتے ہین انکو وہ لوگ نہین پہچانتے رات کو دن سے اور دن کو رات سے تمیز نہین کرتے ہین وہ لوگ غلبہ حال سکر سے یہ قدرت نہین رکھتے ہین کہ نماز کے شرائط کو مع ارکان کے مانند قیام و قراءۃ و رکوع و سجود کے ادا کرسکین یہی حال تھا ہشام بن عبلان و بہلول و سعدون کا جو حقیقی عقلمند اور عارف تھے اور ظاہر کے اعتبار بسبب غلبہ سکر کے مجنون تھے ۔ حاصل خطاب آنکہ اے ایسے بندو کہ جو میری ذات و صفات و اسماء و نعوت سے عارف ہو اور میری محبت و شوق و

مشاہدہ قرب وعشق وعلوم ولطائف قدم سے ازخود رفتہ بیہوش باطنی ہو جیسے ظاہر مین کوئی شراب خمر سے بیہوش ہو جاتا ہی تمکو اپنے حال مین
کہین زیادہ اس سے بیخودی ازخود وظاہر ہی اگرچہ کمال علم بحسب باطن ہی جبکہ مین نے تمھارے لیے اپنا جمال کشف فرمایا اور مقام ہوبیت مین تمکو
وارد کیا تو جب کہ تمھارا یہ حال ہی تو اپنے نفس سے حکم ظاہر مین تکلف مت کرو کیونکہ تم مشاہدہ مین ہو اور ہیبت جلال مین آتے نہین ہی یہانتک کہ تم اپنے
اس بار بیخودی سے سبکدوش ہو اور مقام تمکین مین ہوش مین ہو جاؤ قال المترجم یہ مراد نہین ہی کہ جو لوگ مقام عرفان مین پہونچے انکو نماز روزہ کی
تکلیف نہین ہی کیونکہ یہ قطعًا باطل ہی بلکہ حاصل کلام یہ ہی کہ جو لوگ مقام جذب و حال مین پہونچے جبتک وہ اسی جذب مین مجذوب ازخود رفتہ ہین اسوقت تک مانند
ازخود رفتہ مست شراب کے انپر سے تکلیف شرعی بحسب ظاہر شریعت بھی ساقط ہی پھر جب ہوش مین آجاوین تو برابر جاری ہو گی جیسے مجنون اگر اچھا ہو جاوے
تو اسپر سب تکالیف شرعی جاری ہونگی - حالت جذب مین تکلیف معاف ہونیکا حکم اسیوقت تک ہی جبتک کہ مجنون کے مانند وہ مجذوب ہین - قال الشیخ
اسواسطے کہ عشق بھی قلم تکلیف اُٹھا دیتا ہی پس ابتدائے حال مین ہوشیاری وبیداری وکمال خشوع وخضوع سے نماز پڑھے جاؤ اور تقرب ڈھونڈھے
جاؤ پھر جب جذبۂ عشق وقرب سے ازخود رفتہ ہو جاؤ اور عالم عشق مین پہونچو تو اسمین تمھاری بیہوشی وہوشیاری یکسان ہی - حضرت حق تعالیٰ نے یہان
کشف فرما دیا ان لوگونکے حق مین جو ہمارے اشارات کو اپنی کم فہمی سے نہین سمجھتے اور طعن کرتے ہین چنانچہ آیت کریمہ مین لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری فرمایا
پس قرب کو ذکر کیا نہ آنکہ لاتصلوا - اور اسمین سکر ہونا شرط کیا او سکر تو خطرات ہین اور صحو طینات ہین - اور جبتک مشاہدہ کے انوار مین عقل کی کچھ بھی
بھی باقی ہی جبتک لازم ہی کہ نماز پڑھی جاوے اور حق اوقات ادا کیے جاوے چنانچہ ہمارے بعض مشائخ عادتی طریقہ کا حال مروی ہی کہ جب نیز نماز کا وقت آیا حالانکہ
وہ وجد و حال مین تھے تو نماز کو کھڑے ہو گئے اور انکے مریدون نے انکے رکوع وسجدونکو شمار رکھا اور رکعتون کا لحاظ رکھا پھر جب کچھ بھی بھولے تو انکو یاد دلایا
اور یہ انکی معرفت مین کمال ظرافت ہی اور نیز اہل غفلت کو جو جہالت کے نشہ مین ہین اپنی خواہشون وشہوات مین پڑے ہین یون خطاب فرمایا
کہ میری مناجات وقرب مشاہدہ کا قصد مت کرو یہانتک کہ تم اس جہالت وپلید غفلت سے خارج ہو کیونکہ غافل تو فرائض الٰہی کو سنت حضرت رسالت پناہی کی شرط سے
ادا نہین کر سکتا - اور واسطی نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ میری مواصلت کا قربات ڈھونڈھو مگر اسطرح کہ تمام مخلوق سے الگ ہو مترجم کہتا ہی کہ شاید جو اشارت یہ ہی کہ
آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے بعد قرب نماز کا حکم دیا پس اگر قرب اصلی مقصود ہی تو تطہیر کامل ہونی چاہیے اور وہ یہی طور ہے جو شیخ واسطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی واللہ اعلم

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝
تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہین گمراہی اور چاہتے ہین کہ تم بھی بہکو راہ سے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا
اور اللہ خوب جانتا ہی تمھارے دشمنون کو اور اللہ بس ہی حمایتی اور اللہ بس ہی مددگار وہ جو یہودی ہین
يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا
بےڈھب کرتے ہین بات کو اسکے ٹھکانے سے اور کہتے ہین کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا
لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ
موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین مین ۔ اور اگر وہ لوگ کہتے کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہت
خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝
اچھا ہوتا انکے حق مین اور درست ولیکن پھٹکار دیا انکو اللہ نے انکے کفر کے سبب سے سو ایمان نہین لاتے ہین مگر کم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا۔ خطا حصہ۔ مِّنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب توریت سے یا کتب انبیاء سابقین سے پس الف
لام جنس کا ہوگا" بھلا تونے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب توریت سے یا کتاب الٰہی سے کچھ حصہ دیا گیا ہے" ف ظاہر مین انکی عبارت سے
بحث کرتے رہتے ہین اور دل مین اثر نہین ہے۔ وہم الیہود۔ اور یہ لوگ جو الذین موصول مبہم سے مراد ہین وہ یہودی ہین جنکی بعض حرکات یہ ہین کہ
يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ۔ بالہدیٰ۔ یعنے خریدتے ہین گمراہی کو بعوض ہدایت کے ف جیساکہ دیگر آیات مین ہے۔ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ
تَضِلُّوا السَّبِيْلَ تخطئوا طریق الحق لتکونوا مثلہم۔ اور چاہتے ہین کہ خطا کرو راہ راست کو ف تاکہ تم لوگ بھی انکے مثل ہو جاؤ۔ چنانچہ
دوسری آیت مین فرمایا۔ ودوالو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء۔ اور حاصل آنکہ خود تو دنیا کے مال کے لالچ مین گمراہی اختیار کی کہ باوجود علم اس امر کے
کہ نبوت حضرت محمد صلعم سچ ہے اور انبیاء سابقین کی کتابون اور خود توریت سے اسکی آگاہی رکھتے تھے گمراہ ہوئے اسپر کفایت نہ کی بلکہ یہ بھی چاہا کہ
تم لوگ بھی گمراہ ہو جاؤ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ منکم فیخبرکم بہم لتجتنبوہم۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنون کا تم سے زیادہ جاننے والا ہے ف
پس تمکو خبر دیتا ہے انکی تاکہ تم انسے اجتناب پرہیز رکھو۔ اسمین اشارہ ہے کہ دوست بنا ہوا دشمن بہت ضرر کرتا ہے اور صحبت کو بہت اثر ہے اور یہ حدیث
صحیح مین ثابت ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا۔ حافظا لکم۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف التجا لاوے اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہے ولی ہونیکو۔ یعنے حافظ و
نگہبان بچانے والا وہی بس ہے اور مراد یہان بقرینہ مقام یہ کہ وہی پاک پروردگار تمہارا کافی نگہبان ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۔ مانعا لکم من کیدہم۔
اور بس ہے اللہ تعالیٰ نصیر ہونے کو۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی انکے مکر کو تمسے باز رکھنے والا کافی ہے پس اللہ تعالیٰ اُسکا نصیر ہے جو اُس سے نصرت مانگے
اور اسکی طرف ملتجی ہو پھر ان کافر مکارونکا بیان کر دیا بقولہ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا۔ خبر مبتدا محذوف ہے اور یحرفون صفت اس مبتدا
محذوف کی چنانچہ مفسر رحمہ نے مقدر کیا۔ قوم يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ۔ یعنے یہودیون مین سے ایک قوم ہے نہ سب ایسے کہ تحریف کرتے ہین کلمون کو
ای یغیرون الکلم التی انزل اللہ فی التوراۃ من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے تغیر دیتے ہین ان کلمونکو جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین نازل فرمائے
مانند تعریف آنحضرت صلعم وغیرہ کہ ان آیات کو تحریف کرتے ہین عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ التی وضع علیہا۔ انکی ان جگہون سے جنپر وہ موضوع تھے
ف کشاف مین کہا کہ تحریف اسوجہ سے ہوئی کہ جب انھون نے کلمون کو بدلا اور بجائے انکے اور کلمات رکھے تو ان کلمات کو اپنے مواضع سے جہان اللہ تعالیٰ
نے انکو رکھا تھا امالہ کیا اور ازالہ کیا اور جیسے انھون نے بجائے وصف خاص کے توریت مین لکھا کہ گندم گون دراز قد ہوگا اور جیسے انھونے سنگسار کرنیکے
حکم کی جگہ بدل کر دُرّے مارنا لکھدیا۔ اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے من الذین ہادوا۔ کے من کو بیانیہ قرار دیا پس یہ الذین اوتوا کا بیان ہے اور یحرفون
الکلم عن مواضعہ کی تفسیر مین کہا کہ تاویل کرتے تھے ان کلمات کو انکی صحیح تاویل کے سواے دوسری تاویل پر اور تفسیر کرتے انکو سواے مراد کے دوسرے
معانی پر عمداً اپنے قصد سے افترا پردازی کرنے کو۔ انتہی۔ اور ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ تحریف کرتے تھے ان حدود و سزاؤن کو جو اللہ تعالیٰ نے توریت
مین مقرر فرمائی تھین۔ مترجم کہتا ہے کہ اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ سے کتابین لکھتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون۔ یعنے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے حالانکہ جانتے تھے۔ یعنے جان بوجھکر افترا پردازی کرتے تھے
پس بعض نے کہا کہ یہ الگ کتاب ہوتی تھی اور اصل توریت اپنے حال پر تھی اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ خود توریت مین ایسا کرتے تھے اور حافظ
ابن القیم رحمہ نے اغاثۃ اللہفان مین لکھا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ جو توریت ان لوگون کے ہاتھ مین موجود ہے آیا یہ بدلی ہوئی ہے یا تبدیل فقط
تاویل مین ہوئی تھی تنزیل مین نہین ہوئی تھی تو تین قول ہین ایک گروہ نے کہا کہ کل یا اکثر مبدل محرف ہے دوم آنکہ ایک گروہ کے نزدیک جو ائمہ
فقہ و حدیث و کلام مین سے ہین تبدیل فقط تاویل مین واقع ہوئی تھی نہ تنزیل مین۔ اور تیسرے گروہ کا یہ قول نقل کیا کہ اسمین خفیف چند چیزین

لہ تمنا کرتے ہین کہ تم بھی انکی طرح کفر کرکے ان کے برابر ہو جاؤ ۱۲ م

Marfat.com

زائد کم ہوئی ہیں اور یہی شیخ رح کا مختار نقل کیا - اور تمام کلام میں نے قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین کی تفسیر میں نقل کر دیا ہے
اب اسکا اعادہ یہان ضرور نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ اہل کتاب کی تحریف یہ تھی کہ مثلاً یہود نے بشارت حضرت عیسیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے موقع سے اُٹھا کر ان آیات کو متفرق کر کے دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ لاحق کیا اور شرائع یہودیت میں بھی تحریف کر دی پھر نصاریٰ نے
بشارت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح محرف کر دیا خصوص جبکہ انکو مدت سے محرف ہی ہاتھ آئی تھی اور حق یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو ترجمہ توریت
وانجیل کے موجود ہیں وہ سخت محرف و مبدل ہیں انپر کسیطرح اعتماد نہیں ہو سکتا واللہ اعلم - **وَيَقُولُونَ** - للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم بشئی -
سَمِعْنَا - قولک - **وَعَصَيْنَا** - امرک - اور کہتے ہیں - یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت صلعم انکو کسی بات کا حکم کرتے - سمعنا یعنے
ہمنے سنا تیرا قول وعصینا یعنے نافرمانی کی تیرے حکم کی - اور اسیکے مانند مجاہدؒ و ابن زیدؒ سے تفسیر مروی ہے اور یہ انکا انتہا کا کفر و عناد تھا کہ بعد جان لینے
کے کتاب اللہ تعالیٰ سے منھ موڑتے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ انپر ایسا کرنے میں کسقدر سخت گناہ عظیم ہے - اور مدارک وغیرہ میں لکھا کہ دو احتمال ہیں
اول آنکہ سمعنا وعصینا دونون کو علانیہ بالمشافہہ کہتے تھے بسبب کفر و عناد کے اور دوم آنکہ ظاہر میں سمعنا کہتے اور دلون میں یا آہستہ آپس میں
عصینا کہتے تھے لیکن وجہ دوم میں اطلاق قول کلام نفسی پر ہوگا اگر کہا جاوے کہ اپنے دلمین کہتے تھے اور نیز سمعنا تو حضرت صلعم سے خطاب تھا اور عصینا
خطاب نہوگا پس نبی صلعم سے اسکو کہنا مجازاً صادق آویگا - **وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ** - حال بمعنے الدعاء ای لا سمعت - یعنے اسمع تو بمعنے سُن
صیغۂ امر ہے اور غیر مسمع حال واقع ہے پس ظاہر میں تو یہ جتاتے کہ نیک دعا دیتے ہیں یعنے تو سُن درحالیکہ اللہ تعالیٰ تجھے کوئی ایسی چیز نہ سنا دے
جو تجھے بُری معلوم ہو - اور باطن میں یہ قصد کرتے کہ جو مفسرؒ نے کہا کہ یہ حال ہے اور مراد اس سے وہ خبیث لوگ بد دعا دیتے تھے یعنے تو سن حالیکہ تو سنے
نہیں یعنے تو بہرا ہو جاوے اور ضحاکؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ اسمع غیر مسمع ای اسمع ما نقول لا سمعت - تو سن جو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے سننے والا
نہ رکھے اور مجاہد و حسن سے یہ تفسیر مروی ہے کہ تو سن درحالیکہ تیری طرف سے غیر مقبول ہے - اور ابن جریرؒ نے کہا کہ تفسیر ابن عباس اصح ہے اور ابن کثیرؒ نے
کہا کہ یہی ٹھیک ہے جو ابن جریرؒ نے فرمایا ہے اور یہود اس لفظ کو اسمع کے ساتھ بغرض بد دعا و عداوت و استہزا کے کہتے تھے اللہ تعالیٰ انپر لعنت کرے
جیسے آگے فرمایا - **وَ** - یقولون لہ - اور کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو - **رَاعِنَا** - وقد نہی عن خطابہ بہا وہی کلمۃ سب بلغتہم - راعنا - اور
صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے ممانعت کی گئی - کما فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا - اور یہ کلمہ یہود کی زبان میں
سب یعنے گالی و بدگوئی ہے مترجم کہتا ہے کہ مسلمان لوگ راعنا کہتے باین معنے کہ ہماری رعایت فرمایئے تو یہودی خوش ہوگئے کہ یہ کلمہ انکی زبان میں
بدگوئی تھی وہ مردود اپنی زبان کی بدگوئی کے معنے میں اسکو کہتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے منع کر دیا تاکہ یہود
مردود کو اس سے گنجایش نہ ملے پس ظاہر یہ ہے کہ یہ انکی زبان خاص یہود یہ کی موافقت تلفظ میں گالی ہوگا اور بعض نے کہا اس وجہ سے کہ وہ راعنا از رعونت
بمعنے حماقت لیتے تھے یا کسرہ کو بڑھاتے کہ راعینا کہتے بمعنے چرواہے کے ولیکن اول اولیٰ ہے - اور بعض نے جو کہا وہ بقرینہ مابعد کو فرمایا - **لَيًّا** تحریفاً
بِأَلْسِنَتِهِمْ یعنے تحریف کرتے و پھیرتے اپنی زبان کو یعنے موڑتے کلام کو ایسے لفظ کی طرف جو گالی کے مشابہ ہے - **وَطَعْنًا** - قدحاً
فِي الدِّينِ - الاسلام - اور دین اسلام میں قدح و عیب نکالنے کو - یعنے مردود کہتے تھے کہ اگر یہ نبی اسلام برحق ہوتے تو جان لیتے
کہ ہم انکو بدگوئی سے یاد کرتے ہیں پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر مطلع فرمایا - **وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَ**
أَطَعْنَا بدل وعصینا - اور اگر بجائے عصینا کے اطعنا کہتے یعنے ہم نے دل سے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی - **وَاسْمَعْ** فقط
اور بدون لفظ غیر مسمع ملائے ہوے فقط اسمع کہتے - ہماری بات سن لیجئے - **وَانْظُرْنَا** - انظر الینا بدل راعنا - یعنے بجائے راعنا کے انظرنا ۱۴

لہ [illegible] ۱۲

کہتے یعنے ہماری طرف نظر فرمایئے۔ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ۔ مماقالوہ۔ تو بہتر ہوتا اُس سے جو انھوں نے کہا وَاَقْوَمَ۔ اعدل منہ۔ اور زیادہ عدل ہوتا اس سے جو کہا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ جو کچھ انھوں نے کہا اسمین تو خیر و عدل بالکل نہ تھا۔ پھر اسم تفضیل کے کیا معنی ہین کہ اس سے بہتر و اعدل ہوتا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ فہمایش ہے اچھے طریقہ سے کہ مدعی جو کرتا تھا اسکو اچھا سمجھکر کرتا تھا تو اسکو فہمایش کی کہ اس سے تو یہ بہر حال بہتر تھا پھر اسی کو کیون نہین اختیار کرتا ہے ورنہ جسکو خود اچھا سمجھا ہے وہ کفر ہے۔ پھر اللہ عزوجل نے استدراک فرمایا وَلٰکِنْ۔ ولیکن وہ نہ چلے یہ نیک راہ اور اعدل طریق کو بلکہ اپنے کفر پر مستمر رہے اسیواسطے۔ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ۔ ابعدھم عن رحمتہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انکو دور کر دیا۔ اور لعنت کے دو معنے آتے ہین ایک تو کمبختی اور خواری دنیاوی وغیرہ کے معنے اور دوسرے رحمت الٰہی سے دور ہونیکے معنے پس دوسرے معنے اہل کفر و شرک کے ساتھ مخصوص ہین۔ اور قولہ۔ بِکُفْرِھِمْ۔ مین بار سببیہ ہے ای بسبب انکے کفر کے۔ یعنے کفر پر جمے رہنے کی وجہ سے یہ لعنت کی گئی پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رحمت سے دور کیا۔ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ تو نہین ایمان لاتے ہین مگر تھوڑے منہم کعبداللہ بن سلام و اصحابہ۔ یعنے قلیلا منہم۔ انمین سے تھوڑے مانند عبداللہ بن سلام و انکے ساتھیونکے اور اس سے معلوم ہوا کہ ملعون و مردود رحمت الٰہی سے وہ سب کے سب نہین ہوے تھے بلکہ اکثر مردود تھے وہی ایمان نہین لائے اور تھوڑے نہین مردود ہیں جو ایمان لائے پس یہ اشکال نہین پیش آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب کو رحمت سے دور کر دیا تو پھر قلیل و کثیر کوئی بھی ایمان نہین لا سکتا۔ اسیوجہ سے علامہ تفتازانی نے اِلَّا قَلِیْلًا کو لعنہم اللہ سے استثنا قرار دیا ہے یعنے ملعون کر دیا ان یہود کو اللہ تعالیٰ نے سوائے قلیل کے کہ انکو مردود نہین کیا بدلیل انکے ایمان لانیکے ولیکن فلا یؤمنون۔ اس صورت مین جملہ معترضہ مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کے بیچ مین ہوگا۔ مگر آنکہ مستثنیٰ منہ اور جملہ معترضہ ایک ہی قوت مین ہین۔ اور ظاہر یہ کہ فلا یؤمنون سے استثنا ہے اور اس صورت مین فلا یؤمنون الا قلیلٌ بالرفع اعراب راجح ہے اور نصب مرجوح ہے حالانکہ قراء سبعہ وغیرہم نے نصب ہونے پر اتفاق کیا ہے اور ابن الحاجب نے اگرچہ نصب کو جائز کہا ہے مگر مرجوح ہونے مین شک نہین ہے اسیواسطے بیضاوی وغیرہ نے تقدیر یون نکالی۔ فلا یؤمنون الا ایمانا قلیلا۔ نہین ایمان لاتے ہین مگر ایمان قلیل اور وہ ایمان بعض انبیا علیہم السلام و بعض کتاب پر ہے جسکا کچھ اعتبار نہین اسیواسطے کشاف وغیرہ نے ایمانا قلیلا کو ایمانا معدوما سے تفسیر کیا حاصل آنکہ فلا یؤمنون مطلقًا اسواسطے کہ ایمان کے ٹکڑے معتبر نہین پس بعض ایمان بمنزلہ عدم ایمان کے ہے اور اہل عرب قلیل سے عدم (بالکل ایمان نہین لاتے ہین ۱۲) مراد لیتے ہین جیسے ثابت بن جابر بن سفیان فہمی جو تابط شرا کے لقب سے مشہور ہے از زمانہ جاہلیت کا شاعر ہے تعریف مین لکھتا ہے کہ ع قلیل التشکی للھم یصیبہ ۔ بعید الھوی شتی النوی والمسالک ۔ یعنے ایسا مرد دلیر ہے کہ جو ہم اسکو پیش آتی ہے اسمین شکایت قلیل لیتا ہے یعنے بالکل تشکی نہین رکھتا ہے اور مرغوبات و خواہشات بلند اور مختلف منویات و طرق پیش نظر رکھتا ہے یعنے پست ہمت نہین ہے اور بیضاوی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یون کہا جاوے فلا یؤمنون الا قلیلا سیؤمنون۔ اور پوشیدہ نہین کہ یہ محل تامل ہے اسواسطے کہ حذف فعل بلا قرینہ جو در اصل حکم ہے بدون اعتبار مفہوم مخالف کے و تقدیم قلیلا منصوب با وجود حذف عامل یعنے فعل محذوف کے اعراب استثنائی بنصب مجوزہ شیخ ابن الحاجب سے بھی زیادہ مرجوح ہے واللہ اعلم۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْھًا

اے کتاب والو ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل کیا سچ بتاتا انکو جو تمھارے پاس ہے پہلے اس سے کہ ہم میٹ دین چہرون کو

فَنَرُدَّھَا عَلٰٓی اَدْبَارِھَآ اَوْ نَلْعَنَھُمْ کَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا ۝

پس لوٹ دین انکو انکی پشت کی طرف یا انکو لعنت کرین جیسے ہمنے لعنت کی سنیچر والونکو اور اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ۔ یہ خطاب بعض نے کہا کہ یہود کو ہے ولیکن ظاہر یہ ہے کہ یہود و نصاری سب اہل کتاب کو عام ہے اور [illegible]

Marfat.com

مانند آیت بالا کے نصیب من الکتاب۔ نہین فرمایا اسواسطے کہ وہان تو مقصود یہ تھا کہ انھون نے تحریف مین خطا کی اور یہ فقط بعض کتاب مین واقع
ہوا تھا پس نصیبًا من الکتاب مناسب تھا کیونکہ بعض ہی پر انکا ایمان رہا تھا جو کسی شمار مین نہ تھا اور یہان مقصود یہ کہ قرآن مجید پر ایمان
نہ لانے مین انھون نے خطا کی باوجودیکہ وہ اپنی کتاب سے اسکی تصدیق جانتے تھے اور قرآن سابق کی کتابون کا مصدق ہے پس انکو اہل کتاب سے
تعبیر فرمایا کذا قیل اور مترجم کے نزدیک بات یہ ہے کہ ظاہر تھا کہ انکو کل کتاب توریت وانجیل ملی تھی پس ایتار کتاب یعنے کتاب دیا جانا انکی صفت ظاہرہ اور
جہان دوتوا نصیبًا من الکتاب فرمایا وہان باعتبار انکے اس کتاب پر ایمان لانیکے ہے کہ بعض بات پر کتاب سے ایمان لاتے اور بعض پر نہین لاتے وہ شراسکا
درحقیقت کچھ بھی نہ تھا حالانکہ وہ کل کتاب کی عوض ماخوذ ہونگے جوانکو دی گئی ہے فافہم۔ پس حاصل آنکہ اے وہ لوگ جو کتاب آسمانی دیے گئے ہو
اور اس کتاب کے مقتضی پر عمل کرنیکے لیے ماخوذ ہو اور اسمین حکم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لاؤ پس۔ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا
ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل فرمایا۔ من القرآن۔ یعنے قرآن پر پس ما موصولہ سے مراد قرآن مجید ہے اور یہ متلازم ہے ایمان بمحمد صلعم کے کیونکہ ایک
دوسرے کی تصدیق کرتے ہین اور نزلنا از تنزیل ہے جو تعظیم نزول پر اور تکرار پر دلالت کرتا ہے اور یہ خاصہ صفت فرقان حمید کی ہے کہ نجم نجم کرکے اُترا
بخلاف اور کتابونکے کہ ایکبارگی اُترین اور لوگونپر جمیع احکام ایکبارگی شاق ہوگئے چنانچہ مدت کے بعد رفتہ رفتہ کرکے کافر مرتد و معذب خوار پھر
مسلمان ہو ہو کر انپر عامل ہوے اور قرآن مجید رحمت خاص تھا کہ آہستہ آہستہ نازل ہوا جس سے لوگ کامل الایمان ہوے اور طریقہ تعلیم بھی یہی ہے
کہ رفتہ رفتہ اعلی مضامین سکھلائے جاتے اور سمجھ مین آتے اور کارآمد ہوتے ہین پس جیسے قرآن اس امت مرحومہ کو نعمت عظمی ملا ہے ویسے ہی
ملنے کا طریقہ بھی نعمت عظمی ورسب سے بڑھکر نعمت جسکے وسیلہ سے ملا یعنے ذات بابرکات حضرت سید المرسلین صلعم ہے پس جو نسبت انبیاء
علیہم السلام اور آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے ویسی ہی دیگر کتب آسمانی وقرآن مجید اور ویسے ہی دیگر امم سابقہ اور امت
خاص حضرت صلعم مین نسبت ہے والحمد للہ رب العالمین پس حکم دیا کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پاک کلام پر جو ہم نے تنزیل فرمایا درحالیکہ
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ۔ من التوراۃ۔ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو تمھارے پاس ہے یعنے توریت شریف کی۔ مفسر رح کا کلام
صریح ہے کہ خطاب فقط یہود کو ہے اور کلام مین اشعار ہے کہ توریت شریف اسوقت ان لوگون کے پاس ٹھیک موجود تھی اور امام بخاری کا کلام
انکی صحیح مین منادی ہے کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص لفظ مٹانا و بدلنا نہین کرسکتا ہے اور اسیکا موید ہے قولہ تعالی قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم
صادقین۔ پس کلام مجید سے انکے پاس کی کتاب آسمانی کی تصدیق تھی سوا ین معنے کہ کلام مجید مین اللہ تعالی نے حضرت موسٰی علیہ السلام کی
نبوت اور انکو توریت دیے جانے کو منصوص فرمایا پس تصدیق ہوئی کہ توریت کلام الٰہی ہے۔ اور ابن کثیرؒ کی تفسیر مین ہے کہ کتاب عظیم قرآن مین
تصدیق ہے ان اخبار و بشارات کی جوانکے پاس موجود تھی۔ اور بعض نے کہا کہ معنے تصدیق کے یہ کہ نزول قرآن کا اسی موافق ہوا جیسا توریت مین
بیان ہوا تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ اسمین تامل ظاہر ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مصدق بایں معنے کہ قصص و مواعید و دعوت توحید و عدل بین الناس و نہی
از معاصی و فواحش مین توریت سے موافق ہے قال المترجم خلاصہ یہ کہ راہ توحید کیطرف بلانے مین جملہ انبیا و کتب آسمانی ایک دوسرے کی تصدیق
کرتے ہین اور رہے بعض فروع احکام و طریق عبادت کے سو انمین فرق ہونا کچھ مضر نہین اسلیے کہ توحید پر ایمان کے یہی معنے ہین کہ خالص اللہ وحدہ
لاشریک قادر مختار کی بندگی کرے جس طرح وہ حکم فرماوے کیونکہ وہ مختار ہے اور طرق عبادت منحصر نہین ہین چنانچہ اسلام مین دیکھو کہ حضرت صلعم
نے تہجد کی نماز مین کبھی آٹھ رکعتین اور کبھی زیادہ پڑھین اور کبھی ظہر سے پہلے دو رکعتین اور کبھی چار پڑھین اور کبھی آمین بلند آواز سے فرمائی اور کبھی آہستہ
اور کبھی سینہ پر ہاتھ باندھے اور کبھی زیر ناف اور مجتہدون مین سے ہر ایک نے کوئی کوئی بات تحقیق کرکے پسند کرلی یعنے مثلاً کسی کو ثبوت ہوا

Marfat.com

کہ سینہ پر اکثر ہاتھ باندھتے تھے لہذا باعتبار اکثریت کے یہ اختیار کر لیا ورنہ زیر ناف بھی اس مجتہد کے نزدیک روا ہی اور برعکس اور ان وجوہ مین جھگڑا کرنا جہالت ہی ہان امور شرکیہ بدعت جو لوگ اپنی رائے سے نکالین انمین خوبصورتی سے فہمایش کیجاوے کہ تمھاری عقل کو راہ حق مین دخل دینے اور بھلا برا سمجھنے کی گنجایش نہین ہی اپنی طرف سے کچھ مت نکالو اگر ثواب و رضاے آلہی وخوشنودی روح پاک حضرت صلعم مقصود ہی تو ایک سے ایک ثواب کی بات بڑھکر موجود ہی اسپر عمل کرو تمھاری نکالی بات مین اگر ثواب فرض کیا جاوے تو بھی اسقدر نہوگا مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام درمیان مین زائد اسوجہ سے آگیا کہ یہود کا یہی حال تھا کہ دین و نور ایمان سے بے بہرہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ قبلہ بس بیت المقدس ہی اور طریقہ عبادت کا یہی ہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتلایا اور کثرت سے گمراہ ہوے اور حضرت عیسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو نمانا اور فروع عبادات کے علاوہ نہین جس نبی نے موافق حکم آلہی کے کچھ بدلا ہوا طریقہ عبادات کا بتلایا اُسی کو اُلٹے گمراہ سمجھکر قتل کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ قرآن مجید اصل توحید و ایمان مین توریت کی تصدیق کرتا ہی پس فروع جو مختلف سمجھے جاتے ہین ان سب کا نتیجہ ایک ہی ہی پس حقیقت کچھ اختلاف نہین ہی یہ تو اللہ عزوجل قادر مختار کا حکم ہی جسوقت کیواسطے اسنے جیسا حکم اپنے علم قدیم و حکمت بالغہ مین قرار دیا تھا وہی اسوقت و زمانہ مین جاری فرمایا حتی کہ زمانہ ختم ہونے اور قیامت آجانے پر یہ کچھ بھی نہین رہیگا۔ اور صحیح حدیث مین ہی کہ اگر اسوقت میں موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انکو کوئی چارہ نہوتا سوا اسکے کہ میری پیروی کرین۔ کیونکہ مدار کار تو اللہ عزوجل کی توحید پر ہی اسنے جو حکم دیا بس خوشی سے اسکو مانے لہذا حکم دیا کہ قرآن مجید پر ایمان لاوین جو حکم اسمین ہین سب کے پابند ہون حضرت محمد صلعم کی تصدیق کرین تو واجب و فرض ہوا کہ خوشی سے اسکو بجا لاوین۔ بعد علم توحید کے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی پیروی بحکم اللہ عزوجل تھی اب اسنے یہ حکم دیا کہ محمد صلعم پر ایمان لاوین لہذا فرض ہی کہ ایمان لاوین و قرآن کی تصدیق کرین جو اصل توحید و ایمان مین توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہو تو معلوم ہو چکا کہ توحید ہی اصل ہی پس قرآن مجید کا برحق ہونا خود ظاہر ہی اور اسمین کلام مجید کی فضیلت کی طرف اشعار ہی کہ اسکو توریت کی تصدیق کرنے والا قرار دیا اور یہ نہین فرمایا کہ توریت اسکی تصدیق کرتی ہی پس تم اسکو سچا جانو فافہم بالجملہ اس آیت کریمہ مین بڑی سخت وعید کے ساتھ حکم دیا کہ اے کتاب والو جلد ایمان لاؤ قرآن مجید کریم پر جو تمھارے پاس کی کتاب آلہی توریت شریف کو سچا بتلاتا ہی مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا۔ یعنے جلدی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ طمس کردین ہم چہرون کو۔ نمحوا فیہا من العین والانف والحاجب۔ ای محو کردین ہم جو کچھ چہرون مین آنکھ و ناک و بھنوین ہین۔ فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَا۔ پھر پھیردین ہم ان چہرون کو انکی پشت کی طرف۔ فنجعلها کالاقفاء لوحا واحدا۔ یعنے پھر کردین ہم ان چہرون کو مانند قفا یعنے گدّی کی طرف کے ایک سپاٹ تختہ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رحمہ نے یہ معنے لیے کہ چہرون کو مطموس کر کے مانند قفا کے سپاٹ تختہ کردین پس فنردّہا بمعنے فنجعلہا لیا اور یہی اس صورت مین ظاہر ہی کیونکہ چہرہ اس طرح سپاٹ میرٹ دینے کے بعد اسکو پیچھے کی طرف پھیر دینے سے کوئی جدید امر نہین پیدا ہو سکتا کیونکہ چہرہ بصورت قفا ہو گیا تو دونون طرف صورت یکسان ہو گئی پس معنے علی ادبارہا کے یہ ہوے کہ علی صورۃ ادبارہا۔ اور معنے رد کے صیرورت کے ہوے یعنے ہمارے رد کردینے سے چہرے بصورت قفا ہو جاوین و فیہ کلام سیاتی۔ جاننا چاہیے کہ علما نے معنے آیت مین اختلاف کیا ہی لہذا بیان ضرور ہی۔ پس طموس بمعنے دُروس ہی ای نشان مٹ جانا اور طمست الشئی بمعنے محو کر کے مین نے اس شئی کا اثر بالکل ناپید کردیا کذا فی القاموس وغیرہ اور قولہ تعالیٰ فاذا النجوم طمست۔ یعنے ستارون کے نشان زائل کیے جاوینگے۔ اور قولہ ربنا اطمس علی اموالہم۔ یعنے اے پروردگار ہمارے ان فرعون والون کے اموال برباد کردے اور قولہ تعالیٰ ولو نشاء لطمسنا علیٰ اعینہم۔ یعنے اگر ہم چاہین تو طمس کردین انکی آنکھون پر اے انکو اندھا کردین جب یہ معلوم ہوا تو آیت کریمہ مین قولہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ مین وجوہ کی تنکیر تو مخاطبون کو ہول دلانے کے لیے ہے اور اسکو نکرہ رکھنا اور ابہام کے ساتھ فرمانا مخاطبون کی طرف ایک گونہ لطف ہی کہ ابھی ایمان لاوین تو مقبول ہوگا۔ پھر مراد وجوہ سے یا تو معنے حقیقی ہین یعنے چہرے یا یہ

تعبیر ہی شخص سے چنانچہ اردو مین بھی بولا کرتے ہین کہ اسکے ساتھ ہین چار چہرے بھی ہین یعنے چار آدمی ہین اور اسیکا مؤید ہی قولہ او نلعنہم بضمیر ہم حالانکہ وجوہ کی طرف ضمیر فنرد ہا راجح ہی الا آنکہ مرجع الذین مذکور ہوا گرچہ اول ولی ہی کیونکہ خطاب سے غیبت کی طرف التفات پر ضمیر کا مرجع ہوگا کیونکہ ظاہر یہ تھا کہ او نلعنکم پس بر تقدیر آنکہ کہ باوجود طمس کے جسطرح مفسر رح نے ذکر کیا ہی چہرون مطموسہ کو پشت کی جانب پھیر دین اور یہ جو مذکور ہوا کہ ہیأت مین کوئی جدید امر نہین پیدا ہوگا مسلم نہین بلکہ زیادہ مکروہ ہیأت ہو جائیگی اور بہ نظر ظاہر قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ الصق ہین ولیکن ضرور ہی کہ علی بمعنی الی لیا جاوے کما لا یخفی وفیہ بعد ظاہر۔ اور بعض نے کہا کہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ پس طمس یہی ہی کہ فنردہا علی ادبارہا۔ اور حاصل یہ کہ انکے چہرے انکی پشت کی جانب ہو جاوین اور قفا اگلی طرف ہو جاوے۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عوفی رح نے ابن عباس رض سے اس آیت مین روایت کی کہ طمس وجوہ یہ کہ انکو اندھا کیا جاوے اور قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ کے یہ معنے کہ انکے چہرے انکے قفاؤن کی جانب کردین پس الٹے پاؤن چلین اور انہین سے آدمی کی آنکھین اسکی گدی کی طرف کردین یہی قتادہ رح وعطیہ عوفی نے کہا اور یہ عقوبت وخواری بڑھکر ہی۔ اَوْ نَلْعَنَهُمْ یمسخہم قردۃ۔ یا لعنت کرین ہم انکو۔ یعنے وجوہ کو جو اشخاص سے تعبیر ہی۔ یا اہل کتاب کو پس التفات از خطاب بغیبت ہی بغرض توہین کہ درصورت نہ ایمان لانے اور مستوجب لعنت ہونیکے لائق خطاب نہین ہین۔ اور مفسر رح نے کہا۔ ای نمسخہم قردۃ۔ یعنے مسخ کردین ہم انکو بندرون سے یعنے لعنت یہان اس طور پر کہ مسخ کرکے بندر کردین جبکہ وہ آدمیت کی صفت کا برتاؤ نہین کرتے جانورون کی عادت اختیار کرتے ہین اور سمجھانے پر بھی شرارت سے باز نہین آتے تو جانور بندر شریر بنا دیئے در لعنت سے یہ مراد بقرینہ قولہ۔ كَمَا لَعَنَّا مسخنا۔ جیسے ہم نے لعنت کی تھی۔ یعنے مسخ کردیا تھا۔ أَصْحَابَ السَّبْتِ منہم۔ سنیچر والون کو انہین سے یعنے مسخ کرکے بندر کردیا تھا جیسا کہ پارۂ الٓم مین تفسیر قولہ ولقد علمتم الذین عتدوا منکم فی السبت۔ الآیہ۔ مین بیان ہو چکا ہے اور سورۂ اعراف مین انشاء اللہ تعالیٰ مفصل قصہ آویگا پس لعنت کی تفسیر مسخ سے اسی بنا پر ہی کہ کما لعنا کی تشبیہ سے پوری تشبیہ مراد لیجاوے اور اگر فقط رحمت سے دور ومردود کیے جانے مین تشبیہ ہو تو یہ ضرور نہوگا ولیکن سیاق مرجح اول ہی کیونکہ حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ ہم تمہارے چہرے طمس کردین یا تمکو مسخ کرکے بندر کردین۔ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ ۔قضارہ۔ یعنے جو قضاے الٰہی ہی۔ مَفْعُولًا۔ مفعول ہی یعنے ہو گئی ہی یعنے قضاء الٰہی ایسی حتمی ہی کہ گویا وہ واقع ہو گئی ہوئی ہوتی ہی اور یہ فہیم کو تاکید ہی کہ قضاء الٰہی مین قدر کو جانین کہ وہان روک ٹوک اسباب کو کچھ خطور ودخل نہین ہی جو حکم ہو فوراً واقع ہوگا مفسر رح نے ذکر کیا۔ ولما نزلت اسلم عبد اللہ بن سلام۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہود مین سے ایک عالم تھے فوراً مسلمان ہو گئے اور معالم وکمالین وغیرہ مین مذکور ہی کہ عبد اللہ بن سلام ملک شام سے واپس آتے تھے کہ انھون نے راہ مین یہ آیت سنی پس گھر جانے سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے مسلمان ہو کر اور کہتے تھے کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ مین اپنے گھر نہ پہونچنے پاؤنگا قبل اسکے کہ اللہ تعالیٰ میرا چہرہ مطموس کردے مترجم کہتا ہی کہ صحیح بخاری مین انکا قصہ اسلام اور طور پر مذکور ہے اور ان دونون قصون مین میرے نزدیک توفیق دشوار ہی ظاہراً یہ روایت وہم ہی کہ راوی نے بجائے کعب احبار کے عبد اللہ بن سلام کا نام ذکر کردیا ہی اور مجھے اسکی اسناد کا بھی پتا نہین ملا اور معالم مین بطریق حکایت مذکور ہی اسی سے ظاہراً کمالین مین نقل کردیا ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے بھی یہ قصہ بالکل ذکر نہین کیا ہان کعب احبار کے اسلام کا قصہ ذکر کیا ہی وہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی۔ یہان کلام یہ ہی کہ اس آیت کے معنے یہ ہوے کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ قبل اسکے کہ ہم چہرون کو طمس کرین پس رد کردین انکے ادبار پر یا لعنت کرین جیسے ہم نے سنیچر والون کو لعنت کی اور یہان لوگونکو وعید ہی پس علما مین اختلاف ہی کہ مراد ان معانی مذکورہ سے یہی معنے تفسیری ہین جو مذکور ہوے یا یہ ضرب المثل ہی پس شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قولہ من قبل ان نطمس وجوہا فنردہا علی ادبارہا یہ ضرب المثل ہی انکے حق سے پھیرے جانے اور باطل کی طرف مردود کیے جانے اور راہ راست سے راہ ضلالت

Marfat.com

کی طرف اُلٹے پاؤن بھگائے جانے کی بنظیر اُسکی وہ ہی جو بعض نے قولہ تعالیٰ وجعلنا من بین ایدیہم سدا الآیۃ مین کہا کہ یہ مثل ہی انکے گمراہ ہونے اور ہدایت سے ممنوع ہونے مین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہی۔ مجاہدؒ نے کہا قولہ من قبل ان نطمس وجوہا یعنے راہ حق سے اندھا کردین قولہ فنردہا علیٰ ادبارہا۔ یعنے گمراہی مین مردود کرین۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ و حسنؒ سے اسکے مانند مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جائے کہ ابن عباسؓ سے بعض نے اسطرح معنے روایت کیے جو مفسرؒ نے ذکر کیے ہین اور یہان ابن ابی حاتم کی حکایت سے معلوم ہوا کہ انھون نے اسکو ضرب المثل قرار دیا ہی تو جواب یہ ہی کہ مفسر جلالؒ نے جو معنے ذکر کیے ہین وہ کلام کی تفسیر ہی اور ایسی ہی تفسیر ابن عباسؓ و دیگر سلف سے بھی مروی ہی پھر کلام یہ ہی کہ آیا یہی تفسیر جو الفاظ کے معنے حقیقی کے ترکیب سے سمجھی جاتی ہی یہی مراد بھی ہی یا اس تفسیر سے مراد ضرب المثل ہی پس ابن عباس سے تفسیر مذکور کے باوجود یہ بھی مروی ہی کہ الفاظ کی حقیقت مراد نہین بلکہ یہ ضرب المثل ہی اور ان دونون مین منافات نہین جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا فافہم۔ اور سدیؒ نے کہا کہ قولہ فنردہا علیٰ ادبارہا۔ ای ہم ان وجوہ کو حق سے ممنوع کردین۔ یعنے لوٹادین کہ کفرہی پر رہین یا بند رہنا دین۔ اور ابو زیدرحؒ نے کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو زمین حجاز سے مردود کرکے ملک شام کی طرف لوٹا دیا مترجم۔ کہتا ہے کہ تاریخ والوں نے لکھا ہی کہ یہود جو شہر مدینہ طیبہ مین آباد تھے اکثر انمین وہ تھے جو توریت مین صفت پیغمبر آخرالزمان و کرامات امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات سنکر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام یہان رہ پڑے تھے پس انکی ذریات ناخلف نے یہ نوبت پہونچائی کہ جب آخر کو یہ نعمت عظمیٰ پائی اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو اُلٹے دشمن ہوگئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بقول حضرت ابو زیدرحؒ کے حجاز سے اُلٹے پاؤن شام کو نکالے گئے واللہ الہادی ہو المفضل ونعوذ باللہ من الضلال۔ یہ تو ان علما کا قول ہی جو اسکے قائل ہین کہ مراد آیت مین طمس وجوہ سے ضرب المثل انکی گمراہ رکھنے کی ہی اور حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ وہ وقت آوے جسوقت کیواسطے ہمنے حکم دیدیا ہی کہ بعد اسوقت کے پھر کوئی کتابی ایمان نہ لاوے راہ راست نپاوے اُلٹے پاؤن گمراہی کی راہ جاوین یہانتک کہ جہنم مین پہونچین لیکن پوشیدہ نہین کہ مابعد مین جو فرمایا او نلعنہم کما لعنا اصحاب السبت۔ تو اسکی حقیقت مراد ہی اور یہ کوئی ضرب المثل نہین ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ ارجح یہ ہی کہ لعنت سے مسخ کردینا مانند ممسوخ ہونے اصحاب سبت کی مراد ہی تو یہ مرجح ہی کہ اول شق یعنے طمس وجوہ سے بھی حقیقت ظاہر مراد ہی اور اسی کو مفسرؒ نے اختیار کیا ہی اور اسیکا مؤید ہی قصہ اسلام کعب بن احبار چنانچہ عیسیٰ بن المغیرہؒ سے روایت ہی کہ ہم نے آپسمین ابراہیمؒ کے پاس کعب کے مسلمان ہونیکا تذکرہ کیا تو ابراہیمؒ نے فرمایا کہ کعبؓ زمانہ عمرؓ مین مسلمان ہوے اور حال یہ ہوا کہ یمن سے وہ بیت المقدس کا حج کرنے چلے راہ مین مدینہ مین گذر ہوا پس عمرؓ نکلکر کعب کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ ای کعب تو مسلمان ہوجا کعب نے کہا کہ تم لوگ نہین کہتے ہو کہ تمھاری کتاب مین ہی۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا اور مین بھی توریت کا حافظ ہون یعنے اسکے موافق مین بھی گدھے کے مانند بوجھ لادے ہوں۔ پس عمرؓ نے گفتگو چھوڑدی پھر کعب نکلکر چلے یہانتک کہ حمص مین پہونچے وہان کے لوگون مین سے کسی مرد کی زبان سے باآواز دردناک یہ آیت سنی کہ پڑھتا تھا۔ یاایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا الآیہ۔ تو کعبؓ بولے کہ ای پروردگار مین مسلمان ہوگیا بخوف اسکے کہ جو اس آیت مین فرمایا ہی وہ انکو لاحق ہو پھر لوٹ پڑے اور یمن مین اپنے لوگون پاس آئے اور ان سبکو لیکر مسلمان ہوکر چلے آئے رواہ ابن جریر۔ اور ابو ادریس عائذ اللہ خولانی سے روایت ہی کہ ابو مسلم جلیلی رحمہ اللہ معلم کعب تھے اور انکو ملامت کیا کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مین دیرنگ کیا ہی پس کعب کو مدینہ بھیجا کہ دیکھو یہ پیغمبر وہی ہین جنکا حال توریت مین مفصل ہی۔ کعب کہتے ہین کہ مین سفر کو سوار ہوکر مدینہ آیا ناگاہ مین نے سنا کہ تلاوت کرنے والا قرآن مین سے پڑھتا ہی کہ یاایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا آخر آیت کریمہ۔ پس مین نے جلدی کی اور پانی پر پہونچکر نہایا اور مین اپنا منھ چھوئے جاتا تھا بخوف اسکے کہ میرا چہرہ مطموس نہو جاوے

پھر مین اسلام لایا۔ رواہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہے ظاہر روایت ابن ابی حاتم مین ترک واختصار ہے اسواسطے کہ یہ تو بالاتفاق ہے کہ کعب احبار کا اسلام بعد حضرت صلعم کے زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین واقع ہوا تھا اور واقدیؒ نے اسی آیت کریمہ کے سننے پر انکا اسلام لانا روایت کیا مگر بطرز دیگر اور شاید کہ اقرب بصحت وہ ہے جو ابن جریر نے روایت کیا ہے۔ بہرحال اسمین کعب اپنا چہرہ چھوتے تھے کہ مطموس نہو جاوے اس سے ظاہر ہے کہ مفہوم ظاہری سمجھتے تھے پس یہ حجت تو نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ خود انکی سمجھ تھی جو حجت نہین ہو سکتی ہے مگر مؤید البتہ ہو سکتی ہے۔ اس قول پر کہ اس آیت سے حقیقت مراد ہے ایک اشکال ظاہر وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب اہل کتاب کو وعید کی گئی کہ ایمان لاؤ ورنہ وجوہ مطموس کر دینگے یا مسخ کر دینگے مانند اہل سبت کے حالانکہ ان دونون باتون مین سے کوئی بات واقع نہین ہوئی۔ تو مفسر جلالؒ نے اسکے دو جواب ذکر کیے اول بقولہ فقیل کان وعیدا بشرط فلما اسلم بعضھم رفع۔ یعنے بعض نے جواب دیا کہ یہ وعید مطلق نہ تھی بلکہ مقید تھی ایک شرط کے ساتھ یعنے یہ معنے ہین کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہم ایسا کرینگے پس جب بعض انمین سے مسلمان ہو گئے تو یہ وعید باقیونسے اٹھ گئی اور دوم جواب بقولہ وقیل یکون طمس و مسخ قبل قیام الساعۃ اور بعض نے کہا کہ قیامت سے پہلے یہ طمس یا مسخ واقع ہوگا۔ حاصل آنکہ وعید مذکور کے واسطے کوئی وقت مقدر نہین ہے پس قیامت سے پہلے ایسا ہوگا مترجم کہتا ہے کہ بنابرین ہو سکتا ہے کہ حدیث جو اہل سنن نے روایت کی ہے کہ اس امت مین بھی خسف و مسخ ہوگا اسی معنے پر محمول ہو کہ اہل کتاب جو ایمان نہ لاوینگے انکو قبل قیامت کے مسخ و مطموس کیا جاویگا واللہ اعلم اور کمالین مین لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہ انکے واسطے قیامت مین ہوگا اور نیز ذکر کیا کہ اول تو مجاہدؒ کا قول ہے کما رواہ ابن ابی حاتم اور دوم ابن عباسؓ کا قول ہے کما رواہ ابن جریر اور سوم قول حسن بصریؒ ہے انتہی و الظاہر الاول ثم الثالث واللہ اعلم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

البتہ نہین بخشتا اللہ تعالیٰ یہ کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکے لیے چاہے اور جسنے شریک ٹھرایا اللہ تعالیٰ کا

فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

اس نے بڑا طوفان باندھا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔ الاشراک بہ۔ یعنے ان یشرک بہ مفعول بہ ہے بتاویل ان مصدریہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ نہین بخشتا ہے شرک لایا جانا اسکے ساتھ۔ اور شرک کی نیکی دو قسمین ہین ایک شرک تو اعتقاد مین اور دوم فعل و قول مین اور ان دونون مین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین ایک تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات مین اور دوم اپنے فعل مین یا قول مین۔ پس اہل سنت کے اعتقاد مین بالاجماع مقرر ہوا ہے چنانچہ فقہ اکبر مین امام ابو حنیفہؒ سے ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل کے ساتھ کوئی چیز شریک نہین ہے نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ جاندار اور نہ بیجان پس نہ تو اوتعالیٰ کی ذات مین شریک ہے نہ صفات مین اور نہ افعال مین کسی طرح کسی چیز مین شریک نہین ہے لہذا اہل توحید و ایمان کو لائق ہے کہ شرک کے سب اقسام سے بہت پرہیز کرین کیونکہ شرک ایسی بدتر چیز ہے کہ ارحم الراحمین عز و جل کا غضب ایسا ہوتا ہے کہ قطعی حکم دیدیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ تعالیٰ بالتحقیق نہین بخشتا یہ کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے حالانکہ کمال رحمت سے فرمایا۔ ویغفر ما دون ذلک۔ اور بخشدیتا ہے جو نیچا ہے اس سے لیکن ساتھ ہی فرمادیا لمن یشاء۔ جسکے لیے چاہے یعنے او تعالیٰ عز و جل قادر مختار ہے اسپر کوئی بات واجب نہین پس یہ واجب نہین کہ شرک سے نیچے خواہ مخواہ بخشدے بلکہ تمام و کمال مختار ہے جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے مفسرؒ نے لکھا قولہ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ای ماسوی ذلک من الذنوب۔ یعنے جو سوائے اشراک کے ہے گناہون سے۔ اگر کہا جاوے کہ

Marfat.com

قولہ ان یشرک بہ ۔ تو فقط فعل کے شرک پر ہی یعنے آنکہ شرک کیا جاوے ساتھ اسکے ۔ اور اگر نہ کیا جاوے بلکہ اعتقاد مین ہو تو یہ حکم نہین اسکا جواب یہ ہے
کہ ہرگز نہین یہ وہم غلط ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہدیا کہ ان یشرک بہ یعنی الاشراک بہ ۔ ہی کیونکہ وہ مصدر ہی پس اشراک خواہ فعلی ہو یا اعتقادی ہو
کسیکو نہین بخشیگا ۔ اور ماسوائے اشراک کے کل گناہ ہونکو عام ہی خواہ صغیرہ ہون یا کبیرہ ہون حتی کہ ناحق مسلمان کو عمداً قتل کرنیکو بھی شامل ہی
اگرچہ بہت بڑا گناہ ہی قریب شرک کے پہونچا ہی لیکن چونکہ شرک کی حد مین داخل نہین ہی لہذا امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشے جیسا کہ اسنے وعدہ
فرمایا ہی کہ جسنے شرک نہین کیا اسکو مین جنت مین داخل کرونگا پھر اسکو اختیار ہی چنانچہ فرمایا لِمَن یَّشَآءُ جسکے واسطے چاہی ۔ المغفرۃ لہ
بان یدخلہ الجنۃ بلا عذاب ۔ یعنے چاہے اسکی مغفرت کرنا باین طور کہ اسکو جنت مین بلا عذاب کیے داخل کرے ۔ ومن شاء عذبہ من المومنین بذنوبہ
ثم یدخلہ الجنۃ ۔ اور جسکو چاہے عذاب کرے مومنون مین سے بقدر اسکے گناہونکے پھر اسکو جنت مین داخل کریگا جیسا کہ اسنے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا ہی
اگرچہ کوئی امر اسپر واجب نہین ہی خود فرمایا ۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون یعنے نہین پوچھ ہوسکتی اس سے اس چیز کی جو وہ کرتا ہی اور حال یہ کہ مخلوق سے
پوچھ ہوتی ہی پھر جاننا چاہیے کہ توبہ کرنا درگاہ الٰہی مین ایسی نعمت ہی کہ اس سے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین حتی کہ شرک بھی معاف ہوجاتا ہی پس معنی آیت
کریمہ کے یہ ہین کہ اشراک ایسی بدتر چیز ہی کہ خود یہ اشراک اس قابل ہی نہین کہ مغفرت ہو پس اگر بندے نے اشراک سے توبہ کر لی اور نادم ہوا تو اللہ تعالیٰ
اُس سے تجاوز فرماتا ہی اور پہلی خطا و غلطی پر گرفت نہین کرتا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اسلام لانا ڈھا دیتا ہی اپنے سے پہلے سب گناہون کو جو کچھ
ہون الحدیث ۔ اور ماسوائے اشراک کے باقی گناہ توبہ سے بدرجۂ اولیٰ معاف ہوتے ہین اور اگر توبہ نہ کی اور مرگیا تو وہ اس قابل ہین کہ اللہ تعالیٰ
چاہے انکو معاف کردے بدون عذاب کیے اور بدون سزا دیے ہوے ۔ اور چاہے سزا دیکر پھر جنت مین داخل کرے کیونکہ سوائے اشراک کے
کسی گناہ پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام نہین فرمائی ہی ۔ حاصل یہ نکلا کہ گناہ تین قسم کے ہین بنظر قابل مغفرت ہونے کے قسم اول اشراک ہی کہ
اگر توبہ کر لی تو معاف ہوگا اور اگر بلا توبہ کے مشرک مرا تو ہرگز اُسکو اللہ تعالیٰ عفو نہین کریگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور جنت سے قطعی محروم ہی
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسوقت مین جبکہ وہ دنیا مین ہی اُسکو صاف اطلاع دیدی کہ مین نے یہ حکم لگا دیا ہی قسم دوم کبیرہ گناہ وہ توبہ کرنے پر معاف ہین
اور بدون توبہ مرنے پر بھی قابل مغفرت ہین باین معنے کہ چاہے اللہ تعالیٰ بلا عذاب معاف کرے اور چاہے بعد سزا کے معاف کرکے جنت مین داخل
کرے اور قسم سوم صغیرہ تو وہ بھی قابل مغفرت در اللہ تعالیٰ کی مشیت مین ہین لیکن انکی بابت اللہ تعالیٰ کی مشیت ظاہر ہوتی ہی کہ غفور رحیم
ہی چنانچہ فرمایا وان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم الآیہ ۔ پس معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہونسے بچنے والے کی مغفرت اللہ تعالیٰ نے
چاہی ہی ۔ جاننا چاہیے کہ فقط معالم مین اسکا سبب نزول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے والے وحشی بن حرب و اسکے ساتھیونکے
حق مین مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ کہ وحشی مذکور نادم ہوا اور لکھا کہ مجھے اسلام لانے سے کوئی مانع نہین سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ والذین
لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیات ۔ اور ہم لوگون نے شرک و قتل و زنا سب کیا ہی تب نازل ہوا کہ قولہ الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً الآیتین
تو ان لوگون نے کہا کہ ہمکو یہ قطعی کیونکر معلوم ہو کہ عمل صالح ہم سے صادر ہونگے تب نازل ہوا قولہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ ۔ تب ان لوگون نے
کہا کہ ہم خوفناک ہین کہ شاید ہم مشیت الٰہی والون مین نہون تب نازل ہوا قولہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ
یغفر الذنوب جمیعاً الآیہ ۔ تب وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اُنکی توبہ قبول ہوئی ۔ رواہ عن الکلبی ولم ار من غیرہ ممن یعتمد علیہ ۔ اور جاننا چاہیے کہ فرقہ معتزلہ
نے یہان خلاف آیت کریمہ و احادیث کثیرہ کی یہ قید لگائی ہی کہ کبیرہ گناہ والا اگر بلا توبہ مرے تو بغیر عذاب کے بخشا نہ جائیگا اور اہل سنت آیہ کریمہ
و احادیث صحیحہ کے تابع ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہان احادیث باسناد پوری پوری سیاق سے نقل کی ہین اگرچہ سب احادیث جو اس

انہ ہو الغفور الرحیم ۱۲

باب مین آئی ہین نہین لائے مترجم انکو اختصار سے لانا ضروری جانتا ہی حضرت عائشہ رضؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ اللہ تعالی کے یہان دفتر تین
ہین ایک وہ دفتر کہ اللہ تعالی اسمین سے کچھ شمار نہین کرتا اور دوم وہ دفتر کہ اللہ تعالی اسمین سے کچھ ترک نہین فرمادیگا سوم وہ دفتر کہ اللہ تعالی اسکو
مغفور نہین کریگا پس جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ دفتر اللہ تعالی کے ساتھ شرک کا ہی اللہ تعالی نے فرمادیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ
اور فرمایا انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الآیہ - اور جو دفتر کہ اللہ تعالی کے نزدیک شمار مین نہین تو وہ بیجا افعال ہین جو ایسے ہین کہ بندے اور
اللہ تعالی کے درمیان ہین انکا گناہ ہی جیسے کوئی روز کا روزہ چھوڑ دیا کوئی وقت کی نماز چھوڑ دی تو امید ہی کہ اللہ تعالی اسکو بخشیگا اور
درگذر فرماویگا اگر چاہے اور وہ دفتر کہ جسمین سے اللہ تعالی کچھ ترک نہین فرماویگا - تو وہ بندونکا بعض کا بعض کے درمیان مظلمہ و مواخذہ ہی پس
اسمین لامحالہ قصاص و بدلا ہوگا - رواہ احمد و قال البزار فی مسندہ[سلہ] حدثنا احمد بن مالک حدثنا زائدۃ بن ابی الزناد النمیری عن انس بن مالک عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الظلم ثلثۃ فذکر نحو روایۃ عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم - اور معاویہؓ سے مرفوعاً ہیکہ ہر گناہ امید ہی کہ اللہ تعالی اسکو بخشدے سوائے
اسکے جو کافر مرا یا جسنے مومن کو عمداً قتل کیا - رواہ احمد والنسائی - ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہی
کہ اے ہمارے بندے تو نے میری عبادت جو کی اور مجھسے امید رکھی تو مین تجھے بخشنے والا ہون جس حالت پر کہ تو تھا - ای میرے بندے تو اگر زمین بھر کے
گناہ ہونکو لیکر مجھسے ملا مگر اس حال مین کہ تو نے میرے ساتھ کچھ شرک نہین کیا تو مین زمین بھر کی مغفرت سے تجھسے ملونگا - رواہ احمد - اور ابوذرؓ سے
روایت ہی کہ مین حرۃ المدینہ مین عشا کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا پھرتا تھا اور ہم احد پہاڑ کو دیکھتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ای
ابوذر مین نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ - فرمایا کہ مین نہین پسند کرتا ہون کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر تیسری شام آوے
اور میرے پاس اسمین سے ایک دینار بھی ہو سوا اس دینار کے جو مین قرضہ ادا کرنیکو رکھ چھوڑون مگر یہی کہ مین اس سونے کو بندگان خدا کے درمیان
ایسے ایسے خرچ کرون اور آپنے اپنے دائین و بائین و سامنے لپ بھر بھر کر اشارہ سے پھینکا - ابوذر نے کہا کہ پھر ہم چلے تو فرمایا کہ اے ابوذر جو لوگ
بڑے مال والے ہین وہی قیامت مین سب سے زیادہ نادار ہونگے مگر وہ مال والے جنھون نے یون یون دائین بائین سامنے لپ بھر بھر کر خرچ کیا پھر
فرمایا کہ ای ابوذر تو ایساہی اپنی جگہ پر رہ یہانتک کہ مین آؤن - پھر چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے پھر مجھے زیادہ باتین کرنے کی آواز
آئی تو مین نے کہا[سلہ] کہ شاید رسول اللہ صلعم کو کچھ پیش آیا پس مین نے پیچھے جانے کا قصد کیا پھر مجھے یاد آگیا کہ آپ نے حکم دیا ہی کہ اپنی جگہ سے
مت ٹلنا یہانتک کہ مین آؤن[سلہ] پس مین آپکا منتظر رہا یہانتک کہ آئے پس مین نے جو آواز سنی تھی اسکا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام
تھے کہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جو آپ کی امت مین سے مرا اس حال مین کہ اللہ تعالی سے کچھ شرک نہین کرتا تھا تو وہ جنت مین داخل
ہوگا - مین نے کہا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا یا چوری کی ہو فرمایا ہان اگرچہ زنا کیا و چوری کی ہو - رواہ احمد والبخاری و مسلم من وجوہ وطرق
اور ایک روایت صحیحین مین حدیث ہی کہ ابوذرؓ نے یہ سوال تین دفعہ کیا کہ اگرچہ اسنے زنا یا چوری کی ہو آپنے ہر بار یہی جواب دیا اور آخر مین
فرمایا ہی کہ علی رغم انف ابی ذر[سلہ] اور جابرؓ سے ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ موجبات کیا ہین یعنے جو کسی امر کو
واجب کردین وہ کیا ہین فرمایا کہ جو مرا ایسے حال مین کہ اسوقت مین وہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک نہین کرتا تھا تو اسکے لیے جنت واجب
ہوئی اور جو مرا ایسے حال مین کہ اللہ تعالی کے ساتھ کچھ شرک کرتا تھا تو اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی الحدیث رواہ عبد بن حمید و مسلم - جابرؓ سے
روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر مغفرت بندے پر رہتی ہی جب تک حجاب نہ واقع ہو - عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ حجاب کیا ہی فرمایا
کہ شرک کرنا اللہ تعالی کے ساتھ - فرمایا - کہ کوئی جی نہین کہ اللہ تعالی سے ملے درحالیکہ وہ اللہ تعالی سے شرک نہ کرتا تھا مگر آنکہ اسپر اللہ تعالی

سلہ گر یہی اسناد ہی تو ثلاثیات جید مین سے ہی ۱۲ سلہ یعنے آپ ضرور آوینگے کوئی امر خوفناک نہین ہی ۱۲ م سلہ یعنے خلاف گمان ابوذر - اصلی کلمہ محاورہ ہی ۱۲ م

کی طرف سے مغفرت اگر ہوگی چاہے اسکو عذاب کرے اور چاہے اسکو بخش دے-پھر پڑھا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیہ-رواہ ابو یعلیٰ وابن ابی حاتم-عن ابی سعید الخدری مرفوعاً جو مرا در حالیکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نہ کرتا تھا تو جنت میں داخل ہوا-رواہ احمد-ابو رہم عن ابی ایوب مرفوعاً وفیہ-جسنے گواہی دی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ-درحالیکہ اسکی زبان اسکے دل کی تصدیق کرتی تھی تو جنت میں داخل ہوا-رواہ احمد-عن ابی ایوبؓ ایک شخص آیا حضرت صلعم کے پاس اور کہا کہ میرا بھتیجا حرام سے باز نہیں آتا-فرمایا کہ اسکا دین کیا ہے-عرض کیا کہ نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کرتا ہے فرمایا کہ اس سے دین اسکا ہبہ مانگ اور اگر انکار کرے تو اس سے خرید کر پس مرد مذکور نے اس سے اس طرح طلب کیا مگر اسنے انکار کیا پس اس مرد نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو اپنے دین کے دینے پر بخیل پایا-ابو ایوبؓ کہتے ہیں کہ پھر نازل ہوئی یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیہ-رواہ ابن ابی حاتم-عن ضمضم الیمامی-مجھسے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ای یمامی تو کسی مرد کو مت کہنا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کبھی نہیں بخشیگا یا جنت میں نہیں داخل کریگا-پس میں نے کہا کہ ای صاحب یہ تو ایسا کلمہ ہے کہ ہم میں کا آدمی اپنے بھائی وساتھی کو کہدیا کرتا ہے جب غصہ میں آتا ہے تو ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تو کبھی مت کہہ کیونکہ میں نے حضرت صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص تھے ایک تو عبادت میں بہت کوشش کرتا اور دوسرا اپنی جان پر اسراف کرتا یعنے بہت بدکار تھا اور ان دونوں میں بھائی چارہ تھا اور عابد ہمیشہ دوسرے کو بدکاری پر دیکھتا تو کہتا کہ او فلانے ان باتوں سے باز رہ-وہ جواب دیتا کہ تو مجھے میرے پروردگار کے ساتھ چھوڑدے کیا تو میرا رقیب ہے آخر ایک روز اسکو ایسے سخت گناہ میں مبتلا دیکھا کہ اسکو بہت گران معلوم ہوا اس سے کہا کہ تیری خرابی ہو تو اس سے باز رہ اسنے جواب دیا کہ تو مجھے میرے پروردگار پر چھوڑ دے کیا تو میرا رقیب نگہبان مقرر ہوا ہے-عابد نے کہا کہ قسم اللہ کی تجھے اللہ تعالیٰ نہیں بخشیگا یا تجھے کبھی جنت میں نہیں داخل کرے گا-پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف ملک الموت کو بھیجا-انھوں نے دونوں کی روح قبض کر لی پھر اللہ تعالیٰ نے گنہگار کو حکم دیا کہ جنت میں چلا جا اور دوسرے کو کہا کہ کیا تو غیب جانتا تھا کیا تو میرے قبضہ واختیار کی چیز پر قادر تھا-فرشتو اسکو دوزخ میں لیجاؤ-حضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ عابد مذکور نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا جسنے اسکی دنیا وآخرت کو برباد کر دیا-رواہ احمد وابو داؤد-مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری وبھائی مسلمانوں کی مغفرت کرے اس حدیث سے یہ فقہ حاصل ہوئی کہ بندہ مومن کیسا ہی متقی ہو کبھی اپنے بھائی مسلمان کو جو گنہگار ہے حقیر نظر سے نہ دیکھے اور نفس پر بڑا امتحان ہے ہمیشہ خوفناک رہے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ وہ کسکی مغفرت فرماویگا ہاں اپنے کو نیکی کی توفیق پر دیکھکر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور دوسرے کو بدی پر دیکھکر اسکی مغفرت وتوفیق کی دعا کرے اور سمجھاوے لیکن اپنے نفس کے واسطے نہیں حتی کہ اگر وہ نمانے تو در صورت حاکم وقادر ہونے کے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے تنبیہ کرے بدون اسکے کہ اپنے نفس کو دخل دے اور اگر بقدرت نہیں تو اسکے نہ ماننے پر اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے پناہ مانگے بدون اسکے کہ اس سے رنج کھاوے لیکن اگر یہ رنج کھاوے کہ افسوس یہ میرا بھائی عذاب کی باتوں میں ظاہرا پڑا ہوا ہے پروردگار اسکو کسی طرح نجات دے جیسے باپ کو بیٹے کے حال پر افسوس ہوتا ہے اور رہا یہ امر کہ اس سے رنجیدگی ظاہر کرے تو درحقیقت یہ بدتر دعویٰ ہے کیونکہ ہدایت وتوفیق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور باقی فقہ ظاہر ہے اس حدیث شریف میں بہت کچھ مضامین ہیں فکر کرو اور حاصل کرو اور معنی جنت میں اور دوزخ میں جانے کے یہ ہیں کہ بعد موت کے جنتی جہاں جاتا ہے وہاں بھیجا اور دوزخی جہاں رہتا ہے وہاں بھیجا جو در اصل جنت ودوزخ کی برزخ ہے جیسا کہ علما نے کہا ہے اور حقیقۃً جنت ودوزخ میں بروز قیامت بعد حساب کے داخل ہوگا-اور عابد مذکور نے جو قسم کھائی اس میں شرک کیا مگر عمداً کو کھکر نہیں بلکہ ناسمجھی سے جو شرک خفی کے اقسام میں سے ہے-اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس شرک سے بھی بچا دے اور یہ ایسا ہے کہ جیسے

چبنے چبانے سے پیٹ مین درد ہو جانے کا آدمی کبھی یقین کر بیٹھتا ہی حالانکہ یہ غفلت ہی اسوقت ہوش رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے
ان چنون مین یہ تاثیر دیدی کہ اس سے یہ اثر اسکے پیٹ مین پیدا ہوا اللّٰھم ایدنا بالاید المتین واغفر لنا وانت ارحم الراحمین - عن ابن عباس عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم - اللہ عز وجل نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ مین گناہونکے بخشنے پر قدرت والا ہون تو مین اسکو بخشتا ہون اور کچھ پروا نہین کرتا
جب تک کہ وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے - رواہ الطبرانی قال الحافظ ابوبکر البزار والحافظ ابویعلی - حدثنا ھدبۃ بن خالد حدثنا
سھل بن ابی حازم عن ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من وعدہ اللہ علے عمل ثوابا فھو منجزلہ ومن
ومن توعدہ علے عمل عقابا فھو فیہ بالخیار - حضرت انس رضہ نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے کسی کام پر
ثواب کا وعدہ دیا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے اس وعدہ کو پورا کر دینے والا ہی اور جسکو کسی کام پر عذاب کی وعید فرمائی ہی تو اسمین
اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی یعنے چاہے عذاب کرے یا معاف کرے قال المترجم اس حدیث کے اخراج مین یہی دونون حافظ محدث متفرد ہین
کما قال الحافظ ابن کثیر رح اور واضح ہو کہ آلوعد بمعنے وعدہ دینا اور توعد بر وزن تفعل عذاب سے ڈرانا - اور در اصل یہ دونون وعدے
ہی ہین فرق یہ ہی کہ وعد تو ثواب خیر کا وعدہ ہی اور وعید عذاب و شر کا وعدہ ہی مگر اسکو وعدہ نہین کہتے وعید کہتے ہین اور معنے یہ ہین کہ اللہ
عز وجل قادر مختار کریم ہی جب اسنے اپنے کرم سے خیر کا وعدہ کیا تو کرم کے وعدہ کا خلاف کرنا زیبا نہین ہی خصوصاً اللہ عز وجل جامع جمیع کمال
کی طرف سے کب روا ہو سکتا ہی لہٰذا علمانے کہا کہ اللہ عز وجل کا وعدہ خلاف نہین ہوتا اور رہی عذاب کی وعید تو اسکی نسبت معتزلہ وغیرہ
فرقون نے کہا کہ وہ بھی خلاف ہوگا اور شیخ اشعری رحمۃ اللہ وغیرہم نے فرمایا کہ یہ روا ہی اس لیے کہ اگر کوئی اپنے غلام کو کہے کہ تو نے اگر
یہ نافرمانی کی تو تجکو پچاس کوڑے مارونگا اور تین روز تک کھانا نہ دونگا پھر اگر غلام سے وہ نافرمانی سرزد ہوئی تو کمال یہی نہین ہے اور
پوری خوبی یہی نہین ہی کہ لامحالا اسکو سزاے مذکور دیکے بلکہ عفو کردے تو بھی اچھا ہی لہٰذا ان علمانے وعید الٰہی مین بھی خلاف ہونا روا
رکھا ہی اور اس حدیث شریف سے ان لوگون کے قول کی تصدیق ہوتی ہے - اگر کوئی کہے کہ وعید مین خلاف ہونے سے جھوٹ لازم
آتا ہی تو جواب یہ ہی کہ اللہ عز وجل نے اپنی قدرت و مشیت پر سب رکھا ہی پس نافرمانیون و گناہ مین بھی یہی ہی جیسے فرمانبرداری کی صورت مین
چاہے تو عذاب کرے ایسی ہی نافرمانی مین چاہے نہ عذاب کرے پس یہ تو سچ ثابت ہوا کہ وہ شخص جسنے نافرمانی کی مستحق اس عذاب کا ہے اور
رہا عفو کرنا تو یہ زائد بمقتضاے فضیلت کرم ہی کہ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر - اور اس آیت مین فرمایا
ویغفر مادون ذلک لمن یشاء - ہان اگر مخصوص کسی سے خصوصیت عذاب ہی کی کردی ہو تو البتہ یہ وہم ہو سکتا ہے اور کلام اسمین
طویل ہی ہمنے عام بھائی مسلمانون کے سمجھانے کو آسان گفتگو کردی ہی واللہ الموفق للھدایۃ والصواب والیہ المرجع والمآب - عن ابن عمر
رضی اللہ عنہما - ہم لوگ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتل ناحق و مال یتیم کھانے والے اور محصنہ عورتون پر بہتان لگانے والے اور زور گواہی
دینے والے کے حق مین شک نہین کرتے تھے یہانتک کہ نازل ہوا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ - پس نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے صحابہ سواے مشرک کے باقیون کے حق مین ایسے یقین کرنے سے باز رہے - رواہ ابن ابی حاتم - اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہی کہ ہم لوگ شک نہین کرتے تھے اس شخص کے حق مین جس کے حق مین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین دوزخ واجب کردی ہی
یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی - ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ - پس جب ہم نے یہ آیت سن لی تو ایسے یقین سے باز رہے اور امور کو
اللہ تعالیٰ کی طرف امیدلگی ہوئی چھوڑدیا - رواہ ابن جریر اور نیز ابن عمر رضہ سے بسند صحیح روایت ہی کہ ہم لوگ کبیرہ گناہ کرنے والون کے

لہ اے اللہ ہمیں [illegible] ارحم الراحمین ہی ۱۲ منہ

Marfat.com

حق مین استغفار کرنے سے رکتے تھے یہانتک کہ ہمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا کہ آپ پڑھتے تھے - ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء الآیۃ - اور آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے قیامت کے دن پر رکھ چھوڑا ہی - رواہ البزار اور ایک روایت مین اسقدر اور ہی کہ پھر ہمنے بہتیری باتون سے جو ہمارے دلون مین تھین اپنے آپ کو روکا - اور ابن جریرؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت اتری - قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا - تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بھی معاف ہوگا - پس آنحضرت صلعم کو ناگوار گزرا اور آپ نے پڑھا کہ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء - وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے شرک کرے - فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا - ذنبا - اُسنے افترا کیا - یعنے گناہ کیا - عَظِيْمًا - کبیرا - کبیرہ گناہ - سابق مین قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ - کی تفسیر مین وہ احادیث ذکر ہو چکی ہین جنمین بیان ہی کہ شرک سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہین ہی اور یہ ایسا ہی کہ جیسے کہا جاوے کہ ایمان سے بڑھکر کوئی کار ثواب نہین ہے اور اللہ عزوجل نے آیت مین صریح فرمایا کہ شرک کرنا افترا ہی اور یہ نہایت پاکیزہ بیان ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ خالق تمام عالم کا وہی مالک مختار قادر علیم حکیم تمام صفات سے موصوف ہی اسکی بنائی ہوئی چیزون مین اگر کسی امر مین کوئی مخلوق مرد و کسی مخلوق کو اسکا شریک کرے یا کسے پاس سمجھے تو وہ بڑا مفتری بہتان باندھنے والا جھوٹا بدذات ہی نعوذ باللہ من الاشراک باللہ سبحانہ وتعالیٰ ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الآیۃ - اِس آیۂ کریمہ مین اللہ عزوجل نے خوف و رجا دونون کو جمع کر دیا - اور آگاہ فرمایا کہ او تعالیٰ نے علی العموم سبھی تمام صغیرہ و کبیرہ گناہون سے درگزر فرمائی اور عفو کیا سوائے ایک امر کے وہ شرک جلی ہی جس سے ہمیشہ کے لیے دوزخ کے مستوجب ہونگے - اور یہان توبہ کی شرط نہین فرمائی یعنے مشرک کے سوا سے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ کر لی ہو - اور مغفرت فرمانیکی جگہ نہین بیان فرمائی - اور اسمین بندون کو قوی امید ہی کہ دونون شرطین نہین ہین یعنے سوائے شرک کے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ ہو اور یہ بھی شرط نہین ہی کہ دنیا مین درگزر ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندون کے گناہ دنیا مین بھی بخشتا ہی اور لطف و کرم سے آخرت مین بھی عفو کریگا بشرطیکہ گناہ کے ساتھ شرک نہو اور یہ عوام کے حق مین مقرر و ثابت ہی اور خاص لوگو نپر ذرا سختی کر دی کہ انکے چھپے خطرات کا بھی تفحص ہوگا اور ماخوذ ہونگے چنانچہ اپنی بندگی کرنے پر نظر نہ کرین اور عوض کی طرف آنکھ نہ ڈالین اور جاہ و تعریف کو پسند نہ کرین اور سنانے کو یا دکھلانے کو ذکر نہ کرین مترجم کہتا ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے گنہگار ترسندہ ناک از خدای + بہ از پارسائے عبادت نمائے + یعنے جو گنہگار اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو وہ ایسے پرہیزگار پارسا عابد سے اچھا ہی جو دکھلانے کو عبادت کرے - اور صحیح حدیث مین ریاکاری یعنے دکھلانے کو عبادت کرنا شرک فرمایا ہی - اور بیان فرمادیا کہ جو باتین ان چیزون سے کم ہین وہ ان لوگون سے مغفور ہین جیسے لغزش خیالات کی جو چوک جانے سے ہو کیونکہ انسے عہد محبت و معرفت نہین ٹوٹتا ہی اور یہ جو کہا جاتا ہی کہ وہ لوگ شرک خفی سے ماخوذ ہوتے اور پکڑے جاتے ہین تو وہ شرک خفی ہی جو ریا و شک کے خطرے کہلاتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہی کہ وہ لوگ ہر دم اپنی ہر سانس پر حساب لیے جاتے ہین پس اگر کسی سانس مین انسے کوئی خطا سرزد ہوئی یعنے ریاء و شک وغیرہ کا کوئی خطرہ آیا اور غفلت ہوئی تو اللہ تعالیٰ انکو عذاب دیتا ہی اور وہ عذاب یہ ہوتا ہی کہ پردہ کر دیا جس سے وہ مشاہدہ سے محروم ہو گئے - اور یہ اسوقت ہی جبکہ وہ لوگ ان خطرات سے غفلت مین پڑگئے ہون اور اگر ایسا ہوا کہ خطرہ آنے کے بعد انھون نے اسکی نفی کی اور اسکو رد کر کے اور وسوسہ شیطانی دور کرنے سے غافل نہوئے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو یاد کیا کما قال تعالیٰ ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم - اور اسکی صفات پاک کو ذکر کیا کما قال تعالیٰ ومن یغفر الذنوب الا اللہ - اور اسکی

Marfat.com

نعمتون اور انعام مین فکر کی جس سے انوار حاصل ہوئے کہ قلب کو وسعت و کشادگی حاصل ہوئی اسلیے کہ قلب مین نور پیدا ہوا پس اپنی تر زندگی سے اور مراقبہ و حضوری مین اپنا قصور دیکھنے سے اس لغزش کا تدارک کر لیا تو پھر اسکے بعد الوہیت کے اسرار اور ربوبیت کے انوار انکے سینون مین پھیلتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ۔ یعنے جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھولا وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور مین ہوتا ہی مترجم کہتا ہو کہ حدیث مین ہو کہ نور جب سینہ مین داخل ہوتا ہی تو سینہ اسکے واسطے کشادہ ہو جاتا ہی تا آخر حدیث رواہ البیہقی وغیرہ عن ابن مسعودؓ۔ پس ان لوگون نے انھین انوار و اسرار سے معرفت و کشف کی راہین طے کی ہین۔ بعض بزرگون نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین کہا کہ شرک یہ ہو کہ اسکے سر باطنی مین کوئی غیر چیز سوائے اللہ عزوجل کے نمود ہو اور بعضون نے فرمایا کہ اپنے عمل کو دیکھنا اور اپنے نفس پر نظر رکھنا اور اپنے نفس کے کامون پر مدح کا خواستگار ہونا یہ سب شرک ہی کے اقسام مین سے ہین جسکی نسبت اللہ عزوجل نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکو نہین بخشیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت باری تعالیٰ عزوجل سے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہو کہ جسنے کوئی ایسا عمل کیا جسمین میرے غیر کو شریک کیا تو مین اس سے بری ہون یعنے اس سے پاک بیزار ہون مترجم کہتا ہو کہ منجملہ احادیث صحاح کے ہے۔ شیخ نے کہا اور حضرت استاذ رح فرماتے ہین کہ عوام سے تو مطالبہ کیا گیا کہ شرک جلی چھوڑین اور خواص سے مطالبہ و مواخذہ ہو کہ شرک خفی بھی چھوڑین۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم ۚ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ انظُرْ

کیا تو نہین دیکھتا اُن لوگون کو جو پاکیزہ کہتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہی جسکو چاہے اور انپر ظلم نہو گا تاگے برابر دیکھ

كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝

کیونکر اللہ تعالیٰ پر جھوٹھ باندھتے ہین اور کھلا گناہ ہونے کو یہی کافی ہی

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم۔ کیا تو نے یہ لوگ نہین دیکھے جو اپنی ذات کی پاکیزگی کرتے ہین **ف** یہ استفہام ان لوگون کے حال سے تعجب دلانے کو ہو کیونکہ تزکیہ کسی نفس کا کوئی نہین جان سکتا ہے سوائے حق عزوجل کے پس قطع نظر خود ستائی و اپنے منہ میان مٹھو بننے کے یہ شرک ہو کہ جو بات سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی نہین جان سکتا اسکے یہ لوگ مدعی ہوے اور مفسرین نے اس امر مین تو اتفاق کیا ہو کہ یہ مدعی مشرک لوگ یہود ضرور تھے اور اسمین اختلاف ہو کہ تزکیہ کیونکر کرتے تھے چنانچہ معمر رح نے کہا۔ وہم الیہود حیث قالوا نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ یعنے یہ لوگ یہود تھے اور تزکیہ یون کرتے تھے کہ کہتے تھے کہ ہم لوگ تو فرزندان خدا و اسکے احبا علیہ ہین۔ یہ قول انکا کلام مجید مین آیندہ مذکور ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ حسن بصری و قتادہ رح نے کہا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق مین اُتری جبکہ انھون نے کہا کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ اور کہا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاریٰ۔ اور مجاہد رح نے کہا کہ یہودی اپنے لڑکون کو نماز و دعا مین آگے کرتے اور امام بناتے اور کہتے کہ یہ پاکیزہ ہین انپر کوئی گناہ نہین۔ کذا قال عکرمہ و ابو مالک کما رواہ ابن جریر اور ابن عباس رض سے ہو کہ یہود نے کہا کہ ہمارے فرزند مرے وہ ہمارے واسطے قربت ہین ہماری شفاعت کرینگے اور ہمکو پاکیزہ کرینگے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔ رواہ ابن جریر اور ایک روایت مین ابن عباس رض بعد اسکے فرمایا کہ یہود نے اس طرح دعویٰ کرنے مین اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اور اللہ تعالیٰ کے یہان تو کوئی گناہگار کسی بیگناہ کی وجہ سے بے گناہ نہین ہو جاتا ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم وقال وروی عن مجاہد و ابو مالک و سدی و عکرمہ و ضحاک نحو ذلک۔ اور ضحاک نے کہا کہ وہ کہتے کہ ہمپر گناہ نہین جیسے ہمارے لڑکون پر نہین ہو اور بعض نے

کہاکہ آپسمین ایک دوسرے کی مدح کرنے اور اپنونکو پاکیزہ کہنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہی اور معالم مین کلبی سے مروی ہی کہ چند علماے یہود اپنے لڑکونکو لیکر نبی صلعم کے پاس آئے تھے باتون مین کہاکہ بھلا ان لڑکون پر کوئی گناہ ہی پھر کہاکہ ہم بھی انھین لوگونکے مانند ہین جو ہم رات مین کرتے ہین وہ دن مین عفو ہوجاتے ہین اور جو دن مین کرتے ہین وہ رات مین عفو ہوتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مترجم کہتا ہی کہ تزکیہ کے معنے ہین تطہیر و تنزیہ - یعنے پاک و طاہر کہنا پس شاید کہ ان جملہ تفاسیر پر صادق ہو اور سوائے انکے اور طور پر جو تزکیہ کے معنے ہین انکو بھی شامل ہو اور اسمین شک نہین کہ لفظ عام ہی جو کوئی اپنے آپ کو یا دوسرے کو کسی امر سے تزکیہ کرے کہ حقیقی عالم اسکا اللہ تعالیٰ ہی اسپر یہی حکم جاری ہی اور نیز آیت مین دلیل ہی کہ تزکیہ آمیز القاب بھی ممنوع ہین جیسے سید العلما - اور سید دین پناہ - وغیرہ - اور شیخ ابن کثیرؒ نے اس قول کی تائید مین کہ نزول اسکا تمادح و تزکیہ کی مذمت مین ہی ذکر کیاکہ مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیاکہ ہم مدح کرنیوالون کے منھ مین خاک جھونکین رواہ مسلم - اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک مرد سے سناکہ دوسرے کی مدح کرتا تھا تو فرمایاکہ خواری ہو تجکو تو نے اپنے یار کی گردن ماری پھر فرمایاکہ اگر لامحالہ کوئی تم مین سے دوسرے کی تعریف ہی کریگا تو یون کہنا چاہیے کہ مین اسکو چنین و چنان خیال کرتا ہون اور اللہ تعالیٰ پر کسی کو تزکیہ نہ کرے رواہ البخاری و مسلم - اور عمر بن الخطابؓ سے ہے کہ جو مجکو تمپر خوف ہی اسمین سب سے زیادہ خوفناک یہ بات ہی کہ آدمی اپنی رائے پر اعجاب کرے سو جسنے کہاکہ وہ مومن ہی تو وہ کافر ہی اور جس نے کہاکہ وہ عالم ہی تو وہ جاہل ہی اور جس نے کہاکہ وہ جنتی ہی تو وہ دوزخی ہی - رواہ ابن مردویہ وقد رواہ احمد من قولہ جس نے کہاکہ وہ مومن ہی الخ - اور حدیث معاویہ بن سفیان مین مرفوعاً ہی کہ خبردار بچتے رہو تمادح سے کہ وہ ذبح ہی رواہ احمد و ابن ماجہ - اور عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایاکہ آدمی اول وقت اپنے دین کے ساتھ جاتا ہی پھر لوٹتا ہی تو اسکے پاس دین مین سے کچھ نہین ہوتا کسی دوسرے سے ملتا ہی جو اسکے نفع و ضرر کسی کا مالک نہین ہی اس سے کہتا ہے کہ واللہ آپ ایسے وایسے ہین پس شاید کہ ایسے حال سے لوٹتا ہی کہ اسکی حاجت تو کچھ بھی پوری نہوئی ولیکن اسنے اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرلیا پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی - الم تر الی الذین یزکون انفسہم رواہ ابن جریر مفسر جلالؒ نے مابعد سے مربوط ہونے کے واسطے حاصل کلام یون بیان کیا ای لیس الامر بتزکیتہم انفسہم - یعنی واقعی حال تو ان لوگون کے اپنے آپ کو تزکیہ کرنے پر نہین ہی - بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي - یطہر مَن يَشَآءُ بالایمان - بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تزکیہ کرتا ہی یعنے پاک کردیتا ہی جسکو چاہے یعنے ایمان کے ساتھ پاکیزہ کردیتا ہی یہ دوسرے سے ممکن نہین ہی - جاننا چاہیے کہ تزکیہ مصدر باب تفعیل ہی پس اگر کسی بندے نے اپنے کو یا غیر کو تزکیہ کیا تو دو حال سے خالی نہین یا تو یعنے پاک کردیا یہ تو اسکے اختیار مین نہین ہی یا یعنے آنکہ اسکو پاکیزہ ہونے کی طرف نسبت کیا جیسے تقدیس اللہ تعالیٰ کی کہ مراد یہی ہی کہ بندے نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور جیسے دیدنے عمرو کی تکفیر کی یعنے اسکو کافر کہا پس یہ دو حال سے خالی نہین یا تو کسی دلیل قطعی سے کہا پس اس صورت مین بنظر اس دلیل قطعی کے مثلاً حکم خدا و رسول سے یقین جاننے کے وہ سچا ہی مثلاً کوئی نصرانی یا اور کسی قسم کا کافر اپنے کفر پر مرا اور زید نے اسکی تکفیر کی تو درست ہی یا حضرت عیسیٰ و موسیٰ انبیا علیہم السلام کی تصدیق کی یعنے انکو سچا کہا تو بہت درست ہی اور دوم یہ کہ اسنے بلا قطعی دلیل کے ایسا کیا مثلاً زید نے عمرو کی تکفیر کی یعنے عمرو کو کہاکہ اوکافر بدون اسکے کہ عمرو کا کافر ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو تو اسنے بہت بد حرکت کی وہ خود نہین جانتا کہ کافر ہی یا نہین ہی اسیطرح اگر تزکیہ کیا تو اسکے تزکیہ کرنے پر کچھ نہین ہی کیونکہ یہ تو اسکے اختیار ہی مین نہین ہی کہ در واقع اسنے اپنے آپ یا غیر کو پاکیزہ کردیا - رہے دوسرے معنے کہ پاکیزگی کی طرف نسبت کی تو یہ بدتر جہالت ہی وہ کہانسے جانتا ہی کہ واقع مین ایسا ہی تو اسکا تزکیہ کرنا اور نکرنا کچھ مفید تو ہوا مگر چونکہ اسنے فخر کی بلکہ کہ اس سے غضب الٰہی مین پڑگیا یہی مفسرؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا جسکا حاصل کہ اللہ عزوجل نے تعجب لایاکہ عجب بیباک جاہل ہین کہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتے

[illegible]

Marfat.com

ہین حالانکہ واقع مین تزکیہ ہونا انکے تزکیہ کرنے پر نہین ہوجاتا وہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہی جسکو چاہے ایمان دیکر تزکیہ کرے اور ایک جماعت علما کے نزدیک باوجود مومن ہونے کے بھی اپنے اوپر ہی کامل یقین نہین ہو سکتا کیونکہ انجام کار کیا معلوم ہی کہ وہ کافر مریگا یا مومن مریگا تو بھلا دوسرے کو تزکیہ کیا کر سکتا ہی اور یہی حضرت عمرؓ کے اثر مذکورہ بالا کے معنے ہین پس علماء اشعریہ مین سے جسنے اس اثر سے استدلال کیا کہ۔ انا مومن انشاء اللہ کہنا روا ہی یعنے ایمان مین استثنا کرنا روا ہی تو یہ وہم ہی بلکہ معنے اسکے وہ ہین جو ہم نے بیان کر دیے اور علماء حنفیہ اسکے قائل نہین ہین کہ ایمان مین بطریق شک کے انشاء اللہ تعالیٰ سے استثناء کرے کیونکہ ایمان قطعی اعتقاد ہی اور شک کے ساتھ یہ باقی نہ رہا ہان اکثر محققین نے اس اس طور پر مضائقہ نہین جانا کہ انشاء اللہ تعالیٰ سے دوام توفیق وخاتمہ بالخیر ہونے پر تبرک لیا جاوے یعنے انشاء اللہ تعالیٰ مین ایمان پر مرونگا کیونکہ یہ حوالہ ہی اللہ تعالیٰ کے تزکیہ پر کہ وہی پاک پروردگار دانا تر ہی کہ کس بندے کے لیے اسنے ایمان سے تزکیہ مقدر فرمایا ہی پس وہی جانتا ہی کہ کس بندہ کو ایمان پر موت دیگا اور البتہ فرمایا بل اللہ یزکی من یشاء۔ یعنے اسکا مرجع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہی کیونکہ حقائق امور کا دانا وہی ہے **وَلَا يُظْلَمُونَ** ینقصون من اعمالہم۔ اور نہین ظلم کیے جاوینگے یعنے نہین کمی کیے جاوینگے وہ لوگ اپنے اعمال مین سے۔ **فَتِيلًا**۔ قدر قشرۃ النواۃ۔ بقدر قشر نواۃ کے۔ یہی ابن عباسؓ سے مروی ہی پس نواۃ چھوارے کی گٹھلی اور فتیل وہ ڈورا جو اس گٹھلی کے چراو پر ہوتا ہی کذا قال ابن عباسؓ حسن ومجاہد وقتادہ وعکرمہ وغیر واحد من السلف وعن ابن عباس ایضا ہو ما فتلت من اصابعک **ذکرہ ابن کثیر** یعنے ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہی کہ فتیل وہ انگلیون کے آپس مین مروڑنے سے ذرا سا میل کچیل چھوٹتا ہی وعلی ہذا فتیل بمعنے مفتول ہی اور خلاصہ یہ ہی جو **بیضاوی** مین مذکور ہے کہ فتیل سے ضرب المثل کسی چیز کی حقارت پر لاتے ہین اور معنی یہ ہین کہ ادنیٰ وحقیر ظلم بھی انپر نہوگا۔ اور نیز **بیضاوی** نے فرمایا کہ آیت مین تنبیہ ہی کہ تزکیہ جو اعتماد کے قابل ہی اللہ تعالیٰ ہی کا تزکیہ ہی کسی اور کا نہین ہی کیونکہ وہی ہر بندہ کے حسن وقبح سے دانا ہی اور حال یہ کہ ان یہود بدبخت کی مذمت فرمائی اور اپنے برگزیدہ بندونسے رضامندی ظاہر کی اور انکی تعریف فرمائی ہی۔ **اُنْظُرْ** متعجبا تو تعجب سے دیکھ کہ **كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ**۔ بذلک۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان گڑھتے ہین **ف** یعنے اس امر مذکورہ بالا سے کہ ہم فرزندان خدا ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ اور ہمارے سوائے کوئی جنت مین نجائیگا۔ اور سوائے چند روز کے ہمکو آگ نہ چھوئیگی وغیر ذلک اور یہ تفصیل ہی مشار الیہ کی اور اصل مشار الیہ وہ معنے ہین کہ اپنی ذات کیواسطے تزکیہ کرتے تھے۔ **وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا**۔ بینا۔ حالانکہ یہ بدکاری کھلے گناہ ہو نیکو کافی ہی **ف** مبین بمعنے بین ہی حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تعجب دلایا کہ ان لوگونکو دیکھا کہ اپنی ذات کا خود تزکیہ کرتے ہین حالانکہ اسکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اور تزکیہ اسی کے کرنے پر ہی اور وہ کسی پر ذرا سا ظلم نہین فرمائیگا پس عدل سے اگر قابل تزکیہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انکی تحسین وتزکیہ فرماتا اور تعجب سے دیکھ کہ یہ لوگ عجب بیباک بیوقوف ہین کہ کھلا گناہ یہ کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہین پھر بھی اپنا تزکیہ کرتے ہین اور نہین جانتے کہ زبانی تزکیہ کے جھوٹے دعوے بیفائدہ بلکہ وبال ونکال ہین واللہ اعلم **ف** شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء۔ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ عز وجل نے جھوٹے دعوے کرنیوالونکا حال بیان کیا جو لوگون کو دکھلانے کے لیے کام کرتے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہین کرتے۔ اولیاء اللہ کے کلام سنکر سالوسی کے بازار مین بیچتے ہین اور صدیقین کو جو حقائق حاصل ہوتے ہین وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہین اور بغیر جانے ہوئے ریاضات ومجاہدات کے مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہین حالانکہ مقام صدق کی بو بھی کبھی نہین پائی۔ اور باوجود ان عیوب کے اپنے آپکو عیوب سے بری وپاک قرار دیتے ہین پس اللہ عز وجل نے انکے دعوے اوپر پھینک مارے بقولہ بل اللہ یزکی من یشاء۔ یعنی اپنی تنزیہ کے انوار اپنے اولیاء واصفیاء کو پہناتا ہی پس انکو ہر برائی سے پاک کرتا ہی اور ہر خطرہ

جو سوائے راہ حق کے ہو منزہ کر دیتا ہی - بعض اکابر نے فرمایا کہ یہ نفوس تو محل تزکیہ نہیں ہین سو جسنے اپنے نفس مین کوئی چیز مستحسن و خوب قرار دی یعنے سمجھا یا یقین کیا یا دوسرے کے کہنے سے خوش ہوا کہ ایسا ہی ہی تو اسنے اپنے باطن کو انوار یقین سے ساقط کر دیا -

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

کیا تو نہین دیکھا ان لوگون کو جنکو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب سے ایمان لاتے ہین بتون اور شیطان پر اور کہتے ہین

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

کافرون کو کہ یہ لوگ زیادہ پائے ہوئے ہین ایمان والون سے راہ یہی ہین جنکو لعنت کی اللہ نے

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

اور جنکو اللہ تعالیٰ لعنت کرے تو تو پھر نہ پاویگا اسکے لئے کوئی مددگار

شیخ مفسر رحمہ نے لکھا کہ نزل فی کعب بن الاشرف ونحوہ من علماء الیہود لما قدموا مکۃ حرضوا المشرکین علی الاخذ بثار قتلی بدر لمحاربۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نازل ہوا کہ یہ کلام پاک دربیان زیادت کفر کعب بن الاشرف وغیرہ علمائے یہود کے اور حال یہ ہوا تھا کہ کعب بن الاشرف وغیرہ مکہ کو گئے اور بدر کی لڑائی مین جو کفار قریش قتل ہوئے تھے انکے ماتم مین مرثیہ کہا اور مشرکون کو مشتعل کیا کہ انکے خون کا عوض لین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑین - اور انکی خوشی خاطر کے واسطے کفر کی باتین کہین جو تفسیر کلام مین بیان ہونگی - یہ قصہ معالم مین مذکور ہی اور ابن ابی حاتم و ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا اور یہ حضرت ابن عباس وغیرہ ایک جماعت سلف سے مروی ہی - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ - کیا تو نے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب الٰہی مین سے ایک خفیف حصہ دیا گیا ہی وہ جبت و طاغوت پر ایمان لاتے ہین ف ان یہودیون کو صرف لفظی بحث کا حصہ تھا جسکا اثر دل پر کچھ نہ تھا لہذا موقع ہوتا تو تعظیم کرکے جبت و طاغوت کی مدح و پرستش کرتے مفسر رحمہ نے لکھا کہ جبت و طاغوت قریش کے دو بت تھے اور ان دونون بتون پر ایمان لانے کے یہ معنے ہین کہ یہود مذکور نے جب قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے و کشتگان بدر کا بدلا لینے پر آمادہ کیا اور اپنی طرف سے پوری شرکت کا وعدہ کیا حالانکہ یہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح رکھنے پر معاہدہ کر چکے تھے تو قریش نے کہا کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور محمد بھی اہل کتاب ہین شاید تم ہم سے فریب کرتے ہو اور ہم کو وہان لیجا کر قتل کرا دو لہذا اگر تم سچے ہو تو ان دونون بتون پر ایمان لاکر انکو سجدہ کرو تاکہ ہمارے دوست ظاہر ہو اور ہم سمجھین کہ تم ہم کو ٹھیک راہ پر جانتے ہو تب البتہ ہم عرب کے تمام گروہ جمع کرکے ایکبارگی محمد کا فیصلہ کر دین پس ان لوگون نے منظور کیا اور دونون بتون پر ایمان لائے و سجدہ کیا کذا ذکرہ اہل التفسیر حسد بری چیز ہے کہ ان یہود نے اپنا ایمان کھلے خزانے کھو دیا اور انجام اسکا کچھ نہوا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا - پھر جاننا چاہیے کہ مفسرین نے جبت و طاغوت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے مختصر یہ کہ از عمر بن الخطاب - جبت جادو - طاغوت شیطان ہی - اور یہی ابن عباس و مجاہد و ابو العالیہ و عطاء و عکرمہ و سعید بن جبیر و شعبی و حسن و ضحاک و ابن سدی سے مروی ہی اور نیز ابن عباس سے ہی کہ جبت بمعنے شیطان بزبان حبشی ہی اور یہ بھی علمائے تابعین مذکورین سے مروی ہے و از ابن عباس ایضاً جبت شرک - وایضاً عنہ الجبت بت اور عن الشعبی کاہن - و عن ابن عباس وہ حیی بن اخطب یہودی ہی - اور از امام مالک رح طاغوت وہ جو سوائے اللہ عز و جل کے پرستش کیا جاوے - اور بعض نے فرمایا کہ جبت و طاغوت ہر وہ چیز جو سوائے حق عز و جل کے پرستش کی جاوے یا اللہ تعالیٰ کی معصیت مین اسکی پیروی کی جاوے مترجم کہتا ہی کہ یہان دو وجہ ہین اول آنکہ قدرتین بنظر سیاق کیا مراد ہو تو مفسر جلال رح نے

Marfat.com

ارجح قرار دیا کہ مراد قریش کے دو بت ہین۔ دوم آنکہ حکم عام ہی کسی کو روا نہین کہ جبت وطاغوت کی پیروی یا پرستش کرے تو ظاہر لغت مین جبس
چیز پر یہ لفظ صادق آتا ہو وہ اسمین داخل ہوگی تو جوہری رح نے صحاح مین کہا کہ جبت ایک کلمہ ہی جو بت اور کاہن اور ساحر اور انکے مانند چیز پر
بولا جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ طیرہ و عیافہ و طرق بھی جبت مین سے ہی اور یہ لفظ محض عربی نہین ہی کیونکہ بغیر واو یا حرف لفی ہونیکے جیم و تا ایک کلمہ
مین جمع نہین۔ پس حاصل یہ کہ سیاق آیت تو ظاہر انھین دو بتون کیواسطے ہی جیساکہ شیخ جلال رح نے ذکر کیا اور حکم عام کیواسطے حکم لغت ہی پس سلف
صالحین نے جو روایات ہین وہ بمعنے شمول حکم ہین واللہ اعلم وحدیث جو جوہری نے ذکر فرمائی عموم حکم کے واسطے صریح مؤید ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے
ذکر کیا کہ اس حدیث کو امام احمد وابو داؤد ونسائی وابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عوف بن حبان راوی نے تفسیر کی کہ عیافہ تو زجر الطیر ہے یعنے
پرندہ کا زجر کرنا۔ طرق بمعنے خط زمین مین کھینچنا۔ اور بعض نے کہا کہ طرق یہ کہ کاہنون کے طور پر پتھر وکنکری مارے۔ اور طیرہ یہ کہ کسی چیز سے شگون لے
پس برائی وشوم اسی چیز سے خیال کرے۔ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا۔ اور یہ یہودی کہتے تھے کافرون سے ف یعنے ابوسفیان
واصحابہ حین قالوا الم نحن اہدی سبیلا ونحن ولاۃ البیت نسقی الحاج ونقری الضیف ونفک العانی ونفعل ام محمد وقد خالف دین آبائہ وقطع الرحم
وفارق الحرم۔ یعنے ابوسفیان وانکے ساتھیون سے جو اسوقت تک کافر تھے کہتے جبکہ ابوسفیان وغیرہ نے ان یہودیون سے کہا کہ بھلا ہم راہ پر ہین یا محمد
اور ہمارا حال یہ کہ ہم بیت اللہ یعنے خانہ کعبہ کے متولی ہین اور حاجیونکو پانی پلاتے ہین اور مہمان کی ضیافت کرتے ہین اور جو قید ہوجاتا ہی اسکی رہائی
کراتے ہین اور دوسرے کا خون بہا دینے مین شرکت ومدد کرتے ہین اور محمد کا یہ حال ہی کہ انھون نے اپنے باپ دادون کے دین کے خلاف کیا اور ناتا کاٹ
دیا اور حرم الٰہی کو چھوڑکر مدینہ چلے گئے۔ تو دونون مین سے کون بہتر ہی تو ان یہودیون نے جواب دیا کہ۔ هٰٓؤُلَآءِ تم۔ ایسے لوگ یعنے تم لوگ
اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۔ اقوم طریقا۔ واللہ بہت راہ راست پر ہو بہ نسبت مومنون کے ف یہودیون نے حضرت
صلعم کے حسد وعداوت مین یہ سب کفر اختیار کیا تھا کہ کسی طرح قریش مع تمام عرب کے مجتمع ہوکر حضرت صلعم کا نشان مٹادین حالانکہ یہ تقدیر سے
غافل یہ نہین ایمان رکھتے تھے کہ جو امر اللہ تعالیٰ پورا کریگا اسکو کون مٹا سکتا ہی۔ آخر تمام عرب پندرہ ہزار سے زائد مدینہ پر چڑھ گئے اور حضرت صلعم
نے گرد مدینہ کے خندق کھودی اور اللہ عزوجل نے آخر سخت ہوا بھیجدی کہ کفار تمام ڈیرے خیمہ کثرت سے مال چھوڑکر بھاگے اور لڑائی بھی پوری نہوئی
چنانچہ بیان غزوۂ احزاب کا تفسیر سورۂ احزاب مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پھر اللہ عزوجل نے ان خبیث یہودیونکے محاصرہ کا حکم دیا جو باعث فتنہ
ہوئے تھے آخرکار خوار ہوئے جیساکہ آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ ایسے لوگ ہین (یہود کے مثل)
جنپر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مردود ومطرود کردیا ہی۔ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
نَصِيْرًا۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے لعنت کیا اسکے واسطے تجھے کوئی مددگار نہین ملیگا ف جو اسکو عذاب الٰہی سے بچاوے اگرچہ یہودی
زعم کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادے انبیاء واولیاء گزرے ہین وہ ہماری سفارش کرینگے۔ اسمین اشارہ ہے کہ یہ یہودی اہل عرب مین سے کتنے ہی
مددگار لاوین کوئی انکا مددگار نہوگا اور اشارہ ہی کہ مومنون کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہی پس انکو نصرت کا وعدہ ہے ف
عرائس البیان مین ہی کہ قولہ یومنون بالجبت والطاغوت۔ اسمین اشارہ ہی کہ جس زمانہ مین ایسے لوگ ہون جنکے خیالات مثل یہود کے ہون تو وہ اس
علامت سے خوف کرین اور روایت ہی کہ امت اسلامیہ جب بگڑیگی تو اسکے فرقون مین سے علما مانند احبار یہود کے ہوجاوینگے اور فقرا مانند
رہبان نصاریٰ کے ہوجاوینگے لہٰذا شیخ رح نے کہا کہ اللہ عزوجل نے علم ظاہر والون کو توبیخ فرمائی جنھون نے ریاست دنیاوی کو اختیار کیا اور مخالفت
وبدعت مین ملکر اہل لایت پر انکار کرتے ہین اور اپنے نفس کی خواہشون کو جو جبت وطاغوت ہین قبول کرتے اور طاغوت یعنے ابلیس کے قدم بقدم ۱۴۰

چلتے ہیں۔ سہل بن عبداللہؒ نے فرمایا کہ طواغیت کا سردار تو تیرا نفس امارہ ہی جو برائیوں کا تجکو حکم دیتا ہی اور خواہشیں دلاتا ہے جب بندہ اسکو بے مہار چھوڑ دے اور رسی ڈھیلی کردے تو عصمت سے خارج ہوجاویگا اور گناہوں میں لتھڑ جاویگا شیخ ابن عطار نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انکو اوتوا الکتاب فرمایا تو یہ کتاب دیا جانا انپر پوری حجت قائم کرنے کو ہی انکے واسطے کچھ کرامت نہیں ہی اور بعض نے فرمایا کہ جبت تو تیری مراد ہی اور طاغوت تیرا ہیکل یعنے جسم ظاہری ہی۔ حاصل آنکہ جسمانی خواہشوں کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ یہود کو دنیاوی ریاست نے ایسا گھیرا کہ انھوں نے کفر تک اختیار کیا اور گرداب بخل وحسد میں ڈوبکر دین ودنیا برباد کیا کما قال تعالیٰ

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

یا اُن کا کچھ حصہ ہی سلطنت میں پھر تو یہ نہ دینگے لوگونکو ایک تل برابر یا حسد کرتے ہیں لوگوں سے

عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ

اسپر جو دیا اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے سو ہمنے تو دی ہے ابراہیم کے گھر میں کتاب اور علم اور انکو دی ہمنے

مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝

بڑی سلطنت پھر اُن میں کسی نے اسکو مانا اور کوئی اُس سے اٹک رہا اور دوزخ بس ہی جلتی آگ

اَمْ بل۔ یعنے ام یہاں منقطعہ ہی بمعنے بل ور ہمزہ سے مراد انکار اس امر کا ہی کہ انکے لیے ملک سے کچھ حصہ ہووے اور رد ہی زعم یہود کا کہ کہتے تھے کہ عنقریب ملک ہمارے واسطے ہوجائیگا ذکرہ البیضاوی اور احتمال ہی کہ ام میں ہمزہ صلہ ہو کما فی المعالم وابن کثیر۔ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ۔ کیا بھلا انکے واسطے ملک سے کچھ حصہ ہی فای لیس لہم شئی منہ۔ یعنے نہیں ہی یہود کے واسطے ملک و سلطنت میں سے کچھ بھی۔ ولو کان۔ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۔ اور اگر ہوتا تو ایسی صورت میں دیتے لوگوں کو ایک نقیر ف یعنے ایک نقیر کی مقدار بھی نہ دیتے بسبب اپنی افراط بخل کے اور نقیر وہ بہت ذراسی گودی ہی جو خرما کی گٹھلی میں ہوتی ہی جسسے درخت جمتا ہی اور عرب اس لفظ سے بھی حقیر وقلیل چیز سے مثل بیان کرتے ہیں پس حاصل معنے یہ ہیں کہ شئی تافہ۔ یعنے حقیر چیز جسکو بیکار سمجھتے وہ بھی نہ دیتے اور مفسر رحمہ اللہ نے مانند بیضاوی وغیرہ کے لوکان۔ مقدر کرنے میں اشارہ کیا کہ فاذا لا یوتون۔ میں فاء سببیہ جزائیہ ہی بشرط محذوف اور وہ لوکان بمعنے آن کان ہی یعنے لو ستعار از اِنْ ہی کیونکہ اسمیں دلالت ہی فرضی و تقدیری صورت ہونے پر پس حق وارد نہیں ہوتا کہ لو کے جواب میں خصوص جبکہ اِذَنْ کے ساتھ ہووے فا نہیں آتی ہی کما اورد بعض محشی البیضاوی مترجم کہتا ہی کہ لو مستعارہ کے جواب میں فاء کا آنا بدلیل چاہیے حالانکہ کوئی دلیل نہیں لایا و مجرد منع کافی نہیں فتامل اور حاصل کلام یہ ہی کہ اوپر اللہ عزوجل نے انکی مذمت کی کہ جاہل ہیں بسبب اسکے کہ بمقتضائے علم کچھ بھی عمل نہیں کرتے پس وہ مانند گدھے کے ہیں جو کتابیں لادے ہو پھر اس سے دوسری مذمت کی طرف کلام منتقل کیا کہ یہ لوگ بخیل بھی ہیں اور انکو ملک حاصل نہیں کیونکہ انکی لیاقت و استحقاق ہی نہیں رکھتے بلکہ وہ مستحق اسکے ہیں کہ ملک سے محروم ہوں اسلیے کہ اگر ملک سے کچھ بھی دیے گئے تو لوگونکو اقل قلیل بھی نہ دینگے بسبب فرط بخل کے حالانکہ صاحب ملک وہی ہوتا ہے جو لوگونکو بھی موافق استحقاق کے دیوے۔ اور بعض نے کہا کہ ملک نہونے پر بخل کرتے ہیں تو یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ پاس ہی اسکو کم سمجھتے ہیں بلکہ بخل انکی جبلت ہے کہ اگر ملک و سلطنت بھی ہوتی تو لوگوں کو خصوص محمد صلعم وانکے اصحاب کو ایک نقیر بھی نہ دیتے۔ اور یہ بنا بر اینکہ ملک سے ملک دنیا و سلطنت مراد ہو اور اگر ملک آخرت مراد ہو تو یہ آیت مانند قولہ تعالےٰ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق۔ یعنے کہدے اے محمد صلعم

Marfat.com

لہذا اگر بالفرض تم مالک ہو جاؤ میرے پروردگار کی رحمت کے خزانون کے تو ایسی صورت مین روک رکھو بخوف انفاق کے - یعنے بخوف اس بات کے
کہ یہ بسبب خرچ وختم ہو جاوے حالانکہ خزانہ پروردگار کا خرچ وختم ہو جانا متصور نہین یہ تو صرف تمہارا بخل وکنجوسی ہے ذکرہ ابن کثیر وغیرہ پھر اس
بخل کی مذمت سے بھی کلام کو منتقل فرمایا ان لوگون کی مذمت حسد کی جانب - اور اصل حسد یہ ہے کہ ایک مستحق سے نعمت زائل ہو جانے کی تمنا کرے
اور ربسا اوقات اسکے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی کوشش کرے جس سے مستحق کا زوال نعمت ہو اور یہ خصلت بخل سے بھی بدتر ہے اسواسطے کہ بخل تو
اپنے ہاتھ کی چیز روکنا اور حسد یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کو روکنا لہذا بطریق ترقی فرمایا - اَمْ بل - یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم - بلکہ حسد کرتے ہین - الناس سے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ یہ کامل پر اطلاق ہوا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولین
وآخرین مین متعین ہین اسواسطے کہ جو اخلاق حسنہ جمیلہ لوگون مین متفرق ہین وہ آنحضرت صلعم کی ذات جامع صفات مین پورے طور سے اللہ عزوجل
نے جمع فرمائے تھے - وقیل - تمام اہل عرب - وقیل - آنحضرت صلعم وآپ کے اصحاب سے غرضکہ یہودی کیا نیک بندون سے حسد کرتے ہین
عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - ایسی بات پر جو اللہ تعالیٰ نے نیکون کو اپنے فضل سے دیدی ف من النبوۃ وکثرۃ النسار
ای تیمنون زوالہ عنہ ویقولون لو کان نبیا لاشتغل عن النسار - مراد نبوت وفتح ونصرت ہے جیسا کہ بعض نے کہا یا بیویون کی کثرت ہے جیسا کہ بعض نے
تفسیر کی کہ یہودی آپ کی کثرت ازواج مطہرات پر طعنہ کرتے مترجم کہتا ہے کہ نصاریٰ بھی طعنہ کرتے ہین آور مفسر رحمہ اللہ نے دونون کو جمع کر دیا کیونکہ
لفظ عام ہے ہر فضل کو شامل ہے آور حسد کے معنے یہ ہین کہ اس فضل کی آنحضرت صلعم سے زائل ہو جانیکی تمنا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا
بقولہ تعالیٰ - فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ - جدہ کموسیٰ وداؤد وسلیمان - البتہ دیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو مانند موسیٰ وداؤد وسلیمان علیہم السلام کے - الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ - التوراۃ - کتاب وحکمت یعنے
توریت ف یہ یہود پر الزام ہے کہ اسکو وہ انکار بھی نہین کر سکتے ہین کیونکہ اسکے اقرار بغیر چارہ نہین ہے اور حاصل یہ کہ جو کچھ ہمنے محمد صلعم
وانکے اصحاب کو دیا ہے کوئی انوکھی چیز نہین کہ اسپر یہود حسد کرین حالانکہ آل ابراہیم کہ جو ہم نے دیا اسکو بخوبی جانتے ہین اور وہ حضرت
صلعم کے دادا کی اولاد یعنی حضرت صلعم کے چچیرے بھائی ہوئے پس یہ تو وراثت چلی آتی ہے اور وارث اس میراث کا مستحق ہے اور آل ابراہیم مین
بہتیرے ایسے گذرے جنکو ملک ونبوت دونون ملی تھی قال تعالیٰ - وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا - پس امر نبوت مین اس بادشاہت سے
کوئی خلل نہ تھا آور جنھون نے فضل کو کثرت ازواج سے تفسیر کیا تو یہان ملک عظیم اسی معنے کر لیا ہے چنانچہ مفسر نے کہا فکان لداؤد علیہ السلام
تسع وتسعون امراۃ ولسلیمان الف مابین حرۃ وسریۃ یعنے داؤد کو ملک عظیم یہ تھا کہ انکے پاس ننانوے عورتین تھین آور سلیمان ع پاس
تھی منکوحہ اور چھوکریان ملا کر ایک ہزار تھین - پھر جب حضرت صلعم نے یہود کو یہ کہا تو خاموش ہو گئے ذکرہ فی المعالم مترجم کہتا ہے کہ
یہود اس امر کے قائل نہ تھے کہ سلیمان علیہ السلام نبی تھے بلکہ مردود انکو ساحر کہتے تھے پس اولیٰ یہی ہے کہ فضل سے نبوت مانند اسکے مراد ہے اور
ملک عظیم بادشاہت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم واہل عرب اولاد اسمٰعیل کو اگر نبوت وملک ملا تو کچھ عجب نہین حالانکہ اولاد اسحٰق
بنی اسرائیل کو قبل ازین کتاب وحکمت وملک عظیم مل چکا ہے پھر حسد ناحق ہے کہ ملک ونبوت خاصکر بنی اسرائیل ہی مین ہووے - فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ - بمحمد صلعم پس بعضے اہل کتاب تو ایسے ہین کہ انھون نے کچھ حسد نہین کیا اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
جسکو چاہے دیوے تو وہ محمد صلعم پر ایمان لائے - وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ - ای اعرض عنہ فلم یؤمن - اور بعضے آنحضرت صلعم
سے بوجہ حسد کے منھ موڑ گئے پس ایمان نہ لائے اور اپنی عاقبت ودنیا دونون خراب کین - وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا -

عذابا لمن لا یومن- اور عذاب کے لیے جہنم کافی ہی ف سعیر یعنے عذاب جہنم ہی اسواسطے کہ سعیر صفت آگ کی ہی پس جہنم کافی ہی سعیر ہونے کو یعنے عذاب ہونے کو- اور معالم وغیرہ مین سدی ؒ سے ہی کہ آمن بہ- اور صد عنہ- کی ضمیر مجرور راجع بجانب ابراہیم علیہ السلام ہی وحاصل آنکہ حضرت ابراہیم پر بعض ایمان لائے وبعض نہ لائے جب ان لوگونکا یہ حال ہی تو محمد صلعم کا واسطہ بعید ہی اور بات یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایک سال زراعت کی اور دیگر لوگون نے بھی زراعت کی- لوگونکی کھیتیان جل گئین اور حضرت ابراہیم کی کھیتی خوب پیدا ہوئی تو جو انسے غلہ لینے آتا اُس سے کہتے کہ جو مجھپر ایمان لاوے اُسکو دونگا اور جو نہ لاویگا اُسکو نہین پس بعض ایمان لائے اور بعض اعراض کر گئے ف عرائس مین ہی کہ قولہ المحسدون الناس الآیہ- اہل صدق یعنے صدیقین کے مرتبہ پر پہونچے ہوے لوگون کا یہ حال ہوتا ہی کہ خلق کی نظر مین باہیبت و وقار ہوتے ہین تو اللہ تعالی نے انکے حاسدون کی خبر دی کہ اُنسے وانکی کرامات سے حسد کرتے ہین پس جب مخلوق انکے اوصاف بیان کرتے ہین تو یہ لوگ انپر انکار کرکے دفع کرتے ہین قال المترجم حدیث مین درباب خلافت اشارہ مانند صریح کے ہی کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر- انکار کرتا ہی اللہ تعالی و مومنین مگر ابوبکر کو- اور شاید بعید یہی تھا کہ اللہ تعالی کے نور ہیبت و وقار سے تمام مومنین کی نظر مین وہ معظم ہی اور یہین سے بعض نادانون کو جو وہم ہوا کہ حضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ مین عمر و عثمان وغیرہ کے خلیفہ کرنے کے سوال کے جواب مین فرمایا- ولا اراکم فاعلین- یعنے مین دیکھتا نہین کہ تم حضرت علی رضہ کو خلیفہ کرو- تو بعض بیوقوفون کو وہم ہوا کہ امر خلافت مین دخل لوگون کی رائے کا ہوگیا ورنہ استحقاق حضرت علی رضہ کو تھا تو یہ سخت حماقت ہی کیونکہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر- بر شدت جہالت سے انکی نظر نہین ہی کہ اسمین دخل مومنونکا فقط نہین ہی بلکہ اول یہی ہی کہ اللہ عزوجل انکار فرماتا ہی کہ سوائے ابوبکر کے کوئی خلیفہ ہو پس وہم مذکور کا کیا دخل ہی فافہم شیخ ؒ نے لکھا کہ فضل اللہ یعنے معرفۃ اللہ و کرامات اللہ- ہی اور بعض نے کہا کہ فضل اس مقام پر کرامات و ولایات و مشاہدات ہین جب کسی کو ان افضال سے انعام یافتہ پاتے ہین تو اسپر انکار کرجاتے ہین اور اسکی کچھ تعظیم نہین کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ کرامات سے مراد وہ ہین جو شرع مستقیم و راہ سنت سے کسی طرح خلاف نہون اور جسکے ہاتھون یہ کرامات صادر ہون وہ بھی متبع راہ سنت ہو اور اگر ایسا نہو تو انکار کرنا واجب ہی جیسا کہ شیخ ؒ نے پہلے جابجا تصریح کردی ہی قال تعالی واتینا ہم ملکا عظیما- ملک عظیم وہ درجہ آخرت یعنے نبوت و ولایت ہی جو فنون حقائق کو شامل ہی مانند فراست[1] و کرامات و دیدار غیب و کشف اسرار وغیرہ- اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے فقط علم اسرار ہی اور بعض نے کہا فراست صادقہ فقط قال تعالی فمنہم من آمن بہ- یہ توان لوگونکا حال ہی جو صاحب اقبال ہین کہ اللہ تعالی انکو قبول کرتا ہی کہ اولیا کے مقر ہین اور قولہ ومنہم من صد عنہ- یہ ان لوگونکا حال ہی جو بدبختی کی وجہ سے اولیاء اللہ تعالی سے انکار کرتے ہین

ربع

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ

جو لوگ منکر ہوے ہماری آیتون سے اونکو ہم ڈالین گے آگ مین جس وقت پک جاوے گی کھال انکی بدل کردینگے انکو

جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

اور کھال کہ چکھتے رہین عذاب اللہ ہی زبردست حکمت والا

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اسمین عموم حکم تمام کافرون کے لیے مع بعض کیفیت خواری و عذاب کے بیان فرمایا پھر اسکے پیچھے مومنوں حسدون کی فضیلت و اکرام کا ذکر کیا تاکہ اختیار کرنیوالا اختیار کرے- پس الذین کفروا سے مراد عموما کافر لوگ ہین سیو اسطے کہا گیا کہ قولہ بِاٰیٰتِنَا شامل ہی ہر آیات الٰہی کو- سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا یحترقون فیہا- یعنے جن لوگون نے کفر کیا ہماری آیات سے تو عنقریب ہم انکو آگ مین ملاوینگے ف ایسی آگ مین کہ اسمین جل جاوینگے پھر انکے

[1] حدیث مین ہی اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ یعنے بچو مومن کی فراست سے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہی ۱۲ م

Marfat.com

دوام عذاب سے خبردی ۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ ۔ احترقت ہرگاہ جل جاوینگے ۔ جُلُوْدُهُمْ انکے چمڑے ۔ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا ۔ تو بدل دینگے ہم سوائے ان چمڑونکے دوسرے چمڑے ف ہان تعادلی حالہا الاول غیر محترقۃ ۔ باین طور کہ عود کیے جاوینگے اپنے پہلے حال پر جبکہ جلے ہوئے نہ تھے ۔ اور حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ہر بار جبکہ انکی کھالین جل جاوینگی تو انسے کہا جائیگا کہ جیسے تھین ویسے ہی ہو جاؤ پس ویسے ہی ہو جاوینگی ۔ رواہ ابن ابی حاتم اور نیز حسنؒ سے روایت کی کہ ہر روز ستر ہزار بار جل جاوینگے ۔ اور اسپر یہ اشکال کیا گیا کہ اعادہ تو عین اول ہوتا ہے اور آیت کریمہ مین تبدیل مذکور ہے اور جواب دیا گیا کہ اپنی ذات مین یہ کھال ہی ہوگی جو پہلے تھی لیکن چونکہ محترقہ ہو کر پھر غیر محترقہ ہو جاویگی لہٰذا باعتبار اس صفت کے تبدیل کا اطلاق کیا گیا ۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ کافر کے اوپر سو کھالین کر دیجاوینگی ہر دو کھال کے درمیان ایک رنگ کا عذاب ہوگا ۔ رواہ ابن ابی حاتم عن یحییٰ بن یزید الحضرمی مرسلا اور شاید کہ آیت کریمہ مین ▪ بیان عذاب ہے اگرچہ تبدیل جلود سے کم تعلق ہے کیونکہ ابدالآباد تک یہی سو کھالین شاید کافی ہون ہان یہی سو کھالین ہرگونہ عذاب جدید سے تبدیل ہون تو اقرب ہے واللہ اعلم ۔ اور بعض مفسرین سے تبدیل جلد بجدید کی عبارات مروی ہین چنانچہ ابن عمرؓ سے ہے کہ دوسری کھالین سپید مانند کاغذ کے بدلی جاوینگی رواہ ابن ابی حاتم اور عمرؓ سے روایت ہے کہ انکے پاس یہ آیت پڑھی گئی انھون نے قاری سے کہا کہ پھر اعادہ کر اور معاذ بن جبل بیٹھے تھے تو کہا کہ میرے نزدیک اسکی یہ تفسیر ہے کہ ایک ساعت مین سو مرتبہ بدلی جاوینگی پس عمرؓ نے کہا کہ مین نے بھی رسول اللہ صلعم سے یون ہی سنا ہے رواہ الطبرانی بسند ضعیف وابن ابی حاتم وابن مردویہ اور دوسری روایت مین عمرؓ کے پاس کعبؓ نے قبل اسلام کے ایک سو بیس مرتبہ ایک ساعت مین تبدیل ہونا بیان کیا اور عمرؓ نے حضرت صلعم سے سننے کی تصدیق کی رواہ ابن مردویہ اور ہر دو تفسیر اخیر پر وارد ہوتا ہے کہ وہ کھالین کیونکر معذب ہونگی جو دنیا مین نہ تھین اور انھون نے نافرمانی نہین کی ہے اور جواب دیا گیا کہ وہ شخص ان کھالون مین معذب ہوگا یہ کھالین خود نہین معذب ہونگی بدلیل آنکہ آگے کھالونکی طرف ضمیر نہین رجع ہے بلکہ فرمایا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۔ تاکہ چکھین یہ کافر عذاب کو ف ۔ ای لیقاسوا شدتہ یعنے تاکہ عذاب کی شدت کو برداشت کرین کیونکہ عذاب تو اول مرتبہ بھی چکھ چکے ہین ۔ ربیع بن انس سے روایت ہے کہ اگلی کتاب مین مذکور ہے کہ کافر کی کھال چالیس ہاتھ موٹی یا چھتیس ہاتھ موٹی ہوگی اور پیٹ اتنا بڑا ہوگا کہ اگر اسمین پہاڑ رکھدیا جاوے تو سما جاوے پھر جب دوزخ کی آگ انکی کھالین کھالیگی تو دوسری کھالین بدلی جاوینگی ۔ اور ابن عمرؓ سے مرفوعاً ہے کہ کافر کی کیا سی کاندھے تک سات سو برس تیز سوار کی راہ کا فاصلہ ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی ستر گز اور اسکی ڈاڑھ مثل احد پہاڑ کے ہوگی رواہ احمد ۔ اور حدیث مین ضعف ہے شاید بعض رواۃ کی یاد مین چوک ہو گئی ہے اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کے دونون کندھونکے درمیان تیز سوار کی تین روز کی راہ ہوگی ۔ رواہ البخاری اور نیز ابوہریرہؓ سے ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کی ڈاڑھ یا فرمایا کہ دانت برابر احد پہاڑ کے ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی تین روز کی راہ ہوگی رواہ مسلم ۔ اگر کہا جاوے کہ بخاری کی روایت مین چھاتی کی چوڑائی اور مسلم کی روایت مین کھال کی موٹائی مین مناسبت ظاہر نہین ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ تو عین بیان انکی بدشکلی و عذاب کا ہے اور دیگر احادیث صحاح مین جو صورتین عذاب و بدہیات کی مذکور ہین نہایت فضیحت کی ہین نعوذ باللہ من الکفر و عذاب اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا ۔ لا یعجزہ شئ ۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ عزیز غالب ہے اسکو کوئی چیز عاجز نہین کر سکتی ہے جیسے چاہے عذاب کرے ۔ حَكِيْمًا ۔ فی خلقہ ۔ حکمت والا ہے اپنے مخلوق کے امور مین ۔ جاننا چاہیے کہ عذاب کفار موافق مذکورہ بالا مین سب چیزین داخل تحت قدرت ہین لہٰذا جبکہ صحیح اخبار واحادیث سے ثابت ہوئے ہین تو انپر اعتقاد واجب ہے اور بے وجہ انسے انکار کرنا ایک زندیق ومرتد کا کام ہے کہ خدا اور رسول کے احکام کو ترک کرتا اور اپنی رائے پر عمل کرتا ہے نعوذ باللہ من الکفر والارتداد ونسألہ الهدایۃ والسداد

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور جو لوگ یقین لائے اور کین نیکیان انکو ہم داخل کرینگے باغون مین جنکے نیچے بہتی ہین نہرین رہو پڑے وہان

فِيْهَاۤ اَبَدًا ۗ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

ہمیشہ انکو وہان عورتین ہین ستھری اور انکو ہم داخل کرینگے گھنی کی چھاؤن مین

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۗ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ - اور جو لوگ ایمان لائے (ہماری آیات پر) اور نیک کام کیے عنقریب ہم انکو ایسے باغون مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین درحالیکہ انہین ہمیشہ رہینگے۔ انکے لیے ان جنات مین ازواج مطہرہ ہین **ف** من الحیض وکل قذر یعنے پاکیزہ ہین حیض وہر پلیدی سے مانند پیشاب وپیخانہ ورینٹ وتھوک وغیرہ کے اور ایسا ہی ابن عباسؓ وجماعت تابعین سے مروی ہی اور حاکم کی حدیث مین مرفوعا حضرت صلعم سے یہی تفسیر آئی ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین اگرچہ اس حدیث حاکم کو ضعیف کہا لیکن تاریخ مین ذکر کیا ہی کہ یہ حدیث حسن ہی۔ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا - اور ہم ان بندون کو سایۂ دائمی مین داخل کرینگے **ف** یعنے ظل سے اشتقاق کرکے اسکی صفت ظلیل جو مبالغہ کے لیے ہے مراد اس سے یہ کہ سایۂ دائمی مین داخل کرینگے ایسا سایۂ دائمی کہ کوئی آفتاب نہین جو اسکو منسوخ کرے اور سمیٹ دے اور یہ سایہ جنت ہی اور ربیع بن انس نے فرمایا کہ وہ سایۂ عرش ہی اور معالم مین فرمایا کہ ظل کہ نہ کوئی آفتاب اسکو میٹ سکے اور نہ اسمین گرمی ہی نہ جاڑہ ہی۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین ایک درخت ہی کہ سوار اگر اسکے سایہ مین سو برس جاوے تو طے نہین کرسکتا وہ شجرۃ الخلد ہی۔ اور عرائس البیان مین ظل ظلیل کے اشارہ مین کہا کہ وہ مشاہدہ صفات ازلیت و دیدار جلال ذات ہی اور نیز ظل ظلیل اسکی ازلی عنایت ہی کہ پھر کبھی ناخوش نہوگا۔ اور کفایت الہدی در عنایت سرمدی ہی اور بعض نے کہا کہ وہ تفویض ہی یعنے اپنے تئین مولی کو سپرد کردینا جو دونون جہان مین محل راحت ہی قال المترجم بارہا تنبیہ کی گئی کہ عرائس مین جو اشارات مذکور ہین وہ تفسیر سے منافی نہین ہین بلکہ تفسیر اصل وہی ہی جو دیگر تفاسیر سے مذکور ہوئی اور عرائس مین جو مذکور ہی وہ اشارات زائد ہین پس کوئی ملحد اس سے یہ استدلال نہین کرسکتا ہی جنت وسایہ کچھ نہین یہ صرف لذت مبنی فلسفی ہی پھر جاننا چاہیے کہ اہل کفر ویہود دنیا مین بے امانت بے انصاف رہے اور اہل ایمان خوش خلق اور باایمان ہے اور اللہ عزوجل نے انکو تعلیم فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

اللہ تمکو فرماتا ہے کہ پہونچاؤ امانتین امانت والونکو اور جب چکوتی کرنے لگو لوگون مین تو چکوتی کرو

بِالْعَدْلِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ۝

انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تمکو اللہ ہے سنتا دیکھتا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ - اللہ تعالی تمکو حکم فرماتا ہی یہ کہ امانتین دیدو ف ما اؤتمن علیہ من الحقوق یعنے امانات جمع امانت کی مصدر ہی اور مراد اس سے وہ حقوق ہین جنپر امین کیا گیا ہو پس حکم ہی کہ تم سب ان چیزونکو جنپر امین کیے گئے ہو ادا کرو۔ اِلٰۤى اَهْلِهَا - ان امانتونکے حقدار ونکو۔ نزلت لما اخذ علی رض مفتاح الکعبۃ من عثمان بن طلحۃ الحجبی سادنہا قہرا لما قدم النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکۃ عام الفتح ومنعہ وقال لو علمت انہ رسول اللہ لم امنعہ فامرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بردہ الیہ وقال ہاک خالدۃ تالدۃ

فیعجب من ذلک فقرأ علی ہذہ الآیۃ فاسلم واعطاہ عند موتہ لاخیہ شیبۃ فبقی فی ولدہ۔ مترجم کہتا ہے کہ مفسر جلال رحمہ اللہ نے اس مقام پر معالم کی اتباع میں شان نزول بدون اسناد کے بنا بر شہور خلط وخبط کے یوں ذکر کر دیا کہ نازل ہوئی یہ آیت جبکہ علی رضی اللہ عنہ نے زبردستی ہاتھ مروڑ کر خانہ کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ حجبی سے جو خانہ کعبہ کا دربان تھا لے لی اسوقت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال وہاں گئے تھے اور عثمان نے کنجی دینے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر میں جانتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو نہیں روکتا پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلعم نے حکم دیا کہ عثمان کو یہ کنجی واپس کر دے اور فرمایا کہ لے اسکو ہمیشہ کیواسطے پس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسطرح دیدی تو عثمان بن طلحہ نے اس سے تعجب کیا پس علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھ دی کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یہ سُنکر وہ مسلمان ہو گیا اور کنجی اسکے پاس رہی پھر اپنی موت کے وقت اپنے بھائی شیبہ رحمہ اللہ کو دیدی اور اسکی اولاد میں برابر باقی رہی مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت بلا اسناد ظاہر سیر و روایات سے جمع کر کے خلط کی گئی جسمیں کئی وجہ سے خطا واقع ہوئی اور ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ضرور روایت کیا کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ کے حق میں اُتری کہ جب نبی صلعم نے فتح مکہ کے روز اس سے کنجی لے لی اور حضرت جبرئیل نے یہ کلام نازل کیا کہ کنجی اسکو واپس کر دیجائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بلا کر کنجی اسکو دیدی اور یہ آیت پڑھی اور ایک روایت ابن جریج میں خالدۃ تالدۃ ہے اور معنے خالدہ کے ہمیشہ کیواسطے اور تالدہ اسکے توابع میں سے بولا جاتا ہے اور صواب یہ ہے کہ یہ عثمان مسلمان تھے جیسا کہ جامع الاصول و کتب اسماء الرجال میں مبین ہے اور قصۂ اسلام وغیرہ خطا ہے قال ابن کثیر بہت مفسرین نے ذکر کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے حق میں اور ابو طلحہ کا نام عبد اللہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب القرشی ہے اور وہ عبدری کی نسبت یعنے بنو عبد الدار کی نسبت سے بولا جاتا تھا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی رکھتے اور نشان فوج انھیں کے ہاتھ میں ہوتا اور یہ عثمان بن طلحہ چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کا تھا جو آخر میں حاجب ہوا کہ آج تک حاجب ہونا اسی کی نسل میں چلا آیا ہے حاصل آنکہ ابو طلحہ کے دو بیٹے ایک طلحہ اور دوم عثمان پھر طلحہ کے بیٹے کا نام بھی عثمان تھا جو اسکے چچا کا نام تھا پس عثمان بن طلحہ جسکی شان میں آیت کا نزول ہے وہ صلح حدیبیہ و فتح مکہ کے درمیان جو مدت صلح کی تھی اسمیں یہ عثمان بن طلحہ اور خالد بن الولید و عمرو بن العاص مسلمان ہو چکے تھے اور رہا اسکا چچا جسکا نام عثمان بن ابی طلحہ تھا وہ احد کے روز مشرکوں کا نشان بردار تھا اور اسی روز کافر قتل کیا گیا تھا قال ابن کثیر اور بہتیرے مفسرون کو اشتباہ ہو گیا کہ انھوں نے ایک دوسرے کو خلط کر دیا۔ پھر محمد بن اسحاق کی روایت طویل میں حضرت صلعم کا کنجی لیکر اندر داخل ہونا اور وقائع ذکر کئے یہانتک کہ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے پس حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ درحالیکہ کنجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ ہمارے واسطے پانی پلانیکے ساتھ میں خانہ کعبہ کا حاجب ہونا بھی جمع کر دیجیے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہاں ہے پس وہ بلائے گئے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان یہ اپنی کنجی آج کا روز تو وفاداری و نیکی کرنیکا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلوایا اور فرمایا کہ کنجی مجھے دے پس عثمان کنجی لایا پھر جب آپنے لینے کو ہاتھ بڑھایا تو عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم لوگوں کے واسطے پانی پلانیکے ساتھ خانہ کعبہ کا دربان بننے کی خدمت بھی جمع کر دیجیے پس عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لے عثمان مجھے کنجی دے پس عثمان نے دینے کو ہاتھ بڑھایا پس عباس رضی اللہ عنہ نے پھر وہی کلمہ کہا جو پہلے کہا تھا پھر عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان اگر تو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو لا مجھے دیدے پس عثمان نے کہا کہ یہ لیجیے امانت اللہ تعالیٰ کے ساتھ پھر حضرت صلعم کے اندر جانے اور حضرت ابراہیم وغیرہ کی تصویریں ازلام لیے ہوئے وغیرہ کے قصص و مقام ابراہیم کو دیوار سے ملانے وغیرہ کا حال ذکر کرنے کے بعد جب آپ نکل آئے اور طواف کیا تب حضرت جبرئیل یہ آیت لائے پس آپنے عثمان بن طلحہ کو کنجی دیدی۔ اثر اول میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور اسمیں عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا مذکور ہے مگر وقت مختلف ہے لہذا توفیق ممکن اور اختلاف نہیں۔ اور اول کی روایت بھی دوم سے اقوی ہے

ف یعنی [illegible]

اور دوم مین حضرت صلعم کے بعد نکلنے کے پھر جبریل ع کا آنا صریح مذکور ہی اور شاید پھر کا لفظ ذکر کی تاخیر کے لیے ہی اور ظاہر یہ کہ آیت کریمہ اندر کعبہ کے نازل ہوئی جیسا کہ اثر اول سے سمجھا جاتا ہی اور نیز عمر بن الخطاب رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم یہ آیت اندر سے پڑھتے ہوے نکلے تھے میرے ماں باپ آنحضرت پر فدا ہوں مین نے اس سے پہلے آپ کو پڑھتے نہیں سنا تھا۔ رواہ ابن جریر پس یہ آیت قرآن مین وہ ہی کہ خانہ کعبہ کے اندر نازل ہوئی الخ اسمین بھی خود اشارات ہین۔ قال المفسر جلال رح والآیۃ وان وردت علی سبب خاص فعمومها معتبر بقرینۃ الجمع۔ یعنے یہ آیت اگرچہ سبب خاص یعنے معاملہ عثمان بن طلحہ مین نازل ہوئی لیکن جمہور کے نزدیک اسکے عموم کا اعتبار ہی بقرینہ جمع کے۔ یعنے آیت کا حکم عام ہی۔ اور لفظ جمع کے ساتھ خطاب ہونا اسپر قرینہ ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی تمکو حکم دیتا ہی کہ امانات کو اسکے لوگو نکو ادا کردو پس مخاطبین جمع ہی اور امانات بھی جمع ہی اور اوپر جو مفسر نے من الحقوق کا لفظ ذکر کیا یہ بمقابلہ عین نہین ہی بلکہ عین و حقوق جو کسی کے مستحق ہوں سب حقدار کو ادا کردے اور اسمین حقوق ودیعت و امانت و مستعار سب داخل ہین اور ایسے فرض و دیگر حقوق شامل ہین اور وہ چیزین بھی داخل ہین جو محض حقوق ہوں پس اگر کسیکا استحقاق ہو کہ فلاں کنوین سے پانی بھرا کرے تو اسکو بھرنے دے اور روکے نہین یہی اسکا ادائے حق ہی و علی ہذا حضرت باری تعالی عزوجل کے حقوق و حقوق رسول اللہ و اسکے مانند حقوق کو شامل ہے اور اللہ تعالی نے قولہ انا عرضنا الامانۃ الآیہ۔ مین جملہ شریعت و احکام ظاہری و باطنی مراد لیے ہین پس آیت کریمہ گویا امور شریعت مین سے کسیکو نہین چھوڑتی سب کو شامل ہی اور امانات ادا کرکے درگاہ باری تعالی مین مرتبہ قبولیت پاتا ہی فافہم اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حضرت علی رض و زید بن اسلم و شہر بن حوشب سے روایت ہی کہ یہ حکم حاکموں کو ہی تو مترجم کے نزدیک انھوں نے آگے کے حکم کی نسبت فرمایا ہی کما سیاتی اور مراد یہ کہ حکام تو بدرجہ اولی اسمین داخل ہین اور باقیوں کو بھی شامل ہی جیسا کہ براء بن عازب و ابن مسعود و ابن عباس و ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور اسکو ابن جریر رح نے اختیار کیا اور اسپر تو اجماع ہی کہ جسکی امانت ہی اسکو واپس دینا واجب ہی خواہ وہ نیکوکار ہو یا فاجر ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے تصریح کردی کہ آیت مین اللہ عزوجل نے امانات کے حقدارو نکو انکے حقوق ادا کرنیکا حکم دیا اور حدیث الحسن عن سمرۃ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ادا کردے امانت اسکی جسکی تیرے پاس ہو اور جسنے تیری خیانت کی ہو تو اسکی خیانت مت کر رواہ احمد و اہل السنن۔ اور یہ عام ہی جمیع امانات کو جو آدمی پر واجب ہوتی ہین خواہ حقوق آلہی ہوں جو بندوں پر واجب ہین جیسے نماز روزہ زکوۃ کفارہ نذرین وغیرہ جنپر وہی امین ہی خواہ بندوں کے حقوق ہوں جیسے ودیعتین وغیرہ خواہ حقدار کے پاس گواہ ہوں یا نہوں پس اگر یہاں نہ ادا کریگا تو قیامت مین اس سے لیا جائیگا اگرچہ اسکی نیکیوں سے ہو اور صحیح مین ثابت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ البتہ تم حقوق ادا کروگے یہانتک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی کو مارنے کا قصاص لیا جائیگا۔ ابن عباس سے ہی کہ یہ آیت مبہم ہی نیکوکار و بدکار دونوں کو مترجم کہتا ہی یعنے عام ہی کما مر سابقا اور محمد بن الحنفیہ نے فرمایا کہ یہ نیکوکار و بدکار دونوں کو عام ہی اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے یہانتک روایت کیا کہ اسمین یہ بھی داخل ہی کہ عید کے روز سلطان وقت عورتوں کو وعظ و نصیحت کرے قال تعالی وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ۔ یامرکم أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ۔ لے وان تحکموا بالعدل اذا حکمتم بین الناس۔ بنابر آنکہ أن تحکموا معطوف ہی۔ ان تؤدوا پر۔ اور معنے یہ ہین کہ اللہ تعالی تمکو حکم کرتا ہے کہ تم حکم کرو عدل کے ساتھ جبکہ حکم کرنے لگو لوگوں کے درمیان قال ابن کثیر اللہ تعالی کی طرف سے یہ حکم ہی کہ لوگوں کے درمیان عدل سے حکم دو اسیواسطے محمد بن کعب و زید بن اسلم و شہر بن حوشب نے کہا کہ یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے حق مین نازل ہوئی جو لوگوں مین حاکم ہین مترجم کہتا ہی کہ ظاہراً آیت سے مراد یہی کلام یعنے قولہ واذا حکمتم الخ ہی۔ فافہم۔ اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی حاکم کے ساتھ ہی جبتک وہ جور نہ کرے پھر جب اسنے جور کیا تو اسکو اسکے نفس کے حوالہ کر دیتا ہی۔ اور اثر مین ہی کہ ایک روز کا عدل چالیس برس کی عبادت کے برابر ہی اور معالم مین اچھا اسناد سے روایت کی

Marfat.com

که ابو سعید خدری رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب و نزدیک بیٹھنے والا حاکم عادل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور سخت عذاب کیا گیا حاکم ظالم ہے۔ پھر عدل سے حکم کرنیکے یہ معنے ہیں کہ جس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یا سنت رسول اللہ صلعم میں کوئی حکم موجود ہو تو اسکے موافق حکم کرے ورنہ اپنی رائے کو دخل دینے میں جبکہ شرائط علم و اجتہاد جمع رکھتا ہو کچھ مضائقہ نہیں ہے ورنہ عالم مجتہد کے حکم پر جو کتب فقہ میں مدون ہیں عمل کرے اور جو حاکم کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول و اجتہاد سے واقف نہیں ہے تو وہ عدل کو جانتا ہی نہیں پھر حکم بھی نہیں کر سکتا اگرچہ کیسا ہی خوش تدبیر و دنیاوی سمجھ رکھتا ہو اور واجب ہے کہ مدعی و مدعا علیہ کے درمیان حاکم پانچ باتوں میں مساوات کرے اپنے پاس آنے میں اور سامنے بیٹھنے میں اور دونوں پر توجہ کرنے میں اور دونوں کی باتیں سننے میں اور دونوں پر نفع و ضرر کا حکم کرنے میں پس حکم سے غرض اسکی فقط یہ ہو کہ حق اپنے حقدار کو پہونچ جاوے کوئی اور لگاؤ نہو۔ اور ترجمہ عالمگیریہ کتاب القاضی میں تفصیل مذکور ہے وہاں سے دریافت کرنا چاہیے۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ تادیۃ الامانۃ والحکم بالعدل۔ اللہ تعالیٰ بہت اچھی چیز ہے جسکی تمکو نصیحت فرماتا ہے وہ امانت ادا کرنیکا اور عدل کے ساتھ حکم کرنیکا۔ اور نعما کو مفسرؒ نے کہا کہ اسمیں نعم کا میم لفظ ما میں جو نکرہ موصوفہ ہے ادغام ہوا ہے در اصل نعم ما تھا اور معنے نعم شیئا۔ ہے پس ما موصوفہ منصوب بنا بر آنکہ تمیز ہے ضمیر مستکن سے جو نعم میں ہے اور وہی اسکا فاعل ہے اور مخصوص بالمدح محذوف ہے جسکو مفسرؒ نے قولہ تادیۃ الامانۃ الخ سے ظاہر کر دیا جاننا چاہیے کہ حکم بعدل انسان کو اپنی ذات میں اور اپنی آل و اولاد میں بھی لازم ہے اور امانت ادا نہیں کریگا جو عدل کے ساتھ حکم کرنیکو عمل میں نہیں لاتا ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا۔ لما یقال۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جو کچھ کہا جاوے۔ بَصِيْرًا۔ بما یفعل۔ دیکھتا ہے جو کیا جاوے اور حدیث ابوہریرہؓ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے رواہ ابن ابی حاتم ف عرائس میں ہے کہ قولہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا۔ امانت اللہ تعالیٰ کا عہد ازلی ہے جو اہل قرب کی ارواح سے اپنے مشاہدۂ جمال کے بارہ میں لیا تھا جبکہ ارواح نے ربوبیت سے تمغۂ عبودیت قبول کیا اور مشاہدہ سے لطائف محبت کو لیا اور اسرار ملک و ملکوت کو پردہ جبروت کے قریب پایا پھر اسکو اغیار سے چھپایا پھر جب وہ متلبس باشباح ہوئیں یعنے اجسام میں آئیں تو قریب ہوا کہ ضعف کی وجہ سے ان اسرار کو فاش کر دیں اور امانت کے ساتھ برداشت نہ کر سکیں پس اللہ عز و جل نے انکو حکم دیا کہ خلق سے چھپائے رکھیں یہانتک کہ انکو حق عز و جل کے سپرد کریں جبکہ آخرت میں اسکا کشف جمال ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اس امانت کا اہل ہے اور یہی ہے قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ الآیۃ۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جو اسرار اہل قرب کو مکشوف ہوں اسکو عارفوں پر ظاہر کریں مگر جاہلوں سے چھپاویں۔ اور جریریؒ نے فرمایا کہ امانات میں سے افضل امانت اسرار ہے پس اسکو سوائے اسکے اہل کے دوسرے پر ظاہر نہ کرے اور اسکے اہل یعنے اسکی لیاقت رکھنے والے وہی امانت کبریٰ کے اٹھانے والے ہیں بعض نے فرمایا کہ امانت تو اسرار الٰہی ہیں اور اہل امانت وہ عارفین ہیں اور جو لوگ اسرار الٰہی سے آگاہ ہیں اور یہ لوگ وہ ہیں کہ انوار غیب سے قلوب کی طرف نگاہ کرتے ہیں پس انپر موافق حکم الٰہی کے جو انپر جاری ہوا ہے حکم لگاتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ

من لدنا علما الآیۃ۔ یعنے وہ قصہ جو حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑو

فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ

کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ

ه یعنی اللہ تعالیٰ کے عرش سے نزدیک بیٹھا ہوگا (۱۲ منہ)

Marfat.com

ع ۹ ۵

خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۞

خوب ہو اور بہتر تحقیق کرنا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امام پر واجب ہی کہ حکم کرے موافق اسکے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور امانت ادا کرے پھر جب اسنے ایسا کیا تو رعیت پر واجب ہی کہ اسکے حکم کو سنین و فرمانبرداری کرین اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ۔ ای ایمان والو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا یعنے صریح وحی سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمکو دیا ہی اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی اگرچہ سب پر فرض ہی لیکن خصوصیت ایمان والونکی اسلیے کہ وہی اس سے نفع پاتے ہین اور فرمانبردار ہوتے ہین بخلاف کفار کے پس اپنی طاعت فرض کی اور فرمایا۔ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اور فرمانبرداری کرو رسول کی حالت زندگی مین اور بعد وفات کے پس یہ حکم مسلمانون کو ہی اور معنے اطاعت رسول کی یہ کہ اللہ عزوجل نے جو بواسطہ وحی خفی کے رسول اللہ صلعم کو القا کیا اور آپنے حکم دیا اسکو مانو پس یہ لازم نہین آتا کہ حکم سوا حق عزوجل کے کسی اور کا بھی حکم ہے تاکہ شرکت لازم آوے بلکہ سب حکم اللہ تعالیٰ کا ہی اول بوحی جلی ہی اور دوم بوحی خفی ہی۔ اور فرمایا۔ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ ای اصحاب الامر یعنے تم مین سے جو صاحب امر ہین انکا حکم مانو پس صاحبان امر کسی معنے کر کے ہون جیسا کہ آتا ہی انکا ذاتی حکم نہین بلکہ جو موافق حکم اللہ ورسول کے ہو اسکو مانو۔ چنانچہ مفسر نے کہا اذا امروکم بطاعة اللّٰہ ورسولہ۔ جبکہ اولی الامر تمکو حکم کرین اللہ ورسول کی فرمانبرداری کے ساتھ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مرد مسلم پر سننا و فرمانبرداری کرنا اس چیز مین کہ محبوب رکھے اور مکروہ رکھے واجب ہی تاوقتیکہ معصیت کا حکم نہ دیا جاوے پھر جب معصیت کا حکم دیا جاوے تو نہ سمع ہی اور نہ طاعت۔ رواہ البخاری۔ اور نیز صحیح مین ہی کہ خالق کی معصیت مین مخلوق کی طاعت نہین ہی۔ بالجملہ سمع وطاعت اولوالامر کی موافق حکم خدا ورسول کے ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ۔ اختلفتم۔ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ۔ پھر اگر تنازع کرو تم یعنے تم اختلاف کرو باہم یعنے اولوالامر کے وتمہارے درمیان کسی امر مین اختلاف ہو تو پھیر و اسکو طرف اللہ کے۔ ای کتابہ یعنے طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اور وہ قرآن ہی پھر اگر اسمین نملے تو۔ وَالرَّسُوْلِ۔ طرف رسول کے۔ مدة حیاته وبعده الی سنته ای اکشفوا علیه منها۔ یعنے خود رسول کی طرف جب تک رسول صلعم زندہ موجود ہین اور بعد وفات کے انکی سنت پاک کی طرف پھیر و اور پھیرنے کے معنے یہ ہین کہ اس تنازع کو اللہ ورسول کے فرمان حل کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ وروز قیامت پر ایمان لائے ہو ف یہ شرطیہ برانگیختہ کرنے کے لیے ہی اور حاصل یہ کہ مقتضائے ایمان بخدائے تعالیٰ وروز قیامت یہی ہی کہ اطاعت مذکور بجالاوین۔ پھر جاننا چاہیے کہ اس مین اختلاف ہی کہ اولوالامر سے کون لوگ مراد ہین پس اسمین دو قول ہین اول آنکہ مراد ولاة یعنے مسلمانونکے امیر ہین مانند سلطان وحاکم وقاضی وغیرہ کے اور دوم آنکہ مراد اہل علم از فقہار وعلمار ہین پس مفسر جلال رح نے یہان تو فقط قول اول سے تفسیر کی اور اپنی تفسیر درمنثور مین دونون قول نقل کیے ہین چنانچہ کہا کہ قول اول یعنے اولوالامر سے مراد امرار المسلمین ہین اسکو ابن جریر نے بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رض نے روایت کیا اور یہی برشاہی قول ابن عباس کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے حق مین اتری جبکہ آنحضرت صلعم نے انکو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا تھا رواہ البخاری اور شافعی رح نے اسی کو ترجیح دی باین طور کہ قریش امارت کو نہین پہچانتے اور امیر کے فرمانبردار نہین ہوتے تھے پس انکو امیرون کی اطاعت کا حکم دیا گیا مترجم کہتا ہی کہ ابن جریر نے بسند جید سدی رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر روانہ کیا بسرداری خالد بن الولید اور اسمین عمار بن یاسر بھی تھے پس یہ لوگ جس قوم کا قصد رکھتے تھے اسکی طرف چلے پھر قریب پہونچے تو پچھلی رات مین اتر پڑے اور قوم کو جاسوس نے خبر دی پس وہ صبح

ہونے تک سب بھاگ گئے سوے ایک مرد کے پس اسنے اپنے لوگون کو حکم کیا کہ بھاگے ہوون کے اسباب جلادو پھر رات ہی مین چلکر خالد بن الولید کے لشکر مین آیا اور عمار بن یاسر کو دریافت کرکے انسے ملا اور کہا کہ ای ابوالیقظان مین مسلمان ہوگیا اور گواہی دی کہ لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اور میری قوم نے جب سُنا کہ تم لوگ لڑنے آتے ہو تو بھاگ گئے اور مین ٹھہر رہا پس میرا اسلام مجھے کل کے روز کچھ نفع دیگا تو خیر ورنہ مین بھی بھاگ جاؤن تو عمار نے کہا کہ ہان وہ نفع دیگا تو ٹھہر رہ پھر صبح کو خالد نے قوم پر حملہ کیا تو وہان سواے مرد مذکور کے کوئی نہ پایا پس اسکو پکڑ لیا اور اسکا مال لے لیا پھر عمارؓ کو خبر پہونچی تو وہ خالد کے پاس آکر کہا کہ اس مرد کو چھوڑ دو کہ وہ مسلمان ہوگیا ہی اور میری امان مین ہی تو خالد نے کہا کہ تو امان دینے والا کون ہوتا ہی پس انمین طول کلام ہوا اور آنحضرت صلعم کے پاس مرافعہ کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے عمارؓ کے امان کی اجازت دیدی اور منع کردیا کہ پھر کبھی کسی امیر کے مقابلہ مین امان نہ دینا اور دونون مین حضرت صلعم کے سامنے بھی سخت گفتگو ہوئی تو خالد نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اس نکٹے غلام کو چھوڑتے ہین کہ مجھے گالی دیوے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای خالد تو عمار کی بدگوئی مت کر جسنے عمار کی بدگوئی کی اللہ تعالی اسکی بدگوئی کرتا ہی اور جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالی اس سے بغض رکھتا ہی اور جو عمار کو لعنت کرے اللہ تعالی اُسپر لعنت کرتا ہی اور عمار غصہ ہوکر وہان سے اُٹھکر چلدیے تھے پس خالد نے اُٹھکر عمار کا پیچھا کیا اور جاکر پیچھے سے انکا کپڑا پکڑا اور اُنسے عذر کرنا شروع کیا یہانتک کہ عمار رضامند ہوے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ وکذا رواہ ابن ابی حاتم عن السدی مرسلا وقد رواہ ابن مردویہ عن السدی عن ابی صالح عن ابن عباس بنحوہ پس شاید کہ نزول آیت کا دونون وجہ مین ہوا اور ہوسکتا ہی کہ صورت واقعہ خالدؓ اسکا سبب نزول ہو اور روایت بخاری بقیہ جماعت غیر ابن ماجہ مین عبد اللہ بن حذافہ کے حق مین سبب نزول صحیح ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسپر ایک مرد انصاری کو سردار کیا پھر جب نکلکر دور گئے تو سردار مذکور انپر کسی بات مین غصہ ہوا اور کہا کہ کیا نہین تمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم دیا ہی بولے کہ ہان۔ کہا کہ لکڑیان جمع کرو پھر لکڑیون مین آگ لگادی پھر کہا کہ مین تمکو قطعی حکم دیتا ہون کہ تم اسمین داخل ہو پس قوم مین سے ایک جوان نے اُنسے کہا کہ تم آگ ہی سے بھاگے ہو اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہو تو جلدی مت کرو حضرت صلعم سے مل لو اگر آنحضرت حکم دین تو آگ مین گھس جانا اتنے مین سردار کا غصہ فرو ہوگیا تھا پھر جب حضرت صلعم کے پاس واپس آئے تو آپنے فرمایا کہ اگر تم آگ مین داخل ہوتے تو کبھی اس سے نہین نکلتے فرمانبرداری تو فقط امر معروف مین ہی رواہ البخاری ومسلم اور حضرت انسؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سنو واطاعت کرو اگرچہ سردار ہوے تمپر کوئی غلام حبشی گویا اسکا سر منقیٰ ہی رواہ البخاری اور ابوہریرہؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے مجھے وصیت فرمائی کہ سنون اطاعت کرون اگرچہ غلام حبشی ہاتھ پانوٴن کٹا ہوا ہو رواہ مسلم وعن ام الحصین انھون نے خطبہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم سے کہ یون فرماتے تھے کہ اگر تمپر کوئی غلام سردار کیا جاوے جو تمکو کتاب اللہ کے موافق چلاوے تو تم اسکی بات سنو اور اطاعت کرو رواہ مسلم مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہان دیگر احادیث نقل کین اور فرمایا کہ احادیث اس باب مین بہت ہین اور مترجم کہتا ہی کہ یہ احادیث ظاہر دربار امارت ہین اور یہ صحیح ہی کہ امیر سے مراد ایسے امیر ہین جو حق کے ساتھ ہون جیسے آنحضرت صلعم کے بعد آپکے خلفاے راشدین تھے اور جو انکی پیروی مین انکے موافق رہا اور جسکو شرعی ولایت حاصل ہو پس انکی اطاعت واجب ہی اور وہ لوگ جو سرکش و باغی وکافر ومرتد ومشرک کہ خلاف شرع ولایت رکھتے ہون مراد نہین ہین پھر شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولوالامر سے مراد اہل فقہ ودین ہین اور ایسا ہی مجاہد وعطا وحسن بصری وابوالعالیہ نے فرمایا ہے اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ مفسر جلالؒ نے درمنثور مین کہا کہ ابن جریر وابن المنذر وحاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولوالامر وہ اہل فقہ ودین اہل طاعۃ اللہ ہین جو لوگونکو انکے دین کے معانی سکھلاتے اور انکو معروف کا حکم کرتے اور منکر سے منع کرتے ہین۔ اور ابوالعالیہ سے روایت ہی کہ وہ اہل علم ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ الآیہ۔ مترجم کہتا ہی کہ استنباط ظاہراً اس آیت مین

حسن تدبیر و انتظام صلح و جنگ سے متعلق ہی اور احتمال ہی کہ قول ابن عباس و دیگر تابعین جو اہل فقہ و دین مراد ہونیکا ہی بمعنے ہون کہ امراء و والی ایسے ہونا چاہیے کہ امارت کے ساتھ فقہ و دین کے جامع ہون بنظر آنکہ عدل حاکمانہ و انتظام بر وفق شرع بدون اسکے ممکن نہین ہی و نیز طریق سنت انی دونون چیزونکا جامع ہی اور باسپر اتفاق ہی کہ امر معروف و نہی منکر درحقیقت امام المسلمین کا کام ہی اور بے شبہہ اسمین علم کی ضرورت ہی واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے ان دونون اقوال مین توفیق نہین دی بلکہ دو قول قرار دیے ظاہرا اسوجہ سے کہ جن امور مین امراء و ولاۃ کی اطاعت ہی اور جن امور مین علماء فقہا کی طاعت ہی دونون نوع متباین ہین۔ بالجملہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہ اختیار کیا کہ آیت کریمہ ان دونون کو شامل ہی خواہ امیر ہو یا عالم ہو اسکی اطاعت کرنی چاہیے اور کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی۔ لولا ینھاھم الربانیون عن قولہم الاثم واکلہم السحت۔ یعنے کیون نہین منع کرتے ہین عالم لوگ انکو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے۔ اور فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ پوچھو اہل علم سے اگر تم نہ جانتے ہو۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جسنے میرے امیر کی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور جسنے میرے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی۔ صحیح متفق علیہ۔ اور قولہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول یعنے الی کتاب اللہ وسنۃ الرسول ایسا ہی مجاہد وغیرہم علمائے سلف سے تفسیر مروی ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین اللہ عزوجل کی طرف سے صریح حکم ہی کہ اصول ہون یا فروع دین ہون جس بات مین لوگ آپسمین اختلاف کرین تو اپنا جھگڑا کتاب اللہ و سنت رسول صلعم کے سامنے پیش کرین پس کتاب و سنت جسکے واسطے صحیح ہونے کا حکم کرین وہ درست ہی اور باقی غلط۔ اور نیز کہا کہ جو محل نزاع مین کتاب و سنت سے حکم نہ لے اور اس بارہ مین ان دونون کی طرف رجوع نہ لاوے وہ اللہ تعالیٰ و روز آخرت پر ایمان رکھنے والا نہوگا لقولہ تعالیٰ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر۔ **ذٰلِكَ**۔ ای الرد الیہما۔ یہ کتاب و سنت کی طرف رجوع لانا۔ **خَيْرٌ** لکم من التنازع والقول بالرأے۔ بہتر ہے یعنے تمھارے لیے بہتر ہی جھگڑنے سے اور اپنی راے سے باتین کرنے سے۔ **وَاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا**۔ مآلا۔ اور بہتر ہی از راہ تاویل یعنے مآل و انجام کے بایں وجہ کہ تاویل بمعنے ما یؤل الیہ الامر یعنے مآل کار ہی۔ ف عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا الی قولہ اولی الامر منکم۔ اللہ عزوجل نے اطاعت کے تین مرتبے مقرر فرمائے۔ حالانکہ در اصل وہ ایک ہی ہی کیونکہ وہی سبکا مرجع ہی اور مقامات ثلاثہ مین سے ایک ایک مقام کے ساتھ یہ طاعت مخصوص ہین چنانچہ جو شخص ایسا ہی کہ بساط قرب کی صلاحیت رکھتا ہی اور بلا واسطہ فہم خطاب کے لائق ہی تو وہ بلا واسطہ مراد حق کا مطیع ہی۔ مترجم کہتا ہی یہ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہی فافہم۔ اور اگر شخص اس درجہ کو نہین پہونچا کہ خطاب حق کو بلا واسطہ سمجھ لے تو وہ اسکے نبی علیہ السلام کے خطاب کی طرف رجوع کرے جسنے بلا واسطہ خطاب کو سمجھا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نے خطاب اللہ تعالیٰ کے غوامض بیان کر دیے اور باریکیان کھول دین اور اسکے حکم کی فرمانبرداری کی ہی پس جبکہ اسنے نبی علیہ السلام کے قول یا فعل کی طرف رجوع کر کے اطاعت کی تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت بواسطہ اسکے نبی علیہ السلام کے ہوئی۔ مترجم کہتا ہی پس اس امت مرحومہ پر واجب ہی کہ جو فہم خطاب نبی علیہ السلام کی صلاحیت رکھتا ہو وہ اپنے نبی مکرم سید الاولین والآخرین امام المرسلین خیر النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کی طرف رجوع کرے فافہم اور جو شخص کہ اس درجہ کو بھی نہین پہونچا کہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھے اور اس سے استنباط کرے اور اشارہ کو جان لے تو وہ اکابر علماء ات کی طرف رجوع کرے وہ اول تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے پھر انکے بعد تابعین رحمہ اللہ پھر ائمہ اہل علم صالحین اولیاء و عارفین ہین کیونکہ ان بزرگون نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کو جو جوامع الکلم ہی سمجھکر ظاہر کیا ہی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت بواسطہ اولو الامر کے بواسطہ نبی علیہ السلام کے ہے اور انبیاء و ملوک دنیا مین اللہ عزوجل کے سایہ پڑنے کی چیزین ہین اور جو شخص بہار الٰہی آثار عظمت الٰہی دیکھنا چاہے اسکو چاہیے کہ ان لوگون پر نگاہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطان، ارہ الٰہی ہی زمین مین اور فرمایا۔ کہ بادشاہت و نبوت

دونون ایک ساعت پیدا ہوئی ہین اور جو شخص سایۂ الٰہی کے لباس سے آراستہ ہوا تو اسکا حکم وہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہی اور یہان عین الجمع کا اشارہ ہی اور آیت مین اشارہ ہی کہ جب تم فہم خطاب خاص کے مقام پر پہونچ گئے کہ علوم مشکلہ مجہولہ جاننے لگے تو بلا واسطہ اس راہ پر چلو جیسے خضر علیہ السلام علم لدنی کے تابع تھے جو امر ظاہر سے خارج ہی جیسے انھون نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور کشتی کے تختے توڑ دیے اور یہ مخصوص انھین لوگون کے واسطے جنکو غیب سے کوئی حصہ ملا ہے۔

قال المترجم حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس درجہ کو فائز ہوئے تھے اور بہتیرے انمین سے انبیاء اولوالعزم کے مثال پر تھے جیسے آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکرؓ کو حضرت ابراہیمؑ و حضرت عمرؓ کو حضرت نوحؑ سے مثال فرمایا اور فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے اور ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے بھی ایسا فرمایا اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اس کرامت مین داخل فرمائے کہ اصحابی کالنجوم الحدیث میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین تم جسکی پیروی کروراہ پاؤگے۔ وقد تکلم الائمۃ فی ہذا الحدیث والثابت انہ حدیث حسن واللہ اعلم۔ اور دنیا مین وجود مبارک حضرت صلعم کا رہا یہانتک کہ خانۂ کعبہ کی راہ فتح ہوگئی جو عین قبلہ و مراد ہی اور نازل ہوا قولہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الآیات۔ تو وفات شریف کا اشارہ فرمایا علی ما فی صحیح البخاری اور حضرت کو بعد قولہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اُٹھالیا اور راہ اسرار کھول دی اور صحیح مین حضرت صلعم نے اپنی وفات بھی ان لوگون کے حق مین بہتر فرمائی اور شاید یہی اشارہ ہی علی ما بینہ اہل الاسرار رحمہم اللہ واللہ اعلم بالصواب شیخ نے کہا اور جو شخص مقام توحید و مرتبۂ استقامت کو پہونچ گیا وہ انبیاء علیہم السلام کے مسلک پر چلتا ہی کہ توسع و رخصت پر عمل کرتا ہی مانند سلیمان و داؤد و یوسف و محمد علیہم السلام کے اور یہ منزل اقتدا ہی اور یہان لوگون کیواسطے لائق نہین جو خواہ مخواہ بتکلف اپنے آپکو ایسا ظاہر کرین اور جس شخص کے لیے علم حقائق بیان کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا وہ علماء الٰہی کے مانند گفتگو کرتا ہی پس انکی راہ مین چلنا اسی کو میسر ہی جو فہم طیب رکھتا ہی اور طاعت معروفہ و اسوۂ حقیقیہ اسکو مل گیا ہی اور یہ سب جو مذکور ہوا وہ تفسیر قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ہی۔ اور جعفر بن محمدؒ سے روایت ہی کہ فرمایا قولہ اطیعوا اللہ۔ باین طور کہ اسکے احکام پر راضی ہو۔ اور قولہ اطیعوا الرسول۔ باین طور کہ اسکے حکم پورے کرنے مین کوشش کرو اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھو اور ظاہر کو رسول اللہ صلعم کے ساتھ رکھو۔ اور شیخ محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ اطاعت کر اللہ تعالیٰ کی سو اگر یہ بات تیرے لیے پوری ہو جاوے تو بہتر ورنہ طاعت رسول اللہ صلعم سے اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مدد و استعانت لے سو اگر تو اسکو پہونچ گیا تو خیر ورنہ عالمون و مشائخ کی طاعت سے رسول اللہ صلعم کی طاعت پر مدد لے اور اس درجہ سے نیچے مت گر ورنہ ہلاک ہو جائیگا شیخ جنیدؒ نے اس آیت کے اشارات مین ذکر کیا کہ بندہ دو باتون مین مبتلا و امتحان کیا گیا ہی ایک تو جو باتین کرنے کا حکم ہی وہ بجا لاوے اور دوسرے جن باتون سے ممانعت ہی انکو نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار بندے کے دل مین ہمیشہ خطور کرتے ہین پس جب کوئی بھید دل مین خطور کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر پیش کرے پس یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی پھر اگر اس سے شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیش کرے اور یہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری ہی پھر اگر اس سے شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہی ورنہ سلف صالحین کے اسرار پر پیش کرے اور یہی اولوالامر کی طاعت ہی۔ شیخ ابو سعید خرازؒ نے فرمایا کہ عبودیت کی تین باتین ہین ایک تو وفاء الٰہی بحقیقت اور دوم متابعت رسول اللہ صلعم بشریعت اور سوم خیر خواہی جمیع امت بنصیحت قولہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ اسمین اشارہ ہی کہ جب احکام غیب مین سے کوئی حکم تمھارے اسرار پر متشابہ ظاہر ہوا اور امتحان مین معارضہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم کے خطاب کی طرف رجوع کرو کیونکہ انمین علوم حقائق کے دریا ہین پس جو خطرہ ایسا ہو کہ خطاب الٰہی و خطاب رسول صلعم سے موافق نہو وہ مردود ہی اسکا کچھ اعتبار نہین ہی قال المترجم علم اسرار مین بھی وہی حکم ہی جو عارفان علم حقائق و علم شریعت کے جامع علمائے مجتہدین صالحینؒ نے فرمایا چنانچہ امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد۔ ان سب ائمہ رحمہم اللہ سے یہ بات ثابت ہوئی

Marfat.com

کہ جب تم لوگ ہمارا کوئی قول ایسا پاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اسکے رسول پاک کی سنت سے موافق نہیں ہوتا ہو تو اسکو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ و اس کے
رسول کی سنت پر عمل کرو اور امام شافعی رحمۃ اللہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میرا وہی مذہب ہی اور ہو گا جو کہ حدیث و سنت سے ثابت ہو تا آنکہ مترجم کو بھی
یاد پڑتا ہی کہ قرطبی رح نے کہا کہ امام شافعی رح کے نزدیک صلوٰۃ الوسطیٰ جسکی محافظت کا کلام مجید مین حکم ہی وہ نماز عصر ہی تو یہ اسی وجہ سے کہ امام شافعی رح
نے فرمایا جب حدیث صحت کو پہونچی وہی میرا مذہب ہی اور البتہ صحیح مسلم وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے صحیح ہوا کہ وہ نماز عصر ہی پس لازم آیا
کہ یہی امام شافعی رح کا مذہب ہی ورنہ امام شافعی رح نے صریح کہا تھا کہ وہ نماز فجر ہی اور مترجم کی یہ تقریر اسلیے کہ تمام اہل ایمان پر لازم ہی کہ علمائے مجتہدین
صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی فقط اس نیت سے کرین کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہو جیسے آنحضرت صلعم کی پیروی اس
نیت سے ہو کہ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری حاصل ہو اور سب مجتہدین صالحین کی نسبت نیک گمان رکھین اور ہرگز تعصب کو دخل نہ دین اور اپنی نظر حضرت
باری تعالیٰ عزوجل کیطرف رکھین اور یہان جو مقلدی وغیر مقلدی کی گفتگو ہے بین اس فضول بحث کو لکھنا نہین چاہتا ہون اور اسیقدر کافی ہی انشاء اللہ تعالیٰ
آگے شیخ رح نے فرمایا اور جب تمپر اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول صلعم کے خطاب سے علم اشارہ مین اشکال اشتباہ پیش آوے یعنے صورتین ہم شکل نظر آوین اور
معلوم نہو کہ انمین سے کون بات ہی تو تمکو چاہیے کہ اشارہ کو کتاب و سنت کے ظاہر پر قیاس کرو کیونکہ ظاہر بین باطن کا اعلام ہی بعض نے فرمایا کہ جب
تمپر بزرگون و پیشواؤن کے حال مین سے کوئی بات مشتبہ ہو اور تم اسمین اختلاف کرو تو چاہیے کہ اسکو رسول اللہ صلعم کے حال پر پیش کرو اور
اس طرف پھیر دو پھر اگر تمپر نہ کھلے تو اس کتاب پاک کی طرف پھیرو جو حضرت رب العالمین سے نازل ہوئی ہی شیخ نصر آبادی رح نے فرمایا کہ یہ ہمارا علم
تصوف کسی کے لائق نہین مگر اسی کے لائق ہی جو کتاب و سنت کا علم رکھتا ہی اور اسپر معاملات وارد ہوتے ہین اور باوجود اسکے وہ بڑے ظرف والا
پاکیزہ ہے مترجم کہتا ہی کہ اسی طرح اکثر اکابر مشائخ نے علم کتاب و سنت شرط کہا ہے

ع أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ
تو نے نہ دیکھے وہ جو دعوی کرتے ہین کہ یقین لائے ہین جو اُترا تیری طرف اور جو اُترا تجھسے پہلے چاہتے ہین
أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ
کہ قضیہ لیجاوین شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہی انکو کہ اس سے منکر ہو جاوین اور چاہتا ہی شیطان کہ انکو بہکا کر
ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ
دوری ڈالے اور جو انکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُس نے اُتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے منافقون کو
يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ
بند ہو رہتے ہین تیری طرف سے اٹک کر پھر وہ کیسا کہ جب انکو پہونچے مصیبت اپنے ہاتھون کے
ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ
کیے سے پیچھے آوین تیرے پاس قسمین کھاتے اللہ کی کہ ہمکو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ جانتا ہے
اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝
جو انکے دل مین ہے سو ان سے تغافل کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے کہہ انکے حق مین بات کام کی

قال المفسر ونزل لما اختصم یہودی ومنافق فدعی المنافق الی کعب بن الاشرف لیحکم بینہما ودعی الیہودی الی النبی صلعم فاتیاہ فقضی للیہودی فلم یرض

المنافق واتیا عمرؓ فذکر له الیهودی ذلک فقال للمنافق اکذلک قال نعم فقتله۔ یعنے اس آیت کے نزول کے وقت قصہ یہ ہوا کہ ایک یہودی نے اور ایک ایسے شخص نے جو ظاہر مین اسلام کا اقرار کرتا اور باطن مین کفر پر تھا یعنے منافق نے آپس مین جھگڑا کیا پس منافق نے کہا کہ کعب بن الاشرف پاس چلو تاکہ وہ یہودی عالم ہم دونون مین فیصلہ کر دے اور یہودی نے کہا کہ نہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلو آخر دونون حضرت صلعم کے پاس آئے پس آپ نے یہودی کے نام فیصلہ کیا مگر منافق اس فیصلہ پر راضی نہوا اور دونون آئے حضرت عمرؓ کے پاس پس یہودی نے حضرت عمرؓ سے حضرت صلعم کے فیصلہ کا حال بیان کیا پس عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہی بات ہوئی جو یہ یہودی کہتا ہی اسنے اقرار کیا کہ ہان پس عمرؓ نے منافق کو قتل کر ڈالا تب یہ آیت نازل ہوئی مترجم کہتا ہی کہ معالم مین دیگر اقوال کے ساتھ یہ قول سبب نزول بھی مذکور ہی اور مجھے اسناد کے ساتھ نہین ملا مگر آنکہ شیخ ابن کثیر نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابوالاسود سے مرسلاً یہ قصہ ذکر کیا اور اسمین شاید ہی کہ پھر جب حضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپنے فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ عمر ایک مسلمان کے قتل پر جرأت کریگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا فلا وربک لا یؤمنون الآیہ پس اس منافق کا خون ہدر کیا اور عمرؓ سے مواخذہ دور کیا اور معالم مین ہی کہ جبرئیلؑ نے آیت لاکر کہا کہ عمرؓ نے حق و باطل مین فرق کر دیا تب سے فاروق کے لقب سے مشہور ہوا اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہی اگرچہ مرسل ہی پھر بروایت حافظ ابو اسحٰق صاحب تفسیر مسنداً بمانند قصہ مذکور وارد کیا اور مفسر جلالؒ نے اپنی تفسیر در منثور مین ذکر کیا کہ طبرانی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابوبرزہ اسلمی پہلے کاہن تھا جو یہود کے جھگڑون مین فیصلہ کیا کرتا تھا پس مسلمانون کے چند آدمیون نے بھی اسکے پاس فیصلہ کو رجوع کیا تو یہ آیت نازل ہوئی تا قولہ احساناً و توفیقاً مترجم کہتا ہی کہ سیاق سے واضح ہی کہ یہ لوگ منافق تھے۔ اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جلاس بن صامت قبل توبہ کرنے کے اور معتب بن قشیر و رافع بن زید دعوئی اسلام کرتے پس انکی قوم کے مسلمانون نے مقدمہ خصومت مین انکو حضرت صلعم کی طرف خصومت کو بلایا مگر انھون نے انکو جاہلیت کے کاہنون کیطرف بلایا تب یہ آیت نازل ہوئی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ بہرحال آیت عام ہی ہر ایسے شخص کی مذمت مین ہی جو کتاب و سنت سے عدول کرکے انکے ماسوائے کیطرف جاوے جو باطل ہی اور یہی طاغوت سے یہان مراد ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جاوے کہ ماسوائے کتاب و سنت کے اجماع امت و قیاس بھی ہی حالانکہ یہ دونون باطل نہین بلکہ اکثر امت خصوص اہل سنت نے انکی حجت ہونے پر اتفاق کیا ہی تو جواب یہ ہی کہ اجماع و قیاس بھی اسی آیت سے ثابت ہین چنانچہ امام رازی نے کبیر مین بہت دراز تقریر سے سبکا اثبات کیا اور یہ اصول فقہ مین بھی بدلائل مبرہن ہی یہان طول کلام بیکار ہی مگر آنکہ قیاس کا مرتبہ باقی اصول ثلثہ کے بعد ہی فافہم۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ آیت کریمہ کو ماقبل سے مناسبت یہ کہ اول مین حکم باتباع کتاب و سنت و اجماع و قیاس شرع ہی اور اس آیت مین اس سے عدول کرنے والون کی مذمت ہی چنانچہ فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ تعجب دلایا بطریق انکار۔ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ کیا تونے نہ دیکھے ایسے لوگ جو منھ سے کہتے ہین کہ جو تیری جانب اُتارا گیا اسپر ایمان لائے اور جو تجھسے پہلے اتارا گیا تھا اسپر ایمان لائے ہین ف یعنے زعم انکا یہ کہ تیری شریعت و اگلی شریعت پر ایمان لائے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پر ہین جو انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے ملتی آئی ہی بایہ کہ پورا ایمان لائے اسواسطے کہ ایمان مین تمام انبیاء سابقین و کتب سابقہ پر ایمان شرط ہی۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ۔ چاہتے ہین محاکمہ طاغوت سے ف کثیر الطغیان و ہو کعب بن الاشرف۔ یعنے طاغوت مین معنے مبالغہ ہین اور تا برتانیث نہین یعنے نہایت حد سے بڑھ جانیوالا اور مفسرؒ نے کہا کہ مراد اس سے کعب بن الاشرف ہی جو یہودی عالم نہایت بے ایمان رشوت خورہ تھا۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ۔ ولا یوالوہ۔ حالانکہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت سے منکر ہون ع

ف اور اس سے دوستی بھی نہ رکھین۔ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ عن الحق۔ اور شیطان
چاہتا ہی کہ انکو بھٹکائے دور ف یعنے ایسی گمراہی جو حق سے بہت دور ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ۔ فی
القرآن من الحکم۔ اور جب ان گمراہون سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہی ادھر آؤ ف یعنے اِس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے
اُتارا ہی قرآن مین۔ وَإِلَى الرَّسُولِ۔ لیحکم بینہم۔ اور رسول اللہ کی طرف آؤ ف تا کہ انکے درمیان حکم کر دے۔ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ
يَصُدُّونَ۔ یعرضون۔ تب تو ان منافقون کو دیکھے کہ مُنھ موڑتے ہین عَنكَ۔ الی غیرک۔ تجھسے دوسرے کی طرف یعنے اس حالت مین
منافقون کا حال تجھے اسطرح دکھلائی دے یعنے معلوم ہو جاوے پھر بھلا یہ لوگ کہان سے ایمان لائے بلکہ بعید گمراہ ہین۔ فَكَيْفَ۔ یصنعون۔
پھر کیا کرینگے یہ منافق۔ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ۔ عقوبۃ۔ جب انکو مصیبت یعنے عقوبت کی سزا پہونچی۔ بِمَا قَدَّمَتْ
أَيْدِيهِمْ۔ بوجہ اس چیز کے جو تقدیم کی انکے ہاتھون نے۔ یعنے انکے ہاتھون کے کیے ہوے بد اعمال سے جب انکو مصیبت عذاب پہونچی تو اس وقت
بھلا انکا کیا انجام ہوگا۔ ایقدرون علی الاعراض والفرار منہا لا۔ کیا اس عقوبت سے بچ سکین گے جیسے اب اعراض کرتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ثُمَّ
جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا۔ پھر بعد اسکے تیرے پاس آئے جھوٹی قسمین کھاتے ہوے کہ ہماری
مراد اس صدود سے اعراض نہ تھی بلکہ احسان و توفیق مراد تھی ف یعنے خوبی سے فریقین مین موافقت ہو جاوے یہی قول واحدیؒ نے اختیار
کیا ہی اور بنا برین قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ جملہ معترضہ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا عطف اصابتہم پر ہی اور معنے یہ ہین کہ سلامتی کے وقت رسول
کی حضور مین حاضر ہونے سے انکو اعراض و نفرت ہی تو جب خیانت کرینگے جسکے سبب انکو عذاب کا خوف ہو پھر زبردستی تیرے پاس لائے جاوین
تو جھوٹی قسمین کھاتے آوینگے کہ اس خیانت سے ہماری مراد سوا خیر و مصلحت کے اور کچھ نہ تھی بعض نے کہا یعنے ہماری مراد کچھ نہ تھی سوا
عدل و حق کے مثل قولہ تعالیٰ لیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ منافقین کا یہ حال ہی کہ جب سچا حکم یعنے کو وہ تیری
طرف بلائے جاتے ہین تو منھ موڑتے ہین اور دوسرون کی طرف جاتے ہین پھر کیا حال ہی کہ جب انکو مصیبت پہونچی بوجہ انکے ہاتھ کے کرے دھرے
گناہو نکے کہ تجھسے اعراض کر کے عمرؓ کی طرف گئے اور قتل مین گرفتار ہوے تو اب اسکے وارث اسکے خون کا دعوی کرتے ہوے آتے ہین کہ
ہمارے عزیز مقتول نے تو عمرؓ کی طرف جانا نہین بھی چاہا تھا کہ احسان و توفیق ہو یعنے اسکے اور دوسرے خصم کے درمیان توفیق و صلح کرا دین
انھون نے قتل کیا۔ چنانچہ فرمایا یحلفون الخ یعنے غیر سے محاکمہ مین ہماری غرض صرف صلح و توفیق تھی۔ یعنے دونون جھگڑنے والون مین
اس تقریب سے حکم لے کہ دونون مین میل ہو جاوے اگرچہ حکم ناحق ہو اور انکو حق بات پر جو کڑوی معلوم ہوتی ہی آمادہ نہ کرے۔ اللہ عزوجل نے
اس مصیبت کو جو انکو پہونچی انکے ہاتھونکی کمائی قرار دیا اور انکو اس عذر و دعوی مین جھٹلایا۔ چنانچہ فرمایا۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ
مَا فِي قُلُوبِهِمْ۔ من النفاق وکذبہم فی عذرہم۔ یہ ایسے لوگ ہین کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی جو انکے دلونمین ہی ف نفاق و جھوٹا عذر۔
فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ بالصفح۔ پس تو انسے منھ موڑے ف بطور درگذر کرنے کے۔ وَعِظْهُمْ۔ خوفہم اللہ تعالیٰ۔ اور ڈراوے انکو
اللہ تعالیٰ سے۔ وَقُل لَّهُمْ فِي۔ شان۔ أَنفُسِهِمْ۔ اور ان ناپاکون سے انکے نفس کے بارہ مین۔ قَوْلًا بَلِيغًا۔
مؤثرا فیہم۔ ایسا قول بلیغ کہدے جو ان مین اثر کرنے والا ہو۔ اور چونکہ تاثیر دینا فقط اللہ عزوجل کے اختیار مین ہی مفسر نے کہا۔ ای ازجرہم
لیرجعوا عن کفرہم ای انکو زجر کر اِس عنوان سے تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آوین ف عرائس مین ہی کہ قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ۔ جو مصیبت
انکو پہونچی وہ انکے انکار کی سزا تھی کہ نبی صلعم و آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منکر ہوکر پس اس مصیبت مین پڑے کہ مقام ولایت معرفت تک

Marfat.com

پہونچنے سے محجوب و محروم کیے گئے اور سب سے بڑی مصیبت یہی ہی کہ اللہ عزوجل سے منقطع کردیا جاوے اور اسکی طرف راہ پانے سے حیران سرگردان کردیا جاوے
مترجم کہتا ہی کہ شیخؒ نے سچ کہا مگر یہ لوگ کمبخت تو راہ ہدایت کی حلاوت سے واقف ہی نہیں ہین مثل مشہور ہی بندر کو ادرک کا مزہ کیا معلوم
وہ تو اپنے کو راہ پر جانتے ہین۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے کرم سرگین بہ نجس ناخوش پسند۔ پان یہ خوش پاکیزہ سب حلوا و قند۔ شیخ نے فرمایا کہ
بعض نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے مڑکر دوسرے کی طرف مشغول ہو اور بڑی نعمت یہ کہ سب سے مڑکر اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو اور
شیخ ابوالحسین وراق نے فرمایا کہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہی کہ تیرے دل سے حرمت ساقط ہو اور تیرے چہرے سے حیا نکل جاوے اور سُنتین
تیرے اعضا پر اوانکا گران ہوجاوے۔ قولہ اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبہم۔ آنحضرت صلعم کے پاک دل کو اس کلام سے تسلی فرمائی یعنے
تو غمناک مت ہو ہم انکو وہی بدلا دینگے جو انکے دلون مین ہی پس دنیا و آخرت مین جو اصلی مراد ہونا چاہیے اس سے ان لوگونکو محروم و محجوب کردیا۔
اور بہ قولہ فاعرض عنہم ای انکی صحبت چھوڑدے اور ہر جاہل غافل کی صحبت چھوڑدے اور قولہ وعظہم یعنے انکی سمجھ کے لائق انکو نصیحت کردے اور نصیحت
درحقیقت انکے واسطے عذاب ہی کیونکہ انھون نے اسکو نہون پہچانا اور جیسے پیروی چاہیے تھی اسکی پیروی نہ کی واسطی نے فرمایا کہ اشارہ آنکہ
جاہلون سے اعراض کر اور منھ موڑلے اور درمیانی درجہ والون کو نصیحت کر۔ اور اعلیٰ درجہ والون کو انکے عیوب نفس سے خبردار کردے اور ہر ایک
سے بقدر اسکی طاقت کے کلام فرما۔ اور بعض نے فرمایا کہ اعراض تو قول سے اور نصیحت بالفعل مقصود ہی یعنے قول سے اعراض کر اور فعل سے نصیحت
فرما قولہ وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ ای میری عظمت و کبریائی کو بیان کر اور انکے کفر و ایمان سے بیرلبے پروا ہونا ظاہر کر اور جب وہ لوگ دنیا کے
پھندے مین خوش ہوگئے اور انبیا و صدیقین سے انکار کیا تو ہمیشہ کے واسطے انکا مجھسے دور ہونا بیان کردے شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ اُن سے
انکی عقلون کی مقدار انکی طاقت کے لائق کلام فرما مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ لوگون سے انکی عقلون کے انداز پر باتین کرو پس معلوم ہوا
کہ یہ کمال نہین ہی کہ عوام سے انکی سمجھ سے باہر بات کہو لہذا ابلاغت کی تعریف یہ کہ بات کہی اور سمجھ مین آئی۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ

اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسواسطے کہ اُسکا حکم مانتے اللہ کے فرمان سے اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا

جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝

کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشوا لے اور رسول انکو بخشوا تا اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ

سو قسم ہی تیرے رب کی انکو ایمان نہوگا جب تک تجھی کو منصف جانین جو جھگڑا اُٹھے آپس مین پھر نہ پاوین اپنے جی مین

حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۝

خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ۔ فیما یامر بہ ویحکم۔ بِاِذۡنِ اللّٰهِ۔ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسواسطے
کہ اسکی تابعداری کیجاوے (ان سب باتون مین جو وہ حکم کرے اور فرمان جاری کرے) بارادہ الٰہی ف لا لیعصی و یخالف۔ اور اسواسطے
ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا کہ اسکی نافرمانی و مخالفت کیجاوے۔ حاصل آنکہ محمد صلعم کو جو رسول برحق بھیجا ہی تو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہی کہ رسول
برحق کے حکم کی فرمانبرداری کرین اور ہرگز نافرمانی و خلاف نہ کرین۔ چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ

ورسولہ

سلہ مومنین جب اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی طرف بلائے جاوین تاکہ وہ اُن مین حکم فیصل فرماوے تو مومنین کا قول اس حالت مین یہی ہے کہ ہم نے بگوش دل سے سنا اور فرمانبرداری کی ۱۲

ورسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا الآیۃ - اور مجاہد رحمہ اللہ نے باذن اللہ کی تفسیر مین یہ معنے فرمائے کہ میرے رسول کی اطاعت وہی کرسکتا ہے جسکو مین نے توفیق دی پس باذن اللہ یعنے توفیق اللہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو ارشاد کیا اور راہ بتائی کہ جب اُنسے کوئی گناہ سرزد ہو تو چاہیے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس آوین اور اُنکے حضور مین اللہ تعالیٰ سے استغفار کرین اور رسول اللہ صلعم سے درخواست کرین کہ آپ اس گنہگار کے لیے استغفار فرما دیجیے پس جب ایسا کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کریگا چنانچہ فرمایا **وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ** - اور اگر یہ کرتے کہ جب انھون نے ظلم کیا تھا اپنے نفسون پر یعنے گناہ کیا تھا - یتحاکمہم الی الطاغوت - مثلاً باین طور کہ طاغوت پاس جاکر اپنے معاملہ مین فیصلہ کرایا تھا - **جَآءُوْکَ** - تائبین - آتے تیرے پاس درحالیکہ توبہ کرنے والے ہوتے - کیونکہ توبہ کرنیسے پہلے اپنے گناہ کی بخشش مانگنا بیجا ہے پس پہلے توبہ کرتے - **فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ** - پھر تیرے حضور مین گناہ کی بخشش مانگتے اللہ تعالیٰ سے - **وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ** - اور مغفرت مانگتا رسول بھی ان گنہگارون کے لیے **ف** یعنے اللہ کا رسول معظم بھی انکے لیے مغفرت مانگتا حاصل آنکہ اگر وہ گنہگار لوگ اینسا کرتے اور رسول پاک بھی انکے لیے استغفار کرتے - **لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا** - تو البتہ پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانیوالا **ف** اپنے اوپر جیساکہ اسکی شان ہی بلکہ - **رَّحِیْمًا** - بہم - اپنے اوپر بہت مہربان پاتے - **ف** اس آیت مین دلالت ہی کہ بندہ گنہگار اگر کسی بندہ صالح پرہیزگار سے دعا کرائے تو قابل قبولیت ہوتی ہی - اور لوگ جو اس زمانہ مین پیرون کے مرید ہوتے ہین وہ بھی یہی توبہ ہی اور انکی طرف سے بعد توبہ کے اس شخص کی لیاقت کے موافق ارشاد و ہدایت کرنے مثلاً قوی فارغ کو مجاہدہ و ریاضت قوی بتلادے عالم ہو تو اسکو اسکے موافق اور عامی ہو تو اسکو اسکے لائق اور اسکے نفس و قلب کی برداشت کے لائق عبادت و اذکار بتلادے - پس آدمی سچی توبہ کرے اور فرائض و واجبات و سنتو پر عمل کرے اور منہیات و حرام و مکروہات سے بچے تو بیعت کا فائدہ پورا ہی ورنہ اگر توبہ کی سچی نیت نہین یا پھر نیک کام کی پوری ہمت نہین تو یہ جھوٹا ہی - اور پیر وہی ہے جو ہر حال مین تابع سنت ہو - لہذا بزرگون نے سخت تاکید کی ہی کہ پیر اگر تابع سنت نہین تو بیعت صحیح نہین مرید کے ایمان جانیکا خوف ہے مولوی روم نے فرمایا ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بہت ایسا ہی کہ ابلیس بصورت آدمی ہوتا ہے پس واجب ہی کہ ہر کسی کے ہاتھ مین ہاتھ نہ دیوے - ورنہ اسی ابلیس کے مانند خود ابلیس ہو جاویگا - اسی خوف سے **شیخ محقق علامہ جلال دوانی** رح وغیرہ نے کہا ہی کہ اس زمانہ مین چونکہ مرد صالح کامل بمانند عنقا ہو گیا لہذا جبتک خوب یقین نہو اور برس دو برس تک دیکھ نہ لے کہ عامل بسنت اس درجہ ہی تب تک شریعت پر عمل کیے جاوے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی کرے اور **شیخ عزیزان** رحمہ اللہ وغیرہ نے تو فرمایا ہی کہ جب اسکا یہ ارادہ صادق ہی تو اسوقت کے قطب سے اسکو برابر وہی فیض ہوگا جو پیر کامل عامل سنت صالح سے ہوتا - والسلام **شیخ حافظ الحدیث ابن کثیر** رحمہ اللہ نے تفسیر مین لکھا کہ ایک جماعت نے جسمین سے **شیخ ابو منصور صباغ** بھی ہین اپنی کتاب مین **شیخ عتبی** رح کی مشہور حکایت لکھی کہ عتبی فرماتے ہین کہ مین حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اسنے قبر مبارک کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ مین نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی - ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما - اب مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہون کی بخشش مانگتا ہوا اور آپ سے شفاعت چاہتا ہوا کہ میرے پروردگار سے میرے لیے بخشش مانگیے پھر یہ پڑھنا شروع کیا ؎ یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ + فطاب من طیبہن القاع والاکم + نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ + فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم + پھر وہ اعرابی رحمۃ اللہ علیہ

لوٹ کر چلا گیا اور میری آنکھ جھپک گئی پس مین نے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ای عتبی جا کر اس اعرابی سے مل اور اسکو خوشخبری سنا دے کہ اللہ عزوجل نے اسکو بخش دیا مترجم کہتا ہی کہ یہ امر شریف ہی کہ اللہ عزوجل نے ان اعرابی مذکور کو اس کرامت سے مشرف کیا اور یہ امر قطعی لازمی نہین کہ ہر شخص ایسا کرے اور نہ آیت کریمہ مین حضرت صلعم کے پاس جانیکا بعد وفات کے حکم ہی کیونکہ مرقد مطہر کے پاس جانا ویسا نہین جو آیت مین مذکور ہی اور صارم سبکی مین ہی کہ سلف صالحین صحابہ و تابعین و من بعدہم مین سے کوئی اس جانب نہین گیا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے مرقد منور پر جانیکا حکم ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صارم مین قصۂ مذکور کی اسناد مین کلام کیا اور حق یہ ہی کہ وہ جسطرح ذکر کیا صالح ہی اور اسمین کلام کرنا افراط و تشدد خلاف اصول ہی کچھ مقبول نہین ہی لیکن مدارک وغیرہ مین جو اعرابی کا قبر شریف پر آکر سر پر خاک اڑانا اور لوٹ جانا اور قبر شریف سے مغفور ہونے کی آواز آنا مذکور ہی وہ ناقلین کا خلط و خبط ہی صحیح وہ ہی جو شیخ ابن کثیرؒ نے نقل کیا واللہ اعلم ۔ پھر شیخ ابن جریرؒ نے مابعد کی آیت کو ماقبل سے مربوط کیا باین طور کہ کہا قولہ ۔ فَلَا ۔ یہ رد ہی اسکا جو پہلے مذکور ہوا یعنے بات یون نہین ہی جو انھون نے گمان کی کہ وے ایمان لائے ہین ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر پھر از سر نو قسم کا استیناف فرمایا بقولہ ۔ وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۔ اور قسم ہی تیرے رب کی کہ وہ مومن نہونگے ف جبتک ایسے ایسے نہو جاوین آہ اور بعض نے کہا کہ لا کو قسم پر بغرض تاکید معنے نفی کے مقدم کیا اور بعض نے کہا کہ لا موکد معنے نفی نہین کیونکہ اثبات مین بھی زائد آتا ہی جیسے قولہ لا اقسم بمواقع النجوم اور اصل یہ کہ زائد در قسم بنحو واحد ہو پس لا یہان زائد بغرض تاکید قسم ہی نہ تاکید نفی اور یہی قول صاحب کشاف کا ہی اور مفسرؒ نے لا زائدہ کہا پس محتمل دونون وجہ کو ہی اور ظاہر آنکہ مراد زیادت تاکید قسم ہی اور معنے یہ کہ فوربک لا یومنون ۔ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ ۔ اختلط ۔ بَيْنَهُمْ ۔ پس سح کہ قسم ہی تیرے رب کی کہ یہ لوگ مومن نہو جاوینگے جب تک یہ نہ کرین کہ جو کچھ انمین جھگڑا و خلط واقع ہو ف تیری زندگی مین تیری حضور مین آکر اور بعد وفات کے تیری سنت شریعت پر مطیع ہو کر ۔ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ ۔ پھر ایسی بات رضامندی سے قبول کرین کہ اپنے دلون مین کوئی حرج نہ پاوین یعنے کوئی ضیق و تنگی یا شک نہ پاوین اس حکم سے جو تونے دیا ہی ۔ وَيُسَلِّمُوْا ۔ ینقادوا لحکمک ۔ اور فرمانبردار ہو جاوین تیرے حکم کے ۔ تَسْلِيْمًا ۔ من غیر معارضۃ ایسی فرمانبرداری کے ساتھ کہ بالکل معارضہ نہ کرین ف حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے قسم فرمایا کہ جبتک وہ اپنے درمیانی امور مین تیری ہی طرف محاکمہ نہ کرین اور پھر اسکو بخلاف اپنی خواہش نفس کے خوشی سے تسلیم نہ کرین تب تک مومن نہونگے اور حدیث صحیح مین حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی مومن نہوگا جبتک کہ اسکی خواہش نفسانی اس امر کی تابع نہو جاوے جسکو مین لایا ہون (الصحیح) اور ابن ابی حاتم من طریق عروۃ بن الزبیر عن اخیہ عبداللہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام تحدیثاً روایت کی کہ زبیرؓ نے ایک انصاری سے جو بدر کی لڑائی مین حاضر ہوا تھا مخاصمہ کیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس دونون آئے اور یہ مقدمہ یون تھا کہ حرہ کی طرف سے پانی کی نالی آتی تھی اس سے دونون اپنا اپنا باغ خرما سینچتے تھے پس انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو وہ روان رہے جو تمھاری طرف آوے تم اس سے سینچو اور میری طرف آوے تب مین بھی لیتا جاؤن مگر زبیرؓ نے اس سے انکار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زبیر پانی سے سینچ لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف بندان کھول دے کہ چلا جاوے پس انصاری غصہ ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اسی سے کہ آپکی پھوپھی کا بیٹا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اے زبیرؓ سینچ لے پھر پانی روک لے یہانتک کہ جدرؓ تک چڑھے پس رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کے واسطے اسکا حق پورا کر دیا اور قبل اسکے رسول اللہ صلعم نے ایسی رائے کی طرف اشارہ کیا تھا جسمین آپ کی مراد یہ تھی کہ زبیرؓ و انصاری دونون کے حق مین وسعت تھی پھر جب انصاری نے رسول اللہ صلعم کو خشمناک کیا تو آپ نے صریح حکم مین زبیرؓ کا حق بھرپور دیدیا ۔ زبیرؓ فرماتے تھے کہ مجھے

ف اگرچہ وہ کسی وجہ سے ان کو ناگوار ہو لیکن علم کی وجہ سے اسکو خوشی سے قبول کرین ۱۲م منہ یعنے مذہب ترک ۱۲

مجھے

بھی علم ہی کہ یہ آیت اسی معاملہ مین نازل ہوئی۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک الآیۃ۔ کذا رواہ النسائی واحمد والجماعۃ واصحاب الاطراف والمسانید وقد رواہ البخاری عن عروۃ بن الزبیر عن الزبیر مع انہ لم یسمع عروۃ عن ابیہ فصورتہ الارسال وہو متصل فی المعنی فاحفظہ مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا مراد یہ ہے کہ یہ معاملہ بھی اس آیت کے حکم مین داخل ہی اور یہ نہین کہ یہی معاملہ خاصکر اسکا سبب نزول ہوا کیونکہ سیاق کلام دربارۂ منافقون وغیرہ کے ہی پس وہ خبر واحد سے ترک نہین کیا جاسکتا ہی کیونکہ اصل یہ ہی کہ مقتضاے کلام مین تغیر نہین کیا جائیگا الا بآیت دیگر یا بحدیث مشہور جو نص ہو واللہ اعلم۔ اور زہری رح نے سعید بن المسیب رح سے بھی روایت کی کہ زبیر بن العوام و حاطب بن ابی بلتعہ کے حق مین یہ آیت اُتری جبکہ نبی صلعم نے سینچنے کے پانی مین یہ حکم دیدیا تھا کہ اوپر والا سینچ لے پھر چھوڑ دے تاکہ نیچے والا سینچ لے ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ مرسل جید ہی مگر اسمین یہ فائدہ ہی کہ انصاری کا نام مشہور ہی مترجم کہتا ہی کہ حاطب بن ابی بلتعہ صحابی تھا جو بدری ہین پھر کیونکر انصاری کہا گیا اور یہ اعتراض ظاہر ہی اور انصار مین سے کوئی اس نام سے معروف نہین مگر آنکہ اسی اثر سے نکالا جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر کہا گیا کہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین تھا اب آپ کی وفات کے بعد عالم عارف نحو و صرف و بلاغت و بیان و اصول حدیث و فقہ و تفسیر و ماہر احادیث و آیات متعلقۂ احکام و تمیز حدیث صحیح از ضعیف غیر متعصب پرہیزگار متقی صاحب خشوع و خضوع عادل غیر مائل بجور۔ جو ان صفات سے آراستہ ہو وہ آنحضرت صلعم کی سنت کے موافق آپکی طرف سے مترجم و نائب ہوکر حکم دے سکتا ہی پس جب تیقن ہوا کہ حضرت صلعم کی حدیث و سنت شریف کے موافق یہ حکم ہی تو گویا خود حضرت صلعم نے حکم دیا واللہ الموفق پھر یہ حکم اس پانی مین ہی جو سیل و بہیا کا ہو اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ اوپر والے کو بند کر لینے کا اختیار ہی یہانتک کہ خوب بھر جاوے پھر نیچے کی طرف والے کے لیے چھوڑ دے پھر وہ اپنے سے نیچے والے کی طرف علیٰ ہذا القیاس ف عرائس مین ہی کہ قولہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الآیہ۔ اللہ عزوجل نے اسمین ایسے لوگون کی خبر دی جنھون نے دنیا سے اپنے نفس کے حصے لینے کے واسطے اسکا حصہ آخرت اور حقیقی نصیبہ کم کر دیا اور کو کے ساتھ کلام فرمانے مین خبر دی کہ انکے دلونمین تلخی دوری ہی اور اگر ایسا ہو تا کہ اس خرابی کی تاریکیون و حجاب سے نکلکر دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارادت تامہ و رجوع لائقہ مشرف ہوتے تو چہرہ پاک نبی صلعم پر حضرت عزوجل کے انوار جلال و جمال سے مالامال ہو جاتے جیسے نیکون نے پایا پس ظاہر ہوا کہ دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لوگ اپنی دنیاوی مشغولی سے خارج ہو جاتے ہین اور اپنے نفس کی طرف انکو رجوع میسر آتا ہی تو نہایت شرمندہ ہوتے اور درگاہ کرم کبریا مین حیا کے ساتھ پانی پانی ہوے جاتے ہین اور اسکی عظمت کے دروازہ پر بے بس کھڑے ہوتے ہین اس بات کے محتاج کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے مغفرت مانگ دے اسواسطے کہ شان نبوت کی پوری تعمیل و احترام نہونے سے انپر بقایا گناہ وہ ہین جو کسی طرح انسے دور نہین ہوتے سواے اسکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے سفارش فرماوین۔ پھر جب توفیق الٰہی سے یہ بات میسر آئی تو اللہ عزوجل کو اس طرح پاتے ہین کہ ان کی طرف رحمت سے رجوع فرمایا اور قبول کیا اور خود ہی اپنی طرف انکو راہ بتائی۔ اور شیخ ابن عطاء رح نے اس آیت مین کہا کہ اگر وہ لوگ تجکو میری طرف وسیلہ بناتے تو ضرور ہو پہنچ جاتے قولہ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے آگاہ فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے واسطے سبب ایمان ہین اور آپ سے ایمان رکھنا اللہ تعالیٰ سے ایمان ہی۔ اور اس آیت مین مقام عین الجمع کی طرف اشارہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسمین ظاہر فرمایا کہ حکم کے حقائق اور دین کے دقائق ظاہر نہین ہوتے مگر آنحضرت صلعم کو کیونکہ عالم مین حق عزوجل کے بیان کے واسطے نبی صلعم زبان ہین۔ اور سواے آپکے باقی مخلوق مین سے جبت و طاغوت سے حکم کی نفی کردی اگرچہ انھون نے کتاب پڑھی تھی یعنے توریت وغیرہ مگر اسکے حقائق سے کچھ بھی نہ پایا قال المترجم اللہ فرماتا ہی۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا الآیہ۔ پس اگر کتاب الٰہی سے فیض یقین و عمل احکام نہوا ہو تو جیسے گدھا جو کتابین لادے ہی۔ اور یہ معنے ہر اہل کتاب کے حق مین معتبر ہین

Marfat.com

اور بیان آیت مین تصریح فرمائی کہ جو اسلام لایا اور اسنے حکم کو حضرت صلعم کے سپرد بھی کیا تب بھی وہ حقائق ایمان تک نہ پہونچیگا تا وقتیکہ اسکے
سینہ مین سلامتی نہو اور حضرت صلعم کے حکم قبول کرنے کے وقت اسکو سکون نہو یعنے پوری تسکین و طمانیت سے قبول کرے اسواسطے کہ طمانینت
ہی تو موضع یقین ہے اور ایمان کی حقیقت بھی یقین ہے اور یہی آگے فرمایا۔ ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ابو حفص رح نے
فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنے واسطے تو اپنے بندون سے ظاہری قول پر اکتفا فرمایا بطریق احسان کے چنانچہ جو شخص زبان سے اسلام کا اقرار کرے
مسلمان ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کسی کے مومن ہونے پر رضامندی نہین فرمائی جبتک کہ اخلاص قلب سے اور نبی صلعم کے حکم پر خواہ خوشگوار ہو
یا ناگوار ہو رضامندی سے مومن نہو۔ اور جو شخص کہ نبی صلعم کیواسطے مستقیم نہو ظاہر یا باطن یا خفیہ یا علانیہ یا حقیقۃً یا رسماً تو وہ حقیقت اسلام سے
دور ہے اور مسلمانون کے مراتب سے خارج۔ شیخ عبد العزیز مکی رح نے فرمایا کہ یہان حق سبحانہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ کوئی ایماندار نہوگا
یہانتک کہ تجھی سے حکم لے۔ اس شرافت و کرامت مین خلائق کے اوہام حیران ہین اپنی ذات پاک کو اپنے بندۂ حبیب کے واسطے کیا اور اسکے حکم پر
رضامندی کو مانند اپنے حکم پر رضامندی کے قرار دیا اور خلق پر واجب کر دیا کہ میرے نبی علیہ السلام کے حکم پر راضی ہون اور تسلیم کرین جیسے مخلوق پر
اپنے حکم کے ساتھ رضا و تسلیم رکھنا واجب کیا ہے قال المترجم محبت کے معنے مین ایک تفصیل تحت تفسیر قولہ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ گذر چکی ہے
اور بیان ہوا کہ محبت ایک معنے نورانی ہین جو یہان مراد ہین اور تعلق انکا روح سے ہے جسکی ماہیت کوئی نہین جانتا یا بقول محققین کے جنہین سے
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح بھی ہین اہل معرفت کامل جانتے ہین اور امام غزالی رح وغیرہ نے جو محبت بہیمی بد خصلت اور محبت روحانی
خوش خصلت مین چند فرق پہچان کے لیے بیان کیے کہ محبت بہیمی مین خوبصورتی ظاہری اعضا کی طرف نظر ہوتی ہے اور روحانی مین آواز خوش
و حرکات دلکش کی طرف نظر ہوتی ہے تو اس روح سے روح نفسانی مراد ہے جو مبدا حرکات ہے اور روح حقیقی یعنے لطیفۂ الٰہیہ مراد نہین ہے حالانکہ بہتیرے
علما پر یہ امر مشتبہ ہوگیا جن مین سے محقق دوانی بھی ہین بالجملہ مترجم ضعیف کی مراد یہ ہے کہ اشد محبت شان اہل ایمان فرمائی گئی اس سے اکثر علما
نے یہ معنے لیے کہ اوتعالیٰ کے احکام کی پیروی کرے اور یہی معنے اس حدیث متفق علیہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
یعنے تم مین سے کوئی مومن نہوگا یہانتک کہ اسکی یہ حالت ہوجاوے کہ مین اسکو اسکے والدین و اولاد و سب سے زیادہ محبوب ہو جاؤن اسی لیے
کہ مراد آپ کے احکام کی اتباع ہے یعنے آپ کی اتباع مین کوئی معارض نہو سکے۔ اس دلیل سے کہ محبت کے چونکہ معنے اختیاری نہین ہین
لہذا یہ تاویل بسوے معنی اختیاری ضرور ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ عوام کے سمجھانے کے لیے کیا گیا ہے ورنہ خلاف تحقیق ہے حق یہی ہے کہ محبت
بر قیاس معنے لغوی و عرفی ہے لیکن ایسی نورانیت و کمال کے ساتھ جو لوگون کے ذہنون مین نہین آئی ہے اول تم یہ نہین دیکھتے کہ حضرت عمر رض
نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک تمام جہان سے محبوب ہین سواے میری جان کے آنحضرت صلعم نے اسپر انکار فرمایا کر حضرت عمر رض
کے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا پس عمر رض نے کہا کہ اب تو یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی کہین زیادہ محبوب ہین تو فرمایا کہ الآن
یا عمر۔ یعنے اب اے عمر رض تو مومن کامل ہوگیا۔ اس حدیث سے صریح ظاہر ہے کہ محبت سے فقط اتباع مقصود نہین ہے اور تمام تحقیق مترجم نے
شرح صحیح البخاری مین لکھی ہے صحیح یہ بات ہے کہ جسکو محبت بمعنے حقیقی حاصل ہے تو اس محبت کو لازم ہے کہ وہ خود بخود آپ کی اتباع کرے
پس اگر متبع سنت نہو تو ہرگز اسکی محبت کامل نہین اور جسقدر خلاف سنت ہو اسیقدر اسکو آپسے محبت مین کمی ہے اور ادنیٰ درجہ اسکا یہ کہ
خلاف شرع نہو کیا نہین دیکھتے کہ اعرابی نے عرض کیا تھا کہ قیامت کے لیے میرے پاس کچھ نماز و روزہ کا بہت سامان نہین لیکن مین اللہ تعالیٰ
واسکے رسول کو محبوب رکھتا ہون فرمایا کہ تو جس سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہے۔ دوم یہ دیکھو کہ اگر بے اختیاری ہونے کی وجہ سے محبت کے ع

Marfat.com

معنے مین تاویل ضروری سمجھی گئی تو اس آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت۔ یعنے پھر وہ لوگ اپنے دلونمین کچھ تنگی نہ پاوین اس حکم سے جو تو نے فیصلہ مین دیا پس یہ بے اختیاری شان ہی کیونکہ لایجدوا ہی نہ۔ لایوجدوا۔ ہان ابتدائی استعداد ونکے اختیاری تھی اور اب کیفیت ہی جسے بیان فرمایا بقولہ۔ ویسلموا تسلیما پس یہ تو صریح ہی کہ وہ اپنے دل مین تنگی پاوین نہین خواہ حکم مذکور انکے نفع کا ہو یا ایسا ہو کہ اپنی انکو ضرر لاحق ہوتا ہو اور یہ اسی معنے محبت پر متحقق ہوتا ہی جو اہل تحقیق نے بیان کیے اور معنے تاویلی پر نہین بن سکتا سوائے اسکے کہ یہان بھی تاویل کرین کہ یہ معنے ہین کہ خواہ مخواہ مان لین حالانکہ ماہر بلاغت پر پوشیدہ نہین کہ یہ معنے خلاف بلاغت ہین حالانکہ بلاغت کلام مجید قطعی ہی اور ایسے ہی قولہ علیہ السلام۔ لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ۔ حدیث صحیح مین بھی اہل تحقیق کے بنا پر معنے ظاہر ہین کہ ہو جاوے اسکی خواہش نفسانی تابع اسکے جو مین لایا ہون۔ اور اہل تاویل کے قول پر حتی یکون۔ یعنے حتی یحمل لینا پڑیگا یعنے وہ خواہ مخواہ تکلف سے بناوے۔ پس مترجم کے نزدیک حق یہی ہی کہ تاویل بلا ضرورت دخل ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ بعضے بزرگون نے اس آیت مین فرمایا کہ حق عز وجل نے اپنے حبیب پر ربوبیت کے خلعتون مین سے ایک خلعت ظاہر فرمائی چنانچہ محبوب کے حکم پر راضی ہونا خواہ وہ خوشگوار ہو یا ناگوار ہو مومنون کے ایمان کا سبب کر دیا۔ جیسے اپنے تقدیری حکم قضا پر راضی ہونا کر یقین والون کا یقین اسی پر ہی پس یہان یہ نفرمایا کہ میرے حکم پر جو میرے محبوب کی زبان سے ہو راضی ہون حالانکہ در واقع یہی ہی بلکہ مطلقاً بلا واسطہ فرمایا کہ محبوب کے حکم پر راضی ہون پس واسطہ کا لفظ ساقط کر دیا ہو واسطے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے بندۂ محبوب و رسول مصطفیٰ سید الرسل والانبیا ہین صلوات اللہ علیہم اجمعین وہ حضرت خالق حق عز وجل کے اوصاف سے متصف اور اسکے اخلاق پاک منزہ سے آراستہ ہین۔ تو یہ نہین دیکھتا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیونکر آپ کی تعریف مین کہا ہی ؎ فذو العرش محمود وھذا محمد یعنے حضرت خالق عرش کا مالک خالق تو محمود ہی اسکا ایک پاک نام محمود ہی اور حقیقت مین وہ محمود ہی اور یہ اسکا خاص بندہ و رسول بنام محمد ہی۔ حاصل آنکہ جناب رسالت مآب صلعم مین ظہور تجلیات صفات حضرت ربانیت جل جلالہ اسکی قدیمی ازلی عطاے موجود تھے پس محمد نام ہوا۔ مترجم عفی عنہ کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ نام سے کیا دلیل ہو سکتی ہے جو جواب ہو رکھو تو جواب کہ الاسماء تنزل من السماء نام اترتے ہین آسمان سے یہ صحیح ہوا ہی خصوص جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ما محمد الا رسول الآیہ۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ حضرت استاد رحمہ نے کہا کہ اللہ عز وجل نے اپنی طرف تمام مخلوق کی راہ بند کر دی اور حکم دیا کہ پہلے اسکے رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین تب حضرت پاک پروردگار تعالیٰ کی طرف راہ پاوین پس جو شخص کہ آنحضرت صلعم کے جھنڈے کے نیچے نہین چلا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی گنتی وشمار مین نہین ہی پھر اللہ تعالیٰ نے شرط ایمان یہ قرار دی کہ بالکل کسی طرح سے ظاہر و باطن مین آنحضرت صلعم کے حکم کا معارضہ نہو چنانچہ فرمایا ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت۔ پس ضرور ہی کہ جن باتونکو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ انسے آدمی ہلاک ہو جاتا ہی انکو اگر حضرت صلعم حکم دین تو ایمان والا خوشی خوشی ہنستے ہوے اختیار کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ آگے خود اسکا بیان آتا ہی اور محی السنہ نے معالم مین ابد قصہ مخاصمت زبیر رضہ و انصاری کے لکھا کہ روایت کیا گیا ہی کہ جس انصاری نے زبیر رضہ کے ساتھ حضرت صلعم کے پاس مقدمہ خصومت پیش کیا تھا اسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا پھر جب زبیر رضہ اور وہ دونون جناب رسالت مآب صلعم کے پاس سے نکلے تو راہ مین مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کی طرف گذرے۔ مقداد رضہ نے پوچھا کہ حکم کس کے نام ہوا تو انصاری نے کہا کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے نام حکم دیدیا اور یہ بات اپنے لبونکی باچھین بدور کر کہی پس ایک یہودی جو مقداد رضہ کے ساتھ تھا اس حرکت سے سمجھ گیا اور اسنے کہا کہ واہ انکا یہ حال ہی کہ محمد کو رسول اللہ کہتے جاتے ہین پھر اپنے جھگڑے مین جو انھون نے حکم دیا انکو متہم کرتے ہین کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کی رعایت کی حالانکہ خدا کی قسم ہمنے حضرت موسیٰ ع کی زندگی مین ایک بار گناہ کیا تھا تو موسیٰ ع نے ہمکو توبہ کرنے کو کہا اور

فرمایا کہ اپنی جانون کو قتل کرو کہ یہی توبہ ہے ہم نے اسکو قبول کیا یہانتک کہ مقتولون کی تعداد ستر ہزار تک پہونچی مگر ہم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری مین قائم تھے یہانتک کہ وہ ہم سے راضی ہوگیا اس یہودی کا یہ کلام سُنکر حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے کہا کہ تو آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مین سچ کہتا ہون کہ قسم ہے اللہ وحدہ لاشریک کی کہ اگر محمد صلعم مجھے حکم فرما دین کہ مین اپنی جان کو قتل کر ڈالون تو ضرور مین یہی کرون پس اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنون کو مستثنیٰ فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

اور اگر ہم انپر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ

مگر تھوڑے انمین اور اگر یہی کرین جو انکو نصیحت ہوتی ہے تو انکے حق مین بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰھُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور اسی مین ہم دین اُنکو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلادین اُنکو سیدھی راہ

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ۔ بعض اہل تفسیر نے ضمیر مجرور کو موجودہ یہودیون و منافقون کی طرف راجع کیا اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہے کہ لفظ منافقان مذکور کی طرف راجع ہے اور یہ مؤید ہے کہ قصہ مسلسل مربوط ہے جیساکہ شیخ ابن جریر نے کہا۔ اور کتبنا یعنے فرضنا و اوجبنا ہے **اَنِ اقْتُلُوْٓا** مفسر نے کہاکہ اَن مفسرہ ہے ای کتبنا کی تفسیر ہے۔ یعنے مکتوب و مفروض یہ کہ۔ اقتلوا۔ **اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ**۔ کما کتبنا علی بنی اسرائیل یعنے اگر ہم ان لوگون پر یہ فرض کرتے کہ تم اپنی جانونکو قتل کرو یا اپنے گھرون سے خارج ہو جاؤ **ف** جیسے ہمنے بنی اسرائیل پر یہ حکم واجب کیا تھا یعنے جیسے بنی اسرائیل پر گناہ گوسالہ پرستی کی توبہ مین اپنی جانون کا قتل کرنا فرض کیا تھا۔ اور فرعون کے ملک سے راتون رات بھاگ جانیکو فرض کیا تھا تو بھلا انکا کیا حال ہوتا جبکہ خفیف معاملہ مین یہ حالت ہے چنانچہ فرمایا **مَّا فَعَلُوْهُ**۔ تو نہ کرتے ہکوف ای المکتوب علیہم یعنے اس چیز کو نہ کرتے جو موافق مذکورہ بالا کے انپر فرض کی جاتی۔ **اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ**۔ مگر تھوڑے انمین سے **ف** بالرفع علی البدل والنصب علی الاستثناء۔ یعنے اکثر کی قرارت مین قلیلٌ بالرفع ہے بنابر آنکہ بدل ہے فعلوا کی واو مرفوع سے اور ابن عامر کی قراءۃ مین الا قلیلاً منصوب باستثناء ہے۔ حاصل معنے یہ کہ اگر بنی اسرائیل کی طرح ہم انپر بھی اپنا قتل کرنا یا وطنون سے نکلنا فرض کرتے تو اسکو بجا نہ لاتے مگر تھوڑے۔ اور یہ بنابر علم قدیم ازلی کے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے علم مین جو ہوا اور جو ہوگا اور جو نہوگا سب معلوم ہے۔ پھر واضح ہو کہ استثنا کی صورت مین یہ تو قطعی ہے کہ قلیل مومنین ہین پس مستثنیٰ منہ اگر منافقین ہین جیساکہ بیان ہوا تو استثنا متصل نہوگا اور اگر عام ہے یعنے ما فعل الناس الا قلیل۔ جیساکہ تفسیر ابن کثیر سے ظاہر ہے تو وجہ اتصال بھی ممکن ہے مگر تامل سے خالی نہین فافہم اور ابن جریر نے ابو اسحٰق سبیعیؒ سے روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری تو ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو ایسا حکم کرتا تو ہم بجالاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُسنے ہمکو عافیت دی پھر رسول اللہ صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ میری امت مین ایسے لوگ ہین کہ مضبوط پہاڑون سے بھی زیادہ انکے دلون مین ایمان جما ہوا ہے وقد رواہ ابن ابی حاتم۔ اور سدیؒ سے ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی کے باہم مفاخرت پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مرسلاً روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ حکم نازل ہوتا تو ابن ام عبد انھین قلیل مین سے ہوتا مترجم کہتا ہے کہ ابن ام عبد یعنے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور شریح بن عبید کی روایت مین ہے کہ الا قلیل پڑھتے مین حضرت صلعم نے عبداللہ بن ام عبد کیطرف اشارہ کیا کہ یہ بھی ان

قلیل ہیں سے ہوتا (رواہ ابن ابی حاتم)۔ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ فَعَلُوۡا مَا يُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ من طاعة الرسول اور اگر یہ لوگ عمل میں لاتے جو انکو نصیحت کی جاتی ہے ف کہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری کریں۔ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاَشَدَّ تَثۡبِيۡتًا۔ تحقیقا لایمانہم۔ تو انکے حق میں بہت بہتر ہوتا اور بہت شدید و مضبوط ہوتا از راہ تحقیق کے انکے ایمان کے لیے یعنے انکے ایمان کے خوب محقق و ثابت ہونے کے لیے یہ امر اشد ہوتا۔ وَاِذًا۔ ای لو ثبتوا۔ اور اسوقت میں ف یعنے جب تثبیت کرتے۔ گویا کہا گیا کہ فما ذالہم اذا ثبتوا۔ انکے لیے کیا بزرگی حاصل ہوگی اگر تثبیت اختیار کریں تو فرمایا۔ لَّاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ لَّدُنَّاۤ۔ ہم عطا فرماتے اپنے پاس سے یعنے محض فضل سے انکو۔ اَجۡرًا عَظِيۡمًا الجنة۔ ثواب عظیم ف وہ جنت ہے یعنے ادنیٰ اسکا یہ ہے۔ وَّلَهَدَيۡنٰهُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا۔ اور ہم انکو راہ مستقیم کی ہدایت دیتے ف یعنی راہ اسلام کی ہدایت دیتے۔ کذا فسرہ ابن عباس اور بعض نے کہا کہ صراط مستقیم یہاں علوم معرفت و ادراک بعض غیب ہیں بذریعہ فضل الٰہی کے اور حدیث میں ہے کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم (رواہ ابو نعیم فی الحلیة) جسنے عمل کیا اسقدر علم پر جسکو جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی ارث میں اسکو ایسی چیز کا علم دیتا ہے جو نہیں جانتا تھا۔ (رواہ ابو نعیم)

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰۤئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی — تو ایسے لوگ ہونگے ساتھ میں انکے جنپر انعام کیا ہے اللہ نے — نبیون

وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۤئِكَ رَفِيۡقًا ؕ ذٰ لِكَ الۡفَضۡلُ

و صدیقون — اور شہیدون — اور پرہیزگارون کے اور اچھے ہیں ایسے لوگ — رفیق — یہ — فضل ہے

مِنَ اللّٰهِ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيۡمًا ۠

اللہ کی طرف سے — اور اللہ کافی ہے — جاننے والا

ع ۱۱ / ۹

جاننا چاہیے کہ اس آیت میں اہل طاعت کا ثواب بیان فرمایا جیسے پہلی آیات میں ان لوگونکے حق میں وعید مذمت ہو چکی جو نافرمان ہیں خواہ اسطرح کہ دل سے منافق ہوں یا اسطرح کہ لغزش کھاتے ہوں مگر در اصل منافقوں کی مذمت مقصود ہے اور ضمنًا ان لوگوں کو بھی نصیحت کی گئی جنکے پانچوں پھسلیں جیسے حدیث صحیح میں جھوٹا وعدہ کرنا اور امانت میں خیانت کرنا اور خصومت میں فجور کرنا اور جھوٹ بولنا ہر ایک کو خصلت نفاق فرمایا ہے حالانکہ باوجود ایمان کے ان افعال بد کا صادر ہونا ممکن ہے الغرض ان لوگونکے حق میں وعید و نصیحت کے بعد اس آیت کریمہ میں سچے مطیع فرمانبرداروں کیواسطے اپنا انعام و فضل بیان فرمایا۔ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ۔ فیما امرابہ۔ اور جس بندہ کی یہ صفت ہو کہ اسنے اللہ تعالیٰ و رسول کی فرمانبرداری کی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے بوحی جلی قرآن مجید میں جو حکم دیا ہے یا بوحی خفی بزبان رسول اللہ صلعم حکم دیا ہے اسکی فرمانبرداری کی تو اسکا درجہ بلند ہے۔ فَاُولٰۤئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ۔ تو ایسے بندے ان بزرگ بندوں کے ساتھ میں ہیں جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ف اور نماز میں ہر وقت اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین نعمت علیہم سے وہ اسی کی آرزو رکھتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کر کے انھیں اہل انعام کی رفاقت نصیب فرمائی جنکا بیان یہ ہے مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ یعنے اہل انعام اول انبیاء علیہم السلام ہیں۔ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ۔ دوم صدیق ہیں ف افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتہم فی الصدق والتصدیق۔ یعنے صدیقین جمع صدیق کی بربناء مبالغہ اور یہ صفت ان لوگوں کی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے یاروں میں سب سے افضل ہوتے تھے اور یہ لقب اسوجہ سے کہ صدق میں یعنے ظاہر و باطن سچے ہونے میں اور تصدیق یعنے احکام حق عز و جل و کلام نبوت کی تصدیق کرنے میں بہت کامل درجہ پر تھے یعنے

اللہ عزوجل نے اپنی ہدایت سے انکو یہ مرتبہ کرامت کیا اور یہ زبانی کلام کے مبالغہ سے نہیں ہو سکتا اور بعض نے نبیین سے خاص محمد صلعم اور صدیقین سے خاص ابوبکر رضہ کو مراد لیا اور تحقیق یہ ہو کہ ہمیشہ ہر زمانہ مین جو پیغمبر ہوا اُسکی امت مین صدیقین ہوئے ہین اور جیسے انبیا علیہم السلام مین مراتب ہین اسیطرح صدیقین مین مراتب ہین اور سب سے افضل انبیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو سب صدیقین سے افضل ابوبکر الصدیق رضہ ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہر زمانہ مین صدیق ہونگے لیکن حضرت ابوبکر الصدیق سب سے افضل ہین پھر اگلون مین جو واقع ہونا تھا وہ ہو چکا اور باقی یہ بہت ہی تو نبی فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور صدیق اکبر حضرت ابوبکر عبد اللہ بن عثمان التیمی رضی اللہ عنہ متعین ہین اسیواسطے بعض نے تخصیص سے تفسیر کی اور حدیث مین حضرت عائشہ رضہ سے ثابت ہو کہ حضرت صلعم فرماتے کہ جو نبی مریض ہوا وہ دنیا و آخرت مین اختیار دیا جاتا ہو پھر جس مرض مین آپنے وفات فرمائی اُسمین آپکو بحہ شدیدہ طاری ہوا تو مین نے سنا کہ آپ فرماتے تھے مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین پس مین نے جان لیا کہ اسی کو آپنے اختیار فرمایا رواہ البخاری ومسلم۔ اور حدیث صحیح مین ہو کہ آدمی جھوٹ بولتا اور اسیکا قصد کرتا رہتا ہو یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہو اور آدمی سچ بولتا اور برابر اسیکا قصد کرتا ہو یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہو اور واضح ہو کہ بعض جھوٹ ایسا سخت ہوتا ہو کہ جیسے مسیلمہ یمامی نے نبوت کا دعویٰ کیا پس کذاب ہوا اور بعض صدق ایسا ہوتا ہو کہ جیسے حضرت ابوبکر رضہ نے آنحضرت صلعم کی نبوت و معراج کی تصدیق کی پس صدیق ہوئے اور صحیح مین ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے کسی پر اسلام نہین پیش کیا مگر آنکہ اسکو کچھ ذرا سا درنگ ضرور ہوا سوا ابوبکر کے کہ فوراً ایمان لائے یہان ایک لطیفہ ہو کہ حضرت صلعم پر مسیلمہ کذاب پہلے اسلام لایا تھا پھر خود دعویٰ کر کے کذاب اکبر ہوا تو اسکو آپکے صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضہ نے قتل کیا پس کذاب اکبر کو صدیق اکبر نے قتل کیا والحمد للہ رب العالمین۔ پھر واضح ہو کہ مرتبہ نبوت و صدیقیت محض فضل اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے وہ کسی کو حاصل ہونا ممکن نہین مگر جسکو اللہ تعالیٰ نے ازل مین پسند کیا بعد آپ کے حضرت ابوبکر رضہ سوا نبوت کے آپکی جگہ قائم ہوے اور اکابر اہل معرفت متفق ہین کہ یہی مرتبہ قطب الاقطاب ہے یعنے جو ولی کہ آنحضرت صلعم کے قدم پر ہو وہ قطب الاقطاب ہو اور وہ ہر زمانہ مین فقط ایک ہی ہوتا ہو اور اسکے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین پس آنحضرت صلعم کے وزیر ابوبکر و عمر تھے اور بہت سی حدیثون سے اس امر کا استیناس ہوتا ہو چنانچہ صحیح کی حدیث مین گاے کے بولنے کا قصہ اور آپ کا فرمانا کہ مین ایمان لایا اور ابوبکر و عمر۔ حالانکہ یہ دونون اُسوقت موجود نہ تھے۔ اور دوسری حدیث کہ نماز کو تشریف لاتے اور صحابہ رض مین کوئی ہیبت سے نظر نہ اُٹھاتا سوا ابوبکر و عمر کے فقط یہی دونون ایسے تھے کہ آپ انکی طرف دیکھکر مسکراتے اور یہ بھی مسکراتے۔ اور وہ حدیث کہ آپ نے فرمایا کہ خلقت مین مین اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے ہین اور تصدیق اسکی یہ موجود کہ ایک ہی جگہ مدفون ہین حالانکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آدمی جہان مدفون ہوتا ہو جہان کی مٹی ہو۔ مترجم اگر وجوہ کو نقل کرتا جاوے تو کلام دراز ہو جائیگا اور اصل مطلب دریرہ جائیگا اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے اور جہالت و رعونت نفس سے انکار نہ کرنا چاہیے حالانکہ اگر کچھ سمجھ کا نور ملا ہو تو اسیقدر بس ہو پھر سنو کہ حضرت صلعم کے یہ دونون وزیر تھے جیسا کہ حدیث ترمذی مین ہو کہ میرے دونون وزیر سماوی تو جبرئیل و میکائیل ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہین الحدیث حسن و من تکلم فیہ اخطاء۔ پھر بعد آپ کے حضرت ابوبکر کے دائین وزیر حضرت عمر اور بائین عثمان ہوے پھر عثمان کے دائین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بائین حضرت حسن رض تھے اور یہان تقدیر حق عزوجل جاری تھی جو کچھ جاری تھی اور ہوا جو ہوا اور باعث فتنہ مروان بن الحکم تھا۔ اور یہ بھید ویسا ہی ہو جیسا حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا کہ اگر مین اسکو زبان سے نکالون تو تم میرا گلا کاٹ ڈالو۔ اور حضرت حذیفہ رض کی حدیث بخاری مین کہ پھر عمر نے کہا کہ بھلا وہ دروازہ جو درمیان مین آڑ ہی شکستہ ہوگا یا کھل جائیگا الحدیث اسمین مصرح ہو کہ عمر رضہ اس بھید کو خود جانتے تھے اور حذیفہ رضہ تو صاحب سر رسول اللہ صلعم معروف تھے۔ پھر اکابر اہل معرفت نے کہا ہو کہ جو بجائے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے ہوتا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صدیق ہوتا گیا کہ اپنے وقت والون مین سب سے افضل صدیق اکبر ہو

پس خلافت نبوت کچھ دنیا والون کے غافل نظر کے موافق ریاست وسلطنت نہ تھی اسیواسطے حضرت عثمان رض نے ترک خلافت سے انکار کیا اور
حضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا کہ تو اس خلعت کو جو اللہ تعالیٰ پہنا دے لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا کما فی الحدیث مترجم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق
وکرم سے اس مختصر تقریر مین جو مرد صالح کے لیے مفید و مزید ہی یہ اظہار کر دیا کہ اعلیٰ صدیق ہر امت مین وہ تھا جو اپنے نبی علیہ السلام کے وقت مین
اِس مرتبہ کو پہونچا اور وہ خلت خاص ہی اور حضرت صلعم نے خود ابو بکر صدیق کو فرمایا کہ۔ الا ان صاحبکم خلیل اللہ جیساکہ صحیح کی روایت مین ہی
اگرچہ بعض نے کہا کہ مراد نفس نفیس ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر اسوقت کے بعد بھی مرتبہ صدیقیت حاصل ہوتا ہی مگر نہ اُس اونچے رتبہ کا واللہ تعالیٰ اعلم
اور آیت کریمہ مین ترتیب بر درجہ کمال ہی اول النبیین دوم والصدیقین۔ سوم۔ **وَالشُّهَدَآءِ**۔ القتلی فی سبیل اللہ۔ یعنے جو راہ خدا مین
قتل ہوے۔ اور بعض نے کہا کہ مخصوص عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہین اور اوپر معلوم ہوا کہ تخصیص ٹھیک نہین ہی۔ ہان آیت مین یہ استیناس ہی
کہ چارون مراتب کمال ہین۔ چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ مرتبہ تھا وہ شہید نہوے اور باقی شہید ہوے ہین۔ وہ افضل ہین مرتبہ ما بعد سے
یعنے **وَالصّٰلِحِيْنَ**۔ غیر من ذکر۔ یعنے جو مذکور ہوے انبیا و صدیقان و شہیدان کے سوے جو لوگ مقبولان حق ہین وہ صالحین ہین۔
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ یعنے کیا اچھے ہین ایسے لوگ جو مذکور ہوے بلند مرتبہ بزرگ اخلاق والے رفیق ہونیکو۔ ای رفقاء فی الجنۃ
بان یستمتع فیہا برؤیتہم وزیارتہم والحضور معہم وان کان مقرہم فی درجات عالیۃ بالنسبۃ الی غیرہم۔ یعنے لفظ رفیق مانند صدیق و خلیل کے واحد
وجمع دونون کو کہا جاتا ہی اسیواسطے آیت مین جمع نہین آیا اور مراد جمع ہی ای کیا اچھے ہین یہ لوگ رفقاء جنت مین بایںطور کہ جنت مین انکے دیدار سے اور
زیارت سے اور انکے ساتھ حاضر ہونے سے فیض اُٹھاوے اور جناب باریتعالیٰ کا دیدار پاوے اگرچہ یہ لوگ بہ نسبت اورون کے درجون مین
اونچے ہونگے **بیضاوی** رح نے لکھا کہ انکے چار اقسام باعتبار علم وعمل کے بیان فرمائے اور تمام لوگونکو برانگیختہ فرمایا کہ انسے پیچھے نہ رہین پس انبیا تو کمال
علمی وعملی سے تجاوز کرکے دوسرونکی تکمیل کے درجہ تک پہونچے۔ اور صدیقین نے درجہ اعلاء عرفان تک پہونچکر حقائق اشیا سے خبر دی۔ اور شہدا نے اظہار حق
ونفی باطل مین اپنی جان دی۔ اور صالحین نے عمر عبادت مین و مال مرضیات مین صرف کرکے نیکنامی حاصل کی۔ ہذا حاصل کلامہ بالجملہ اس مین
بشارت ہی کہ اہل ایمان کو ان بزرگونکی رفاقت نصیب ہوگی۔ اور **مفسر جلال** رح نے اسکے سبب نزول مین لکھا۔ قال بعض الصحابۃ للنبی صلعم
کیف نراک فی الجنۃ وانت فی الدرجات العلی ونحن اسفل منکم۔ یعنے بعضے صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو جنت مین کیونکر دیکھین گے
آپ تو اعلیٰ درجات مین ہونگے اور ہم آپ سے نیچے ہونگے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور کمالین مین جو لکھا کہ بعض سے مراد ثوبان رضی اللہ عنہ ہین تو
مفسر رح کے کلام پر منطبق نہین اسلیے کہ نحن کا اور نراک کا صیغہ جمع ہی اس سے ظاہر ہی کہ اکیلے ثوبان رض نہین تھے اور ابن جریر نے بسند جید ربیع بن انس سے
مرسلاً روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپس مین کہا کہ نبی صلعم کو فضیلت ہے اونچے درجے ملین گے پھر آپ پر ایمان لانے والون کا کیا حال ہوگا
جب جنت مین مجتمع ہوے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پھر نبی صلعم نے فرمایا کہ اونچے درجہ والے اُتر کر باغ مین نیچے والونکے ساتھ
جمع ہوکر انعام الٰہی کے بیان اور اللہ تعالیٰ پر ثنا کرینگے اور آیت کریمہ فہم فی روضۃ یحبرون سے شاہد سمجھا۔ وقد روی من وجہ آخر مرفوعا۔ سبحان اللہ
یہی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جنکی محبت کا یہ حال ہی کہ جنت اور اسکی تصور و نعمتون مین انکا دل اسی طرف لگا ہوا ہی کہ یہ سب سہی مگر آنحضرت پاک
صلی اللہ علیہ وسلم تو چھوٹ جاوینگے آخر اضطراب ہوا کہ کہان آپ اونچے درجات مین اور کہان ہم نیچے درجات مین۔ جنت مین یہ غم کیسا۔ یہین
خوب ہین کہ دیدار سے مشرف ہین ؎ بس وہی صحرا ہی باغ و بوستان۔ ہو جہان رونق فزا وہ نور جان۔ اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ ایک مرد آیا
رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجکو میری جان سے اور میری آل سے و میری اولاد سے زیادہ محبوب ہین اور مین گھر مین

ہوتا ہون اور آپ مجھے یاد آجاتے ہین تو مجھے صبر نہین آتا یہانتک کہ مین آکر آپ کو دیکھ لیتا ہون تب چین آتا ہو اور جب مین اپنی و آپکی موت کو یاد کرتا ہون تو جانتا ہون کہ آپ تو جب جنت مین داخل ہونگے تو اونچے درجون پر جاوینگے اور انبیاء علیہم السلام آپکے ساتھ ہونگے ۔ اور مین اگر جنت مین داخل کیا گیا تو بھی مجھے خوف ہو کہ آپ کو نہ دیکھنے پاؤن ۔ پس نبی صلعم نے کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی ۔ رواہ ابن مردویہ والطبرانی وقال الحافظ الضیاء المقدسی اسنادہ لاباس بہ ۔ اور اسکے مانند حضرت ابن عباسؓ سے بھی ابن مردویہ نے روایت کیا اور نیز یہ اثر مرسلاً سعید بن جبیر و شعبی و مسروق و عکرمہ و قتادہ سے ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہو اور ربیعہ بن کعب الاسلمی سے روایت ہو کہ مین رات کو نبی صلعم کے وہان بسر کیا کرتا اور آپ کے وضو و حاجت کے واسطے پانی وغیرہ لایا کرتا ایکبار آپ نے فرمایا کہ کچھ مانگ مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جنت مین آپ کی رفاقت مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ یا اور اسکے سواے ۔ تو مین نے عرض کیا کہ حضور مین تو یہی مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو اس آرزو مین مجھے اسطرح مدد دے کہ کثرت سے سجدے کیا کر ۔ رواہ مسلم ۔ عمرو بن مرہ جہنی سے روایت ہو کہ ایک مرد نے آکر نبی صلعم سے عرض کیا کہ مین نے صدق دل سے گواہی دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور پانچون وقت کی نماز پڑھی اور اپنے مال کی زکوٰۃ دی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے فرمایا کہ جو ایسے حال پر مرا وہ قیامت مین نبیون و صدیقون و شہدا کے ساتھ ہوگا اسطرح یعنے آپنے دو انگلیان اُٹھائین اور فرمایا بشرطیکہ اُسنے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو ۔ رواہ احمد اور ایک حدیث مین یہ کرامت ملنے کے لیے فی سبیل اللہ ۔ یعنے جہاد مین ہزار آیات پڑھنا آیا ہو کما رواہ احمد اور ابو سعید خدریؓ سے ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء ۔ یعنے تجارت کرنے والا اپنے معاملہ مین سچا امانت دار قیامت مین انبیاء و صدیقون و شہدا کے ساتھ مین جگہ پاویگا ۔ رواہ الترمذی وحسنہ ۔ اور مراد یہ کہ شریعت پر قائم ہو اور تجارت کے معاملہ مین ایسا ہو اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت والے اہل غرفہ کو اوپر نظر اُٹھا کر باریک نظر سے باہم ایک دوسرے کو دکھلاوینگے بسبب انکی بلندی درجہ کے جیسے تم یہان چمکتے دور کے تارے کو آسمین دکھلاتے ہو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو انبیاء علیہم السلام کے درجے ہونگے انکو کوئی اور نہین پاویگا آپ نے فرمایا کہ کیون نہین قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو وہ مرد پاوینگے جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور رسولون کی تصدیق کی ہو ۔ رواہ البخاری و مسلم ۔ اور اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت ثوبانؓ کے حق مین جو رسول اللہ صلعم کے آزاد کیے ہوے تھے اور حضرت صلعم سے نہایت ہی محبت رکھتے اور بے آپ کے بہت کم صبر کر سکتے تھے نازل ہوئی ہو ۔ اور حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ قیامت کب ہو آپنے فرمایا کہ تو نے اسکا کیا سامان کیا ہو اُسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ سامان میرے پاس تو کچھ نہین مگر یہی کہ مین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو بہت چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ تو اسیکے ساتھ ہوگا جسکو تو چاہتا ہو شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ان سب سے بڑھکر وہ بشارت ہو کہ جو صحیح و مسانید وغیرہ مین متواتر طریقہ سے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد ایسا ہو کہ ایک قوم سے محبت رکھتا ہے اور اُنسے لاحق ہونا اسکو نصیب نہوا تو فرمایا ۔ المرء مع من احب ۔ آدمی اسکے ساتھ ہوگا جسکو محبوب رکھے حضرت انسؓ نے کہا کہ مومنین کو ایسی خوشی کبھی نہین ہوئی تھی جیسے اس حدیث سے کمال خوشی ہوئی ۔ اور ایک روایت مین انسؓ نے بعد اس حدیث کے روایت کرنے کے کہا کہ مین تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو محبوب رکھتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھے انکے ساتھ اُٹھاوے اگرچہ مین نے انکے اعمال خیر کے سے نیک کام نہین کیے ہین ۔ ذٰلِكَ ۔ اے کونہم مع من ذکر ۔ یہ یعنے مطیع اللہ و رسول کا ان بزرگ بندون کے ساتھ مین ہونا کچھ اسکے اعمال پر منوط نہین ہو بلکہ ۔ اَلْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ فضل ہو اللہ کی طرف سے ۔ تفضل بہ علیہم لا انہم نالوہ بطاعتہم ۔ اپنا

فضل

ف منہ رحمہ
کہتا ہو کہ دیباچہ
بندت شعائر کا آئین
کیونکہ جیسا کہ تجربہ کا
صلعم ابو کرام الدین
کی قدر تنگ دل آری
جس زمانہ میں لگا ہے
اسکو نہیں بیرونی
جس فضلت محض تو
انکے حالات آسمانوں
احادیث معاملہ میں
جن ایمان داری کا
ف لفظ بکاہی
بیرن جنت ہزار آیات
بدکیمین وہ داس
کرامت سے سرفراز
ہوگا ۔ منہ رحمہ

Marfat.com

فضل کر دیا ان مطیع بندو نپر اور یہ نہین ہی کہ انھون نے اپنی طاعت کی وجہ سے اس کرامت کو پایا ہو - پس ذٰلک مبتدا اور الفضل خبر ہی ۔ آیت کریمہ مع احادیث شریفہ کے کمال امید کا مقام ہی اور مترجم امید کی نگاہ سے تکتا ہی اپنے آپکو اس لائق بھی نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک و اصحاب ابرار و اہل بیت اطہار و تابعین و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن یہ اعتقاد رکھتا و یقین کرتا اور کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک صلعم کی محبت مجھپر فرض ہی اللہ تعالیٰ تجھے اس نعمت سے سرفراز فرماوے لہذا برادران ایمانی سے دعا چاہتا ہی اور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہی امید ہی کہ قبول فرماوے اور میرا اور تمام برادران ایمان از اہل اسلام کا خاتمہ اسی محبت پر بخیر کرے اللھم آمین یا حی یا قیوم انت ارحم الراحمین و الحمد للہ رب العالمین پھر فرمایا وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا - ثواب الآخرۃ فتقوا بما اخبرکم به - ولا ینبئک مثل خبیر - اور کافی ہی اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا - یعنے علیم بثواب آخرت ہی پس بھروسا کرو اسی کے فرمانے پر جسکی تمکو خبر دی اور خود فرمایا ہی ولا ینبئک مثل خبیر - اور نہین آگاہ کریگا تجھکو کوئی ویسا کہ جیسا کوئی خبیر آگاہ کرے جو کسی شے سے خوب خبردار ہو اور معلوم کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی پس جو اسنے خبر دی سب پر ہمارا ایمان و یقین ہی و الحمد للہ رب العالمین ف عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ ولو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا الآیۃ - اللہ تعالیٰ نے اسمین اپنے احبار سے شکایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی مین اپنے نفس کو قربان کرنیں قصور کرتے ہین اور اسمین اہل محبت کو آگاہ کیا کہ وہ اوتعالیٰ کی طرف پہونچ نہین سکتے مگر اسی طور سے کہ اپنی مراد چھوڑ کر او تعالیٰ کی مراد کو پسند کرین اور یہ شکایت کچھ انکے محل ایمان پر وارد نہین ہی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچائی و اخلاص و ایمان و یقین پر ہو کر اس سے واصل ہوے ہین ولیکن یہ شکایت ہی کہ کوئی سختی وارد ہونے پر اپنے نفس سے پورا معارضہ نہین کرتے ہین بلکہ نفس اس لائق ہی کہ معارضہ کرتا ہی پس شکایت فرمائی کہ اکثرون کے نفوس معارضہ کرتے ہین سوائے انکے جو محبت مین قوی و مستقیم ہین اور ایسے قلیل ہین - پھر خبر دی کہ قتل نفوس بریاضت و مجاہدات اور ہجرت کرنا خطا و گناہون سے اور بدباتو نکا چھوڑنا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانیان ہین اور محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قتل کرو اپنے نفوس کو اس طرح کہ نفوس کی خواہشون سے خلاف کرو اور دیار سے اخراج کے یہ معنے دنیا کی محبت اپنے دلونسے نکالو - یعنے تم اس دنیا سے خارج ہو اسطرح کہ اس سے تعلق خاطر قطع کر دو - پھر جو فرمایا کہ اسکو تھوڑے بندون نے کیا پس مراد یہ ہی کہ انکی تعداد کم ہی حالانکہ درحقیقت از راہ معنے کے یہ لوگ بہت ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکو توفیق اور ولایت صادقہ حاصل ہوئی ہے - اور حق سبحانہ تعالیٰ نے مقام مجاہدہ کو مقام مشاہدہ سے ملا دیا - اور ظاہر فرمایا کہ جسنے واجب حقوق مین قصور کیا وہ بلند درجات کو نہین پہونچیگا اور یہی فرمایا بقولہ ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لہم یعنے مشاہدۂ الٰہی مین انکا باقی ہونا انکے لیے اس سے بہتر ہی کہ دنیا مین اپنے نفوس کے ساتھ باقی رہین مگر وصول اس درجۂ عالی پر قتل نفوس کے ساتھ مرہون کیا چنانچہ فرمایا ولو انہم فعلوا - یعنے ایسا کرنا شرط ہی پھر دوسری آیت سے اور زیادہ واضح کر دیا جو ہم نے لکھا ہی چنانچہ ارشاد فرمایا - واذا لآتینٰہم من لدنا اجرا عظیما - یہ اجر عظیم مشاہدۂ ازلی و ابدی ہی جو ان بندون کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے نفوس کو قتل و فنا کرکے بقاء حق مین باقی ہوگئے ہین - و قولہ ولہدینٰہم صراطا مستقیما - یعنے ہم انکو راہ دیتے صفات کی معرفت ذات کے طریقو نکی اور فنا ہو کر ذات تبارک و تعالیٰ کی بقا سے باقی ہونے کی پاک ہی وہ پروردگار جو ہر اشارہ و ایمان سے برتر ہی اور ہر وہم و گمان سے منزہ ہی - اور صراط مستقیم وہ نکرت کے بعد معرفت ہی اور ہر علت سے قدم مقدس کی پاکی بیان کرنا اور جاننا و یقین کرنا پھر قولہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین الآیۃ اسمین خبر دیدی کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت درحقیقت نہین حاصل ہوتی مگر بعد مشاہدہ حاصل ہونے کے - اسواسطے کہ حقیقت طاعت تو محبت ہی سے ہوتی ہی اور محبت جب ہی ہوتی ہی کہ دیدار و مشاہدہ حاصل ہو جاوے حاصل آنکہ جسنے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اسکی محبت کے ساتھ اسکے مشاہدہ مین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی - تعبد اللہ کانک تراہ - یعنی مرتبۂ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اسطرح کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہی اور بعضے اکابر نے تصریح کر دی کہ یہ مرتبۂ اہل کمال ہی پھر جانو کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت تو جب ہی کہ رسول صلعم کی معرفت

لہ اخرجہ [illegible] حدیث شریف [illegible] المہاجر من ہجر السیئات [illegible] [illegible] والمجاہد [illegible] [illegible]

Marfat.com

حاصل ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہوتی ہی۔ اور حاصل یہ کہ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت مین اس درجہ کو پہونچا وہ اہل اللہ تعالیٰ میں سے ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے انبیا و شہدار و اولیا کے مشابہ ہی اور دنیا و آخرت مین انکا رفیق ہوگا اور یہی معنے ہین قولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم الآیۃ پس انبیا پر انعام یہ ہی کہ انکو اپنی ذات و صفات کے علوم عطا فرمائے اور درجہ قرب و مشاہدہ عطا کیا اور ملک و ملکوت کے خزائن غیب پر انکو مطلع کیا۔ اور صدیقین پر یہ کرامت ہے کہ کرامات روشن دیدین اور انوار صفات سے انکی آنکھین منور کرکے کھولدین۔ اور شہدار پر اسکا انعام یہ ہی کہ انکے خون بہا مین اپنے دیدار جمال سے مکرم کیا۔ اور صالحین پر یہ انعام ہی کہ لطائف نیکوکاری انکو ظاہر کردین تاکہ اس سے مالوف ہو کر اسکی خدمتگزاری مین مضبوط و مستقیم رہے وقال تعالیٰ وحسن اولٰئک رفیقا۔ اسکے معنے یہ ہین کہ کیا خوب ہی انکی مرافقت اللہ تعالیٰ کے مطیع سے اور کیا اچھی ہی مرافقت اللہ تعالیٰ کی ایسے بندون سے جو اللہ تعالیٰ کیواسطے انکے مطیع ہوے ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے صریح تو ان نیک بندونکی مرافقت فرمائی اور ان کی مرافقت بالطاف الٰہی بطور خاص ہی پس گویا یہ ارشاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی مرافقت ان مطیع لوگون کو حاصل ہوگی جیسے کہا جاوے کہ خدمتگزار کیواسطے درگاہ بادشاہی کی سیر و بساط قرب کی فرحت کیا خوب ہی حالانکہ جو وہانتک پہونچا وہ بادشاہ کی زیارت سے ضرور مشرف ہوگا۔ ایسا ہی یہان ہی کیونکہ ان بزرگونکی منزلت و درجات ایک دوسرے سے قریب ہین اسواسطے کہ مرافقت تو ہو نہین سکتی الا اسی طور سے کہ مقامات مین موافقت ہووے پس انبیا علیہم السلام تو وہ ہین جنھون نے سمع خاص سے اخبار الٰہی کو سنا ہی اور صدیقین وہ ہین جو رضا رخوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت مین رہے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر و رضا تھی اسپر موافقت سے قائم رہے اور نور بقار کے مشاہدہ مین باقی رہے اور شہدار وہ ہین کہ سطوت عظمت مین شدت محبت سے قتل ہوے اور صالحین وہ لوگ ہین کہ امتحان سے سلامت نکلے اور نعمت جنت و راحت کو پایا اور ہلال جمال کو دیکھتے ہین اور یہان مرسلین کو ذکر نہین فرمایا کیونکہ وہ غیب ہین اور غیب الغیب مین غائب ہین انکو حق عزوجل نے پردہ غیب مین جگہ دیدی ہی مخلوق مین سے کوئی انکے حال پر مطلع نہین ہوتا مگر اسوقت کہ درگاہ عظمت سے ظاہر ہوتے ہین فارس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیا کے درجونکا جو ادنیٰ ہی وہ صدیقین کے درجون کا اعلیٰ ہی اور جو صدیقین کا ادنیٰ درجہ ہی وہ شہدا کا اعلیٰ درجہ ہی اور جو شہدا کا ادنیٰ درجہ ہی وہ صالحین کا اعلیٰ درجہ ہی اور صالحین میدان شہدار مین اور شہدار میدان صدیقین مین اور صدیقین میدان انبیا مین اور انبیا میدان مرسلین مین موجود ہوتے ہین قال المترجم معیت وساتھ ہونے کے یہ معنے ہین اور اوپر اثر ربیع بن انس مذکور ہوا جو اسپر دلالت کرتا ہی فافہم۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝ ٧٥ وَإِنَّ مِنْكُمْ

اے ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو جُدی فوج یا سب اکٹھے اور تم مین

لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ ۚ فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ

کوئی ایسا ہے کہ البتہ دیر لگا دیگا اور پھر اگر تمکو مصیبت پہونچے کہے اللہ نے مجھپر فضل کیا کہ مین نہ ہوا اُنکے ساتھ

شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ

اور اگر تمکو پہونچا فضل اللہ کی طرف سے تو اسطرح کہنے لگے کہ گویا نہ تھی تم مین اور اُسمین کچھ دوستی

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ ٧٦

اے کاشکے مین ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد پاتا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ من عدوکم ای احترزوا منہ وتیقظوا لہ یعنے اے ایمان والو اپنا بچاؤ پکڑو واپنے

دشمن سے ای دشمن سے احتراز اختیار کرو اور بیدار و ہوشیار رہو قال ابن کثیر پس لازم ہی کہ سامان تیار رکھیں دشمن کے واسطے باین طور کہ
ہتھیاروں کو اور تعداد و سامان ضروری کو ہمیا رکھیں مترجم کہتا ہی کہ معنے یہ کہ ایسا سامان کرنا بھی واجب ہی اور زمانہ کے مسلمانوں نے خطا کی
کہ بیت المال خالی اور سامان سے ننگے بچے ہوگئے اور ایسی صورت مین مدد الٰہی بھی اُٹھ جاتی ہی کیونکہ خلاف کیا اس حکم کا کہ حذر و
سامان رکھو۔ فَانْفِرُوْا۔ انھضوا الی قتالہ۔ قصد کر کے چل نکلو دشمن سے لڑنے کے واسطے اور یہی نفیر فی سبیل اللہ ہی حاصل آنکہ سامان
جمع کر کے جاو دشمن سے لڑائی کو۔ ثُبَاتٍ۔ متفرقین سریۃ بعد اخری۔ خواہ متفرق ہو کر ایک سریہ بعد دوسرے کے۔ آدر سریہ وہ جماعت
کہ چار سو یا کم ہون اور اہل السیر کی اصطلاح مین وہ لشکر جسمین حضرت صلعم خود تشریف نہین لے گئے۔ اور ثبات جمع ثبۃ بمعنے جماعت
ای جماعات متفرقۃ اور علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فانفروا ثبات ای عصبا اور مراد اس سے متفرق سرایا ہین۔ اَوِ انْفِرُوْا
جَمِيْعًا۔ مجتمعین۔ یا جاؤ جمیعًا ای درحالیکہ سب مجتمع ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و سدی و قتادہ و ضحاک و عطاء خراسانی سے
مروی ہی۔ حاصل آنکہ مومنون کو حکم دیا کہ لڑنے کو جاوین تو دو حال مذکورہ سے ایک حال پر ہون تنہا تنہا نجاوین کہ ناگاہ انکو دشمن ایذا پہونچاوے
اور جاننا چاہیے کہ مطلق سفر کرنا بھی تنہا منع ہی حتی کہ حدیث مین ایک مسافر کو اگرچہ سوار ہو شیطان فرمایا اور دو کو دو شیطان فرمایا اور
تین ہون تو انکو مسافر قرار دیا اور باب جہاد مین کمتر کی مقدار دس یا زیادہ موافق حذر حاصل ہونیکے امام کی رائے پر ہے واللہ اعلم۔
وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ۔ لیتاخرن عن القتال کعبد اللہ بن ابی المنافق واصحابہ وجعلہ منھم من حیث الظاہر واللام فی الفعل للقسم۔
یعنے لیبطئن بلام و نون تاکید از بَطَّأَ يُبَطِّئُ بمعنے لیتاخرن از تاخر بمعنے پیچھے رہتا یعنی پیچھے رہتا ہی کافرون کی لڑائی سے جیسے عبد اللہ بن ابی ابن سلول
منافق و اسکے ساتھی تھے اور یہ قطعًا بیان منافقون کا ہی قال مجاہد وغیر واحد نزلت فی المنافقین اور یہ جو فرمایا کہ وان منکم۔ یعنے تم مین سے ہی
تو اسکو انہین سے قرار دینا ازراہ ظاہر ہی کیونکہ منافق تو اسلام ظاہر کرتا تھا اور اسلام کے ظاہر کرنے کی بھی دنیا مین یہ برکت رکھی گئی کہ دنیاوی
عذاب دور کیا گیا اور ظاہر مین اسکے ساتھ اسلام کے احکام برتے گئے اور یہ بڑی حکمت پر مبنی ہی پھر لمن مین لام ابتدا ہی جو اسم ان پر فصل بجر کے
واسطے داخل ہوئی۔ اور من کا صلہ لیبطئن ہی اور لام اسپر قسم کا ہی یعنے قسم محذوف کا جواب ہی اور تقدیر یہ کہ وان منکم لمن اقسم باللہ لیبطئن
تم مین سے وہ ہی کہ جسنے قسم کھائی اللہ کی البتہ پیچھے رہیگا پس قسم مع جواب کے من کا صلہ ہوا اور جملہ عطف ہی قولہ خذوا حذرکم پر بطریق عطف قصہ یا
معترضہ ہی۔ پھر مفسرؒ نے تبطیہ کو تاخر سے جو لازمی ہی تفسیر کی اور مقاتل بن حیان سے بھی مروی ہی کہ لیبطئن ای لیتخلفن عن الجہاد۔ اور معنے یہی ابن جریر
مفسر نے ذکر کیے۔ قال ابن کثیر اور احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ البتہ تم مین سے ایسا شخص ہی کہ بٹھلا رکھے اپنے نفس کو اور غیر کو جہاد سے چنانچہ عبد اللہ
بن ابی منافق مذکور کا یہی حال تھا کہ خود بیٹھ رہتا اور مومنون کو بھی بہکاتا اور یہی قول ابن جریج و ابن جریر نے اختیار کیا ہی ولیکن اول اولیٰ ہی
بنظر آنکہ مابعد مین اسکا حال فرمایا۔ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ۔ کقتل و ہزیمۃ۔ پھر اگر تم کو مصیبت پہونچے مثلًا مسلمان ایماندار شہید
ہوئے یا شکست کھا گئے۔ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا۔ حاضرًا فاصاب۔ تو یہ منافق کہتا ہے کہ مجھپر
اللہ تعالیٰ نے بڑا انعام کیا جبکہ مین انکے ساتھ حاضر نہ تھا کہ مین بھی یہی مصیبت پہونچایا جاتا پس اسنے وہان حاضر نہونا اپنی بے ایمانی سے اپنے
اوپر انعام خدا تصور کیا اور آیت مین اشارہ کیا کہ اذ لم اکن معھم۔ سے وہ اپنے فعل پر انعام سمجھتا ہی اور یہ جہالت پر جہالت ہی اور مفسرؒ نے
آگے کا قول یعنے کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ۔ اسی سے متعلق قرار دیا ہی حاصل آنکہ وہ کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے میرا وہان حاضر نہ ہونا مجھپر انعام
کیا گویا کہ تمھارے اور اسکے درمیان کچھ مودت و دوستی ہی نہ تھی۔ یعنے تمھارے ساتھ ایسا ہوا تو اسکے کان پر جون بھی نہین رینگی

Marfat.com

اور اپنے اوپر انعام قرار دیا۔ وَلَئِنْ۔ لام قسم۔ یعنے لام موطئہ آنکہ جزا از شرط جواب قسم ہی۔ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ کفتح وغنیمۃ اور اگر
تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہو تا مانند فتح وغنیمت کے۔ لَيَقُولَنَّ۔ نادما۔ تو وہ ندامت سے کہتا ہی۔ اسکا مقولہ آگے ہے قولہ
یالیتنی۔ اور بیچ مین جملہ معترضہ ہی۔ كَاَنْ۔ مخففہ واسمہا محذوف اے کانہ۔ لَّمْ تَكُنْ۔ بالیاء والتاء۔ یعنے اکثر قراء کی قراءۃ
بیاء تحتانیہ ہی اور ابن کثیر وحفص عن عاصم کی قراءت مین بالتاء الفوقیہ ہی کیونکہ المودۃ مؤنث ہی لیکن چونکہ درمیان مین قولہ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهٗ۔ سے فصل آیا ہی لہذا بالیاء بھی جائز ہی جیسے کہ اکثر کی قراءۃ ہی اور معنے یہ کہ گویا نہ تھی درمیان تمھارے اور درمیان اسکے مَوَدَّةٌ
کچھ معرفت وصداقت یعنے جان پہچان اور دوستی۔ وہذا راجع الی قولہ قد انعم اللّٰہ علی اعترض بہ بین القول ومقولہ۔ اور یہ کلام راجع ہی قولہ
انعم اللّٰہ علی۔ کی طرف اور یہ جملہ معترضہ درمیان قول ومقولہ کے ہی اور مقولہ یہ ہی۔ يٰا۔ للتنبیہ۔ یعنے اس حرف ندا سے محض تنبیہ مراد ہی
اور یہ مراد نہین ہی کہ کوئی اسکی طرف توجہ کرے۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ اخذ حظا وافرا من الغنیمۃ

کاش مین انکے ساتھ ہوتا تو فوز عظیم پاتا یعنے لیتا مین غنیمت مین سے حصہ وافر یعنے بہت

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ

سو چاہیے لڑین اللہ کی راہ مین جو لوگ بیچتے ہین دنیا کی زندگی آخرت پر اور جو کوئی لڑے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اللہ کی راہ مین پھر مارا جاوے یا غالب ہووے ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ پھر چاہیے کہ لڑین راہ خدا مین لاعلاء دینہ۔ اللہ تعالیٰ کے دین بلند ہونے کے لیے اسواسطے
کہ مجاہد وہی ہی جو فقط اسواسطے لڑا کہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلمہ بلند ہو جیسا کہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی پس اسیواسطے قتال کرین۔ الَّذِيْنَ
يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ۔ وہ لوگ جو فروخت کرتے ہین زندگانی دنیا کو بعوض آخرت کے پس یشرون بمعنی یبیعون ہی
جیسا کہ مفسر نے ذکر کیا ہی اور شراء بمعنے خریدنا اکثر اور بمعنے فروخت کرنا کم مستعمل ہوتا ہی اور فی سبیل اللہ جو ظرف ہی اسکو فاعل سے مقدم کرنا بغرض
اہتمام شان ہی یا یہ معنے ہین کہ منافقین تو مال دنیا کی تمنا رکھتے ہین اور حصہ غنیمت گم ہونے پر حسرت کھاتے ہین پس انکا لڑنا دنیا کے لیے ہی
پس خالص مومنون کو حکم دیا کہ جو لوگ دنیا کو آخرت کے بدلے فروخت کرتے ہین وہ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ مین لڑین۔ کہ ان ابطا وتاخر المنافقون
عن القتال فلیقاتل الذین یبیعون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فی سبیل اللہ اگر آخرت کو دنیا کی عوض بیچنے والون نے جہاد سے قدم پیچھے ہٹایا تو جو لوگ دنیا کو
آخرت کے لیے بیچتے ہین اُنکو چاہیے کہ راہ الٰہی مین جہاد کرین۔ یا۔ یون کہا جاوے کہ ان کان قتال المنافقین الذین یبیعون الآخرۃ بالدنیا لاجل
الغنیمۃ فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین الخ یعنے اگر منافقین کا لڑنا دنیاوی غنیمت کے لیے تھا تو مخلصین کو چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے واسطے
لڑین۔ پس اس تقدیر پر یہ آیت مومنین کیواسطے ہی اور معالم مین کہا کہ بعض کے نزدیک منافقونکو نصیحت آمیز حکم ہی کہ جو امر انسے اوپر کی آیت
مین حکایت فرمایا وہ بدتر ہی پس انکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرین۔ علی ہذا معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑین راہ خدا مین وہ لوگ جو خریدتے
ہین دنیا کو بدلے آخرت کے اور حاصل اسکا یہ کہ خرید چھوڑین اور مومن خالص ہو کر راہ خدا مین لڑین۔ اور اس تقدیر پر شراء بمعنے خریدنے ہے اور
شیخ ابن کثیر نے فلیقاتل کا فاعل مومن قرار دیا جو قولہ فانفروا ثبات مین ضمنًا مذکور ہی اور معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑے مومن خالص جو
جہاد مین نکلا ہی ان لوگون سے جو خریدتے ہین زندگانی دنیا بعوض آخرت کے۔ اور اس تقدیر پر الذین یشرون۔ مفعول واقع ہی

Marfat.com

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ ليستشهد- اور جو بندہ راہ الٰہی مین لڑا پس شہید ہوا۔ اَوْ يَغْلِبْ يظفر بعدوہ یا فتح پائی یعنے اپنے دشمن کافر پر۔ کیونکہ انھین دو حال سے خالی نہین یا شہید ہوگا یا فتح پا دیگا اور اسمین قتل ہونے کو مقدم کرکے اشارہ کیا کہ وہ عین مراد ہونی چاہیے کیونکہ حدیث صحیح مین اسی کو افضل فرمایا ہی کہ مجاہد راہ خدا مین جان و مال سے شہید ہو۔ اور نیز تقدیم شہادت مین شوق و تسکین ہی کہ یہ غایت مرتبہ ہی باوجود آنکہ کوئی اپنے وقت مقدر سے پہلے نہین مرتا بالجملہ ان دونون باتون کے سوائے تیسری کسی بات کی جاد مین نیت نہو لہذا انھین دونون کو فرمایا کہ جو راہ خدا مین لڑا پس شہید ہوا یا فتح دیا گیا جو تقدیر الٰہی مین مقدر ہوا ہی بہرحال۔ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا- ثوابا جزیلا۔ ہم اسکو ثواب جزیل عطا کرینگے اور جس ثواب کو اللہ تعالیٰ عظیم فرما وے اسکی قدر کسی کے گمان مین بھی نہین آسکتی ہی- اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفالت کرلی اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے جو اسکی راہ مین جہاد کرے درحالیکہ اسکو اسکے گھر سے کسی اور بات نے نہ نکالا ہو سوائے اسکی راہ مین جہاد کرنے اور اسکے کلمہ کی تصدیق نے تو کفالت کرلی- اس بات کی کہ اسکو جنت مین داخل کریگا یا اسکو اسکے گھر مین جہان سے نکلا تھا مع ثواب یا غنیمت کے واپس کریگا۔ وقد روے نحو ہذا فی الصحیحین اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ راہ خدا مین جہاد کو جانے والے کی مثال اس شخص کے مانند ہی جو ایسا نمازی و روزہ دار ہی کہ جسکی لگاتار نماز و روزہ مین کھنڈا نہین پڑتا ہی یہانتک کہ مجاہد مذکور کو اللہ تعالیٰ اجر و غنیمت کے ساتھ اسکے گھر واپس فرما دے یا اسکو وفات دیکر جنت مین لیجاوے۔ رواہ البغوی وہو فی الصحاح مترجم کہتا ہی کہ ظاہر احادیث مین دلیل ہی کہ جو سفر جہاد مین مرا اگرچہ شہید نہوا وہ بھی جنتی اور برابر اسکو ثواب ملتا رہیگا یہانتک کہ قیامت مین اُٹھایا جاوے اور یہ امر بدلائل احادیث دیگر بھی ثابت ہی واللہ تعالیٰ اعلم اگر کہا جاوے کہ شہید ہونے والے کو اور اجر و غنیمت کے ساتھ زندہ واپس ہونیوالے کو اجر عظیم مین مساوی فرمایا حالانکہ حدیث صحیح مین جان و مال سے شہید کو افضل فرمایا ہی تو جواب دیا گیا کہ اجر عظیم دونون کے واسطے ثابت ہی اگرچہ ایک کے واسطے اعظم ہو پس دونون کا ہر طرح مساوی ہونا لازم نہین آتا جیسے کروڑ روپیہ والے اور لاکھ روپیہ والے دونون کو بڑا مالدار کہتے ہین اگرچہ دونون مین ایک دوسرے سے زیادہ ہو اور حاصل یہ کہ عظیم امر اضافی ہی کہ ولی کے ثواب سے عظیم اور صدیق و انبیا کے ثواب سے کم ہوگا اور ایسے ہی آپس مین شہیدون کے ثواب مین فرق ہی پھر اللہ تعالیٰ نے جوش کے ساتھ جہاد پر آمادہ کیا۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور تمکو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے انکے جو مغلوب ہین مرد اور عورتین اور لڑکے

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

جو کہتے ہین اے رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین لوگ اسکے اور پیدا کر ہمارے واسطے

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ- استفہام توبیخ- ای لا مانع لکم من القتال یہ استفہام بطور توبیخ و سرزنش کے ہی اور معنے یہ کہ قتال کفار سے تم کو کوئی چیز روکنے والی نہین ہی- فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ- اللہ تعالیٰ کی راہ مین- و- فی تخلیص- الْمُسْتَضْعَفِيْنَ اور مستضعفین کے خلاص کرنے مین یعنے ایسے لوگون کی رہائی کرانے مین جنکو کافرون نے ضعیف و کمزور بنا کر قید رکھا ہی- مِنَ

Marfat.com

الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ - الذین حبسهم الکفار عن الهجرة وآذوهم - مردون و عورتون و بچون سے ف جنکو کافرون نے
مدینہ منورہ کو حضرت صلعم کے پاس ہجرت کرکے آنے سے محبوس کر رکھا تھا اور انکو طرح طرح کی ایذائین دیتے تھے تاکہ دین اسلام سے پھر جاوین
اور حاصل یہ کہ اے مومنو تم کو راہ الٰہی مین اور ان بیچارے ضعیفون کے چھوڑانے کے لیے قتال کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ہی - قال ابن عباس
کنت انا وامی منهم حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مین اور میری مان بھی مستضعفین مین سے تھے اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے - اور
ایک روایت مین ابن عباس نے فرمایا کہ مین اور میری مان یعنے ام الفضل بنت الحارث منجملہ ان لوگون کے تھے جنکو اللہ عزوجل نے معذور فرمایا
حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے فتح مکہ سے پہلے اذیت کفار کے خوف سے ایمان نہ لانے و ظاہر نہ کرنے اور مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرنے پر کسی کو
معذور نہین فرمایا چنانچہ آگے آیات مین آویگا سوائے مستضعفین کے جو کفار کی قید مین ہو کر ایذائین اٹھاتے اور دعائین مانگتے تھے اور حدیث
صحیح مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے دعا فرماتے کہ میرے پروردگار نجات دیدے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش
بن ابی ربیعہ کو اور سب ان مومنون کو جو مستضعفین ہین - اور آیت کریمہ مین جہاد واجب ہونیکا حکم ہی - پھر ان مستضعفین کی بذا مین ایمان پر
مضبوطی ظاہر کرنے اور مومنون کو شفقت دلانے کو انکی دعا نقل فرمائی - الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ - وا عین ایسے لاچار ہین کہ دعا
کرتے ہوے یون کہتے ہین رَبَّنَآ - ای پروردگار ہمارے - اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ - مکہ - ہمکو نکال دے اس شہر سے یعنے
مکہ سے - الظَّالِمِ اَهْلُهَا - بالکفر - جہان کے لوگ ظالم ہین ف یعنے بسبب کفر کرنے کے ظالم ہین وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْكَ وَلِيًّا - اور ہمارے لیے اپنے یہان سے ولی دیدے ف جو ہمارے کام کا متولی ہو کہ کافرون پر جہاد کرکے ہمکو چھوڑا دے
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا - اور ہمارے لیے اپنے پاس سے نصیر دیدے ف جو ہمکو ان ظالمون سے بچا وے - اگر کہا جاوے
کہ دعا مین دو باتین ہین ایک تو اس قریہ سے نکالا جانا اور دوم ولی و ناصر ملنا پس اگر مجموع مراد ہی تو پایا نہین گیا اور اگر دونین کوئی ایک
مراد ہو تو حرف آو چاہیے حالانکہ وآو ہی پس مفسر رح نے اختیار کیا کہ مجموع مراد ہی اور دونون باتین پائی گئین چنانچہ لکھا - وقد استجاب اللہ تعالیٰ
دعاؤہم فیسر لبعضهم الخروج وبقی بعضهم الی ان فتحت مکہ وولی صلی اللہ علیہ وسلم علیهم عتاب بن اسید فانصف مظلومهم من ظالمهم - اور البتہ
قبول کرلی اللہ تعالیٰ نے دعا ان بیچارون کی پس بعضون کے حق مین تو نکل جانا میسر ہوا اور بعضے باقی رہے یہانتک کہ مکہ فتح ہوا اور حضرت صلعم
نے انپر عتاب بن اسید بن ابی العیص کو متولی مقرر کیا پس عتاب نے انکے ظالم سے انکے مظلوم کا خوب انصاف لیا اور کمالین مین ہی کہ عتاب بروز
فتح مکہ مسلمان ہوے تھے اور اسوقت انکی عمر اٹھارہ برس کی تھی مترجم کہتا ہی کہ بنا برین ولی بھی عتاب رض ہوے - اور معالم مین اسکو
مصرح فرمایا ہی اور بیضاوی مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے بہتر ولی و بہتر ناصر حضرت محمد صلعم کو کردیا کہ مکہ فتح کرکے انکی تولی و نصرت
خوب فرمائی اور مدینہ منورہ لوٹتے وقت عتاب بن اسید کو سردار مقرر کیا جنھون نے خوب حمایت و نصرت کی مترجم کہتا ہی کہ یہ اولیٰ ہے و
اللہ تعالیٰ اعلم پھر جاننا چاہیے کہ بعض نے آیت سے نکالا کہ طفل کا ایمان مقبول ہی کیونکہ اطفال مومن نہوتے تو ولدان کا خلاص کرنا واجب
نہوتا - اور جواب دیا گیا کہ ولدان یعنے غلام ہین اور نساء عورتون و باندیون کو شامل ہی اور یہ جواب کچھ نہین جیسا کہ بخاری کی حدیث ابن
عباس رض اوپر گذری کہ مین بچے اور میری مان منجملہ معذورین کے تھے - اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین ایذاء مشرکین کا مبالغہ ہی کہ مردون و
عورتون سے تجاوز کرکے بچون تک کو ایذا دیتے تھے - اور حق یہ ہی کہ طفل کا ایمان مقبول ہی جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول تھا اور احکام بمنزلہ
بالغین جاری نہونے سے انکے ایمان کی نفی نہین ہوسکتی دیکھو سات برس کے بچہ کو نماز پڑھانے اور دس برس پر مار کر نماز پڑھانے کا

Marfat.com

حکم دیا گیا ہو حالانکہ ایمان اس سے مقدم ہے فافہم۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

وہ جو ایمان والے ہین سو لڑتے ہین اللہ کی راہ مین اور وہ جو منکر ہین سو لڑتے ہین مفسدون کی راہ مین

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

سو لڑو تم شیطان کے حمایتون سے بیشک فریب شیطان کا سست ہے

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ جو ایمان لائے ہین وہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرتے ہین ف یعنے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و اسکا کلمہ بلند ہونے اور اسکی رضامندی کے لیے لڑتے ہین آور یہ مومنون کے لیے طرہ و عکس دونون طرح ٹھیک ہے یعنے مومن راہ خدا ہی مین قتال کرتا ہے اور راہ خدا مین مومن ہی قتال کرتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ اور جو لوگ کافر بنتے ہین وہ طاغوت کی راہ مین لڑتے ہین ف یعنے شیطان کی راہ مین لڑتے ہین جس سے شیطان کی خوشی ہے۔ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ۔ اب تم اولیاء شیطان سے لڑو یعنے مددگاران شیطان سے جو کافر ہین لڑو۔ اور مراد یہ کہ کافر سے لڑائی مین تم ہی انپر غالب ہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمکو قوت ہے۔ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ۔ البتہ مکر شیطان کا۔ مومنون کے ساتھ كَانَ ضَعِيْفًا ضعیف ہے یعنے محض سست بنیاد ہے کہ ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا اس کید کا جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے ساتھ کیا مفسر رحمہ اللہ نے کید شیطان کے ضعف مین دو قیدین لگائین یعنے ایک تو ضعیف اسکا مومنون کے ساتھ ہے اور دوم ضعف بمقابلہ اس کید کے جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے حق مین مقدر فرمایا ہے پس وارد نہین ہوتا کہ کافر پر اسکا کید بہت قوی ہے بعض نے کہا کہ اسکی کچھ حاجت نہین بلکہ کید شیطان فی نفسہ ہیچ ہے لیکن کفار احمق اس ہیچ کو پکڑتے ہین جیسے مکڑی کا جالا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت سب سے زیادہ سست مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ اور حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کافرونکو خوار کرنا چاہا اور مومنونکی تائید و نصرت چاہی ہے اسکے مقابلہ مین مکر شیطان ہیچ ہے۔ معالم و بیضاوی وغیرہ مین ہے کہ بدر کے روز جب شیطان نے ملائکہ کو دیکھا تو بخوف اپنی گرفتاری کے اپنے یارون کفارون کو چھوڑ بھاگا اور انکو خوار کیا۔ ابن عباس رضی سے ہے کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے ہرگز مت ڈرو اوسپر حملہ کرو کیونکہ اسکا مکر ضعیف واہی ہے۔ مجاہد رح نے فرمایا کہ شیطان روبرو ہوتا مجھے نماز مین پس مین ابن عباس رض کا قول یاد کرتا پس اسپر حملہ کرتا تو وہ مجھسے بھاگ جاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ قول مجاہد رح بدون تاویل کے بطور کرامت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے بندون سے شکایت فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی محبت مین شیطان والون سے ڈرتے اور دنیا کے لیے انکی شرکت چاہتے ہین اور اس سے مقصود نزول رحمت ہے کہ یہ وسواس انسے جاتا رہے قال تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ بند رکھو اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا اون پر

الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا

لڑائی کا اسی وقت ان مین ایک جماعت ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے

لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ

کیون فرض کی ہمپر لڑائی کیون نہ جینے دیا ہمکو تھوڑی سی عمر تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور

Marfat.com

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۝ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

آخرت کا بہتر ہی پرہیزگار کو اور تمھارا حق نہ رہیگا ایک تاگا جہان تم ہوگے موت تمکو آ پکڑے گی

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین اور اگر پہونچے لوگون کو کچھ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ

اور اگر انکو پہونچے کچھ برائی کہین یہ تیری طرف سے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہی سو کیا حال ہے ان

الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝

لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ - تونے ایسے لوگ دیکھے جنکو کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز ٹھیک رکھو اور زکوٰۃ دو **ف** تو اسوقت انکا جی یہی چاہتا تھا کہ نہین بلکہ ہمکو لڑنے کی اجازت دی جاوے فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ - پھر جب ان لوگو نپر جہاد فرض کیا گیا تو کھلا کہ نہین سے ایک فرقہ ہی جو لوگون سے ایسا ڈرتا ہی جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے یا انتہاے خوف سے بھی بڑھکر اور یہ فرقہ کہنے لگا کہ الٰہی تو نے کیون ہم پر جہاد فرض کر دیا کیون ہم کو اجل نزدیک تک چھوڑ نہ دیا **ف** کہ دنیاوی تمتع کے بعد آخر خود ہی جلد مرتے۔ گویا اب زندگی کے شائق ہوگئے اور دنیا کی طرف نگاہ اٹھائی۔ وکیع رح سے روایت ہی کہ اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ہر ایک حق بات کو روایت کرتے دیکھتے ہین اور بدعتی گمراہ لوگ تقیہ سے چھپاتے ہین (رواہ مسلم والدارقطنی وغیرہ) مفسّر وغیرہ نے کہا کہ یہ شکایت ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے انکا نور بڑھا کر اسنے یہ وسواس دور کر دیا۔ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ عبدالرحمن بن عوف و انکے چند ساتھی حضرت صلعم کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ مشرک ہونیکی حالتین عزت مین تھے پھر جب ہم ایمان لائے تو ذلیل ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ مین ابھی عفو کا حکم دیا گیا ہون سو تم لوگ کافرون سے مت لڑو پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہان جہاد کا حکم دیا پس وہ لوگ متردد ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (رواہ النسائی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم وصححہ والبیہقی) اور اسی کے مانند قتادہ رح سے مروی ہی اور ابن کثیر وغیرہ مین اسکی توجیہ یون مذکور ہی کہ مومنین جب ابتداے اسلام مین مکہ مین تھے تو نماز و زکوٰۃ پر مامور تھے اور زکوٰۃ کی کوئی حد مقرر نہ تھی اور نہ مال کی حد مقرر کی جسپر زکوٰۃ ہو بلکہ فقیر مسلمانون سے مواسات کرنے پر مامور تھے یعنے جسکو محتاج بھائی سے سلوک کرنا ممکن ہو اسپر سلوک واجب تھا۔ اور نیز یہ حکم تھا کہ مشرکون کی اذیت پر صبر کرین ایک وقت تک جو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور مسلمانون کا یہ حال تھا کہ انکی باتون سے کوفت اٹھاتے اور تمنا کرتے تھے کہ قتال کا حکم دیدیا جاوے تاکہ کافرون سے لڑکر اپنی تشفی کرین لیکن اس حالت مین بہت سے اسباب تھے کہ جنسے قتال خلاف مصلحت تھا پھر جب مدینہ مین محفوظ ہوے اور انصار و مددگار پیدا ہوے تو جہاد کا حکم ہوا پھر بھی بعضے سخت خوفناک ہوے اور کہنے لگے کہ اسکی تاخیر کسی دوسری مدت تک کیون نہوئی کیونکہ ظاہر ہین اسمین خونریزی اور اولاد کا یتیم ہونا و عورتون کا بیوہ ہونا معلوم ہوتا ہی حالانکہ نظر ظاہر یہان سخت خطا کرتی ہی اور شیخ ابو منصور نے کہا کہ یہ خوف انکو طبعی خوف

تھا اعتقادی نہین تھا یعنے انسان کی طبیعت ایسی پیدا ہوئی ہی اور یہ نہ تھا کہ اعتقاد سے حکم الٰہی کو مکروہ رکھتے ہون اور جس بات سے انسان کو موت کا خوف غالب ہوتا ہی تو جبلت سے اسکو مکروہ رکھتا ہی اس بات مین وہ مجبور ہی۔ اور یہ ایسا ہی کہ جیسے موت ہر انسان کے واسطے مقدر بتقدیر الٰہی ہے حالانکہ آدمی اسکو مکروہ رکھتا ہی اور مان باپ اولاد وغیرہ کی موت اسکو گران گزرتی ہی مترجم کہتا ہی کہ علی ہذا آیت مین قولہ الم ترا لے الذین سے مسلمان مراد ہین اور روایت ابن عباسؓ سے یہ لازم نہین کہ خود حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بھی ان لوگون مین سے ہون اسواسطے کہ بعض نے ایسا کیا تھا جو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھون مسلمان ہوے تھے اور دلائل دیگر موجود ہین جنسے ظاہر ہو گیا کہ خود عبد الرحمٰنؓ انکے دلی خوف وغیرہ مین انکے ساتھ نہ تھے کیونکہ کوئی کسی کے دل کا ساتھی نہین ہو سکتا ہی۔ پھر ساتھی لوگ بھی سچے مسلمان تھے کیونکہ خوف وناگواری انکو انسانی طبیعت پر تھی نہ اعتقادی لہذا یہ لازم نہین آتا کہ مسلمان ہو کر کیونکر حکم خدا کو مکروہ جانا حالانکہ اگر کوئی مثلاً کہے کہ اگر شراب حرام نہوتی تو اچھا تھا تو اسکے حق مین خوف کفر ہی پھر اس تفسیر سے نکلا کہ زکوۃ مکہ مین مفروض تھی حالانکہ مشہور یہ ہی کہ مدینہ مین بھی بعد فرض جہاد کے دوسرے سال مین مفروض ہوئی ہی اور جواب صحیح یہ کہ زکوۃ اول سے مکہ ہی مین فرض تھی لیکن مال نصاب اور قدر زکوۃ کی مقدار بیان نہ تھی۔ پھر یہ سب تفسیر بنا بر روایت ابن عباسؓ ہی لیکن یہ روایت قطعی نہین ہو سکتی ہی اگر ثابت ہو تو بھی اس امر پر نص نہین ہی کہ نزول کا سبب یہ لوگ واقع ہوے ہین۔ نہایت یہ کہ ایک وجہ سے بعض یہ لوگ بھی اسکے حکم مین شامل ہون بوجہ اغوا کرنے وشبہہ ڈالنے بعض منافقین کے نہ بوجہ اعتقاد کے پس صحیح یہ کہ نزول آیت کا منافقون کے حق مین ہی۔ چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ یہ آیت منافقون کے حق مین نازل ہوئی (کما رواہ ابن جریر) اور قطعی معلوم ہی کہ عبد الرحمٰن بن عوف منافق نہ تھے پس ثابت ہوا کہ اولاً وبالذات تو اسکا نزول منافقون کے حق مین ہی جو جبلت طبعی واعتقاد دونون طرح اس حکم الٰہی سے اکراہ کرتے لیکن چونکہ فقط طبعی کراہت کی وجہ سے بعض اہل اسلام بھی شامل تھے لہذا تبعاً وثانیاً وہ بھی سبب نزول ہوے اور انھین کے حال سے تعجب دلایا گیا جیسا کہ اسباطؒ کی روایت سدیؒ مین ہی کہ انپر فقط نماز وزکوۃ فرض تھی پھر انھون نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انپر قتال فرض کیا جاوے پھر جب فرض ہوا تو ڈرنے لگے۔ اور معالم مین ذکر کیا کہ وہ مسلمانون کی ایک جماعت تھی جنکو علم مین رسوخ نہ تھا انھون نے اعتقاد سے نہین بلکہ بزدلی سے ایسا کہا تھا پھر اس سے توبہ کر لی اور قولہ تعالیٰ۔ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ۔ اگر مکہ مین یہ حکم ہو بنا بر روایت ابن عباسؓ کے ہو تو زکوۃ سے مراد فقیرون سے مواسات ہوگی خواہ نصاب تونگری ہو یا نہو اور ابتدا مین یہی حکم تھا کہ ضرورت سے زائد سب صدقہ کردو۔ اور اب جس معنے کر کے زکوۃ ہی وہ بالاتفاق مدینہ مین مفروض ہوئی۔ اور اگر منافقین کے حق مین بعد فرضیت زکوۃ کے ہو تو زکوۃ اپنے شرعی معنے پر ہی اور بھید یہ ہی کہ مکہ مین کوئی بھی منافق نہ تھا بلکہ وہان تو جو کوئی ایمان لایا وہ اپنی جان پر کھیل کر ایمان لایا تھا کہ ہر چہار طرف سے کفار اسپر لعن طعن کرتے بلکہ خود اسکے عزیز اقارب اسکے دشمن ہو جاتے تھے اور کوئی بھی ایمان کے معنے نہ جانتا تھا اور سواے بت پرستی وشرک وجہالت کے توحید کو کسی طرح نہین سمجھتے تھے اور تمام مکہ مین ہل چل تھی حتی کہ بیٹا مسلمان ہو گیا اور باپ نے اسکو زنجیرون مین باندھکر سخت ایذا دی جیسے ابو جندل کو اسکا باپ سہیل بن عمرو ایذا دیتا اور باپ مسلمان ہوا بیٹا کافر ہو غرضکہ وہان متواتر نقلاً وعقلاً کسی طرح نفاق نہ تھا۔ پھر مدینہ مین جب اسلام کے انصار ہوے اور وجاہت وقوت شروع ہوئی تب یہان والون مین نفاق شروع ہوا کیونکہ جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے وہ سب اسی صدق یقین پر جان مال کو قربان کر کے آئے تھے اور مدینہ مین بھی بعد جنگ بدر کے نفاق نکلا ہی تو ہو سکتا ہی کہ زکوۃ اول ہو یا زکوۃ مقداری ہو۔ قولہ فلما کتب۔ فرض۔ پھر جب لکھا گیا یعنے فرض کیا گیا۔ قولہ یخشون۔ یخافون الناس۔ یعنے ڈرتے ہین لوگون سے یعنے کافرون سے اور مراد یہ کہ کافرون کے عذاب سے ڈرتے ہین کہ قتل نہ کرین۔ قولہ کخشیۃ اللہ۔ اے کخشیتم۔ عذاب اللہ۔ مانند انکے ڈرنے کے عذاب الٰہی سے

Marfat.com

یعنے لوگون سے ایسا ڈرنے لگے جیسے عذاب الٰہی سے ڈر ہوتا ہی ۔ قولہ او اشد خشیۃ من خشیتہم لہ ۔ یا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بڑھکر ڈرتے
ہین یعنے انکے ڈرنے کو جا ہو یون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے مانند لوگونسے ڈرتے ہین یا یون تعبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے
سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین آشد کو نصب بنا بر حال ہونے کے ہی ۔ اور جواب لما پر اذا و ما بعد اسکا دلالت کرتا ہی کیونکہ اذا مفاجات کا ہی جسمین
علامہ زمخشری کے نزدیک خاصتہ معنے مفاجات ہی عامل ہین اور تقدیر آنکہ ۔ فلما کتب علیہم القتال فاجأتہم الخشیۃ ۔ یعنے پھر جبکہ
فرض کیا گیا انپر جہاد تو ناگاہ پکڑ لیا انکو خوف نے وقالوا ۔ جزعا من الموت ۔ یعنے موت سے گھبراکر کہنے لگے قولہ لولا کیون نہین ۔ اسی مقولہ سے اور
مقولہ ما بعد سے کہا گیا کہ نزول آیت کا منافقون کے حق مین ہی ۔ قُلْ ۔ لہم ۔ ان لوگون سے کہدے کہ ۔ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ دنیاوی
متاع تھوڑی ہی ف متاع یا تو نام ان چیزون کا ہی جنسے دنیا مین نفع لیا جاے یا بمعنی مصدری یعنی نفع لینا قلیل ہی یعنی انجام کار انکا فنا ہی وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۔ اور آخرت ایسے شخص کے لیے بہتر ہی جسنے تقویٰ کیا ف آخرت سے مراد جنت ہی کیونکہ آخر مین بعد دنیا کے ملیگی یعنے اللہ تعالیٰ کے عذاب
سے بچا اسکی نافرمانی چھوڑکر ۔ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۔ اکثرونکی قراۃ بتاء فوقیہ ہی اور ابن کثیر و حمزہ وکسائی کے نزدیک بیاے تحتیہ ہی
اور معنے یہ کہ نہین کم کیے جاؤگے اپنے اعمال مین سے ۔ فَتِيْلًا ۔ قدر قشرۃ النواۃ فجاہدوا ۔ بقدر چھلی چھوارے کی گٹھلی کے ف یعنے ذرہ برابر
بھی کمی نہوگی پس چاہیے کہ جہاد کرو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قولہ قل متاع الدنیا قلیل الخ ۔ اسمین انکو دنیا سے تسلی دی اور آخرت کی طرف رغبت
دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ آخرت مین تمہارے ثواب بھرپور نہایت وافر دیے جاوینگے اور دنیا مین کیا مشغول ہو کہ ملے یا نہ ملے جو کچھ مقدر ہو
پھر ملی بھی تو وہ کچھ چیز نہین کہ متاع قلیل ہی اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ انھون نے قولہ قل متاع الدنیا قلیل ۔ پڑھکر کہا کہ
اللہ تعالیٰ رحم کرے اس بندے پر جو دنیا مین اسکے موافق دنیا کے ساتھ رہا اور دنیا سب اول سے آخر تک ایسی ہے جیسے کوئی آدمی سو گیا اور
خواب مین اسنے کچھ ایسی بات دیکھی جسکو پسند کرتا ہی پھر چونک اٹھا تو کچھ نہ تھا شیخ ابن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو مسہر رحمہ اللہ یون پڑھا
کرتے تھے ؎ ولا خیر فی الدنیا لمن لم یکن لہ ✚ من اللہ فی دار المقام نصیب ✚ اسنا پایدار دنیا مین ایسے شخص کے لیے کچھ بھی بھلائی
نہین جسکے لیے اللہ تعالیٰ کیطرف سے دار پایدار آخرت مین کوئی حصہ نہو ؎ فان تعجب الدنیا رجالا فانہا ✚ متاع قلیل الزوال قریب ✚ پھر اگر
دنیا کچھ لوگون کو فریفتہ کرے تو آگاہ رہین کہ یہ دنیا تو متاع قلیل ہی اور اسکا زوال و ناپید ہونا بہت قریب ہی یعنے ادھر آنکھ بند ہوئی
اور ادھر دنیا ندارد اور آخرت کا سامنا درپیش ہی اور حدیث مین ہی کہ نہین دنیا بمقابلہ آخرت کے مگر اسقدر کہ جیسے کوئی سمندر مین اپنی انگلی ڈبوئے
تو اسکو نظر کرنا چاہیے کہ اسکی انگلی کسقدر لاتی ہی ۔ آیت کریمہ مین نصیحت بمبالغہ ہی یعنے انتہا درجہ کی نصیحت ہی اور مزید بیان یہ ہی کہ اس حقیر
ناچیز پر بھی غرہ کیونکر ہو سکتا ہی جبکہ موت یقینی ہی چنانچہ فرمایا ۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ ۔ یعنی جہان کہین
تم ہو تمکو موت گرفت کر لیگی ۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۔ اگرچہ تم ہو مضبوط ممنوع اونچے قلعون مین ۔ فلا تخشوا
القتال خوف الموت ۔ پس تم موت کے خوف سے لڑائی سے مت ڈرو ۔ حاصل آنکہ ہر شخص لامحالہ موت سے مرنے والا ہی اس سے کوئی چیز نجات
نہین دے سکتی خواہ وہ جہاد کرے یا نہ کرے اور وقت اسکا مقرر و مقدر ہی نہ اس سے پہلے آوے نہ ایک ساعت ٹل جاوے اور خالد بن الولید
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب بستر پر اپنی موت سے مرنے لگے تو شہادت سے محروم رہنے کے افسوس مین بیان کیا کہ مین ایسے اور ایسے
معرکہ مین حاضر ہوا اور ہر عضو میرا مجروح ہی مگر اب وہ وقت ہی کہ بستر پر مرتا ہون سو اللہ تعالیٰ نامردون کی آنکھین ٹھنڈی نہ کرے اور بروج
در اصل جمع برج کی بمعنی کوٹھری تھا جو قصر کے کونون پر بنے ہوتے ہین ذکرہ البیضاوی اور ایک قراۃ مین مشیدہ بروزن امیر بھی آیا ہے ع

جیسے قولہ تعالیٰ وقصر مشید - بیچ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ بعض نے کہا - یہ دونوں بمعنے واحد ہین اور بعض نے کہا کہ تشدید کے ساتھ مطولہ یعنے دراز کو کہتے ہین اور تخفیف سے بمعنی زینت دیا گیا اور مشید یعنے گچ کیا ہوا - پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہان ابن جریر و ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہدؒ سے ایک قصہ روایت کیا کہ مجاہدؒ نے فرمایا کہ ہم سے پہلے امتون مین سے ایک عورت تھی اسکو جب وضع حمل کا وقت شروع ہوا تو اُسنے بعد بچہ پیدا ہونے کے اپنے نوکر کو بھیجا کہ آگ لاوے جب وہ نکلا تو ناگاہ اسکو دروازے پر ایک شخص کھڑا ہوا نظر آیا اُسنے پوچھا کہ یہ عورت کیا جنی تو نوکر نے کہا کہ لڑکی ہوئی اُسنے کہا کہ تو خبردار رہ کہ یہ لڑکی سو مرد سے زنا کریگی اور ایک مکڑی سے مریگی پس وہ نوکر لوٹ پڑا اور اُسنے چھری سے اس لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا اور یہ گمان کرکے کہ مر گئی ہے خوفناک ہو کر بھاگ گیا مگر اسکی مان نے اسکے ٹانکے دیے آخر وہ اچھی ہو گئی اور بڑھکر جوان ہوئی اور ایسی خوبصورت تھی کہ اس شہر مین اسکے مقابل کوئی عورت نہ تھی - اور وہ نوکر جو یہان سے بھاگا تو اسنے سمندر کی راہ لی اور آخر وہان بجوف ہو کر بہت کچھ مال کمایا پھر مدت کے بعد اپنے شہر کو بڑے ساز و سامان سے واپس آیا - اور یہان ایک بڑھیا سے کہا کہ مین ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہون جو اس شہر مین بہت خوبصورت ہو اسنے کہا کہ اس شہر مین فلان عورت سے زیادہ خوبصورت نہین ہے آخر بعد رضامندی کے نکاح ہوا جب اسکو دیکھا تو اسکو بہت پسند آئی پھر اس عورت نے اس مرد سے دریافت کرنا شروع کیا کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا آخر اسنے سب قصہ بیان کیا کہ مین اسی شہر کا باشندہ ہون ولیکن حال یہ گذرا اور مین نے ایک لڑکی کو اس طرح مار ڈالا تھا - اُس عورت نے سنکر کہا کہ مین وہی لڑکی ہون اور پیٹ پر چھری کا نشان دکھلایا اور مرد کے نزدیک ثابت ہوا تو اسنے کہا کہ جب تو وہی ہے تو ضرور تو نے سو مرد سے زنا کیا - اُسنے کہا کہ یہ بھید تجھکو کیونکر معلوم ہوا لیکن ہان ایسا کچھ تو ہوا مگر مجھے تعداد نہین یاد ہے اسنے کہا کہ ٹھیک تعداد اسکی سو ہے اور دوسری بات یہ کہ تو مکڑی سے مریگی پھر اس عورت کے واسطے نہایت پاکیزہ مضبوط بلند محل تیار کرایا جسمین جالے کا نام نہ تھا تاکہ اسکو محفوظ رکھے پھر ایک روز دونون لیٹے تھے کہ چھت مین ایک مکڑی نظر آئی اور مرد نے اسکو دکھلائی تو وہ بولی کہ اسی سے تو مجھے ڈراتا ہے واللہ مین اسکو ابھی قتل کیے ڈالتی ہون پس اسکو چھت سے نیچے گرایا اور لپک کر اسنے پانو کے انگوٹھے سے اُسکو مل دیا اور وہ مکڑی مرگئی لیکن اسکے زہر کی چھینٹ اڑکر اسکے ناخن پا تو پر پڑی جس سے ناخن و گوشت سیاہ پڑگیا اور سڑکر آخرکار مرگئی - وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ - ای الیھود یعنے یہ ضمیر راجع بجانب یہود ہے - اور ظاہر آنکہ منافقون کی طرف راجع ہے جو اوپر مذکور ہوے کما صرح بہ - ابن کثیرؒ معنے یہ کہ اور اگر پہونچتی ہے ان منافقون کو - حَسَنَةٌ - بھلائی ف لقول ابن عباس و ابوالعالیہ و سدیؒ مراد یہ کہ قحط کے برخلاف خوب پیدا وار ہوتی ہے اور پھل وغیرہ و اولاد وغیرہ سے کشایش حاصل ہوتی ہے - يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ - تو کہتے ہین یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے - وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ - جدب و بلاء کما حصل لہم عند قدوم النبی صلعم المدینۃ - اور اگر پہونچتی ہے اُن کو برائی ف یعنے قحط و تنگی و بلاء جیسے کہ نبی صلعم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت انکو پہونچی تھی - يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ - یا محمد ای بشومک - تو کہتے ہین کہ یہ تیری طرف سے ہے ف ای محمد یعنے تیری شومی کی وجہ سے ہے - اور جنھون نے منافقون سے تفسیر کی انھون نے کہا یعنے یہ تیری پیروی کرلے اور اپنا دین چھوڑنے کی شومی سے ہے - پھر حسنہ و سیئہ کی تفسیر جو مذکور ہوئی یہی سلف سے مروی ہے اور ہوسکتا ہے کہ حسنہ نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کشایش رزق وغیرہ کا واسطہ ہوتا ہے اور احادیث مین یہ مضمون ثابت ہوا کہ نیکوکاری واسطہ برکت اور بدکاری واسطہ بے برکتی ہوتی ہے جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو - اور یہ ان لوگون کا قول حضرت نبی صلعم کے واسطے ایسا ہی تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ - فاذا جاءتہم الحسنۃ قالوا لنا ہذہ وان تصبہم سیئۃ یطیروا بموسیٰ ومن معہ - یعنے جب فرعونیون کو بھلائی پہونچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہین اور اگر انکو برائی پہونچتی تو موسیٰ اسکے ساتھیون کی شومی بیان کرتے - ھ پھر اللہ تعالیٰ نے

ان لوگون پر رد فرمایا اور حکم دیا کہ۔ قُلْ۔ لہم۔ کہدے ان لوگون سے۔ كُلٌّ مِنْ الحسنة والسيئة۔ ہر ایک ف بھلائی و برائی مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ۔ من قبلہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ف یعنے اسکی مشیت و تقدیر سے اور اسی کے پیدا کرنے سے ہوتی ہے کوئی دوسرا خالق نہین اور کوئی
موثر نہین بلکہ آدمی تو کمائی کرنے والا ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ۔ اے لا يقاربون ان يفهموا۔ پس
قوم احمق کا کیا حال ہے کہ قریب نہین کہ سمجھین حَدِيْثًا۔ بات کو ف جو انکو سمجھائی جاوے۔ کلمۂ ما استفہامیہ سے لوگون کو تعجب لانا مقصود ہے
کہ کسقدر بڑھکر یہ لوگ جاہل ہین۔ اور مقاربت فعل کی نفی خود فعل کی نفی سے زیادہ شدید ہے یعنی یہ جو فرمایا کہ لا یکادون یفقہون حدیثا بات کے
سمجھنے سے قریب نہین ہوتے تو یہ انکی ناسمجھی کا انتہا مرتبہ ہے کہ سمجھنا تو درکنار یہ لوگ تو سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے پس لا یفقہون نفرمایا یعنے
نہین سمجھتے ہین،، کیونکہ اسکی بہ نسبت لا یکادون یفقہون سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے ہین،، زیادہ شدید ہے۔ پھر قولہ من عند اللہ کے یہ معنے کہ فاعل اسکا
اللہ تعالیٰ ہے بخلاف قولہ ہذہ من عندک۔ کہ اسمین وہ لوگ یہ نہین سمجھتے تھے کہ تو اسکا فاعل ہے بلکہ یہ سمجھتے کہ تیری شومی و نحوست کے سبب سے ہے لہذا
مفسرؒ نے کہا ای بشومک۔ یعنے بسبب شومک۔ اسیوجہ سے کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ۔ سے انکار ذکیونکر ہوا کیونکہ وہ لوگ ایسکے منکر نہ تھے کہ
فاعل سب کا اللہ تعالیٰ ہے بلکہ نبی صلعم کو ان برائیون کیواسطے سبب قرار دیتے تھے نہ فاعل اور محقق تفتازانیؒ نے جواب دیا کہ فقط قولہ کل من عند اللہ
انکار نہین ہے بلکہ مع قولہ ما اصابک من سیئۃ الخ۔ کے رد ہے پھر کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ کا فائدہ یہ ہے کہ انھون نے ہذہ من عندک کو
بطور فاعلیت کے ظاہر کیا تھا اسکو دور کر دیا۔ اور بیضاویؒ نے حدیثا کی تفسیر قرآن سے کی یعنے اگر قرآن مین غور و فکر کرتے تو جان لیتے کہ سب
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عمار ثنا سہل بن بکار ثنا الاسود بن شیبان ثنی عقبۃ
بن واصل ابن اخی مطرف عن مطرف بن عبد اللہ۔ فرمایا کہ تم تقدیر مین کیا بحث کرتے ہو۔ کیا تمکو وہ آیت کافی نہین جو سورۂ نساء مین ہے
وان تصبہم حسنۃ یقولوا الخ۔ واللہ ان لوگون نے قدر پر اعتماد نہین کیا حالانکہ اسیکا حکم ہے اور سب طرف خواہ مخواہ جاتے ہین شیخ ابن کثیرؒ نے
کہا کہ جبریہ و قدریہ فرقون کے واسطے یہ کلام بہت متین و قوی ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ
جو تجکو بھلائی پہونچی سو اللہ کی طرف سے اور جو تجکو برائی پہونچی سو تیرے نفس کی طرف سے اور ہمنے تجکو بھیجا پیغام

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝
پہونچانے والا لوگون پر اور اللہ بس ہے سامنے دیکھتا۔

مَآ اَصَابَكَ۔ ایہا الانسان۔ یہ خطاب ہر لائق خطاب کو ہے یعنے جو تجھے پہونچا اے آدمی۔ اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ خطاب رسول اللہ صلعم
کو اور مراد اس سے جنس انسان ہے گویا آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے سمجھدار لوگونکو سمجھایا کہ جو کچھ تجھے پہونچا مِنْ حَسَنَةٍ۔ خیر بھلائی کی قسم
سے۔ فَمِنَ اللّٰهِ۔ اتتک فضلاً منہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ تیرے پاس اسکے فضل سے پہونچا۔ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ
سَيِّئَةٍ۔ بلیۃ جو بلا و برائی تجھے پہونچی فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ اتتک حیث ارتکبت ما استوجبہا من الذنوب سو وہ تیرے نفس سے ہے ف کہ تجھے
اسوجہ سے پہونچی کہ تونے ایسے گناہون کا ارتکاب کیا جو اسکے مستوجب ہین۔ اور حسن بصریؒ و ابن جریجؒ و ابن زیدؒ نے قولہ من نفسک کی تفسیر مین کہا
ای بذنبک بسبب تیرے گناہ کے اگر کہا جاوے کہ کیا برائی انسان کے کرنے سے ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ ہرگز نہین یہ کیونکر سمجھا گیا۔ اگر یون ہوتا
کہ وما اصبت من سیئۃ جو برائی تو لاوے حالانکہ یون نہین فرمایا بلکہ فرمایا کہ ما اصابک۔ یعنے جو تجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے پہونچ جاوے

اسی واسطے ابن الانباری رح نے فرمایا کہ فاعل دونون جگہ ضمیر راجع بجانب اللہ تعالیٰ ہی اور اوپر ہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ کل من عند اللہ
ہر ایک کا خالق وہی پاک پروردگار ہی یہان تو بیان اسکا ہی کہ یہ بھلائی و بُرائی جو اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی چیزین مخلوق فرمائی ہین یہ انسان کو کیونکر
پہونچتی ہین پس اس سے یہ سمجھنا کہ بُرائی جن چیزون کا نام رکھا گیا ہی انکو آدمی پیدا کر لیتا ہی محض جہالت ہی۔ پھر اللہ عز وجل نے اپنے رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی بزرگی بیان فرمائی جس سے منافقون و مشرکون کے منھ مین خاک ذلت و خواری بھر گئی چنانچہ فرمایا۔ وَاَرْسَلْنٰكَ - یا محمد اور بھیجا ہمنے
تجکو ای محمد رسول بنا کر۔ لِلنَّاسِ - تمام سب آدمیونکے واسطے ف کوئی خصوصیت کسی قوم کی نہین ہی۔ رَسُوْلًا - یہ حال مؤکدہ ہے
ای در حالیکہ تو مرسل ہی اور چونکہ ارسلناک - سے خود یہی سمجھا گیا تھا لہٰذا اسکو حال مؤکدہ قرار دیا۔ پھر اس سے زیادہ تشریف کے لیے فرمایا وَكَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا - علی رسالتک - اور کافی ہی اللہ عز وجل گواہ ہونے کو تیری رسالت پر صلی اللہ علیہ وسلم ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ
قل متاع الدنیا قلیل - جیسے آیت مین دنیا چاہنے والے کو خوف دلایا ویسے ہی جو تقویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو کر عقبیٰ چاہتا ہی اسکو ترغیب ہے
اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ اگر عارف نے محبت کے ساتھ مجاہدہ و ریاضت مین تمنا ہو کہ کسیقدر توسع و رخص کی پیروی کی تو جو شخص اس مرتبہ پر نہین
پہونچا اسکو عارف پر انکار نہین کرنا چاہیے کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ تمام دنیا سونا و جواہر و مشک و عنبر و گل و ریحان و زنان خوبصورت و عمدہ سواریان
و بیش قیمت کپڑے اور عالیشان مکانات ہو جاوے تو عارف کو جسکی احتیاج ہی اسکے مقابلہ مین یہ بہت قلیل ہی اسلیے کہ اسکی مراد تو یہ ہی کہ اپنی حالت
فراق مین کسی چیز سے اپنے دل کو تسلی دیوے حالانکہ عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی عمدہ چیز ایسی نہین ہی جو اسکی سوزش سے دل کو تسکین دے سکے
پھر دنیاے قلیل از قلیل اسکو کیا کافی ہو سکتی ہی اللہ تعالیٰ عز وجل خود ہی اسکی تسلی فرماتا ہی والآخرة خیر لمن اتقی - یعنے جو شخص کہ مجاہدہ و شوق مین صبر
کرے اور ان خوبصورت چیزون سے تسلی لینے سے بچا رہے تو اسکے حق مین بہت بہتر ہی اسلیے کہ آخرت مین اسکے لیے کشف جمال ہی جس سے بڑھکر کوئی
نعمت نہین اور اس سے بہتر کوئی راحت نہین۔ اور روایت ہی کہ کوئی راحت مومن کیواسطے دیدار الٰہی سے بڑھکر نہین ہی مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح
مین ہی کہ اللّٰھم لا عیش الا عیش الآخرة + فاغفر للانصار والمهاجرة + یعنے عیش نہین مگر وہی جو آخرت مین ہی ای پروردگار میرے انصار و مہاجرین کو بخشدے
واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انکی نظر مین خوار کر دیا تاکہ اسکا چھوڑنا انپر گران نگذرے قولہ تعالیٰ این ما تکونوا یدرککم الموت الآیۃ - ظاہر مین
تو اس سے برخلاف کرنیوالونکو خوف دلایا اور باطن مین یہ آیت امیدواری ہی مشتاقونکو یعنی ای بندگان مشتاق تم مت ڈرو کہ مین تمکو اس سے
بہتر دونگا جو تم میری طرف گمان رکھتے ہو پس تمکو قیدخانۂ دنیا سے راحت دونگا اور اپنی مجلس دیدار مین جگہ دونگا۔ جہان تم ہو مین تمہارے ساتھ
ہون پھر جب وہ وقت آویگا کہ قرب پاؤ تو وہی موت ہی اور تمہاری موت یہ کہ تمہاری روحین میرے مشاہدہ ظاہر ہونے پر تمہارے بدن سے نکل جاوین
جیسے مقناطیس پتھر کہ لوہے کو اپنی طرف جذب کرتا ہی۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر تم بازوے روحانیت سے ملکوت سے بھی بلند پرواز ہو تاکہ تمہارے
اجسام تمہاری ارواح ہو ن تو تمکو میرے سطوات عظمت ادراک کرینگے بلکہ تمہارے ارواح جو بمنزلہ اجسام ہون اس سے مشرف ہونگے کیونکہ
مٹی کے اجسام میری عظمت ظاہر ہونے کے وقت نہین قائم رہ سکتے ہین مگر اسوقت کہ میری تربیت سے انہین صلاحیت پیدا ہو لہ وہ اس مجاہدہ پر
ہوگی جسکا وقت عرصۂ محشر مین ہوگا۔ ایسی موت تو مومن عارف کے لیے بڑی خوشی ہی اور یہ حبیب کی طرف سے حبیب کو وصل و قرب کی خوشخبری ہی
اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ - من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ - جو محبوب رکھتا ہی اللہ تعالیٰ سے ملنے کو اللہ تعالیٰ اسکی لقاء کو دوست
رکھتا ہے مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین اسکی تفسیر جو مذکور ہی حاصل اسکا یہ کہ وقت موت کے مومن کو بشارت پہونچتی ہی تو اسکو لقاء الٰہی کی
خوشی ہوتی ہی سے موت سب عاشقونکی راحت ہی + موت ہی وصل اور قربت ہی + قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ - حق عز وجل نے ان

Marfat.com

مفلسون کو توبیخ فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت وحفظ سے گر گئے حتی کہ جب انکو راحت پہونچتی ہو تو اپنے نفس کی خوشی وشہوات کی لذت سے
اللہ تعالیٰ کی جناب مین متوجہ ہوتے ہین کچھ اسوجہ سے نہین کہ انکو معرفت ومحبت ہی۔ پھر جب انکو محنت پہونچی تو غیر کی طرف منسوب کر دیتے ہین
اور اسباب کی طرف رجوع کرتے ہین اور تقدیر سے جھگڑتے ہین اور انسے یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف انکی توجہ از راہ نفس ہی کچھ حقیقت
ایمان سے نہین ہی پس حق عزوجل نے اپنے پاک رسول صلعم کو حکم دیا کہ اُنسے کہدے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جو اسباب ومسبب تمکو ملتے ہین انکا
وجود اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو وہی اسباب ومُسَبّبات سبکا پیدا کرنیوالا ہو اور اگر تم تحقیق کی آنکھ سے دیکھتے تو تمام مخلوق کو اللہ عزوجل سے
قائم پاتے۔ پھر ان ناوانون کو اور زیادہ توبیخ فرمائی بقولہ فما لھٰؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا۔ یعنے میرے اخبار وآیات مین انکو ادراک
نہین ہی اور میری وحدانیت کی معرفت نہین ہی جبھی وہ کفر کی نظر رکھتے ہین اور میرے عذاب خواری مین گرفتار ہین شیخ نصر آبادی نے
فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو اور اسی کے خلق کرنے سے ہو ولیکن اسکی رضامندی سے جو خلاف ہو وہ حلال نہین ہی قولہ تعالیٰ
ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ الآیۃ حسنۃ طاعت ہی اور حسنہ محبت ہی اور حسنہ معرفت ہی پس اشارہ فرمایا کہ یہ حسنات سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہین
اور ہمین بندہ کو کچھ دخل نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مراتب کو بدون کسی سبب واستحقاق وسفارش کے جس بندے کو چاہا عطا فرمایا ہے
ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پھر سیئۃ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی اور یہ نفس امارہ کی صفت ہی پس اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کو منزہ بیان فرمایا تمام
ان باتون سے جو قبیح ہین اور حق ہو کہ اللہ عزوجل ہر ایسے امور سے پاک ومنزہ ہی جنہین کسیطرح کا قبح ہو پس حاصل یہ کہ ہر نیکی کا مرجع میرا مشاہدہ ہی اور
ہر گناہ ومعصیت کا صدور نفس امارہ سے ہی جسکو حق عزوجل نے مع اسکی جبلت وغیرہ کے جاسین ہی پیدا کیا ہی اور وہی نفس امارہ ان افعال کی
مباشر ہی محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ سب سے بڑھکر حسنات مین سے بہتر یہ ہو کہ تجکو اپنی ذات پاک کا عارف بنایا اور اپنے شکر نعمت کی توفیق دی اور ذکر جمیل
پاک کا الہام فرمایا۔ اور بعض نے قولہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مین کہا کہ مراد یہ ہو کہ وہ تیرے نفس کی طرف سے اسطرح ہو کہ تو نے اپنے نفس کی
پیروی کی اور رضاے حق عزوجل کو چھوڑا پس یہ نافرمانی اس نفس امارہ کی طرف سے ہی۔ فرقہ قدریہ نے اس آیت سے استدلال کیا مترجم
کہتا ہو کہ قدریہ معتزلہ وغیرہ مین سے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال خیر وشر کو خود پیدا کرتا ہی پس کہتے ہین کہ اضافت برائی کی نفس کی
طرف ہی پس معلوم ہوا کہ نفس اُسکا خالق ہی مترجم کہتا ہو کہ بھلائی کا بھی انکے نزدیک وہی خالق ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی
پھر اگر بھلائی نہین پیدا کر سکتا تو برائی بھی نہین پیدا کر سکتا ہی اور مترجم اوپر اسکا مفصل بیان کر چکا ہی شیخؒ نے کہا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا کہ قدریہ اس امت کے مجوسی ہین مترجم کہتا ہو کہ اس روایت کے حدیث ہونے مین محدثین کو کلام ہو واللہ اعلم بہرحال اسکے معنے صحیح ہین اور شیخ
نے لکھا کہ مجوسی انکو اسواسطے کہا کہ اہل حق وعلماء سنت تو ایک ہی خالق قادر ذوالجلال والاکرام اللہ جل جلالہ کے قائل ہین۔ اور یہ قدریہ لوگ
اپنے آپکو بھی شر وبرائی کا خالق سمجھتے ہین تو دو خالق کے قائل ہو لعنۃ اللہ علیہم پس ان کو مجوس کہا کہ مجوس خبیث بھی دو خالق کے قائل ہین چنانچہ
بھلائی کے خالق کو یزدان اور برائی کے خالق کو اہرمن کہتے ہین پھر ان کافرون اور گمراہ فرقون نے یہ نہین سمجھا کہ جو شخص کہ ذات کے پیدا کرنے مین
قادر نہین وہ کیونکر صفات کو پیدا کر سکتا ہی اور یہ گمراہ فرقہ قرآن مجید کے بھید اور خطاب آلٰہی کے راز کو کچھ بھی نہ سمجھے کیونکہ حق عزوجل نے اتیان سیئۃ کو
غیر کی طرف منسوب کیا ہی کچھ نفس کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ فرمایا وما اصابک۔ اور اصابت فعل غیر ہی یعنے پہونچانا دوسرے کا فعل ہی خود نفس کا
فعل نہین ہی اور فحواے خطاب سے ظاہر ہوا کہ سیئۃ سے مراد بلاء ہی جو نفس کی بدکرداری کی سزا ہی اور اس بلا کا پہونچانا حضرت حق عزوجل کی طرف سے
ہی جو اسکی معصیت کی سزا ہین اسکو پہونچائی جیسے نیکی کی نسبت فرمایا۔ وان تمسسکم حسنۃ تسؤھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا۔ یعنے اگر چھو گئی تمکو بھلائی

اثر تفسیر محی الدین ابن عربی کے ہین ۱۲

Marfat.com

تو دُکھ دیتی ہی کافرون منافقون کو اور اگر پہونچی تمکو بُرائی تو خوش ہوجاتے ہین اس سے پس سیئات تو اسباب ہین اور اپنے فعل سے نہین ہی بلکہ بدکرداری کی کمائی ہی۔ حضرت استاد نے فرمایا کہ قولہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ۔ یعنے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور قولہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ یعنے تیرے نفس کی کمائی ہی حالانکہ ان دونون چیزونکا پیدا کرنا اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

جن نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہم نے تجکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ

اور کہتے ہین کہ قبول پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے مشورت کرتے ہین بعضے بعضے اُنمین رات کو سوائے تیری بات کے

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اللہ لکھتا ہی جو ٹھہراتے ہین سو تو تغافل کر اُن سے اور بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ۔ جسنے فرمانبرداری کی رسول کی **ف** یعنے محمد صلعم کی۔ تمام ان امور مین جنکے کرنے یا نہ کرنیکا وہ شرعًا حکم دیتے ہین فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ اسنے ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی **ف** یہ حکم عام ہی اور آنحضرت صلعم کی فضیلت اسمین نہایت بڑی شان کے ساتھ ہی کہ اپنی طاعت قرار دی جسنے رسول کی طاعت کی اسواسطے کہ رسول صلعم نہین حکم دیتے تھے مگر وحی سے خواہ وحی جلی ہو یا وحی خفی جو کہ احادیث شریف ہین۔ معالم مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسنے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جسنے مجسے محبت کی اُسنے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو بعضے منافقون نے کہا کہ یہ شخص چاہتا ہی کہ ہم اسکو پروردگار بنالین جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو بنایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور بیضاوی مین ہی کہ منافقین کہتے کہ یہ شخص شرک مین پھنساتا ہی حالانکہ شرک سے منع کرتا ہی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم درحقیقت پاک رسول ہین حکم پہونچانے والے اور اس حکم کو فرمانے والا در واقع وہی پاک عزوجل وحدہ لاشریک ہی۔ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى اعرض عن طاعتہ فلا یھمنک۔ اور جسنے مُنھ موڑا **ف** رسول پاک کی طاعت سے تو اے رسول پاک تجکو یہ بات فکر مین نہ ڈالے اور غمگین نہ کرے۔ فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ حافظا لاعمالہم بل نذیرا والینا امرہم فنجازیہم۔ پس ہمنے تجکو نہین بھیجا اُنپر حفیظ **ف** یعنے انکے اعمال کا نگہبان نہین کیا بلکہ تجکو ڈرسنانے والا و حکم پہونچانیوالا بھیجا ہی اور انکا معاملہ تو ہماری طرف راجع ہی سو ہم انکو جزا و سزا دینگے پس قولہ من تولی۔ شرط ہی جسکی جزا محذوف ہی اور قولہ فما ارسلناک پر فاء تعلیل ہی جزاء محذوف کی اور وہ مانند فلا یھمنک ہی یعنے تجکو اعراض انکا غمگین نہ کرے کیونکہ ہم نے تجکو انکا نگہبان نہین کیا ہی اور ابن کثیر وغیرہ نے فلا یضرک۔ تیرا کچھ بگاڑ نہین ہی، مقدر فرمایا اور یہ اولی ہی اور حدیث مین ہی من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فانہ لایضر الا نفسہ۔ جسنے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی فرمانبرداری کی تو راہ پائی اور جسنے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو اپنا ہی ضرر کیا۔ ھ پھر مفسرؒ نے کہا۔ وہذا قبل الامر بالقتال۔ یعنے یہ حکم پہلے تھا جبتک کہ جہاد کا حکم نہین دیا گیا۔ اور توجیہ اسکی یہ ہی کہ کلام یہان بصیغۂ عموم ہے جو منافقون و مشرکون سب کو شامل ہی پھر جہاد اگرچہ منافقون پر تلوار سے نہ تھا مگر مشرکون سے جہاد کا حکم تھا۔ یا مراد مفسرؒ کی یہ ہی کہ جہاد کا حکم ہونے سے پہلے تو اسطرح اعراض کا حکم تھا اور بعد حکم جہاد کے انپر سختی کرنے کا حکم ہوگیا چنانچہ فرمایا۔ جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم الآیۃ۔ یعنے

Marfat.com

کافرون و منافقون پر جہاد و سختی کر۔ اور تحقیق وہ ہی جو مفسرؒ نے مقدمہ وغیرہ مین کہا ہی کہ یہ نسخ نہین ہی بلکہ حسن خلق بمقتضاے وقت ہی
اور یہان بھی کلام مفسرؒ اسکو محتمل ہی کیونکہ نسخ کیواسطے صریح نہین ہی۔ اور حق یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو کسی وقت یہ تکلیف نہین دی گئی کہ وہ
بندون کے اعمال کے نگہبان ہون فافہم۔ وَيَقُولُونَ - ای یقول المنافقون اذا جاؤک۔ یعنے جب منافق تیرے پاس آتے ہین تو
کہتے ہین۔ امرنا۔ طَاعَةٌ لک - ہمارا کام تو یہی ہی کہ ہم آپ کی طاعت کرتے ہین ف پس اصل مین طاعةً بنصب ہی جیساکہ بیضاوی
نے کہا و لیکن بقصد استمرار و دوام کے مبالغہ کرکے اسکو خبر مبتدا محذوف قرار دیا تاکہ جملہ اسمیہ دوامی ہو حاصل آنکہ منافق جب حضور میں حاضر
ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم آپ کے ہمیشہ تابعدار ہین۔ فَإِذَا بَرَزُوا - خرجوا۔ پھر جب نکلے مِنْ عِنْدِكَ - تیرے پاس سے
بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ - ستورات کو تیرے فرمان کے خلاف انمین سے ایک گروہ باتین بناتا ہی ف
ابو عمرو اور حمزہؒ نے بیت طائفہ - مین تا کو طا مین بسبب قرب مخرج کے ادغام کرکے پڑھا اور باقیون نے ادغام نہین کیا اور معنے یہ کہ دلمین
چھپاتا ہی ایک گروہ انمین سے سوائے اُسکے جو کہا تھا اس گروہ نے تیرے واسطے تیرے حضور مین تیری فرمانبرداری سے یعنے چھپاتا ہے
دل مین ایک گروہ تیری نافرمانی کو۔ اور بیضاوی مین ہی کہ قولہ تبیت طائفۃ منہم غیر الذی تقول - ای زورت خلاف ما قلت لہا یعنے
ایک گروہ اپنے جی سے تیرے برخلاف بات گڑھتا ہی اور یہ اس تقدیر پر کہ ضمیر تقول کا مرجع آنحضرت صلعم کی طرف ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ
ضمیر راجع بجانب طائفہ ہو یعنے جو کہا تھا اس گروہ نے تجھسے یہ کہ جو آپ فرماوین ہم کو قبول ہی اور آپ کے فرمان بجالانے کے ہم ضامن ہین
وَاللَّهُ يَكْتُبُ - یامر بکتب۔ مَا يُبَيِّتُونَ - فی صحائفہم - اور اللہ لکھتا ہی یعنے حکم دیتا ہے اس چیز کو لکھنے کا جو رات مین گڑھتے
ہین ف انکے نامۂ اعمال مین تاکہ اسپر انکو سزا دیجاوے بیضاوی مین ہی کہ تبییت بیتوتت سے ہی یعنے رات مین باتین گڑھتا ہے اس لیے
کہ رات مین دستور ہی کہ لوگ باتین سوچتے ہین یا یہ لفظ بیت سے ہی خواہ شعر کا بیت یا گھر کا بیت کیونکہ دونون بیت کو آراستہ و پیراستہ تراش
خراش کیا جاتا ہی اور حاصل اسکا یہ کہ یہ لوگ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کی ہوئی طاعت کے برخلاف نافرمانی کی بات کو رات مین
گڑھ رکھتے ہین اسکو اللہ تعالیٰ انکے نامۂ اعمال مین لکھنے کا ان فرشتون کو جو بندون کیواسطے کاتبین رقیب مقرر ہین حکم فرماتا ہی تاکہ
یہ منافق اپنے اس کردار بد پر سزا پاوین اور یہ آیت معجزہ ہی۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے خوب فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ منافقونکو تہدید کرنی
اور خبر دیدی کہ اللہ تعالیٰ ان سب باتونسے آگاہ ہی جنکو وہ اپنے دلونمین پوشیدہ کرتے اور رات مین بناتے اور آپسمین پوشیدہ رکھتے ہین اور
آنحضرت صلعم کی نافرمانی و مخالفت کو گڑھتے ہین اگرچہ ظاہر مین انھون نے طاعت و موافقت کا اظہار کیا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو حکم دیا کہ - فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ - پس تو بے پروائی سے منھ موڑلے ف اور معالم مین لکھا کہ بعض نے فرمایا یعنے انکے نامونکو
ظاہر مت کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ - ثق بہ فانہ کافیک - اور وثوق و اعتماد کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیونکہ وہ تیرے حق مین کافی ہی
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا - اور اللہ تعالیٰ کافی وکیل ہی ف وکیل وہ ہی جسکے سپرد اپنا کام کردیا جاوے اور تفویض سپرد کردینا
پس مفوض الیہ وہ جسکے سپرد کیا گیا پس اللہ تعالیٰ مفوض الیہ کافی ہی اور بعض نے جو اسکو حکم جہاد سے منسوخ کہا تو اسمین تحقیق وہی ہی جو اوپر
بیان ہوئی ف عرائس مین ہی کہ قولہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - ظاہر آیت مین وسیلہ پر دلالت ہی اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے
وسیلہ رسول صلعم ہین اور معنے یہ کہ جسنے اطاعت کی رسول کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بوسیلہ رسول صلعم کے اور یہ مقام امر و
عبودیت کا نبی صلعم کی شان مین ہی۔ اور باطن آیت مین اشارہ ہی مقام عین الجمع کی طرف کیونکہ رسول صلعم کی صفات سب صفات

قدم کے تحت مین مندرج ہین اور آپ کی خلقت بھی خلقت ازل کی تحت مین فنا ہر اور اس فنا کے تحت مین بصفت بقا آنحضرت صلعم کے وجود کا ظہور ہوا ہر اور آپ حضرت حق عزوجل کی تجلی کے واسطے آئینہ ہوگئے ہین پس جبکہ ایسا اتصاف بصفات حق وایسا اتحاد ہوا تو آپکا حکم اور آپ کی طاعت وہی عین حکم حق وطاعت ذوالجلال ہر شیخ جعفر بن محمد رح نے فرمایا کہ اشارہ یہ کہ جسنے حضرت صلعم کو رسالت و نبوت کے ساتھ پہچانا اسنے حق تعالیٰ کو ربوبیت والوہیت سے پہچانا شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ جسنے نبی صلعم کی پیروی بخوبی ودرستی کی اور آپکی فرمانبرداری مین اپنی جان کو لازم کر دیا تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو انبیا وصدیقین وشہدا کے مقامات پر پہونچا دیتا ہر مترجم کہتا ہر کہ اوپر تحقیق بیان ہوگئی کہ انبیا کے مقام پر پہونچنا یہ ہر کہ جنت مین انکے درجہ کے قریب ہو اور یہ معنے نہین کہ صفت نبوت اسکو ملجاتی ہر کیونکہ یہ ممکن نہین ہر چنانچہ خود شیخ رح نے دلیل بیان کی اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الآیہ۔ اور بعض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت مین جو بدرجہ تحقیق اعلیٰ فائز ہوئے وہ تو انبیا کے ساتھ ہین یعنے صدیقین ہین اور جو بدرجہ اقتصاد فائز ہوئے یعنے بدرجہ اوسط فائز ہوے وہ صدیقین کے ساتھ ہین یعنے شہید ہین اور جو ادنیٰ ہے حالانکہ کمتر انمین کوئی نہین ہر وہ شہدا کے ساتھ ہین یعنے صالحین اولیاء اللہ ہین مترجم کہتا ہر کہ ظالم سے یہان مراد مشرک یا کافر نہین بلکہ ظلم کے مراتب ہین پس تحقیقی ظلم تو وہ شرک یا کفر ہر اور یہان ظلم سے مراد یہ کہ نفس کو فنا کے کامل نہین حاصل ہوئی پس نفس کے حصہ کمال مین نقصان رہا اور یہ اصطلاح صوفیہ نہین تاکہ منکر کو مجال طعن ہو بلکہ قد قال تعالیٰ ومنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ اور حدیث مسلم مین ظالم ومقتصد وسابق سب کے حق مین فرمایا کہ ہر ایک انمین سے بھلائی پر ہر اور یہی برادران یوسف علیہم السلام کے حق مین مروی ہر فافہم اور بعض نے فرمایا کہ رسول صلعم کی فرمانبرداری وہی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہر کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے اوصاف سے فانی اور باوصاف حق جل جلالہ باقی تھے اور ظاہر وباطن مین حضرت صلعم کا اپنے رسوم سے فنا ہونا اور حق عزوجل سے باقی ہونا یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کی فرمانبرداری عین طاعت حق تھی اور آپکا ذکر وہی ذکر حق تھا اور آپ ہی کے ساتھ بندہ واصل بحق ہو سکتا ہر اور آپکی مخالفت سے کبھی واصل بحق نہوگا مترجم کہتا ہر کہ احادیث شریف کی قدر ومنزلت سمجھدار کو اس درجہ ظاہر ہوتی ہر کہ بیان اسکا ممکن نہین اور بہت لوگون نے جو احادیث احکام جوارح پر اکتفا کیا اور بعض نے اس سے بھی کم فقط فقہ پر اکتفا کیا اور احادیث متعلقہ قلب وتہذیب روح ونفس واسرار سے غفلت اختیار کی وہ کمالات سے محروم رہے

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝

کیون نہین غور کرتے ہین قرآن مین اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرے کے پاس سے ہوتا تو ضرور اسمین بہت سا اختلاف پاتے

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ ۔ یتاملون۔ پھر کیا یہ لوگ تامل وغور نہین کرتے۔ **الْقُرْاٰنَ** ۔ ومافیہ من المعانی البدیعۃ۔ قرآن مین **ف** جو نادر معانی قرآن مین ودیعت رکھے ہین۔ **وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا** ۔ تناقضا فی معانیہ وتباینا فی نظمہ۔ اور اگر وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کی طرف سے ہوتا تو اسمین بہت اختلاف پاتے **ف** یعنے اسکے معانی مین باہم تناقض اور اسکے انتظام کلام مین تباین پاتے۔ چنانچہ جو غیب کی خبرین ہین بسا اوقات انمین خلاف واقع ہوتا اور بعض بات بعض دیگر سے متعارض ہو جاتی لیکن چونکہ حق عزوجل کی طرف سے حق وصحیح ہر اسمین کوئی اختلاف نہین اور بعضے ملحدون نے جو ایسی آیتین نکالی ہین کہ انکو اختلاف سمجھے تو یہ انکی جہالت ہر اہل حق نے صاف صاف ٹھیک معانی انکے بتلا دیے اور ان خبیثون کا منھ بند کر دیا۔ پھر نظم مین تباین یہ کہ بعض فصیح ہوتا اور بعض کلام رکیک ہوتا حالانکہ تمام کلام مجید اعلیٰ درجہ فصاحت پر ہر **ف** مترجم کہتا ہر کہ یہ آیت کریمہ

Marfat.com

ان منافقون کے واسطے جیسے کھلی حجت تھی ویسے ہی علی العموم ہر سمجھدار کے لیے کافی ہو حضرت صلعم محض امی تھے بمعنے آنکہ کسی سے پڑھا نہ تھا انکو
حق عزوجل نے تعلیم فرمایا پھر یہ عالی مضامین اور یہ جامع کلام اور یہ نظم بلیغ جسنے اپنا مقابل لانے سے عاجز کردیا حالانکہ نجم نجم تھوڑا تھوڑا کر کے
بحسب واقعہ نازل ہوا اور اسقدر دراز کتاب پھر سوائے کافر کے کون خیال کرسکتا ہو کہ کلام آلہی نہین ہو اور بڑے بڑے فصحاء عرب اسوقت کے
اور پچھلے سبھون نے اتفاق کیا کہ نظم معجز اسکے مثل بندہ سے ناممکن ہو- امام شافعی رح نے اسی سے استدلال کیا کہ بشر کی بنائی ہوئی کتاب مین ممکن
نہین کہ اختلاف نہو- اور واضح رہے کہ تعداد آیات و ترتیب سورتون وغیرہ مین جو اختلاف ہو وہ لوگون کے شمار وغیرہ مین ہو خود کلام مجید مین کچھ اختلاف
نہین اور وصل و وقف و جائز و مطلق مین بھی یہی بات ہو کہ اسکا تعلق قراءت سے ہو فافہم **ف** عرائس مین ہو کہ قولہ تعالیٰ افلا یتدبرون القرآن
جاننا چاہیے کہ قرآن صفات قدم سے ہو اور او تعالیٰ شانہ اس سے موصوف ہو کیونکہ کلام اسکا ازلی ہو اور قرآن صفت خاصہ ذاتیہ از جملہ صفات ہو
اور وہ واحد از جمیع جہات ہو لیکن او تعالیٰ مجمع صفات ہو جسمین اسماء و نعوت و صفات و اعلام ذات ہین اور قرآن مجید قائم بذات پاک بدون
علت آواز و حرکات و حروف کے ہو **قال المترجم** ولا خلاف بین اہل الحق فی ان القرآن یعنے الکلام النفسی قدیم واحد من جمیع الجہات وہو امر
ونہی واخبار واما الحروف والاصوات فالجمہور علی حدوثہا وقد شار من الحنابلۃ القوم لقدمہا ایضا وقد استشکل صاحب المواقف علی قول الجمہور
بما یصعب حلہ من انہ لیس لاحد ان ینکر قدم ما بین دفتی المصاحف والکلام فی ذلک طویل لا یسعہ المقام - قال الشیخ اور اگر مخلوق اسمین کشف و مشاہدہ
کے ساتھ تفکر و تدبر و غور کرے تو جان لیوے کہ وہ صفات حوادث سے خارج ہو اور انکو اسکا صفت ازلی ہونا کھل جاوے اور وہ اس کے
دریاے اسرار مین غوطہ کھاوین اور انوار مین فنا ہو جاوین اور اس سے حکمت قدیمہ و رموز سرمدیہ و حقائق ابدیہ کے جواہر جو جلال فاخر کمال صفات
و حسن افعال سے خبر دیتے ہین نکال لاوین **قال المترجم** اور بعض اکابر نے مصرح کہا کہ ظاہر قرآن تو اپنے نور سے طپش دل کیواسطے اہل محبت سے
معلوم کرو اگر باطن قرآن ظاہر ہو اور یہ ستر ہزار حجاب برطرف ہون تو خاک کردے اور مانند کوہ طور کے اسکے نور سے انسان و حیوان ہلکر خاک ہو جاوین
قال الشیخ اسکی صفت نے حروف وحدانیت مین تجلی فرمائی اور حروف وحدانیت نے حروف قرآن مین تجلی کی ہر حرف اسکا نکتہا ے آلہیہ کے
سمندرون سے بھرا ہوا ہو جو شخص اسکے اسرار سے واقف ہوا وہ اسکی تجلیات مین مدہوش ہوتا ہو اور بالمشاہدہ جان لیتا ہو کہ وہ قدم سے ہو
اور وہ اہل عدم کی شان نہین ہو کیونکہ وصف آلہی خلل و تناقض و خلاف سے پاک منزہ ہو اور مخلوق کے اوصاف باہم متناقض و متباین و متضاد
و متغیر ہوتے ہین اور یہی معنے اللہ عزوجل نے باقی آیت مین بیان فرمائے ہین بقولہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا- اہل دنیا سب
یہان مریض ہین انکو شفاء قرآن کی حاجت ہو اگر وہ لوگ اسمین غور و فکر کرتے تو اسکے ہر حرف مین ایک بیماری کی دوا بلکہ شفا پاتے پس جب مرض کو
دوا پہونچی تو اندھا پن جاتا رہتا اور شفاء قرآن اسکی جگہ باقی رہتا اور مریض مذکور اسکے جمال سے تندرست بدون بیماری کے منور ہو جاتا حضرت
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین- پھر استفہام مین بندون کی شکایت ہو اور یہ اشارہ کہ اے طالبان
جمال ازل تم قرآن مجید کی طرف کیون نہین آتے تاکہ ہر حرف کے نیچے سے نور بہار اور جمال ازلی کو مشاہدہ کرو اسمین ان اسرار سے خطاب
حق کے حقائق سنو- اور بعض نے کہا کہ قولہ افلا یتدبرون القرآن یعنی قرآن کی بزرگ نصیحتون اور عمدہ احکام کی پیروی کیون نہین کرتے
شیخ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ خلق مین تیرا غور کرنا نظر عبرت ہو اور خود اپنے نفس مین غور کرنا نصیحت ہو اور قرآن مین تیرا غور کرنا نظر
حقیقت و مکاشفہ ہو اللہ عزوجل نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن - اپنے خطاب پاک کو تیری زبان پر جاری فرمایا اور اگر ایسا نہوتا تو
اسکے خطاب کی تلاوت سے زبانین عاجز و گونگی ہوتین سری سقطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگون مین سب سے زیادہ سمجھدار وہی ہے جس سنے

قرآن سمجھا اور غور سے اسکے اسرار کو پایا اور سہل نے فرمایا کہ قرآن مین غور کرنا یہی ہو کہ اسکے معنے سمجھ جاوے اور اسمین غور کرنا اسی کا کام ہو جو اسکے مقاصد کو سمجھا اور اسنے حق عزوجل کی مراد کے موافق اسمین کلام کیا۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى

اور جب اُن پاس پہونچتی ہو کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اُسکو مشہور کرتے ہین اور اگر اسکو پہونچاتے رسول تک اور اپنے

اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اختیار والون تک تو تحقیق کرتے اُسکو جو اُن مین تحقیق کرنے والے ہین اُنکے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (83)

اور اسکی مہر تو تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۔ جب ان لوگونکے پاس کوئی امر آیا (یعنی کوئی خبر نبی صلعم کے لشکرون سے انکو حاصل ہوئی) خواہ فتح ہو یا خوف ہو تو اسکو تمام مین مشتہر کر دیتے ہین ف بات یہ تھی کہ نبی صلعم جب سریہ بھیجتے اور وہان انکو فتح یا شکست کچھ پہونچتی تو جب ہی منافقون کو یہان معلوم ہوتا اسکو فاش کر دیتے۔ حالانکہ اسطرح فاش کرنے مین خرابی پیدا ہوتی مثلاً مسلمانون کی عام دل شکنی یا دشمن کا پیدا ہو جانا۔ مفسرین نے کہا نزل فی جماعۃ المنافقین او ضعفاء المومنین کانوا یفعلون ذلک فیضعف قلوب المومنین ویتاذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے نزول اس کلام کا جماعت منافقون کے حق مین یا ضعیف مومنون کے حق مین ہوا جو ایسا کیا کرتے تھے کہ اس سے مومنون کی دل شکنی ہوتی اور نبی صلعم اس سے ازیت اٹھاتے تھے۔ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۔ اور اگر اس خبر کو رسول یا اپنون مین سے صاحبانِ امر کی جانب پھیرتے تو جو لوگ انمین سے استنباط کرتے ہین وہ اسکو اولوالامر سے جانتے ف یعنے پہلے حضرت صلعم کو پہونچاتے تاکہ آنحضرت صلعم ہی چاہتے تو بیان کرتے یا اپنے لوگون مین سے اولوالامر کیطرف پہونچاتے مانند ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہ رضی اللہ عنہم بزرگ صحابہ کو پہونچاتے حاصل آنکہ اگر یہ لوگ خود سکوت کرتے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم یا اکابر صحابہ اسکی خبر دیتے تو ٹھیک تھا۔ پھر اگر آیت منافقون کے بارہ مین ہو تو منہم باعتبار ظاہر کے ہو اور اگر ضعیف مسلمانون کے حق مین ہو تو منہم درحقیقت ہو قولہ لعلمہ البتہ جانتے اس خبر کو کہ آیا یہ ایسی خبر ہے کہ فاش کی جاوے یا نہین قولہ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ ۔ یتبعونہ ویطلبون علمہ وہم المذیعون سو وہ لوگ جو اسکو استنباط کرتے ہین یعنے اسکا تتبع کرتے اور اسکا علم چاہتے ہین اور وہ اذاعت کرنے والے ہین تو اس خبر کو رسول اللہ صلعم و اولی الامر کے بیان سے جان لیتے۔ حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلعم کی طرف پھیرتے یا اولی الامر کی طرف پھیرتے اور انھین کے سپرد کر دیتے اور خود ایسے ہو جاتے کہ گویا کچھ نہین سنا تو البتہ جان لیتے یہ لوگ اس خبر کو انھین اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا یہ مراد ہو پہلے اہل استنباط ورائے ہکی تدبیر کار کو جان لیتے۔ استنباط از نبط ہو اور نبط اس پانی کو کہتے ہین جو کنوان کھودنے مین پہلے پہل برآمد ہوا اور استنباط بمعنے یہ پانی نکالنا پھر استعارہ کرکے اس تدبیر نکالنے کو کہنے لگے جو آدمی اپنی عقل و دانش کے زیادتی سے نکالتا ہو۔ اور کلام شیخ ابن کثیر دلالت کرتا ہو کہ مراد یہ ہو کہ یہ لوگ جو بات سنتے تھے بدون اسکی تحقیق و تنقیح کے اسکو بیان کرنا اور بکنا شروع کر دیتے جس سے مفسدہ برپا ہوتا تھا یا مسلمانون و حضرت صلعم کو اذیت پہونچتی تھی حالانکہ اس بات کی کچھ اصلیت

Marfat.com

نہوتی اور یہ لوگ یون سمجھتے کہ ایسا کرنے مین اپر کوئی گناہ نہین اور نہ اسمین کچھ مضائقہ ہی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اول تو یہ جھوٹ ہی
دوم اذیت و تکلیف و مفسدہ پردازی ہی وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم (کافی ہی آدمی کے لیے جھوٹ یہی کہ جو سنے اسکو بیان کرنے لگے) رواہ مسلم و
ابوداؤد اور معنے یہ کہ اگر کسی نے کوئی بات سنی اور بدون اسکی تصدیق وفکر کے اسکو کہنا شروع کیا کہ یہ بات یون ہی تو وہ بھی جھوٹا ہوگا اگر
واقع مین وہ بات یون نہوئی قال ابن کثیرؒ ہم کو یہان حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ذکر کرنا چاہیے کہ جب انکو یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلعم
نے اپنی بیویون کو طلاق دی ہی تو وہ اپنے گھر سے آئے یہانتک کہ مسجد مین داخل ہوئے اور لوگون کو دیکھا کہ وہ بھی باتین کر رہے ہین پھر درنگ
نکیا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر آپ کے پاس حاضر ہوے پھر دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیویونکو طلاق دی ہی آپنے فرمایا کہ نہین
تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ اکبر اور تمام حدیث طویل آخر تک ذکر کی اِس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی اور صحیح مسلم کی دوسری روایت مین ہے
کہ پھر مین نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے بیویون کو طلاق دیدی۔ آپنے فرمایا کہ نہین پس مین مسجد کے دروازے پر آکر کھڑا ہوا اور
مین نے بلند آواز سے پکار دیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق نہین دی ہی اور یہ آیت اُتری واذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو
ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم الآیۃ۔ پس مین ہی وہ شخص تھا جسنے اس امر کو استنباط کیا الی آخر الحدیث مترجم
کہتا ہی کہ اس حدیث سے اگر سبب نزول یہ قصہ لیا جاوے تو توجیہ یہ ہوگی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون سے ایلاء کیا تھا اور درحقیقت وہ ایلاء
نہ تھا بلکہ فقط ایک مہینہ تک کی قسم کھائی تھی تو لوگون نے یہ خبر سنکر تمام مین بک بک شروع کردی کہ حضرت صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق دیدی
حتی کہ حضرت عمرؓ کے ایک پڑوسی نے حضرت عمرؓ کو وحشت ناک طور پر عوالی مدینہ مین جہان رہتے تھے یہ خبر پہونچائی اور تمام قصہ جو صحیحین
مین مذکور ہی یہانتک کہ حضرت عمرؓ نے استنباط کیا کہ یہ بات قرین قیاس نہین کہ آپ تمام بیویونکو طلاق دیدین اسکو چلکر جناب سے دریافت کرنا
چاہیے چنانچہ وہی استنباط ٹھیک نکلا اور اللہ عزوجل نے مسلمانونکو ادب سکھلایا کہ اسطرح ہر بات کی شہرت ندیا کرین اور یہ حکم عام ہی اور نیز
مسلمانونپر مقصور نہین بلکہ منافقونکو بھی ممانعت ہی بوجہ اسکے کہ اولاً ایسے امر مین خوض کرنے والے اور اذاعت کو دل سے چاہنے والے
وہ منافق ہی ہین اگرچہ ضعیف مسلمان بسبب کم علمی کے بدون نیت نفاق کے انکی باتون مین شامل ہوجاوین واللہ اعلم۔ پھر اولی الامر سے اہل علم
وسمجھدار مراد ہین یا وہ لوگ جنکو ولایت وسرداری حاصل ہی اور ظاہر آنکہ انمین سے اہل حکومت وولایت وہی اہل فقہ وعلم بھی تھے واللہ اعلم وقدم
فی تفسیر قولہ واولی الامر منکم الآیۃ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ ۔ اور اگر تمپر اللہ تعالیٰ کی
فضل ورحمت نہوتی تو ضرور تم پیروی کرلیتے شیطان کی ف ان باتون مین جنکا تمکو حکم کرتا یعنے فحش باتون مین یہان کلام مفسرینؒ مشعر ہی کہ
مراد آیت مین ضعیف مسلمان ہین نہ منافق فتامل پھر استثنا فرمایا بقولہ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ مگر تھوڑے یعنے سبکے سب تو شیطان کے پیرو ہوجاتے
مگر تھوڑے نہوتے پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مراد ان قلیل سے مومنین ہین مترجم کہتا ہی کہ اکثر مفسرینؒ نے اسے سمجھا کہ
اوپر منافقین مراد ہین اور انسے مومنین کا استثنا ہی اور بعض نے کہا کہ قول ابن عباسؓ کے معنے یہ ہین کہ مومنین کاملین متبع نہوتے اور مترجم کہتا ہی
کہ حق یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر قرآن ورسول سے فضل الٰہی ورحمت تمپر نہوتی تو تم سب ادب وقاعدہ سے خارج ہوجاتے سواے مومنین
کے کہ وہ جیسے اسوقت اللہ تعالیٰ کے اوپر مضبوط ایمان رکھتے ہین ویسے ہی رہتے اسواسطے کہ اُن سے اذاعت نہین صادر ہوئی بلکہ ضعیف
مسلمانون سے صادر ہوئی تھی جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے تنبیہ کرکے آگاہ کیا کہ وہ باز رہے۔ اور بنظر ظاہر آیت یہ وارد ہوتا ہی
کہ اگر فضل ورحمت نہوتی تو سب ہی کو گمراہ ہونا چاہیے اس سے استثنا قلیل بھی کیونکر ہوسکتا ہی اور جواب اسکا بعض نے یہ دیا کہ مراد اس سے

کل ہین چنانچہ عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہؒ سے روایت کی کہ کہا یعنے سب کے سب گمراہ ہوتے اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ الا قلیلا لم تتبعوا بل آمنوا بالعقل۔ یعنے قلیل ایسے ہوتے کہ شیطان کی پیروی نہ کرتے بلکہ عقل سے ایمان لاتے جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ وغیرہ کا قصہ مشہور ہی **ف** عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول الآیہ۔ آیت کریمہ مین اشارہ ہی کہ جو لوگ رسم علم سے اپنے آپ کو بتکلف آراستہ کیے ہوے ہین وہ اپنے نفس کو ظاہری لباس سے پیراستہ کرتے ہین اور ظاہری آئین بناتے ہین پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی علماے ربانی کے مقام کو پہونچ گئے اور ہم بھی انھین کے مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب و اسرار قرآن سے مخاطب ہین حالانکہ علماے ربانی کو قرآن کے انوار و حقائق کا علم کشف سے حاصل ہی جس سے یہ لوگ محض بے بہرہ ہین اور انکے اسی سمجھ کا نتیجہ ہی کہ علماے ربانی کی ارواح قدسیہ جو قرآن سے جواہر اسرار کو استنباط کرتے ہین تو یہ بھی اپنی ناکارہ سمجھ سے بدعت نکالکر انکے ساتھ اپنے استنباط سے معارضہ کرتے ہین پس آیت کریمہ مین ان لوگون کو ممانعت ہی حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس تکلف کو چھوڑتے جو خواہ مخواہ عالم ربانی بنے جاتے ہین اور بالکل اپنے اختیار نفسانی کو اولوالامر کے حوالہ کرتے جنکو ملک و ملکوت کا عرفان حاصل ہی تو انسے البتہ حقائق مفہوم خطاب کو سنتے اور اپنی باطل راے کی وجہ سے خطرگاہ ہلاکت سے نجات پاکر فیض علوم ربانی پاتے **شیخ ابن عطا**رحؒ نے فرمایا کہ اگر طریقہ سنت و سلف صالحین کو ارادت کے ساتھ اختیار کرتے تو یہ لوگ مقام و منزلات استنباط کو جو مقامات ایمان و منزلت علوم مین سے اچھا درجہ ہی پہونچ جاتے **شیخ حسین**ؒ نے فرمایا کہ قرآن سے استنباط کرنا بندے کو اسکے ظاہری و باطنی تقوی کی مقدار اور معرفت کی مقدار پر حاصل ہوتا ہی اور یہ مرتبہ مقامات ایمان سے بڑا مرتبہ ہی **شیخ ابو سعید خراز**ؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہین جنکے سامنے خلل پیش کیا جاتا ہی پھر اگر ایسا نہو تو لوگ خراب و بیکار ہو جاوین اور بات یہ ہوتی ہی کہ یہ خاص بندے علم الٰہی سے اس مرتبہ کو پہونچ جاتے ہین کہ انکو مجہول کا علم کھلتا ہی جسکے بارہ مین کتاب اللہ تعالیٰ یعنے قرآن مین اور سنت الرسول صلعم یعنے حدیث مین کوئی نص نہین ہوتی ہی یعنے اجماع امت بھی نہین پایا جاتا ہی۔ پس یہ لوگ عارفین اپنی معرفت و علم سے اسکے واسطے کتاب و سنت مین سے حکم کو جو پردہ مین چھپا تھا استنباط کر لیتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم مترجم کہتا ہی کہ شیخؒ نے یہان استنباط علوم عارفانہ مین ایسے حسن اسلوب سے بیان کیا کہ استنباط مسائل شرعی کو بھی شامل ہی اور جماعت کثیر بلکہ جمہور علما و مجتہدین نے اس آیت سے نکالا ہی کہ قیاس کرنا دلیل شرعی و رجائز ہی اور ظاہر یہ لوگون نے جو قیاس سے انکار کیا تو انھون نے اسرار شریعت سے محرومی حاصل کی اور وسوسہ شیطان مین گرفتار ہو کر یون کہنے لگے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان تھا لہذا قیاس کو دخل نہین ہی اور یہ خبط ہی۔ اہل حق کے نزدیک قیاس در صورتیکہ کتاب و سنت و اجماع موجود نہو اس معنے کر ہوتا ہی کہ شرائط مذکورہ باب قیاس کے ساتھ اس سے منصوص کتاب و سنت و اجماع مین جو حکم مخفی ہی بطور کشف اسرار کے ظاہر کرلین پس قیاس انکے نزدیک فقط حکم خفی کا اظہار کرنیوالا ہی اور یہ نہین کہ وہ کسی حکم کا مثبت ہو اور نص کے مقابلہ مین جائز نہین ہی پھر وہ قیاس جو ابلیس نے بدون استشنار شرع نکالا اور اسنے مثبت قرار دیا اسکو اس سے کیا نسبت ہے ان دونون مین تو تباین ہی۔ اور رہا قول علی کرم اللہ وجہہ کہ اگر امر دین قیاسی ہوتا تو موزہ پر مسح کرنا زیر قدم ہوتا نہ پشت قدم پر کما رواہ اہل السنن عنہ تو یہ وہی مثبت کے معنے مین ہی اور پشت قدم پر مسح منصوص ہی اس سے الٹا استدلال عجیب ہی اسپر وہی قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صادق آتا ہی کہ جب خارجیون نے قولہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ یعنے نہین ہے حکم مگر فقط اللہ عزوجل کا۔ اس سے طاعت و حکم امام و حاکم سے انکار کرکے خروج کیا تھا تو حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کلمہ حق سے باطل مراد لیتے ہین پس یہ سچی بات ہی کہ قیاس مجتہد وہی ہے جو مظہر ہی نہ مثبت پس جب قیاس پر دلائل قائم ہین تو انکار خبط ہی پھر یہ قیاس علوم حقائق مین بھی جاری ہی چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی رحؒ نے بعد

Marfat.com

اُشتغال کے علوم کی زیادت ہونے سے انکار کیا اور شیخ ابن العربیؒ نے اسکو نکالا بدلیل قولہ تعالیٰ و بدالہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون۔ یعنے ظاہر ہوا انکو اللہ کی طرف سے وہ امر کہ جسکا وہ خیال نہ رکھتے تھے۔ پس علم جدید حاصل ہوا۔ اس سے ثابت کیا کہ زیادت علم ممکن بلکہ واقع ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم الآیۃ فضل الٰہی تو اسکی معرفت ہی اور رحمت الٰہی یہ کہ بندہ کو شیطان کی پیروی سے اپنی حفاظت مین لیوے اور خود اسکے لیے نعم الکفیل ہوجاوے۔ اور یہ حکم مریدون کے لیے عام ہی اور عارفون کے لیے خاص ہی۔ عام کیواسطے تو اسکا فضل و رحمت ہے اور خاص کیواسطے جنکو قولہ الا قلیلا سے مستثنیٰ فرمایا ہی اسکی محبت مخصوص ہی شیخ ابن عطاءؒ نے فرمایا کہ اگر تم پر اسکا فضل اسطرح نہو تاکہ تمھاری طاعات و بندگیان قبول فرمائین تو تم آخرت مین اپنے اعمال پر کف افسوس ملتے رہجاتے لیکن اسکی رحمت ہی کہ تمکو تمھاری حسرت سے نکالا و نجات دی

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ

سو تو لڑ اللہ کی راہ مین تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے اور تاکید کر مسلمانون کو قریب ہے کہ اللہ

يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۸۴

بند کرے لڑائی کافرون کی۔ اور اللہ سخت ہی لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ یا محمد سو قتال کر یعنے جہاد کر ای محمد۔ یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص ہی پس یہ جو بعض نے کہا کہ خطاب آنحضرت صلعم کو مع امت ہی بدلیل حدیث براء بن عازبؓ کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے قتال کا حکم دیا پس تم لوگ لڑو۔ رواہ ابن مردویہ باسناد غریب تو اسکے یہ معنے نہین کہ خطاب مین شمول ہی بلکہ آنحضرت صلعم نے مومنون کو تحریض کی جیسا کہ آیت مین آپ کو حکم ہی اور خطاب فقط آپ ہی کو ہی بدلیل دیگر روایات چنانچہ خود براء بن عازبؓ سے ابو اسحاق سبیعیؒ نے روایت کی کہ مین نے براءؓ سے کہا کہ مرد مسلمان مشرکون کے لشکر پر حملہ کرتا ہی کیا وہ ان لوگون مین ہوجاتا ہی جو اپنے آپکو ہلاکت مین ڈالتے ہین تو فرمایا کہ نہین خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو بھیجا اور حکم فرمایا۔ فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ اور تہلکہ مین ڈالنے سے ممانعت کی آیت یعنے قولہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تو یہ نفقۂ جہاد و خرچ کے بارہ مین ہی۔ رواہ ابن مردویہ و ابن ابی حاتم نحوہ یعنے جہاد کا سامان نہ کرنا اور زراعت و تجارت مین مشغول ہونا ہلاکت ہی کہ دشمن غالب ہوجائیگا۔ اور معالم مین ہی کہ (حضرت صلعم نے ابوسفیان سے جنگ احد واقع ہونے کے بعد ذی قعدہ مین موسم بدر صغریٰ مین جنگ کا وعدہ فرمایا تھا پھر میعاد آئی تو آپ نے لوگون کو بلایا کہ چلو پس بعض نے کراہت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی) فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ یعنے دشمنون پر جہاد کرنے اور مدد لینے کے لیے ضعیف مسلمانون سے مت کہہ اگرچہ تو تنہا ہو۔ وسیأتی تفصیلہ پھر اسمین کلام ہی کہ قولہ فقاتل کی فا کیسی ہی۔ بعض نے کہا کہ تعلق اسکا بقولہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ہی ای من اجل ہذا فقاتل اور بعض نے کہا کہ متعلق بقولہ و مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ ای فقاتل فی سبیل اللہ۔ اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیر اسطرح ہی کہ اذا کان الامر ما ذکر من عدم طاعۃ المنافقین فقاتل فی سبیل اللہ یعنے ولو وحدک۔ اور زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم پر جہاد فرض کیا کہ قتال کرین اگرچہ تنہا لڑین کیونکہ آپ کے واسطے نصرت موعود فرمائی اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ ظاہر لفظ ہی ولیکن کسی خبر مین یہ مروی نہین کہ فرضیت جہاد کی فقط آپ پر تھی امت پر نہ تھی پس معنی قولہ۔ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ۔ یعنے مکلف نہ کر تو سوائے اپنی جان کے اور غیر پر بلزوم نہو مترجم کہتا ہی کہ حاصل آنکہ یہ جملہ مستانفہ اپنے ماقبل کا مقرر ہی اور مراد یہ کہ جہاد جو واجب ہی اسکے ادا کرنے مین آنحضرت صلعم کو قطعی مطیع قرار دیکر حکم دیا کہ تو لڑ اور غیرون پر الزام فعل چونکہ غیر اختیاری تھا لہذا فقط اپنے نفس کو مکلف کرنا فرمایا ع ۱۲

اسلیے کہ فعل مین انسان فقط اپنے نفس پر قادر ہو اور مفسر جلال رح نے اسکی تاویل مین کہا۔ فلا تہتم بتخلفہم عنک۔ یعنے منافقون یا ضعیفون کے ساتھ سے بچھڑنے پر تو اپنے کو غمگین مت کر حاصل معنے یہ کہ تو قتال کر اگرچہ تنہا ہو کیونکہ تجکو آخر کار فتح و فیروزی کا وعدہ یقینی دیا گیا ہے آیت مین دلیل ہو کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کے نہایت فرمانبردار مطیع تھے اور تمام لوگون سے نہایت شجاع تھے اور فتح اللہ کی طرف سے ہو اگرچہ ایک طرف تنہا ایک شخص ہو اور اسکے مقابل مین صدہا گو نہ زیادہ ہون۔ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ۔ ای حثہم علی القتال ورغبہم فیہ۔ اور آمادہ کر اچھی نصیحت سے مومنون کو لڑائی پر اور جہاد مین انکو رغبت دلا۔ حضرت صلعم مومنون کو رغبت دلاتے تھے چنانچہ بدر مین جب صفین برابر کرتے تو فرماتے تھے۔ قوموا الی جنۃ عرضہا السموات والارض۔ تم لوگ اٹھ کھڑے ہو ایسی جنت کی طرف جسکی چوڑائی سب آسمان و زمین ہو اور ابوہریرہ رض کی روایت بخاری مین ہو کہ جنت مین سو درجے ہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ مین جہاد کرنے والونکے لیے رکھے ہین ہر دو درجہ کے بیچ مین اتنا فاصلہ ہو جیسے آسمان و زمین کے بیچ مین ہو اور ابوسعید خدری رض سے ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ای ابوسعید جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد کو رسول ماننے پر راضی ہوا اسکے واسطے جنت تو واجب ہو گئی ابوسعید رض کو یہ بات نہایت ہی بھلی معلوم ہوئی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو پھر فرما دین پس آنحضرت صلعم نے ایسا ہی کہا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوسری بات ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے بندے کے جنت مین سو درجے بلند فرماتا ہو ہر دو درجہ کے بیچ مین ایسا ہی جیسے آسمان و زمین کے بیچ مین ہو۔ ابوسعید نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون بات ہو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنا۔ رواہ مسلم اور احادیث اس باب مین بہت ہین اور معنے اس برانگیختہ کرنے اور رغبت دلانیکے یہ ہین کہ جہاد مین جو فضائل دنیا کے پروردگار عزوجل و ثواب جزیل و عطاء جمیل آنحضرت صلعم کو باعلام الٰہی معلوم ہین انکو عام بندونسے بیان و ظاہر کرین عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ امید ہو کہ اللہ تعالیٰ کافرون کی لڑائی روک دے ف انکو مسلمان کر کے تمہارے قوت بازو کر دے شیخ ابن کثیر رح نے اس کلام کی تفسیر مین کہا کہ مومنون کو قتال پر تیرے برانگیختہ کرنے سے یہ ہوگا کہ دشمنون سے بھڑنے پر انکی ہمتین بڑھ جاینگی اور بہترون کو اسلام پر لانے اور انکا شر و فساد دور کرنے اور انکو دفع کرنے اور انکے مقابلے مین صبر و مضبوطی کرنے پر آمادہ ہو جاوینگے پھر امید دلانے مین وہم تھا کہ شاید ایسا نہو تو دفع فرمایا بقولہ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا منہم۔ یعنے باس الٰہی انسے اشد ہو۔ اور مراد اس سے یہ نہین ہو کہ اشد ہونا اضافی ہو یعنے انھین لوگون سے اشد الباس ہو اگرچہ اورون سے نہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و نعوت و صفات سے جو اسم تفضیل کے صیغے متعلق ہوتے ہین انسے مراد کمال ہو جس سے فوقیت ممکن نہین اور چاہو یون کہو کہ بے انتہا کے معنے مین ہوتے ہین۔ پھر بعض مفسرین نے اشد باسًا بمعنے اشد سلطانًا۔ کہا اور حاصل آنکہ غلبہ و قدرت و قوت الٰہی بے نہایت اشد ہو جسکے مقابلہ مین کافرون کی کچھ ہستی نہین لیکن مومنون کے لیے ثواب و صبر و شہادت و کوشش و نیات خیر و طاعات کے ثواب دینے کو یہ طریقہ مقرر فرمایا ہو ورنہ کسی کافر کی کچھ مجال نہوتی۔ وقد قال تعالیٰ۔ وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا۔ تعذیبًا منہم۔ اور اللہ تعالیٰ انسے اشد ہو عذاب دینے مین ف اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہو اگر چاہتا تو تمام کو عذاب کرتا اور کوئی مانع نہین ہو سکتا اور اگر چاہتا تو سب کو ہدایت فرماتا لیکن کمال حکمت پر اس کی مشیت ہو جسکو بندہ ناچیز مخلوق کی مجال نہین کہ اپنے علم مین لاوے یہان تو برتن کو کمہار کی حکمت و غایت نہین معلوم ہو سکتی پھر بندہ کو اللہ عزوجل کی جناب مین نسبت بھی صحیح نہین ہو اسواسطے کامل سمجھ والے تقدیر الٰہی پر کامل ایمان رکھتے ہین اور پاگل لوگ مجنونانہ بک بکتے ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو تنہا لڑائی کا حکم دیا فقال صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاخرجن ولو وحدی فخرج بسبعین راکبا الی بدر الصغری فکف اللہ باس الکفار بالقاء الرعب فی قلوبہم ومنع ابا سفیان عن الخروج کما تقدم فی آل عمران یعنے جب یہ حکم آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس

ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ مین ضرور لڑنے جاؤنگا اگرچہ تنہا ہون پھر خالص کامل مومنین ساتھ ہوے حتی کہ آپ فقط ستر سوارون سے بدرصغری کو وعدہ گاہ پر پہونچ گئے پھر اللہ تعالی نے باس کفار کو روک دیا کہ کافرون کے دلون مین رعب چھا گیا اور ابوسفیان کو نکلنے سے ممنوع کردیا جیساکہ آل عمران مین گذر چکا ہی کہ کامل مومنون نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہکر ارادہ کیا اور حضرت صلعم کے ساتھ گئے اور آٹھ روز تک انتظار مین رہے اور وہان کے موسمی بازار سے بہت کچھ نفع اُٹھایا اور صحیح سالم واپس آئے کما قال تعالی فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء الآیۃ پس اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھلادیا اور مومنون کو مال کثیر نفع دلا کر منافقون کو جنکی نظر فقط دنیا پر رہتی تھی آتش حسرت مین جلادیا پھر واضح ہو کہ اس قصہ بدرصغری مین ایکے بڑے طور پر اہل ایمان کو مشرکون سے ڈرایا تھا تاکہ مومنین بنجاوین اور ایکے اہل حق کی طرف سے بنی نیک نیتی پر کافرون کو جاکر دھمکایا تھا پس نیکی کا بدلا نیک نیت کیواسطے نیک ہی

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ

جو کوئی سفارش کرے نیک بات مین اُسکو بھی ملے اسمین سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات مین اُسپر

لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۸۵

بھی ہی ایک بوجھ اُسمین سے اور اللہ ہی ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا

(مَنْ يَّشْفَعْ - بالناس - شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا (جو کوئی لوگون کیلیے) نیک سفارش (شرع کے موافق) کرے اسکے لیے اس سے حصہ ہوگا ف درصل شفاعت از شفع بمعنے جفت ہی پس شفاعت یہ کہ دوسرے کو اپنی منزلت ومرتبہ ووجاہت مین ملالیا اور لینے سے ملاکر کسی کے پاس اسکی سفارش کی پس شفاعت درحقیقت یہ کہ جسکے پاس شفاعت کی ہے اسکے نزدیک شفاعت کرنے والے نے اپنا تقرب ملادیا اور آگاہ ہو کہ اللہ عزوجل کے نزدیک ادّا شفاعت کبری حضرت محمد مصطفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہی قولہ شفاعۃ حسنۃ شفاعت حسنہ وہ ہی جو موافق شرع کے ہو قولہ یکن لہ نصیب ہوگا اسکے واسطے یعنے شفیع کے واسطے بھی ایک حصہ - یعنے ثواب مین سے - منہا بسببہا بسبب اس سفارش کرنے کے - پس من تعلیلیہ ہی - وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً - اور جسنے سفارش کی بدسفارش یعنے جو مخالف شرع ہو - يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ - تو ہوگا ایسے سفارشی کے لیے بھی ایک کفل - یعنے گناہ مین سے ایک حصہ - مِّنْهَا - بسببہا - بسبب اس بدسفارش کے مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے آیت مین سفارش نیک وسفارش بد کی علت بھی اپنی تفسیر سے ظاہر کردی باینطور کہ منہا مین من تعلیلیہ قرار دیا ولیکن نصیب وکفل کی تمیز محذوف ہوگی یعنے نصیب از ثواب اور کفل از عذاب - حالانکہ یہ نہین ہی کہ ان دونون الفاظ کا استعمال انھین معنے کے ساتھ خاص ہو اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یوتکم کفلین من رحمتہ پس کفل کا استعمال ثواب وبھلائی مین ہوا - اور ظاہر آنکہ منہا کی ضمیر اول مین شفاعت حسنہ کی طرف ہی جو مورث حسنہ یعنے ثواب ہی پس سفارش حسنہ مین سے حصہ ہونا یہ کہ ثواب ملے پھر معالم مین کہا کہ شفاعت حسنہ یہ کہ لوگون کے درمیان اصلاح کرے اور شفاعت سیئہ یہ کہ لوگون کے درمیان چغلی ولگائی بجھائی سے فساد پھیلاوے کذا قال ابن عباسؓ اور بعض نے کہا کہ حسنہ یہ کہ لوگونمین اچھی باتین کہے جس سے ثواب وبھلائی ملے اور سیئہ یہ کہ غیبت وبدگوئی سے عذاب سمیٹے مترجم کہتا ہی کہ مآل سکا بھی یہی ہی کہ شرع کے موافق ہو جیسا کہ مفسر جلالؒ نے کہا اسواسطے کہ اصلاح وبھلائی کا معلوم ہونا شرع پر ہی - یہ نہین دیکھتے کہ منافق کمبخت اپنے آپ کو بھی سمجھا کرتے کہ انما نحن مصلحون - ہم تو اصلاح کرنے والے ہین حالانکہ اللہ تعالی نے رد کیا کہ الآ انہم ہم المفسدون - یہی فساد ڈالنے والے ہین پس مفسرؒ کی تفسیر

Marfat.com

حسنہ وسیئہ کی باین طور کہ جو موافق شرع ہو وہ اچھی اور جو مخالف شرع ہو وہ بُری ہی، بہت خوب تفسیر ہی تو نہین دیکھتا کہ بنی مخزوم میںسے ایک
عورت نے چوری کی اور قریش کو بہت تردد وغم ہوا آخر کار اسامہ بن زید نے سفارش کی تو آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھکر اس سے ممانعت فرمائی
اور حدود الٰہی میں سفارش نہ سنی کیونکہ خلاف شرع ہی حالانکہ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلعم کے پاس کوئی سائل و حاجتمند کسی
بات کا آتا تو آپ ہم لوگونکی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ تم سفارش کرو ثواب لو اور اللہ تعالیٰ جاری کریگا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے رواہ البخاری
ومسلم - اور اسمین دلالت ہی کہ نیک سفارش ہی سے ثواب ملجاتا ہی پھر قضاء الٰہی موافق تقدیر کے جو کچھ ہو - اور مجاہدؒ نے کہا نزول آیت لوگون
ایک دوسرے کے حق مین سفارش کرنے کے بارہ مین ہی حسن بصریؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے من یشفع فرمایا ہی یعنے جو سفارش کرے وہ ثواب پاویگا اور یہ نہین
کہ ثواب اسوقت ملیگا جب اسکی سفارش قبول کیجاوے حاصل یہ کہ نفس سفارش خیر پر ثواب کا وعدہ ہی چاہے سفارش قبول ہو یا نہو - شیخ ابن کثیرؒ نے معنے آیت مین
لکھا کہ یعنے جو شخص کسی ایسے کام مین سعی کرے جسپر بھلائی مترتب ہوتی ہی تو اسکو اس سے ایک نصیب ملیگا جو ایسے کام مین سعی کرے جسپر برائی مترتب
ہوتی ہی تو اسکو اپنی سعی نیت پر اسکا عذاب ملیگا حدیث مین ہی کہ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے حق مین دعا کرنا اور اسکا مقبول ہونا مروی ہی
اسمین یہ بھی آیا ہی کہ فرشتہ اسکی دعا پر کہتا ہی آمین اور تیرے لیے ایسے مثل اللہ تعالیٰ دیوے، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نصیب سے یہ مقدار مراد ہے
واللہ اعلم - وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا مقدرا فیجازی کل احد بما عمل - اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر اقتدار رکھنے والا ہی ف
پس ہر ایک کو اسکے عمل کے موافق جزا دیتا ہی - اور معالم مین ابن عباس سے نقل کیا کہ مقیت یعنے قدرت سے ثواب و بدلا دینے والا اور مفسر
جلالؒ نے اسی کے معنے ذکر کیے ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے ابن عباس وعطاء وعطیہ عوفی وقتادہ ومطر الوراق سے نقل کیا کہ مقیت بمعنے
حفیظ یعنے نگہبان اور مجاہد نے کہا بمعنے شہید یعنے حاضر و ناظر - اور ایک روایت مین کہا کہ بمعنے حسیب ہی اور ابن جبیر وسدی و ابن زید نے
کہا کہ بمعنے قدیر ہی اور ضحاکؒ نے کہا بمعنے رزاق یعنے رزق دینے والا - عبداللہ بن رواحہؓ سے کسی نے اسکے معنے پوچھے تو کہا کہ ہر انسان
کے واسطے بقدر اسکے عمل کے مقیت ہے رواہ ابن ابی حاتم -

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹکر اللہ ہے ہر چیز کا
نصف حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ
حساب کرنیوالا اللہ کے سوا سے کسیکی بندگی نہین تمکو جمع کریگا قیامت کے دن اسمین شک نہین اور
ع ۱۱ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ۸۶
اللہ سے سچی کس کی بات ہے

شفاعت حسنہ کے بارہ مین پہلے تو مطلقًا ترغیب دی پھر اسمین سے ایک فرد شائع یعنے سلام کو ذکر فرمایا اور اشارہ ہی کہ جسکے پاس
شفاعت لائی جاوے اسکو احسن جواب دینا چاہیے قال تعالیٰ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ - جب تحیت دیجاوے تمکو کسی تحیت سے مثلاً
تم سے کہا جاوے سلامٌ علیکم سلامتی ہو تمپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے - پس در اصل تحیۃ بروزن تفعلۃ مصدر از باب تفعیل
بمعنے زندگانی کی دعا کرنا - یہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب مین سفارش نیک ہی پھر تحیۃ کی تنکیر دلالت کرتی ہی کہ کوئی تحیۃ ہو کچھ خصوصیت سلام کی
نہین ولیکن ایک جماعت مفسرین نے یہان سلام مراد لیا مثل قولہ تعالیٰ واذا جاؤک حیوک بالم یحیک بہ اللہ اور جب تیرے پاس آتے ہین تو

تجھے ایسا تحیہ دیتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مقرر نہین کیا ہی - اور مفسر رحمہ نے سلامٌ بتنوین اختیار کیا برطریق شافعیہ اور السلام علیکم کو علمائے
حنفیہ نے اختیار کیا بوجوہ مرجحہ از انجملہ یہ کہ السلام اسمائے الٰہی مین سے ہی اور اسی سے تحیہ مین کہا جاتا ہی کہ حیاک اللہ، بس السلام مرجح ہی الغرض
حکم دیا کہ جب تمکو کوئی تحیہ دے **فَحَيُّوا** - التحیۃ پس تحیہ دو یعنے اسکو جسنے تمکو تحیہ دیا ہی مثلاً کسی نے سلام کیا تو تم بھی اسکو سلام دو **بِأَحْسَنَ
مِنْهَا** - بہتر اسکی تحیہ سے **ف** باین طور کہ کہو اس سے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - تجپر سلام اور اللہ کی رحمت و اُسکی برکت ہو - **أَوْ رُدُّوهَا**
یا رد کرو تحیہ کو **ف** باین طور کہ جیسا اسنے کہا ویسا ہی جواب کہدو - پس حاصل یہ کہ واجب دونون مین سے ایک بات ہی خواہ اُس سے بہتر کہو یا ویسا ہی کہو
لیکن اول مین فضیلت ہی - **إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا** - اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حسیب ہی **ف** یعنے محاسب ہی اور مراد آنکہ
تمکو ہر چیز پر اسکا بدلا دیگا اور از انجملہ جواب سلام بھی ہی کہ تمکو اسپر ثواب ہی اگر کہا جاوے کہ سلام مین ابتدا کرنا افضل ہی اسکو مفسر رحمہ نے نہین
بیان کیا تو جواب یہ ہی کہ ابتدائے سلام تو واجب نہین بلکہ مستحب ہی اور اسپر محض ثواب جمیل ہی اور کوئی وعید اسپر نہین اور آیت مین حسیب کا
لفظ متضمن وعید ہی اسلیے کہ اگر جواب سلام بجالایا تو حسیبہ حق عزوجل کی طرف سے نیک حساب و نیک جزا ہی ورنہ شر شمار ہوگا اور بد جزا پاویگا
اور وہ عذاب ہی پس یہ دونون باتین جواب سلام سے متعلق ہین اسیواسطے فقہانے کہا کہ ایک سنت افضل از واجب ہی یعنے ابتدائے سلام افضل سنت
ہی اور جواب دینا واجب ہی فافہم - پھر چونکہ آیت کریمہ مین عموم تھا کہ ہر ایک پر جواب سلام واجب ہی حالانکہ بعض پر واجب نہین تو مفسر رحمہ نے بیان کردیا
بقولہ خصت السنۃ الکافر والمبتدع والفاسق والمسلم علی قاضی الحاجۃ ومن فی الحمام والآکل فلا یجب الرد علیہم بل یکرہ فی غیر الاخیر ویقال للکافر وعلیک
یعنے سنت قویم نے خاص کردیا کہ کافر اگر سلام کرے تو اسکو جواب دینا واجب نہین اور یہی حال اُس شخص کا ہی جو مبتدع ہو یعنے دین اسلام کے
عقیدون مین اسنے برخلاف سنت رسول اللہ وصحابہ رضی اللہ عنہم کے اعتقاد نکالا ہو جیسے خوارج و روافض وغیرہ اور نیز جسنے خلاف سنت کے عمل
کرنا شروع کیا ہو جیسے تعزیہ رکھنا وغیرہ جسکو ثواب سمجھتا ہی - اور یہی حال فاسق کا ہی کہ جو باتین دین مین حرام ہین اُنکو کرتا ہو جیسے رشوت لینا اور
گانا سننا و زنا کاری وغیرہ اور ایسے ہی سلام کرنیوالا ایسے شخص پر جو اپنی قضائے حاجت کرتا ہی یعنے پیخانہ پھرتا یا پیشاب کرتا ہی تو سلام کرنیوالے
کا جواب اسپر واجب نہین اسیطرح جو حمام مین نہاتا ہی یا جو کھانا کھاتا ہی اسکو کوئی سلام کرے تو اسپر جواب دینا واجب نہین ہی بلکہ سوا آخر کے
باقیونکو جواب دینا مکروہ ہی ہان اخیر والے کو روا ہی کہ چاہے جواب دیدے اور کافر کے جواب مین اگرچہ واجب نہین ہے اگر اُنکو جواب دے تو یون کہے
وعلیک - اور سراج مین لکھا کہ ان لوگون پر سلام کی پہل کرنا بھی سنت نہین ہی اور کافر پر سلام مین پہل کرنا حرام ہی اور مترجم کہتا ہے کہ ہمارے
مشائخ مین سے بعض سے نقل کیا جاتا ہی کہ اس زمانہ مین بضرورت روا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ ہاتھ سے اشارہ کرے بدون نیت دلی کے اور سلام اگر زبان
سے کہے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندون مانند ملائکہ وغیرہ کی نیت کرے جو کافرون کے ساتھ بھی ہوتے ہین اور ظاہر مین کافر کو ہوگا - اور سراج مین
چند اور بھی زیادہ کیے یعنے جو نماز پڑھتا ہی یا اذان کہہ رہا ہی یا خطبہ پڑھتا ہی یا حج کا تلبیہ کہتا ہی یا دعا مین اسکا دل ڈوبا ہوا ہی انسے بھی سلام
مین پہل کرنا سنت نہین اور انپر جواب دینا بھی واجب نہین اور مدارک مین ہی کہ آواز سے قرآن پڑھنے کی حالت مین اور حدیث شریف روایت کرنے مین اور علم کا مذاکرہ
کرنے مین جواب نہ دے - مشائخ حنفیہ نے کہا کہ ملاقات کیواسطے یہ سنت خاص ہی لہذا شاگرد اگر سبق کے لیے آوے تو اُسکے سلام کا جواب دینا شیخ پر
واجب نہین ہی پھر واضح ہو کہ سلام ایک سنت موکدہ ہی یعنے پہل کرے اور جواب دینا واجب ہی جسطرح مذکور ہوا اور مسنون ہی کہ مرد جب اپنے گھر مین
جاوے تو جورو کو سلام کرے اور اسپر جواب دینا واجب ہی اور ایسے ہی جورو اگر مرد کے سامنے آوے تو اسکو سلام کرے اور ایسے ہی ہر ایسی عورت کو
جو ذی رحم محرم ہی مثل ماں و نانی و ساس و دادی و بہن و پھوپھی و خالہ و بہو و بیٹی وغیرہا کے انکو سلام کرے پھر حکم مسنون ہی کہ جو پاؤن پاؤن جارہا ہی

وہ جبکہ اپنے مسلمان کی طرف گذرے جو بیٹھا ہی تو جانے والا اُسکو سلام کرنے مین پہل کرے اور جو سوار ہو وہ پانون پیدل والے پر سلام کرے اور مدارک مین ہی کہ گھوڑے کا سوار سلام کرے خچر وغیرہ کے سوار پر۔ اور مسنون ہی کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور کم تعداد کی جماعت بڑی تعداد کی جماعت پر سلام کرین اور مدارک مین ہی کہ جو سلام کا جواب نہین دیتا اسکی روح بسبب گناہ کے خبیث ہو جاتی ہی اور سلام والے کو تو ملائکہ جواب دیدیتے ہین اور اگر کسی نے دوسرے کا سلام تجکو پہونچایا تو اسکو جواب مین یون کہے کہ وعلیک وعلیہ السلام تجپر و اسپر سلامتی ہو۔ اور مدارک وغیرہ مین لکھا کہ امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ جو شخص شطرنج کھیلتا ہو یا نرد و چوسر وغیرہ کھیلتا ہو اور جو گاتا ہو یا گوتا ہو یا جو کبوتر اڑاتا ہو یا جو بلا عذر ننگا حمام وغیرہ مین نہاتا ہو انکو سلام نہ کرے۔ اور سراج مین ہی کہ سلام مین پہل کرنا اگر اکیلا ہو تو اسپر سنت عین ہی اور اگر جماعت ہو تو سنت کفایہ ہی یعنے اگر جماعت مین سے ایک نے سلام کر دیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا لیکن ثواب اسکو جسنے سلام کیا اور اگر سب سلام کرین تو سب کو ثواب ہی اور جسکو سبھون نے سلام کیا اسکو ایک جواب سب کو دیدینا کافی ہی اور جواب دینا فرض عین ہی اگر تنہا ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو سبکا جواب دینا افضل ہی تاکہ سب کو ثواب ملے لیکن اگر ایک نے جواب دیا تو سب سے ساقط ہو گیا پس جماعت کی طرف سے جواب دینا فرض کفایہ ہی پھر جواب دینا فی الفور واجب ہی اور یہ فحیوا کی فا سے مستفاد ہی اور جواب کا واجب ہونا بدلیل صیغہ امر کے ہی اور اگر تمیز دار سمجھدار لڑکے نے جواب دیدیا تو کافی نہین اسواسطے کہ سلام تو امان ہی جسکی لیاقت طفل کو نہین کیونکہ امان دینے والا بالغ ہوتا ہی بخلاف نفل نماز تراویح کے کہ بعض متاخرین مشایخ نے طفل کی امامت جائز ہونیکا فتویٰ دیا جبکہ حافظ ہی تو سواے فرض عشاء و وتر کے نوافل تراویح مین روا ہی اور اس زمانہ مین بھی فتویٰ دیا جاوے اور یہی شافعیہ کے نزدیک ہی حتی کہ نماز جنازہ اسکی امامت سے ادا ہونا جائز کہتے ہین۔ کما ذکرہ فی السراج۔ پھر واضح ہو کہ ظاہر آیت دلالت کرتی ہی کہ جواب سلام بڑھا کر دے تو افضل ہی ورنہ اسیقدر جواب دے جسقدر سلام کرنیوالے نے کہا پس اگر اس سے کم جواب دیا تو ظاہر یہ کہ جائز نہووے مگر سراج مین لکھا کہ فقہا نے آیت کو اکمل پر محمول کیا یعنے سلام کرنیوالے کی مثل جواب دینا اکمل ہی اور اکثر فقہا کا ظاہر کلام یہ کہ اگر اس سے کم جواب دیا تو بھی روا ہی لیکن شیخ ابن کثیر نے قولہ تعالی فحیوا باحسن منہا او ردوہا کی تفسیر مین کہا یعنے جب تمپر کوئی مسلمان سلام کرے تو اسکے جواب مین اسکے سلام سے افضل جواب دو یا اسکے مثل جواب دو پس زیادہ کرنا تو مستحب ہی اور اسکی مثل جواب دینا فرض ہی اور سلمان فارسیؓ سے روایت ہی کہ ایک شخص آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ پس فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ پھر دوسرا آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ پس فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر تیسرا آیا اور کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس فرمایا وعلیک۔ تو اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ابھی فلان و فلان دو شخص آئے انکے سلام کے جواب مین آپنے اس سے زیادہ فرمایا جو مجھے جواب دیا تو آپنے فرمایا کہ تو نے ہمارے واسطے کچھ باقی نہین چھوڑا اللہ تعالی نے فرمایا واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا پس ہمنے تجکو وہی جواب دیا (رواہ ابن جریر وغیرہم) اور معنے یہ ہین کہ تو نے احسن تحیہ پوری پوری تو ہمپر سلام مین کہدی اس سے احسن نہین جو ہم زیادہ کرین لہذا ہمنے اسیکو واپس جواب مین کہا اس سے معلوم ہوا کہ ابتدا مین اسطرح پورا سلام دینا بھی احسن ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احسن التحیۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے زیادہ نہین ہی ورنہ آنحضرت صلعم زیادہ فرماتے خصوص جبکہ فرمادیا کہ تو نے کچھ باقی نہین چھوڑا اور حضرت ابن عباسؓ سے نصاً یہ مروی ہی کہ تحیہ کی انتہا برکاتہ تک ہی اور اسی حدیث کے موافق ایک جماعت علما کا قول ہی کہ انتہا تحیہ برکاتہ تک ہی اس سے زیادہ نہین اور اسی بنا پر آیت کریمہ کے یہ معنے بیان کیے کہ قولہ فحیوا باحسن منہا یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت سے نہ کہے تو تم پوری تحیۃ تک اس سے احسن جواب دو قولہ او ردوہا۔ یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت کہے تو اسکو واپس دو اسواسطے کہ اس سے احسن نہین ہی اور واضح ہو کہ حدیث عمران بن حصین مین پوری تحیت مذکور کی تین نیکیان تین ہائی اور بدون

Marfat.com

برکاتہ کے یعنی دو دو پائی اور فقط السلام علیک کی دس نیکیاں مذکور ہیں فاحفظہ - قولہ تعالیٰ - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مبتدا و خبر ہے اور یہ اخبار بتوحید الٰہی و تفرد بالٰہیت تمام مخلوقات کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی الوہیت والا نہیں ہے لَيَجْمَعَنَّكُمْ یعنی قسم اللہ کی وہ تمکو جمع فرماویگا (تمھاری قبروں میں سے) یعنے جہاں کہیں خاک پریشان موجود ہو خواہ قبرمیں یا کہیں ہو - اِلٰى - فی - يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - روز قیامت میں یعنے یہ جمع کرنا بروز قیامت ہوگا - حرف الی بمعنے فی - ہے یہی کشاف وبیضاوی میں مذکور ہے اور بعض نے کہا کہ الی حساب یوم القیمۃ مترجم کے نزدیک یہ تقدیر سہل ہے ہاں اگر کہا جاوے کہ - الی میقات یوم القیامۃ - مانند قولہ الی میقات یوم معلوم تو البتہ وجہ رکھتا ہے اور بعض نے کہا کہ زائدہ ہے - اور بیضاوی نے اختیار کیا کہ لیجمعنکم میں جمع ایسی مراد ہے جو متضمن یعنے سوق و اضطرار ہے خواہ مخواہ کھینچ لاویگا بجانب قیامت اسلیے کہ ظاہر ہے کہ محشور ہوکر جمع ہونگے پس یعنے آنکہ لیحشرنکم الی یوم القیامۃ اور بعض محشیان بیضاوی نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ قیامت کے وقت آنے تک تمکو اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک میں ملا ہوا بلا تمیز مومن و منافق کے رکھیگا اقول یہ محل تفسیر بالرائے مع جہالت ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ منافق اکثر متمیز ہوے پھر قسم کے معنے کیا ہیں اور اسکا کوئی منکر بھی نہیں تھا بلکہ منافق تو غیر متمیز ہونے پر مطمئن تھے پھر قسم اور لام و نون تاکید وغیرہ کیوں آتا بلکہ معنے وہی ہیں جو سب مفسرین نے بیان کیے کہ یہ اثبات حشر و بعث قیامت ہے وقد قال تعالیٰ - لَا رَيْبَ فِيْهِ - جسمیں کچھ شک نہیں پس اگر یوم سے متعلق ہے تو حال ہے یعنے روز قیامت میں شک نہیں کہ ضرور آویگا اور ہو سکتا ہے کہ جمع کی صفت ہو ای لیجمعنکم جمعا لاریب فیہ یعنے تم کو ضرور جمع فرماویگا اسمیں کچھ شک نہیں ہے - وَمَنْ اَصْدَقُ - اور کوئی نہیں اصدق ہے - مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا - اللہ تعالیٰ سے بات میں ف یعنے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی بہت صحیح ہے اس سے بڑھکر کسیکا کلام سچا نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی خبر میں احتمال کذب نہیں کیونکہ وہ سب جانتا ہے اور سب پر قوی غالب ہے اور اسلیے کہ کذب تو نقص ہے جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں محال ہے پھر اصدق صفت قائل ہے نہ صفت حدیث تو یہ وہم نہو کہ صدق میں مانند علم کے تفاوت نہیں ہوتا جو سچ بات ہے وہ یکساں ہے اسمیں اصدق کیا ہوگا بلکہ معنے یہ کہ کہنے والا اصدق ہے - اگر کہا جاوے کہ کذب تو خبر رسول اللہ صلعم و دیگر انبیا علیہم السلام میں بھی نہیں جبکہ یہ ثابت ہوا کہ رسول نے ایسا فرمایا - تو جواب یہ کہ رسول تو اللہ تعالیٰ سے خبر دیتے ہیں وہ محض ایلچی ہیں پس بات درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہے فافہم قال بعض الناس حمزہ وکسائی نے اصدق کو از دق بزا معجمہ پڑھا - اور یہ عجیب نقل ہے صحیح بات یہ ہے کہ صاد و زا میں قرب مخرج ہے پس حمزہ وکسائی نے صاد کو اشمام کیا یعنے صاد و زا معجمہ کے بیچ بیچ میں ایک حرف کی آواز پیدا ہوئی نہ صاف صاد کی اور نہ صاف زا معجمہ کی بلکہ صاد کی آواز اسطرح کہ اسمیں سے زا معجمہ کی خوشبو پائی جاتی ہے یہی معنی سراج و بیضاوی وغیرہ میں مذکور ہیں فتدبر - آیت کریمہ میں نقہ یہ کہ قیامت قطعی ہے اور فائدہ یہ کہ جسکو قیامت پر سچا یقین ہو اسکو نفاق سے پرہیز ہوگا -

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ

پھر تمکو کیا پڑا ہے منافقوں کے واسطے دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے انکو الٹ دیا انکے کاموں پر کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جسکو

اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ

بچلایا اللہ نے اور جسکو اللہ راہ نہ دے پھر تو نہ پاوے اسکے واسطے کہیں راہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جیسے وہ ہوے پھر سب

سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ

برابر ہو جاؤ سو تم ان میں کسی کو مت پکڑو رفیق جبتک وطن چھوڑ آویں اللہ کی راہ میں پھر اگر قبول نہ رکھیں تو انکو پکڑو

Marfat.com

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ

اور مارو جہان پاؤ اور نہ ٹھہراؤ کسیکو رفیق اور نہ مددگار مگر وہ جو

يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ

مل رہے ہین ایک قوم سے جن مین اور تم مین عہد ہے یا آئے ہین تمہارے پاس خفا ہوگئے ہین دل انکے تمہارے لڑنے سے

أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ

اور اپنی قوم کے لڑنے سے بھی اور اگر اللہ چاہتا تو انکو تمپر زور دیتا پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ پکڑین

فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ 90 سَتَجِدُونَ

پھر نہ لڑین اور تمھاری طرف صلح ڈالین تو اللہ نے نہین دی تمکو اُن پر راہ اب تم دیکھو گے

آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا

ایک اور لوگ چاہتے ہین کہ امن مین رہین تم سے بھی اور اپنی قوم سے بھی جس بار بلائے جاتے ہین فساد کرنے کو اُلٹ جاتے ہین

فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَ

91 اُس ہنگامہ مین پھر اگر تجھے کنارہ نہ پکڑین اور صلح نہ لادین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو انکو پکڑو اور

ع اقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝

مارو جہان پاؤ اور ان پر ہمنے ملادی تمکو سند صریح

جاننا چاہیے کہ سبب نزول آیات مین روایتین مختلف ہین اور توفیق ان روایات مین ادنیٰ تامل سے ہوسکتی ہے اگرچہ معنی آیات ربانی کچھ شان نزول پر موقوف نہین وہ خود ظاہر ہین مگر آنکہ شان نزول سے معنی مین وضاحت ہوجاتی ہے پس مفسرین نے شان نزول یہ بیان کیا جب رسول اللہ صلعم جنگ اُحد کیواسطے مدینہ سے نکلے تو احد تک پہونچنے سے پہلے راہ مین سے کچھ لوگ جو آپکے ساتھ نکلے تھے واپس آئے اور ساتھ نہ دیا پھر اصحاب رسول اللہ صلعم ان لوگون کے حق مین دو فریق ہوگئے ایک فریق نے کہا کہ ہم ان لوگون کو قتل کرینگے اور ایک فریق نے کہا کہ نہین یہ لوگ مسلمان ہین پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا فما لکم فی المنافقین فئتین پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ شہر طیبہ ہے اور یہ خبث کو نجس کو دور کرتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ رواہ احمد عن زید بن ثابت وقد رواہ البخاری ومسلم۔ اور واضح ہو کہ ساتھ چھوڑ کر لوٹنے والے وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق اور اسکے ساتھی تھے وہ تین سو آدمیون کو لیکر راہ مین سے لوٹ آیا اور آنحضرت صلعم فقط سات سو آدمیون کے ساتھ رہگئے تھے کما رواہ محمد بن اسحاق فی غزوۃ احد۔ اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک قوم کے حق مین یہ کلام نازل ہوا جو مکہ مین تھے اور زبان سے انھون نے اسلام کا اقرار کیا تھا اور مشرکون کو مدد دیتے تھے پھر وہ اپنی کسی ضرورت کیلئے مکہ سے باہر نکلے اور سفر کیا اور کہنے لگے کہ اگر ہم نے محمد صلعم کے ساتھیون سے سامنا ہوگیا تو ہم کو انسے کوئی خوف نہین ہے۔ پھر مومنین کو جب یہ خبر پہونچی کہ وہ لوگ مکہ سے باہر نکلے ہین تو مومنون مین سے ایک گروہ نے کہا کہ چلو ان نامردون کو قتل کردین کہ وہ ہمارے دشمن کو ہمپر مدد دیتے ہین اور دوسرے فریق نے کہا کہ سبحان اللہ تم ایسے لوگونکو قتل کروگے جنھون نے تمہارے مانند اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے تو فقط اتنی بات پر کہ انھون نے ہجرت نہین کی اور اپنا دیس نہین چھوڑا ہے ہم انکے خون ومال حلال کرلین پس اسیطرح دو فریق رہے اور رسول اللہ صلعم ان دونون کے پاس

خاموش تھے دونون مین سے کسی فریق کو منع نہین فرماتے تھے یہانتک کہ یہ آیت اُتری ۔ فمالکم فی المنافقین فئتین ز رواہ ابن ابی حاتم اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن وعکرمہ ومجاہد وضحاک وغیرہم سے بھی اسیکے قریب مروی ہے مترجم کہتاہی کہ قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ جو آیت مین بعد اسکے اخیر سبب نزول سے اوفق ہی ۔ اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ مجاہدؒ نے فرمایا کہ ایسی قوم کے حق مین ہی جو مدینہ مین آکر مسلمان ہوے پھر دل سے مرتد ہوگئے اور حضرت صلعم سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تاکہ وہانسے مال لاوین جس سے تجارت کیا کرین پھر مکہ مین جاکر وہین ٹھہر رہے اور بعض نے فرمایا کہ چند قریش کے حق مین ہی جو مدینہ آکر مسلمان ہوے پھر نادم ہوکر مدینہ سے نکلکر دور پہونچکر وہانسے رسول اللہ صلعم کو لکھ بھیجا کہ ہم اسی عقیدہ ایمان پر ہین جسپر آپ سے جدا ہوے ولیکن ہمکو مدینہ کی آب وہوا موافق نہوئی اور اپنے وطن کا اشتیاق بڑھا ہی پھر یہ لوگ مکہ سے بغرض تجارت ملک شام کی طرف گئے اور مسلمانونکو یہ خبر پہونچی تو مومنین مین انکے بارہ مین ویساہی اختلاف پڑا جیساکہ عوفی کی روایت ابن عباس مین آخر تک مذکور ہی مترجم کہتاہی کہ روایت زید بن ثابت جو للامام احمد وبخاری ومسلم نے اخراج کی ہی براہ اسناد اجود واصح ہی سبب نزول دوم بجسب معنے آیت اوفق ہی اور شاید کہ مطلقاً منافقین کے حق مین ہو پس غزوہ احد سے ساتھ چھوڑنے والونکے حق مین اور مکہ کے اندر دار الحرب مین بدون ہجرت اور وقت پر مشرکون کی مدد کرنے والون کے حق مین اور مدینے سے بھاگ جانے والے لوگونکے حق مین بھی ہو یعنے آنکہ سب کو شامل ہی ۔ فَمَا لَكُمْ ۔ ای ماشانکم ضرکم ۔ فِي الْمُنٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ ۔ فرقتین ۔ یعنے تمھارا کیا حال ہے کہ تم ہوگئے ہو دربارۂ منافقون کے دو فرقہ ف جاننا چاہیے کہ مدارک وبیضاوی وغیرہ مین ہی کہ فئتین حال ہی اور عامل اسکا لکم یا مالکم ہی ای تم کیا کرتے ہو ۔ بمانند آنکہ مالک قائما ۔ سیبویہؒ نے کہا کہ جب تو کہے کہ مالک قائما ۔ تو اسکے معنے یہ ہین کہ تو کیون کھڑا ہوا ۔ اور فی المنافقین حال ہی فئتین سے لے متفرقین فیہم ۔ یا ضمیر سے حال ہی ای فمالکم تفترقون فیہم ۔ اور افتراق کے معنے لفظ فئتین یعنے فرقتین سے مستفاد ہین لیکن علامہ تفتازانیؒ نے تصریح کی کہ فی المنافقین متعلق تفرق واختلاف ہی جو فرقتین سے مستفاد ہی اور شاید مراد یہ ہو کہ تعلق بطریق حالیت ہی الحاصل مسلمانون کا اضطراب رفع کردیا کہ منافقون کے بارہ مین تمھارا پریشان خاطر ہونا کیون ہی تم جان لوکہ ۔ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ ۔ ردہم ۔ اللہ تعالیٰ نے انکو مردود کیا ۔ بِمَا كَسَبُوا ۔ من الکفر والمعاصی بسبب اس چیز کے جو کمائی انھون نے یعنے کفر وگناہ کثیر بلاتوبہ ۔ اور بعض نے کہا کہ ما مصدریہ ہی بکسبہم یعنے بسبب انکی کمائی کے پس یہ لوگ اسی پھٹکار پر مرینگے ۔ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو راہ پر لے آو ف اگر کہا جاوے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ تو نہین چاہتے تھے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو ہدایت پر لاوین تو جواب یہ کہ شان نزول مین بیان ہوا کہ صحابہ رض مین سے ایک فرقہ کہتا تھا کہ وہ اسلام لائے اور مسلمان ہین پس انکو ہدایت پائے ہوؤن مین شامل کرتے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا اور معنی آنکہ ۔ اتریدون ان تعدوہم من جملۃ المہتدین ۔ یعنے کیا تم چاہتے ہو کہ انکو بھی ہدایت یافتہ بندون مین شمار کرلو ۔ فمالکم کا استفہام اور اتریدون کا استفہام دونون انکاری ہین یعنے اختلاف مت کرو بلکہ انکو منافق مردود جانو اور انکو اہل ہدایت مین مت شمار کرو ۔ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی مین چھوڑے تو اسکے لیے تو کوئی راہ نہ پاویگا ف یعنے وہ گمراہی سے خلاص نہین ہوسکتا ۔ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا ۔ تمنا کرتے ہین کہ تم بھی گمراہ ہوجاتے جیسے خود ہوے ہین ۔ فَتَكُونُونَ ۔ انتم وہم ۔ سَوَاءً ۔ پس ہوجاتے وے اور تم مساوی کفر مین ۔ اور لو تکفرون مین لو مصدریہ ہی ای لوان تکفروا ۔ اور یہ ودوا کا مفعول واقع ہی ۔ حاصل آنکہ یہ لوگ تمنا کرتے ہین تمھارے کفر کی تاکہ تم اور وہ دونون آپس مین یکسان ہوجاؤ اور منشاء اس تمنا کا یا تو انکے دل کی سیاہی اور حتمی گمراہی ہی یا مومنون کی عداوت ولئے بغض وحسد ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ ۔ پس تم مت بناؤ انمین سے اپنے اولیا یعنے دوست کہ ان سے موالات رکھو اگرچہ

Marfat.com

ایمان کا کلمہ ظاہر کرین۔ یعنے ایمان ظاہر کرنے پر انسے اکتفا کر کے موالات نکرو کیونکہ وہ منافق ہین۔ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ ہجرۃ صحیحۃ تحقق ایمانہم۔ جبتک کہ راہ الٰہی مین جہاد کرین فاہی صحیح ہجرت کہ انکے ایمان کو تحقیق ثابت کرے بیضاوی
نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ سے وہ راہ الٰہی مراد ہی جسپر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر خالص اللہ ورسول کیواسطے چلین
کسی اور غرض سے نہ چلین۔ اور معالم مین ہی کہ عکرمہؓ نے فرمایا کہ یہ دوسری ہجرت ہی اور ہجرت تین طرح پر ہی اول ہجرت مومنون کی ابتدا
اسلام مین جو مراد ہی قولہ تعالیٰ للفقراء المهاجرين۔ اور قولہ ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله۔ اور مانند اسکے دیگر آیات سے۔ دوم
ہجرت منافقین اور وہ اسطرح کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ صبر و امید ثواب کے ساتھ راہ خدا مین نکلین جیسے یہان قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ
مین ذکر فرمایا اور سوم ہجرت عام جو نبی صلعم نے فرمایا کہ المهاجر من هجر ما نهى الله عنه۔ یعنے ہجرت کرنیوالا وہ ہی جسنے وہ باتین چھوڑ دین جنسے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر عبد اللہ بن ابی منافق وغیرہ مراد ہین تو راہ خدا مین جہاد بہ نیت خالص بصبر و ثواب مراد ہونا اوفق ہی
اور اگر اہل مکہ بنابر روایت ابن عباس و مجاہد وغیرہ مراد ہون تو ہجرت بر معنی معروف ظاہر ہی واللہ اعلم۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا۔ پھر اگر انھون نے منھ موڑا
ف اور ہجرت مذکورہ سے باز رہے اور جس حال پر ہین اسی پر رہے۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر۔ تو پکڑ لو انکو قید کر لینے کے ساتھ ف یعنے
جب تم کو انپر قدرت حاصل ہو چنانچہ فرمایا۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔ اور قتل کرو انکو جہان کہین پاؤ۔ یعنے
چاہے حل مین ملین یا حرم مین ہاتھ آوین کیونکہ انکا حکم مانند مشرکون کے ہی وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا۔ اور مت بناؤ ان مین سے
ولی ف کوئی ایسا ولی مت بناؤ کہ جس سے تم دلی دوستی کرو۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ ایسا مددگار کہ اس سے اپنے دشمن پر مددگاری
چاہو ف پھر اللہ تعالیٰ نے انہین سے بعض کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا بقولہ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ۔ يلجئون۔ سوائے ان لوگون کے
جو پہونچتے ہین ای پناہ لینے والے ہوتے ہین۔ اور جگہ پکڑتے ہین۔ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ۔ ایسی قوم
کی طرف کہ تمھارے اور اس قوم کے درمیان مین میثاق ہی یعنے عہد ہی تمھاری طرف سے امان کا انکے لیے اور جو انسے جا ملے اسکے لیے
جیسے آنحضرت صلعم نے ہلال بن عویمر الاسلمی سے معاہدہ کیا تھا۔ معالم مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے خروج مکہ کے وقت اس سے معاہدہ کیا کہ نہ اسکی
اعانت اور نہ اسپر کسی کی اعانت ہوگی اور ہلال کی قوم یا غیر مین سے جو اسکے پاس پناہ گیر ہوا تو اسکے لیے بھی ویسے ہی امان ہوگی جیسے ہلال
کے لیے ہی اور استثنا مذکور فقط گرفتار و قتل کرنے سے ہی موالات سے نہین کیونکہ کافرون سے موالات کرنا تو کسی حال مین روا نہین ہے
اور حاصل کلام یہ کہ اعراض کرنیوالون کو گرفتار و قتل کرو سوائے انہین سے ان لوگون کے جو ایسی قوم سے واصل ہون یعنے پناہ پکڑین
جنکو تم سے عہد و ذمہ ہی۔ تو ان پناہ پکڑنیوالون کا بھی وہی حکم قرار دو جو اس قوم کے واسطے تمنے مقرر کیا ہی ایسا ہی سدی و ابن زید و ابن جریر
نے تفسیر کیا۔ اَوْ۔ الذین۔ جَآءُوْكُمْ۔ یا وہ لوگ کہ آئے تمھارے پاس۔ یہ عطف ہی۔ الذین یصلون پر اور بعض نے کہا کہ صلہ پر اور
بیضاوی نے کہا کہ اول اظہر ہی اور بعض نے کہا کہ جاؤ مین آنے سے اتصال و ترک معاندہ و مقاتلہ مراد ہی در حقیقت آنا مراد نہین ہی پس
مابعد اسکا بیان ہی یعنے قولہ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ۔ اور بیضاوی وغیرہ کے مانند مفسر جلال نے اسکو
جملہ حالیہ قرار دیا بتقدیر حرف قد۔ چنانچہ کہا۔ قد حصرت ای ضاقت صدورهم عن ان يقاتلوكم مع قومهم یعنے سوائے ان لوگون کے جو
آئے تمھارے پاس درحالیکہ تنگ ہوئے سینہ انکے اس بات سے کہ لڑین تمسے اپنی قوم کے ساتھ ہو کر۔ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ۔ معکم
ای ممسکین عن قتالکم وقتالهم فلا تتعرضوا اليهم باخذ ولا قتل۔ یا یہ کہ لڑین اپنی قوم سے تمھارے ساتھ ہو کر۔ ان دونون باتون کی کشمکش

Marfat.com

مین انکا سینہ بھچا ہوا ہی حاصل یہ کہ آئے تمھارے پاس درحالیکہ رُکنے والے ہین تمسے لڑنے اور اپنی قوم سے لڑنیسے پس تم ایسونکے ساتھ گرفتار کرنے اور قتل کرنیکا تعرض مت کرو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین کہا کہ یہ ایک اور قوم مستثنیٰ ہی اور معنی یہ کہ سوائے ان لوگونکے جو آئے تمھارے پاس یعنے تمھاری لڑائی مین مصاف مین آئے درحالیکہ انکے دل بھچے ہوئے تھے اس سے کہ تمسے قتال کرین اور یہ بھی انپر آسان نہین ہوتا تھا کہ تمھارے ساتھ ہوکر اپنی قوم سے لڑین پس وہ نہ تمھارے نفع کے ہین اور نہ تمھارے ضرر پر ہین۔ پھر لکھا کہ یہ لوگ مانند جماعت بنی ہاشم کے ہین جو مشرکون کے ساتھ نکلکر جنگ بدر مین حاضر ہوئے تھے مثل حضرت عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کے اور اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز عباسؓ کے قتل سے منع کیا اور قید کرلینے کا حکم فرمایا تھا مترجم کہتا ہی کہ ایک اور قوم بھی آگے مذکور ہی کہ اسکو بھی ایک شرط سے چھوڑنیکا حکم فرمایا ہی جیسے ان مذکورین کی نسبت ترک قتل کا حکم دیا۔ اگر کہا جاوے کہ مشرکین عرب سے سوائے اسلام کے مقبول نہونا تو مذہب ہی اور سوائے مشرکین عرب کے دوسرون سے اسلام یا جزیہ ہی تو جواب یہ کہ یہ حکم پہلے تھا چنانچہ مفسر جلالؒ نے مانند اورون کے کہا کہ ہذا و مابعدہ منسوخ بآیۃ السیف۔ یعنے یہ اور اسکے مابعد جو حکم مذکور ہی آیۃ السیف کے حکم سے منسوخ ہی یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاقتلوا المشرکین کافۃ الآیۃ۔ جسکا حاصل یہ کہ مشرکین مین سے کسی کی خصوصیت و استثنا نہین ہی سب سے لڑو یہانتک کہ اسلام لاوین یا جزیہ دین قال ابن کثیر اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم الآیۃ سے یہ حکم جو یہان مذکور ہوا منسوخ ہی اور احادیث صحیحہ بھی اسکے نسخ پر دال ہین اگر احادیث آحاد سے نسخ تجویز کیا جاوے اگرچہ یہ فی المعنے مشہور سے کم نہین ہین فافہم۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ تسلیطہم علیکم۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ انکو مسلط کرنا تمپر لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ۔ بان یقوی قلوبہم تو البتہ مسلط کر دیتا انکو تمپر باین طور کہ انکے دلون کو قوی کر دیتا فَلَقَاتَلُوكُمْ پس وہ لوگ تمسے لڑائی کرتے۔ ولکنہ لم یشاء فالقی فی قلوبہم الرعب۔ ولیکن اسکا فضل ہی تمپر کہ یہ نہین چاہا پس انکے دلونمین رعب ڈالدیا فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ۔ سو اگر یہ لوگ تم سے یکسوئی اختیار کرین کہ تمسے قتال نکرین۔ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور ڈالین تمھاری طرف سلامتی کو۔ ای الصلح ای انقادوا یعنے صلح کو کہ تمسے صلح کی درخواست کرین بدون جزیہ قبول کرنیکے اور حاصل یہ کہ تمھاری انقیاد اور اطاعت کرین معاملہ دنیا مین۔ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا۔ طریقًا بالاخذ او القتل تو نہین کردی اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے انپر کوئی سبیل یعنے راہ گرفتار کرنے یا قتل کرنیکی یعنے ابھی تمپر یہ حکم ہی کہ انکو قید و قتل مت کرو اسکی کوئی راہ نہین جب تک وقت نہ آوے اور دوسرا حکم نازل نہو۔ جو علم الٰہی مین اپنے وقت پر نازل ہونیوالا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے قسم سوم کو بیان فرمایا۔ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ۔ تم ایک دوسری قوم پاؤگے۔ اور یہ لوگ ظاہر مین تو پہلون کے مانند ہین ولیکن انکی نیت مین فرق تھا چنانچہ فرمایا۔ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ۔ باظہار الایمان عندکم۔ یعنے یہ نیت رکھتے ہین کہ تمسے امن کرلین باینطور کہ تمھارے پاس ایمان ظاہر کرین۔ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ۔ بالکفر اذا رجعوا الیہم وہم اسد وغطفان۔ اور امن کرلین اپنی قوم سے باینطور کہ کفر کرتے ہین جب قوم والون پاس لوٹ جاتے ہین اور یہ لوگ قبیلۂ اسد و قبیلۂ غطفان تھے۔ جیسا کہ کلبیؒ نے ابی صالح کیواسطہ سے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ اسد و غطفان کے لوگ تھے جو حاضرین مدینہ سے تھے اور منافقانہ دکھلانے کو کلمۂ اسلام زبان سے نکالتے حالانکہ مسلمان نہ تھے اور انمین سے بعض سے اسکی قوم والے پوچھتے کہ تو کس چیز پر ایمان لایا تو کہتا تھا کہ اس بچھو پر اس گوہ پر اور جب اصحاب رسول اللہ صلعم سے ملتے تو کہتے کہ ہم تو تمھارے دین پر ہین اور مراد انکی یہ تھی کہ دونون فریق سے امن مین ہین اور ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہ بنو عبد الدار تھے جو اسی صفت پر تھے کذا فی المعالم مترجم کہتا ہی کہ بنو عبد الدار شاید مکہ سے مدینہ مین آتے ہونگے کیونکہ قولہ

[illegible]

Marfat.com

اذا ارجعوا الیہم۔ اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ یہان حاضر ہونے والون کا بیان ہی اور ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے حکایت کیا کہ یہ آیت اہلِ مکہ مین سے ایک قوم کے حق مین ہی جو نبی صلعم کے پاس آکر دکھلاتے کو کلمہ اسلام بولتے پھر قریش کی طرف لوٹ جاتے اور وہان بتون پر سر اوندھا تے اس سے مراد انکی یہ تھی کہ یہان اور وہان دونون جگہ مامون ہون مترجم کہتا ہی کہ ظاہر آیت کریمہ عام شامل ہی چنانچہ شیخ ابن کثیرؒ نے خود اختیار کیا کہ یہ لوگ اہلِ نفاق تھے جو آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب سے اپنا اسلام ظاہر کرتے تاکہ اپنی اولاد جان و مال پر بے کھٹک ہو جاوین اور در پردہ کافرون سے انکے پاس بت پرستی کرتے اور انکی طرح شرک کرتے تاکہ انسے بے خوف ہین منافقین کُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ دعوا الی الشرک ہر بار جبکہ رد کیے جاتے ہین فتنہ کی طرف یعنے بلائے جاتے ہین شرک کی طرف قال السدیؒ فتنہ یہان بمعنی شرک ہی در البحر کہا یعنے جب انکی قوم والے انکو بلاتے ہین فتنہ برپا کرتے یعنے مسلمانون سے لڑنیکو۔ اُرْكِسُوْا فِيْهَا۔ وقعوا اشد وقوع۔ تو گر پڑتے ہین فتنہ مین سخت گرنا یعنے فتنہ مین منہمک ہو جاتے ہین اور اصل ہین رکس بمعنے اوندھا کرنا کسی چیز کا حاصل آنکہ جب اپنی قوم شرک پاس جاتے ہین تو شرک مین اوندھے گر پڑتے ہین۔ پھر ایسے لوگونکی نسبت حکم دیا کہ۔ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ بترک قتالکم پس اگر تمسے اعتزال یعنے ایک طرف ہو جانا نہ اختیار کرین یا بطور کہ تمسے لڑنا چھوڑ دین۔ وَ۔ عطف ہی یعتزلوا پر ای ولم۔ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ۔ اور نہ القا کرین تمہاری طرف صلح یعنے تمہارے مطیع و منقاد ہون۔ وَ۔ لم۔ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ عنکم۔ اور نہ روکین اپنے ہاتھونکو تمسے۔ یعنے تمسے لڑنا نچھوڑین اپنی قوم کے ساتھ ہو کر۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر۔ تو پکڑ لو انکو یعنے گرفتار کر لو۔ لڑائی مین اگر مقتول نہون اور انسے لڑنے مین کچھ مضائقہ نہین۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ اور مار ڈالو انکو جہان انکو پاؤ خواہ ایسی جگہ پاؤ جو حل کہلاتی ہی کہ وہان قتال کرنا حلال ہی اور خواہ حرم مین پاؤ جہان بدون حکم شرع کے قتال وغیرہ حلال نہین ہے حاصل آنکہ ایسونکا قتل کرنا حرم مین بھی روا ہی چنانچہ فرمایا۔ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور یہ لوگ جنکا حال مذکور ہوا ایسے ہین کہ انپر ہمنے تمکو سلطان مبین دیدی۔ ای برہانا مبینا ظاہرا علی قتلہم وسبیہم لغدرہم۔ یعنے دلیل روشن کھلی ہوئی ظاہر دیدی انکے قتل کرنے اور گرفتار کرنے پر بسبب انکے غدر کرنے کے پھر معلوم ہوا کہ نسخ ہو کر اب تو بدون شرط کے انکا قتال جائز ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ودوا لو تکفرون کما کفروا فیکونون سواء فلا تتخذوا منہم اولیاء۔ شیخ نے اسمین سے اشارہ بطور فائدہ یون بیان کیا کہ ربوبیت سے جب کسی عارف کو باطل توڑنے کی شان حاصل ہوتی ہی اور غیب سے اسکا ظہور ہوتا ہی اور عالم مین اسکا غلبہ و سلطنت ظاہر ہوتی ہی تو حاسدون کی حسد اسپر جوش کھاتی ہی اور انکو خوف پیدا ہوتا ہی کہ اب ہماری مکاری و سالوسی برباد ہوئی اور ہم خلق مین فضیحت ہونگے تو اسکے ساتھ حیلہ انگیز یان کرتے ہین جیسے فرعون کے حسد سے موسیٰ علیہ السلام کے ساحرون نے موسیٰؑ کے ساتھ کیا تھا تاکہ بعضے خیالات شیطانی و مکر نفسانی مین ڈالین چنانچہ ریاست دنیا و مرتبہ و منزلت دنیا حضرت موسیٰؑ کے سامنے مزین و آراستہ کی تاکہ وہ انکے زعم باطل کے موافق فضیحت ہون اور یہ نجانا کہ اللہ عزوجل اپنے مقبول و نیک بندونکا حافظ و ناصر ہی انکو اپنی نگاہداشت ازلی و ابدی سے محفوظ رکھتا ہی بعض مشائخ نے اس سے یہ اشارہ نکالا کہ جھوٹے مدعی یہ چاہا کرتے ہین کہ جو لوگ سچے احوال والے اولیاء اللہ ہین وہ بھی انکے مانند دنیا کے فریب مین پڑ جاوین تاکہ مدعی اپنے دعوے مین فضیحت نہون پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک یعنے قولہ فلا تتخذوا منہم اولیاء سے نیک بندونکو تہدید کر دی کہ انکے ساتھ میل جول نرکھین تاکہ انکی بدبختی سے محفوظ رہین قال المترجم پھر جب غدارون کے قتل و قید پر برہان ظاہر و باہر سے اجازت دی تو مومن کے قتل سے منع اور چوکنے کے احکام فرمائے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ

اور مسلمان کا کام نہین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے مارا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور

دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهۡلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا ؕ فَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّـكُمۡ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَتَحۡرِيۡرُ

خون بہا پہونچانی اُسکے گھروالون کو مگر کہ وہ خیرات کرین پھر اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی

رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ

گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تم مین اور اُن مین عہد ہے تو خون بہا پہونچانی اُسکے گھروالون کو

وَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

اور آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ دو مہینے لگتے بخشوانے کو اللہ سے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝ 92

اور اللہ جانتا سمجھتا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ يَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا۔ ای ماینبغی لہ ان یصدر منہ قتل لہ۔ یعنے نہین سزاوار ہی مومن دیندار کو یہ کہ صادر ہو اس سے قتل اپنے کسی دیندار بھائی مومن کا۔ معالم وغیرہ مین کہا کہ یہ نفی بمعنے نہی ہی جو مقتضی تحریم ہی کیونکہ خبر ہونے کی صورت مین اسکا صدق ضروری ہی پس کوئی مومن نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو قال المترجم یہ استدلال فاسد ہی اور ملازمت ممنوع ہی ہان یہ لازم آتا ہی کہ شرعی سزاواری کے ساتھ کوئی مومن ایسا نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو پس اگر کوئی مومن پایا گیا جسنے دوسرے مومن کو قتل کیا ہی تو شرعی سزاواری کے ساتھ پایا گیا بلکہ ناسزا حرکت کے ساتھ پایا گیا پس نہی اسکو لازم ہی فافہم ۔ اِلَّا خَطَـًٔا مخطا فی قتلہ من غیر قصد۔ یعنے قاتل نہو گا مگر باین طور کہ بدون قصد کے اس سے قتل بکرنا صادر ہو گیا مفسر نے خطا کی تفسیر بدون قصد ہونے سے بہت اچھی بیان کی جسمین خطا وچوک کی سب صورتین وجہین آگئین۔ اور مخطاً سے تفسیر کرنےمین اشارہ کیا کہ نصب اسکو بنا بر حال واقع ہونیکے ہی آی لیس لہ قتلہ فی حال من الاحوال الاحال لخطاء یعنے الادر حالیکہ وہ خطا کرنیوالا ہو بھائی مومن کے قتل مین۔ اور بعض نے کہا کہ مفعول لہ ہی یعنے نہین قتل کریگا اسکو کسی علت سے سوے علت خطا کے۔ اور کہا گیا کہ صفت مصدر محذوف ہی اے ماکان لہ ان یقتلہ قتلاً الا قتلاً خطأً۔ اور ظاہرا یہ توجیہ سلیس ہی۔ اور کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی پس قولہ الا خطأ ای لکن ان قتلہ خطأً فجزاءہ ما یذکر یعنے لیکن اگر اسکو چوک کر قتل کیا تو جزا اسکی وہ ہی جو آیندہ مذکور ہی۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ استثنا منقطع ہونا یہان اجود بلکہ صواب ہی اسواسطے کہ ماکان کے ساتھ استثنا متصل کے یہ معنے ہو جاوینگے کہ الا خطا سے سزاوار ہی حالانکہ یہ مراد نہین ہی وما قیل ان ماکان بمعنے النہی فالمعنے لا یقتلہ الا خطأ فلا یجدی اذ لا یندفع بہ ما قلنا فلیتامل۔ پھر واضح ہو کہ آیت کے سبب نزول مین اختلاف ہی معالم مین کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ آنحضرت صلعم کی ہجرت کرنے سے پہلے مکہ ہی مین عیاش آپ کے پاس حاضر ہوکر مسلمان ہوا پھر اس خوف سے کہ اسکا اسلام اسکی قوم والون کو ظاہر ہوگا بھاگ کر مدینہ مین آیا اور یہان متحصن ہو بیٹھا اور اسکی مان اسکے لیے کمال پریشان ہوئی نام اسکا اسماء بنت مخرمہ تھا اور یہی ابوجہل کی مان اور حرث بن زید کی بھی مان تھی قال فی المعالم اور اسنے اپنے بیٹے حرث بن زید اور ابوجہل بن ہشام سے جو عیاش کی مان کی طرف سے بھائی تھے کہا کہ واللہ مین نہ کھاؤنگی نہ پیونگی نہ سایہ مین بیٹھونگی جب تکہ تم اسکو میرے پاس دلاؤگے یہ دونون نکلکر مدینہ آئے اور عیاش سے مان کا حال کہا اور اللہ تعالیٰ کو درمیان دیا کہ ہم دین کے بارہ مین تجھے نہ ستاوینگے اور نہ روکینگے تب عیاش نکلکر انکے ساتھ ہوا راہ مین انھون نے اسکو باندھکر سو کوڑے مارے جب مکہ لائے تو اسکی مان نے بندھا ہوا دھوپ مین

ڈالا اور قسم کھائی کہ نہ کھولون جبتک کفر نہ کرے۔ عیاش پڑے رہے جبتک پڑے رہے آخران لوگونکی مراد کے موافق کہدیا اور کھلے۔ پھر حرث بن یزید
بن ابی نیسہ نے آکر کہا کہ اگر تو راہ پر تھا تو اب تو نے ہدایت چھوڑی اور اگر گمراہی پر تھا تو گمراہ تھا اس بات سے عیاش کو غصہ آیا اور کہا کہ واللہ اگر تنہا پاؤنگا
تو تجھے ٹکڑے کردونگا پھر اسکے بعد عیاش مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے پھر اسکے بعد حرث بن زید بھی مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے ولیکن عیاش
کو معلوم نہوا۔ اتفاق سے عیاش نے حرث کو حرہ مین دیکھکر حملہ کیا اور قتل کرڈالا یہ سمجھکر کہ وہ کافر ہی پھر لوگون نے کہا کہ تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا کہ مسلمان کو
قتل کرڈالا وہ پریشان ہوکر حضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ میرا اور حرث کا قصہ وماجرا آپ کو معلوم ہی اور مجھے اسکے اسلام کا حال معلوم نہوا تھا
جبتک اسکو قتل کیا تب یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم رواہ ابن جریر وابن المنذر عن السدی وقد رواہ ابن جریر عن عکرمہ اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ مجاہد
اور ... نے کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ کے حق مین ہوا پھر مختصر روایت مذکورہ بالا کو ذکر کیا اور اسمین حرث بن یزید الغامدی مقتول کا نام اور بروز فتح
مکہ قتل کرنا مذکور ہی اور روایت عکرمہ مین حرث بن یزید از بنی عامر بن لوئی مذکور ہی واللہ اعلم پھر ابن کثیر نے ذکر کیا کہ عبدالرحمن بن زید اسلم نے کہا
کہ یہ ابوالدرداء کے حق مین نازل ہوا کہ انھون نے لڑائی مین ایسے شخص کو قتل کیا جسنے کلمۂ ایمان زبان سے کہا تھا پھر نبی صلعم سے کہا کہ اس نے
بچاؤ کیواسطے کہدیا تو آپ نے انکار کیا اور کہا کہ تو نے اسکا دل کیون نہین چیر کر دیکھ لیا مترجم کہتا ہی کہ صحیحین مین ایسا قصہ تو اسامہ بن زید
کے حق مین مروی ہی واللہ اعلم شاید دو قصہ واقع ہوے ہون بالجملہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ کسی مومن کو روا نہین کہ اپنے مومن بھائی کو کسی
وجہ سے قتل کرے اور صحیحین مین ابن مسعودؓ سے جو ثابت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو آدمی مسلمان گواہی دیتا ہو کہ لا الٰہ الا اللہ اور گواہی دیتا ہو
کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون تو اسکا خون حلال نہین مگر تین باتون مین سے ایک بات پائی جانے سے ایک تو جان کے بدلے جان اور دوم ثیب
جو زنا کرے۔ سوم جو دین چھوڑے جماعت سے جدا ہو پس ایسی صورت مین قتل کرنا رعیت والون مین سے کسیکے اختیار مین نہین بلکہ یہ سلطان
کے یا اسکی طرف سے جو نائب ہو اسکے حوالہ ہی پھر مومن کا لفظ مرد وعورت دونونکو باعتبار صفت یا حکم کے یا بطور تغلیب کے شامل ہی پھر جبکہ چوک مین قتل مومن کسی
سے صادر ہو جاوے تو اسکا حکم فرمایا وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً۔ بان قصد رمی غیرہ کصید وشجرۃ فاصابہ۔ او ضربہ بما لا یقتل غالبا۔ مفسر نے خطا سے قتل کرنے
کی دو مثالین دو وجہ سے بیان کین ایک یہ کہ مثلاً کسی شکار کے جانور کو تیر مارنے کا یا درخت کو نشانہ لگانیکا قصد کیا پھر چوک کر تیر یا پتھر کسی مومن کے لگ گیا تو یہ
محض خطا اور چوک ہی اور دوم یہ کہ مومن کو ایسی چیز سے مارا کہ غالباً وہ اس سے مرا نہین کرتا ہی مثلاً پتلی تیلی سے مارا اور پھر وہ اتفاق سے اس سے مرگیا تو یہ بھی خطا ہی
مگر نام اسکا شبہ العمد یعنی قتل عمد کے مشابہ رکھا گیا ہی اور مفسر کی مراد یہ ہی کہ مومن کو دونون طور کی خطا سے کسی طور سے قتل کیا ہو حکم یہ ہی جو فرمایا۔ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ
ای عتق نسمۃ یعنی تحریر یعنی آزاد کرنا اور رقبہ جو یعنے گردن ہی اس سے تمام جسم سے تعبیر مقصود ہی یعنے نسمہ اور وہ آدمی آزاد کو کہتے ہین مُؤْمِنَةٍ۔ علیہ یس
مومنہ تو صفت ہی رقبہ کی اور علیہ متعلق بواجب ہی۔ ای فتحریر رقبۃ مومنۃ واجب علیہ یعنے قاتل خطا پر مسلمان آدمی آزاد کرنا واجب ہی وَدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ۔ مؤداۃ۔ اور دیت سپرد کی ہوئی یعنے ادا کی ہوئی۔ إِلَىٰ أَهْلِهِ۔ اسکے اہل کو۔ ای الی ورثۃ المقتول۔ یعنے مقتول کے
وارثون کو۔ یعنے اور یہ واجب ہی کہ دیت ادا کرے مقتول کے وارثون کو۔ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا۔ یتصدقوا علیہ بان یعفوا عنہا۔ یعنے تا
تو قیہ کو صاد مین ادغام کر دیا ہی کہ یصدقوا ہو گیا۔ دراصل یون ہی کہ الا ان یتصدقوا۔ یعنی الا یہ کہ صدقہ کردین وارث مقتول کے اس قاتل پر یہ
دیت اور اسکی صورت یہ کہ باین طور کہ وارث لوگ اس قاتل کو دیت سے عفو کر دین۔ اور حاصل کلام یہ کہ خطا سے قتل کرنیوالے پر دو باتین واجب
ہین ایک تو اللہ تعالیٰ کے گناہ کا کفارہ باین طور کہ اسپر واجب ہی کہ ایک بردہ آزاد کرے اور بردہ مین ضرور ہی کہ مومن ہو پس کافر بردہ روا نہین ہی ہان
یہ ہو سکتا ہی کہ چاہے غلام ہو یا باندی ہو کیونکہ آیت مین رقبہ مومنہ ہی وہ دونونکو شامل ہی اور ایسی ہی آیت مین یہ عموم بھی ہی کہ چاہے رقبہ مذکور بالغ

Marfat.com

ہو یا بالغ نہو۔ اور یہی جمہور کا قول ہے کما قال ابن کثیر لیکن تردد یہ ہے کہ مومن ہونیکا اعتبار صغیر مین ہوگا یا نہین تو جمہور نے حکماً اعتبار کیا اور
ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ اگر اسکی مان و باپ دونون مسلمان موجود ہون تو کافی ہے ورنہ نہین۔ اور ابن عباسؓ و شعبی و نخعی و حسن بصریؒ کے نزدیک صغیر
نہین کافی ہے اور قتادہ سے مروی ہے کہ مصحف ابی بن کعب مین رقبۃ مومنۃ کے ساتھ لا یجزی فیہا صبی کی تفسیر بھی لکھی ہوئی تھی۔ اور امام احمد نے
باسناد صحیح روایت کی کہ انصار مین سے ایک شخص ایک حبشی باندی لایا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مجپر ایک مومنہ بردہ آزاد کرنا واجب ہے پس اگر آپ کے
علم مین یہ مومنہ ہو تو اسکو مین آزاد کر دون آنحضرت صلعم نے باندی کو فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کوئی معبود نہین جسکی عبادت راست ہو سوائے
اللہ تعالیٰ کے۔ تو باندی نے کہا کہ ہان پھر آپنے فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہے کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون اسنے کہا کہ ہان۔ پھر آپنے فرمایا کہ تو ایمان لاتی ہے کہ موت کے بعد
قیامت پر مردے اٹھائے جاوینگے اسنے کہا کہ ہان۔ تو آنحضرت صلعم نے انصاری کو فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے وقد روینا ہذہ القصۃ فی الموطا و مسند الشافعی و احمد و صحیح مسلم و
سنن ابی داؤد والنسائی بنحو ما ذکر۔ آمدم جو واجب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خطا سے قتل کرنیوالا مقتول کے اہل کو یعنے لوگونکو جو اسکے وارث ہین مقتول کی دیت دیوے
بشرطیکہ وہ لوگ معاف نہ کرین اور اگر معاف کرین تو معاف ہو جایگا اور قولہ الا ان یصدقوا۔ مگر آنکہ وہ لوگ تصدق کرین اسمین اشارہ ہے کہ خطا کی صورت مین دیت سے
درگذر کرنا اولیٰ ہے اور صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا اور چاہین تو دیت لے لین اگر صدقہ کی لیاقت نہ ہو قال المفسرؒ و بینت السنۃ انہا مائۃ من الابل عشرون بنت مخاض وکذا
بنات لبون و بنو لبون و حقاق و جذاع و انہا علی عاقلۃ القاتل۔ و ہم عصبتہ الا الاصل و الفرع موزعۃ علیہم علی ثلث سنین علی الغنی منہم نصف دینار و المتوسط
ربع کل سنۃ فان لم یفوا فمن بیت المال فان تعذر فعلی الجانی۔ مفسرؒ نے اجتہاد امام شافعیؒ کے موافق دیت کی تفصیل کی اور مترجم اسمین اختلاف
ائمہ خصوصاً مذہب امام ابو حنیفہؒ بھی بیان کرتا جائیگا۔ پس سنت نے اس دیت کو جو آیت مین مجمل مذکور ہے یون بیان فرمادیا کہ دیت سو
اونٹ ہین یعنے اونٹ جو ایک جنس چار نوع کی ہے یہ سو عدد ہین مع نر و مادہ اور آیت مین کچھ خلاف نہین پھر ان سو عدد کی تفصیل یہ ہے کہ بیس یعنی دو دہائی
تو بنت مخاض اور اسیقدر بنت لبون اور اسیقدر ابن لبون اور اسیقدر حقہ اور اسیقدر جذعہ جملہ بڑے چھوٹے سو ہوئے یہی امام مالکؒ کا قول ہے اور قول امام
ابو حنیفہ و امام احمد کا بھی یہی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیس ابن لبون کے بدلے بیس ابن مخاض دیوے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے دیت خطا مین حکم دیا کہ بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض نر اور بیس بنت لبون اور بیس جذعہ اور بیس حقہ دیوے رواہ النسائی
واحمد والترمذی وغیرہم من اہل السنن وقد روی عن عبد اللہ موقوفا کما روی عن علی و طائفۃ۔ اور نیز سنت پاکیزہ نے بیان فرمایا کہ یہ دیت ادا کرنا اس
قاتل کے عاقلہ پر واجب ہوتی ہے خود قاتل کے مال پر نہین ہوتی ہے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مین تو اہل علم مین کوئی مخالف نہین جانتا کہ رسول اللہ صلعم
نے دیت ادا کرنیکا حکم عاقلہ پر دیا ہے اور یہ جو امام شافعیؒ نے فرمایا یہی اصح ہے پھر مفسرؒ نے عاقلہ کو بیان کیا کہ عاقلہ وہ لوگ ہین جو عصبہ ہون مگر سوائے
اصل و فرع کے۔ یعنے سوائے باپ اور سگے دادا و پردادا کے جہانتک اوپر ہون اور سوائے بیٹے و سگے پوتے و پرپوتے وغیرہ کے جہانتک نیچے ہون۔ پس
اصل و فرع کے سوائے بھائی و چچا و انکی اولاد وغیرہ جو عصبات رہے وہ عاقلہ ہین اور یہی امام مالکؒ و امام احمد کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نامون کے ساتھ دیوان مین اسکا نام درج ہے اور یہ مفصل ترجمہ عالمگیری سے معلوم ہو سکتا ہے اور مترجم نے بلفظ مددگار
برادری اسکا ترجمہ اختیار کیا ہے اور احادیث مین اسقدر مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے عاقلہ پر دیت کا حکم دیا چنانچہ ہذیل کی دو عورتونکی لڑائی جنمین
ایک حاملہ تھی اور حاملہ کو دوسری کا پتھر مارنا جس سے وہ مرگئی اس مقدمہ مین جو شبہ العمد یعنے خطا مشابہ عمد ہے حضرت صلعم نے قاتلہ عورت کے
عاقلہ پر مقتول کی دیت دینے کا حکم دیا۔ کما رواہ البخاری و مسلم۔ بہر حال عاقلہ کوئی ہون لیکن اس دیت کے ادا کرنے و برتنے ڈالنے کی کیفیت اسطرح ہے
جیسے مفسرؒ نے لکھا کہ موزعۃ علیہم الخ ای تجب موزعۃ الخ یعنے عاقلہ پر یہ دیت مذکورہ ادا کرنی اس حال سے واجب ہوتی ہے کہ انپر پھیلا دیجاتی ہے کہ

تین برس مین ادا کرین اور پہلا درجہ اسطرح کہ جو مالدار تونگر ہو وہ آدھا دینار اور جو اوسط درجہ کا ہو وہ چوتھائی دینار ہر سال مین ادا کرے لیکن جو اسکا مقدار دیت کو پورا کرنے والا ہونا چاہیے پھر اگر عاقلہ اسکو وفا نکرین مثلاً تھوڑے لوگ ہین کہ اس مقدار سالانہ سے پوری دیت نہین ہوسکتی ہو تو مقدار بڑھائی نجائیگی مثلاً یہ نہوگا کہ ہر شخص پانچ پانچ دینار یا کم وبیش سالانہ دیوے بلکہ باقی کو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بیت المال سے ادا کرنا بھی کسی عذر شرعی سے متعذر ہو تو پھر خود قاتل کے مال سے ادا کیجائیگی اور مترجم کہتا ہے کہ اسکی تفصیل فتاوی عالمگیریہ وغیرہ سے مفصل معلوم کرنی چاہیے ہان یہ رہا کہ کس وقت سے تین برس مین ادا کرین تو امام مالک وشافعی واحمد رحمہم اللہ کے نزدیک تو شروع اسکا قتل کیوقت سے ہوگا اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شروع اسکا اسوقت سے ہوگا جسوقت کہ مقدمہ مین حاکم نے دیت مذکورہ کا عاقلہ پر حکم دیا ہے پس اس تاریخ سے تین برس مین ادا کرین۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے حدیث صحیح بخاری کو نقل کیا کہ آنحضرت صلعم نے خالد بن الولید کو بنو جذیمہ کے اوپر روانہ کیا اور خالد نے انکو اسلام کی طرف بلایا وہ گھبراہٹ مین اسلمنا تو نہین کہتے جو خوب تھا بلکہ صبانا صبانا کہنے لگے پس خالد رض نے انکو قتل کرنا شروع کیا پھر یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آپنے اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور دعا مانگی کہ۔ اللھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد۔ یعنے ای میرے پروردگار مین تیری جناب مین اس فعل سے جو خالد نے کیا ہو بیزاری کرتا ہون۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا کہ انکے مقتولونکی دیت اور انکے اموال تلف ہونیکا تاوان دیا الی آخر الحدیث پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس حدیث سے یہ حکم لیا جائیگا کہ اگر امام کے نائب سے یا امام سے قتل خطا واقع ہو تو مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کیجاے قال المترجم وفیہ نظر والکلام فیہ الیق بالفقہ۔ یہ بیان تو ایسے مومن کی خطا سے مقتول ہونیکا تھا جو دار الاسلام مین چوکنے سے مقتول ہوا **فَإِن كَانَ** المقتول۔ پھر اگر ہو وہ شخص جو خطا سے مقتول ہوا۔ **مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ**۔ حرب۔ **لَّكُمْ**۔ ایسی قوم سے جو تمہارے عدو ہین یعنے ایسے کافرون مشرکون سے جنسے تمسے حرب ولڑائی ہو کوئی صلح وذمہ نہین ہے۔ **وَهُوَ مُؤْمِنٌ**۔ اور حالانکہ شخص مقتول ان دشمنون مین سے خود مسلمان تھا کیونکہ اگر کافر ہو درحالیکہ وہ قوم حربی ہو تو اسکا خون باطل ہے بہر حال آنکہ اگر خطا سے جو قتل ہوا وہ قوم حربی مین سے ہو مگر یہ مقتول ایماندار تھا تو۔ **فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ**۔ علی قاتلہ کفارۃ ولا دیۃ تسلم الی اہلہ لحرابتہم۔ آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا واجب ہے اسکے قاتل پر بطور کفارہ کے اور اس صورت مین کچھ دیت نہین کہ اسکے وارثون کے سپرد ہو اسلیے کہ اسکے وارث لوگ تو حربی کافر ہین **وَإِن كَانَ**۔ المقتول اور اگر ہو وہ شخص جو قتل ہوا۔ **مِن قَوْمٍ**۔ ایسی قوم مین سے کہ **بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ** جنکے اور تمہارے درمیان مین میثاق ہے۔ عہد کاہل الذمۃ۔ یعنے عہد ہے جیسے ذمی لوگ۔ یعنے وہ لوگ جو جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے عہد وذمہ مین داخل ہوکر مطیع ہوے ہین اگرچہ وہ اپنے دین پر ہین **فَدِيَةٌ** لہ۔ تو دیت ہوگی مقتول کے لیے جو۔ **مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ**۔ سپرد ہوگی اس مقتول کے لوگون کو۔ وہی ثلث دیۃ المؤمن ان کان یہودیا او نصرانیا۔ وثلثا عشرہا ان کان مجوسیا۔ اور مقدار اس دیت کی مومن کی دیت کی تہائی ہوگی بشرطیکہ یہ ذمی مقتول کوئی یہودی یا نصرانی ہو! اور دسوین حصہ کی دو تہائی ہوگی اگر یہ مقتول مجوسی ہو تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ اگر ذمیون مین سے یہ مقتول مسلمان ہو تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر کافر ذمی ہو تو اختلاف ہے ایک گروہ علما کے نزدیک کافر ہونیکی صورت مین بھی پوری دیت ہوگی قال فی المعالم یہی قول ابن مسعود رض سے مروی اور مذہب امام ابوحنیفہ وثوری کا ہے درشال، کافرون کے ملک مین انہین سے ایک شخص مومن مسلمان ہوگیا جسکو کافرون نے ایذا دینی شروع کی اور مارتے تھے کہ اتنے مین مسلمانونکے لشکر نے اس ملک پر چڑھائی کی اور لڑائی ہونے کے بعد بزور شمشیر اسکو فتح کیا اور کسی غازی نے اس مومن کو جو کافرون مین سے مسلمان ہوگیا بدون جانے ہوے یہ سمجھکر کہ کافرون مین سے ہے قتل کرڈالا تو یہ حکم ہے کہ فقط بردہ آزاد کرے فلیتامل اور ایک گروہ نے کہا کہ مومن کی دیت کا آدھا واجب ہے کا فی المعالم یہی قول عمر بن عبد العزیز رح و مذہب امام مالک واحمد ہے اور تیسرا قول وہ ہے جو مفسر جلال رح نے ذکر کیا اور یہی قول حسن وسعید بن المسیب اور مذہب امام شافعی رح کا ہے

وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ۔ اور آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا۔ علی قاتلہ واجب ہو اسکے قاتل پر مترجم کہتا ہو کہ مومن مقتول ہین اول تحریر رقبہ
پھر دیت فرمائی اسواسطے کہ اسکی دیت ہو نہین بسبب مدعیون کی قوت کے گمان نہین اور مقتول ذمی ہین پہلے دیت دینے کو فرمایا بغرض
اہتمام کے واسکے وجوہ اور بھی ہین فافہم۔ فَمَن لَّمْ يَجِدْ۔ الرقبۃ بان فقدہا او ما یحصلہا بہ۔ پھر جسنے نہ پایا یعنے رقبہ مومنہ کو نہ پایا خواہ
اس وجہ سے کہ رقبہ مومنہ ملتا ہی نہین یعنے مومن باندی یا غلام کا وجود ہی نہین یا اسطرح کہ جس چیز کے عوض اسکو حاصل کرسکتا ہو وہ اسکے
پاس نہین یعنے معاوضہ نہین ہو کہ دیکر رقبہ مومنہ حاصل کرے۔ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ۔ تو دو مہینے کے روزے پے درپے علیہ کفارۃ۔
واجب ہین اسپر بطور کفارہ کے۔ پس دونون مہینہ کے روزے پے درپے بدون درمیان مین افطار کرنیکے ادا کرے اور اگر بدون عذر مرض یا حیض
یا نفاس کے افطار کیا تو از سر نو پھر شروع کرے اور سفر مین اختلاف ہو ایک قول یہ کہ از سر نو شروع کرے اور دوم یہ کہ وہ بھی افطار مین عذر ہی
پھر اگر وہ شخص روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہین رکھتا تو آیا روزے سے منتقل ہو کر ساٹھ مسکینونکو کھانا دیدے جیسے کفارہ ظہار مین ہی یا نہین
تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ نہین۔ چنانچہ مفسرؒ نے کہا ولم یذکر اللہ تعالیٰ الانتقال الی الطعام کالظہار وبہ اخذ الشافعی فی اصح قولیہ کہ یہان اللہ تعالیٰ
نے روزے سے کھانا دینے کی طرف منتقل ہونا ذکر نہین فرمایا جیسے کفارہ ظہار مین ذکر فرمایا ہی پس طعام کی طرف منتقل نہوگا اور امام شافعی کے اسمین
دو نون قول ہین لیکن اصح قول یہی ہی اور امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہی اور یہ جو مفسرؒ نے کہا کہ یہان اللہ تعالیٰ نے طعام کی طرف منتقل ہونا ذکر
نہین فرمایا اسکے معنے یہ ہین کہ اگر عدول الی الطعام اس کفارہ مین ہوتا تو یہ بھی منجملہ واجبات کے ہوتا اور واجب کے ذکر و بیان مین ضرورت کے
وقت سے تاخیر کردینا بالاتفاق نہین روا ہی پس معلوم ہوا کہ طعام کے طرف انتقال یہان نہین ہی اور بعض علمانے کہا کہ اگر روزے نہ رکھ سکے
تو ساٹھ مسکینونکو مانند کفارہ ظہار کے کھانا دیوے اور یہان اسکا ذکر اسلیے نہین کہ مقام تہدید و تخویف ہی پس اطعام جسمین تسہیل و ترخیص ہی
یہان مذکور ہونا مناسب نہین ہی ولا یخفی ما فیہ من الضعف۔ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ۔ مصدر منصوب بفعلہ المقدر۔ یعنے نصب اسکو بنا بر آنکہ مفعول
مطلق واقع ہی فعل محذوف کا ای تاب توبۃ من اللہ یعنے تاب اللہ علیہ توبۃ۔ قبول کی اللہ تعالیٰ نے توبہ اس قاتل خطا کار کی۔ وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا۔ بخلقہ۔ دانا ہی اپنے مخلوق کا۔ حَكِيمًا۔ فیما دبرہ لہم۔ یعنے جو اپنے مخلوق کے لیے انتظام و تدبیر مقرر کردی اسمین حکمت والا ہی
واضح ہو کہ کفارہ یعنے بردہ آزاد کرنا سب صور تونمین قاتل کے مال سے واجب ہی لیکن امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قتل عمد مین جسکا بیان آگے
آتا ہی کفارہ نہین ہی کیونکہ وہ محض کبیرہ گناہ ہی اور کفارہ مین ایک معنے عبادت کے ہین پس دوسری قسم کے قتل پر اسکا قیاس نہین ہوسکتا پھر
عاقلہ پر نہین ہی ۱۲
واضح ہو کہ جو دیت کامل مذکور ہوئی یعنے سو اونٹ تو یہ مرد آزاد مسلمان کی ہی اور اگر مملوک ہو تو منجملہ اسکے احکام کے یہ ہی کہ خطا مین اسکے جو کچھ قیمت
ہو وہ واجب ہوتی ہی۔ پھر اگر اونٹ نہ ملین تو درم یا دینار سے واجب ہی اور ایک قوم نے کہا کہ دیت مین واجب سو اونٹ ہین یا ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار
درم یہ قول عروہ بن الزبیر و حسن بصری کا و مذہب امام مالک کا ہی اور ایک قوم نے کہا کہ وہ سو اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درم ہین۔ یہی قول سفیان
الثوری و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی قال فی المعالم اور عورت کی دیت مرد سے آدھی ہی اور مجوسی کی دیت پانچوان حصہ ہی۔ پھر کہا کہ عمرؓ سے روایت ہی کہ
مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہین اور یہی قول سعید بن المسیب و حسن بصری کا اور مذہب شافعی کا ہی قال المترجم اور یہی مفسر جلال رح نے
تفسیر مین ذکر کیا ہی۔ اور اختلاف مین نے اوپر ذکر کردیا ہی فافہم۔ اب آگے بڑا کبیرہ قتل عمد فرمایا

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ ع
اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کر تو اسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہے اسمین اور اللہ اسپر غضب ہوا اور اسکو لعنت کی اور اسکے واسطے طیار کیا

عَذَابًا عَظِيْمًا ۝
بڑا عذاب

مترجم کہتا ہی کہ معالم التنزیل مین محی السنہ نے ذکر کیا کہ نزول اس آیت کا مقیس بن ضبابۃ الکندی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ وہ اور اسکا بھائی ہشام دونون مسلمان ہوچکے تھے پھر اسنے اپنے بھائی ہشام کو بنو النجار کے محلہ مین مقتول پایا اور رسول اللہ صلعم سے آکر ذکر کیا پس آپ نے بنی فہر مین سے ایک دو کو اسکے ساتھ بنو النجار کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ رسول اللہ صلعم تمکو حکم دیتے ہین کہ اگر تم ہشام بن ضبابہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسکو مقیس کو دیدو تاکہ وہ اس سے قصاص لیوے اور اگر تم نہ جانتے ہو تو مقیس کو مقتول کی دیت دیدو پس فہری نے انکو پیغام پہونچایا تو انھون نے کہا کہ اللہ و رسول کی فرمانبرداری بسر و چشم اور ہمکو اسکا قاتل نہیں معلوم لیکن ہم اسکی دیت دیتے ہین پس اسکو سو اونٹ دیے پھر دونون اونٹ لیے ہوے مدینہ کو لوٹے پھر شیطان نے مقیس کے دل مین وسوسہ ڈالا کہ تو اپنے بھائی کی دیت قبول کرتا ہی ہمیشہ کو تیرے نام پر داغ رہیگا تو اپنے ساتھی کو قتل کر دے کہ ایک جان کے بجاے ایک جان ہوجاے اور دیت بڑھتی رہے پس فہری کو غافل کر کے اسکے سر پر پتھر زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا اور خود ایک ونٹ پر سوار ہو کر باقی اونٹ ہانک کر کافر ہو کر مکہ کو روانہ ہوا پس اسکے حق مین نازل ہوا قولہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا- اور جو کوئی قتل کرے کسی مومن کو متعمدًا مفسر جلال نے کہا- بان یقصد قتلہ بما یقتل بہ غالبًا عالمًا بایمانہ یعنی قتل متعمد کے یہ معنے کہ بانیطور قتل کرے کہ قصد کرے اسکے قتل کا ایسی چیز کے ساتھ جس سے غالبًا قتل ہوجاتا ہی درحالیکہ اسکے ایماندار ہونے کو جانتا ہو- فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا- پس جزا اسکی جہنم ہی درحالیکہ اسمین خلود سے رہیگا- معالم مین کہا یہ حکم بسبب مقیس مذکور کے کافر و مرتد ہوجانے کے ہے اور یہ وہی مقیس بن ضبابہ ہی کہ فتح مکہ کے روز تمام سب جنکو نبی صلعم نے امن دیدی تھی انمین سے استثنا بن اس مردود کو بھی مستثنی کیا تھا پس یہ مردود کعبہ کے پردون سے لٹکا اور وہین قتل کیا گیا مترجم کہتا ہی کہ علی ہذا یہ حکم مخصوص ایسے قاتل کے ساتھ ہوگا جسنے قتل عمد کے ساتھ کفر و ارتداد اختیار کیا ہو جیسے مقیس بن ضبابہ مذکور بعد قتل کے مرتد ہوگیا تھا کما قال محی السنہ پھر فرمایا- وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ- اور غضب کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل پر- وَلَعَنَهٗ- ابعدہ من رحمتہ- اور دور کردیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل کو اپنی رحمت سے- وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا- فی النار- مہیا کیا اسکے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم- یعنے دوزخ کے اندر- پھر جس عذاب کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا تو نعوذ باللہ تعالےٰ اسکی مقدار بندے کے خیل مین نہین آسکتی ہے- اور حق عز و جل نے اس کبیرہ گناہ کو آیات مین شرک سے ملاکر بیان فرمایا ہی کما سبق و یاتی انشاء اللہ تعالے اور صحیح احادیث مین اسکی مذمت مذکور ہے چنانچہ ایک حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک دنیا کا زوال ایک مسلمان کے قتل سے خفیف تر- اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر آسمان والے اور زمین والے لوگ ایک مسلمان کے قتل پر مجتمع ہوں تو اللہ تعالے ان سب کو اوندھے منھ آگ مین ڈالیگا اور دوسری حدیث مین ہے کہ جسنے اعانت کی ایک مسلمان کے قتل پر اگرچہ ایک فقرہ بات سے ہو تو آویگا قیامت کے دن درحالیکہ اسکی دونون آنکھون کے بیچ مین لکھا ہوگا کہ یہ نا امید ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور مفسر جلال نے لکھا عن ابن عباس انہا علی ظاہرہا و انہا ناسخۃ لغیرہا من آیات المغفرۃ- اور ابن عباس سے روایت ہی کہ اس آیت مین کچھ تاویل نہین اور یہ اپنے ظاہر مضمون پر ہی اور یہ آیت تو اور آیات مغفرت کی منسوخ کرنے والی ہے چنانچہ سعید بن جبیر نے کہا کہ اہل کوفہ نے اس آیت مین اختلاف کیا تو مین سفر کر کے ابن عباس کے پاس گیا- اور اسکو دریافت کیا تو انھون نے کہا کہ قولہ ومن یقتل مومنا متعمدا الآیہ تو آخر مین نازل ہوئی ہی اور اسکو کسی آیت نے منسوخ نہین کیا رواہ البخاری و مسلم و ابو داود و غیرہم- اور قولہ تعالےٰ والذین لایدعون

مع اللہ الٰہا آخر الآیہ- کو ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ اہل شرک کے حق میں ہی مترجم کہتا ہی معنے یہ کہ وہاں آیت میں جو قتل نفس بحق تو بہ مذکور ہی تو یہ اس شخص کے
حق مین ہی جسنے حالت شرک مین کسی نفس کو قتل کیا تھا تو اسکی توبہ قبول ہی اور یہاں جو ہمیشہ کا عذاب مذکور ہی اور توبہ نہین ہی تو یہ اس شخص کے حق مین جو مومن ہو
پھر اُسنے دوسرے کو مومن جانکر قتل کیا- پھر مانند قول ابن عباسؓ کے نسائی نے زید بن ثابت سے بھی روایت کیا اور ایسا ہی سلف مین سے حضرت ابوہریرہؓ
و عبد اللہ بن عمرو بن العاص و ابو سلمہ و عبید بن عمیر و حسن و قتادہ و ضحاک سے منقول ہی کما ذکرہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہی کہ ابوہریرہؓ سے اسکے ثبوت مین
کلام ہی جیسا کہ اسکے اشارہ سے معلوم ہوگا- بالجملہ ان اقوال سے اتنا تو ضرور ثابت ہی کہ یہ فعل بڑا سخت گناہ ہی پھر جمہور سلف و خلف و ائمہ علماء مجتہدین کے
نزدیک یہ قتل اگرچہ بڑا کبیرہ گناہ ہی لیکن قاتل کی مغفرت ہو سکتی ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیہ اور امام
ابو حنیفہ و انکے اصحاب و امام شافعی و جماعت علماء کے نزدیک جو شخص کہ عمداً قاتل ہی وہ بھی لمن یشاء کی تحت مین داخل ہی خواہ توبہ کر کے مرا ہو یا بلا توبہ
مرا ہو- اور نیز آیۃ الفرقان مین فرمایا و الذین لا یدعون مع اللہ تا قولہ الا من تاب الآیہ پس وہاں قتل نفس پر توبہ مقبول ہی اور یہ جو ابن عباسؓ سے
یہاں کی آیت کا ناسخ ہونا مذکور ہی تو یہ ٹھیک نہین اسواسطے کہ نسخ تو امر و نہی اور جو انکے معنے مین ہو اسپر طاری ہوتا ہی اور محل وعد و وعید پر جیسے
یہاں ہی اسپر نسخ طاری نہین ہوتا کما صرح بہ المفسر فی الاتقان- اور نیز احادیث صحیحہ مین قتل نفس پر عفو مذکور ہی چنانچہ حدیث عبادہ بن الصامت
مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے ہمسے عہد لیا کہ تم لوگ بیعت دو کہ نہ شرک کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو نفس کو جسکو حرام کر دیا
اللہ تعالیٰ نے الا بالحق الحدیث اور اسمین ہی کہ پھر جسنے اسمین سے کوئی بات کی اور اللہ تعالیٰ نے اسکا پردہ چھپا دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی
چاہے اسکو عفو کرے اور چاہے عذاب کرے کما رواہ البخاری و مسلم اور ابوہریرہؓ کی حدیث مین ایک قصہ مذکور ہی کہ اگلی امتون مین سے کسی مین سے ایک نے
بہت قتل کیے اور پھر نادم ہو کر اپنے دین کے عالم تلاش کرتا تھا کہ میرے لیے بھی توبہ ہی یا نہین آخر اُسنے سو پورے کیے اور پھر اسکی توبہ قبول ہوئی
اور نیز ایک کا قصہ دو گانون کے درمیان مین مرنیکا جو توبہ کیواسطے جس گانون مین عالم پاس جاتا تھا اس سے ایک بالشت قریب تھا اسکی توبہ قبول
ہوئی یہ صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث مین مذکور ہین پس یہ احادیث صحیحہ و آیات کریمہ مع عموم تو یہ حجت صحیح ہین کہ قاتل عمد بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت مین داخل ہی
اگرچہ بلا توبہ مر جاوے اور اگر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہی کیا نہین دیکھتے کہ شرک و کفر و مرتدی کی توبہ قبول ہی تو قتل عمد بہر حال اس سے کم ہی- اب یہ کہ یا تو
کہ جو دلیل قولہ تعالیٰ یغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ ثابت ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفور ہو سکتا ہی لیکن اس آیت کریمہ مین تو جہنم مین خلود اور غضب
الٰہی اور لعنت و عذاب عظیم مذکور ہی اور یہ تمام وعید ہی تو اسکا جواب وہ ہی جو مفسرؒ نے دیا کہ ہذا اماؤل بمن استحلہ- یعنے آیت کی تاویل یہ ہی کہ یہ ایسے قاتل کے
حق مین ہی جسنے مومن کو عمداً ناحق قتل کرنا حلال جانا اور قتل کیا پس وہ اسطرح حلال جانکر قتل کرنے سے کافر اور مستحق خلود ہوا- اور اسمین شک نہین
کہ اگر کسی نے دوسرے مومن کو قصاص مین للہ عمداً قتل کیا تو وہ بالکل اس وعید کا مستحق نہین ہی اور دوسرا جواب یہ کہ- ہذا جزاءہ ان جوزی ولا بدع
فی خلف الوعید- یعنے یا یہ جواب ہی کہ آیت مین یہ معنے ہین کہ یہ وعید عذاب جو مذکور ہو- ایسے قاتل کی سزا ہی بشرطیکہ سزا دیا جاوے اور اسمین کچھ عجب
نہین کہ وعید مین برخلاف واقع ہو- یعنے یہ کوئی عجیب انوکھی بات نہین کہ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب دینے کی وعید فرمائی ہو اسکو اپنے کرم سے معاف
کر کے برخلاف اسکے استحقاق عذاب کے اسکو معاف کر دے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہی کہ فرمایا یہ جو آیت مین مذکور ہی ایسے قاتل کی جزا ہی پھر اگر اللہ تعالیٰ
چاہے کہ اس جزا سے درگذر فرماوے تو وہ قادر ہی ایسا کرے رواہ ابو داؤد و عنہ وقد رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃ مرفوعاً ولم یصح- ولیکن ابوہریرہؓ اور ایک جماعت سلف سے مانند
قول ابو مجلزؒ کے صحیح ہو الکما ذکرہ ابن کثیر اور بیضاوی نے تیسرا جواب دیا کہ کبیرہ گناہ ہونے سے مستحق جہنم ہوا جیسے اور کبائر کا حال ہی مع مزید
عذاب عظیم- ہاں صرف لفظ خلود مین تامل ہی تو خلود بمعنے مکث طویل ہی یعنے بہت مدت تک دوزخ مین پڑا رہنا- مگر اس سے یہ لازم نہین کہ کبھی

Marfat.com

اسمین سے نہ نکلے نہایت یہ کہ دیگر کبیرہ والون سے دیر مین نکلے اور یہان کوئی ایسی دلیل قائم نہین کہ ہمیشہ دوزخ مین ہیگا جیسے کافرونکے ساتھ خلود یعنے
ہمیشگی بدلیل دیگر آیات واحادیث ہی فافہم پھر مترجم کہتا ہی کہ ابوہریرہؓ سے مانند قول ابن عباسؓ کے روایت کیا گیا اور یہ بھی روایت کیا گیا کہ جو وعید
یہان مذکور ہی یہ اُس قتل کی جزا ہی سو اسکو جب پہونچیگی کہ اسکو یہ جزا دیجاوے اور اس صورت مین قول حضرت ابوہریرہ موافق جمہور ہی لیکن ابن عباسؓ
کا ظاہر مذہب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکی توبہ نہین بلکہ ضرور دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شاید کہ انکی مراد بھی یہی ہو کہ توبہ نہین مگر مشیت الٰہی کے تحت مین داخل
ہی او تعالیٰ چاہے اسکو یہ جزا نہ دیوے مگر وہ توبہ سے ظاہر مین ایسا استحقاق نہین پیدا کر سکتا ہی پھر واضح ہو کہ بر تقدیر قول حضرت ابن عباسؓ و انکی موافقت
کرنیوالے چند لوگونکے اگر قاتل مذکور دوزخ مین ڈالا بھی گیا یا موافق قول جمہور کے وہ اپنے گناہ کے عوض دوزخ مین ڈالا گیا تو یہ مراد نہین ہی کہ وہ ہمیشہ
دوزخ ہی مین رہیگا کیونکہ احادیث متواتر سے ثابت ہو گیا ہی کہ ادنیٰ مقدار چیونٹی برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی دوزخ سے نکالا جائیگا اور سلف مین سے
کوئی اسکا قائل نہین ہوا کہ عمداً قتل کرنیوالا کافر ہی اور ابن مردویہ کی روایت ابن عمر مرفوعاً جسمین قاتل عمد کا کافر ہونا مذکور ہی وہ باتفاق
محدثین روایت موضوع منکر ہی اور جن احادیث مین مقتول کا قاتل سے اللہ عزوجل کی حضور مین خون کا مطالبہ مذکور ہی تو اُنسے کوئی اعتراض لازم نہین آتا
اسواسطے کہ وہ حقوق العباد کے مانند قیامت مین مطالبہ ہونگے اور ظاہر آنکہ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کا مطلب عدم توبہ سے یہ ہی کہ قتل عمد ایسا کبیرہ ہی کہ اسکے
بعد توبہ کی توفیق کمتر حاصل ہوتی ہی گویا حاصل نہین ہوتی بالجملہ جمہور سلف وخلف کا قول قوی بلکہ صحیح ہی کہ مومن کو عمداً قتل کرنیوالا بغیر حق شرعی
و تاویل کے ایک بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا پھر اگر اُسنے توبہ کی اور ندامت مین ڈوب گیا اور نیک کام کیے تو امید ہی کہ اللہ عزوجل قیامت مین اپنے الطاف
و فضل سے اُسکے مقتول کو درجات و کرامات عطا فرما کر راضی کر دے اور اس قاتل کو بھی بخشدے اور اگر بدون توبہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہی چاہے
بخشدے لیکن ظاہر حالت یہی ہی کہ عذاب پاوے پھر اگر دوزخ مین پڑا تو بالاجماع وہ کسی وقت مین زمانہ دراز کے بعد دوزخ سے نکالا جائیگا
بخلاف کافرون کے کہ وہ بدلیل آیات واحادیث کبھی دوزخ سے نہ چھوٹینگے پھر جاننا چاہیے کہ قتل عمد کیواسطے دنیاوی احکام ہین چنانچہ مفسرؒ نے
لکھا کہ ۔ وبینت آیۃ البقرۃ ان قاتل العمد یقتل بہ وان علیہ الدیۃ ان عفی عنہ وسبق قدرہا ۔ یعنے سورۂ بقرہ کی آیت نے بیان کر دیا کہ عمداً قتل کرنیکا بدلہ
قصاص ہی کہ مقتول کے عوض قتل کیا جائیگا چنانچہ فرمایا ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا الآیۃ ۔ اور فرمایا ۔ کتب علیکم القصاص فی القتلی الآیۃ
اور آیۃ بقرہ نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اگر قاتل کو قصاص سے عفو کیا جاوے تو اسپر مقتول کی دیت واجب ہی اور مقدار دیت کی اوپر گذری پھر جاننا
چاہیے کہ بعض علمانے کہا کہ قتل کی فقط دو قسمین ہین ایک قتل خطا اور ایک قتل عمد اور تیسری کوئی قسم نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین یہی دونون
مذکور ہین اور اکثر علمانے کہا کہ تین قسمین ہین ایک خطاء محض دوم خطاء شبہ عمد سوم قتل عمد ۔ اور قرآن مجید مین دو قسم کے مذکور ہونیسے یہ لازم نہین آتا
کہ اسکا ثبوت شرع مین نہو کیونکہ حدیث سے ثابت ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہا وبینت السنۃ ان بین العمد والخطاء قتلاً یسمی شبہ العمد وھو ان یقتلہ بما لا یقتل
غالبا فلا قصاص فیہ بل دیۃ کالعمد فی الصفۃ والخطاء فی التاجیل والحمل وھو والعمد اولی بالکفارۃ من الخطاء ۔ کہ سنت پاک نے بیان کر دیا کہ عمد و خطا کے
درمیان ایک قسم کا قتل ہی جسکو شبہ عمد کہتے ہین اور وہ اسطرح ہی کہ ایسی چیز سے قتل کرے جس سے غالباً قتل نہین ہو جاتا اور یہی امام شافعیؒ و امام ابویوسف
و امام محمد کا قول ہی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسی چیز سے مارے جو ہتھیار یا اسکے حکم مین نہین ہی اور شاید یہ بنابر اینکہ قتل عمد وہ قتل ایسی چیز سے
جو دھاردار مانند تلوار وخنجر و نیزے کی انی و چھرا و مانند اسکے جیسے بڑے بھاری پتھر کے ہی جیسا کہ عطاء و نخعی وغیرہ سے منقول ہی بالجملہ اس شبہ عمد کا
حکم یہ ہی کہ اسمین قصاص نہین بلکہ دیت لازم آتی ہی اور اسمین اتفاق ہی غیر ازینکہ امام مالکؒ شبہ عمد کے قائل ہی نہین ہین پھر امام شافعیؒ کے نزدیک
یہ دیت اپنی صفت مین تو مانند قتل عمد کی دیت کے ہی یعنے دیت مغلظہ مین تہائی یعنے تین دھائی حقہ اور اسیقدر جذعہ اور چالیس خلفہ ہی اور پانچ قسم کے

لہ کہ قاتل [illegible]

سلہ [illegible]

Marfat.com

ستو نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا ۔ اور تین برس اداکی مدت ہونے اور عاقلہ پر ڈلے جانے مین ویسی ہی ہی جیسے خطاء محض مین بیان ہوئی اور امام ملک
واحمد وابو حنیفہ رحکے نزدیک جہان دیت مغلظہ لازم آتی ہو وہان اسطرح کہ پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون وپچیس حقہ وپچیس جذعہ ہی جیساکہ قتل
عمد مین قصاص معاف ہونیکی صورت مین دیت مغلظہ فی الحال قاتل کے مال سے قاتل پر دینی واجب ہوتی ہو پھر مفسر رحنے کہاکہ ہو والعمد آہ یعنے یہ قتل
شبہ العمد اور قتل عمد دونون مین بدرجہ اولیٰ کفارہ واجب ہوگا جبکہ قتل خطا مین واجب ہوتا ہو یعنے بردہ آزاد کرنا اور ابن کثیر رحنے ذکر کیاکہ دیگر ائمہ
علماکے نزدیک نہین واجب ہی کیونکہ انھون نے فرمایاکہ قتل عمد اس سے بڑھکر ہی کہ تحریر رقبہ سے اسکا کفارہ ہوسکے مترجم کہتا ہو کہ امام ابو حنیفہ بھی انھین
علما مین سے ہین جیساکہ اوپر مذکور ہوا ہو اور تمام کلام فقہ مین لائق ہی ۔ پھر واضح ہو کہ مفسر رحمہ اللہ نے قولہ تعالیٰ الا خطاء کی تفسیر مین خطا کو اسطرح
تفسیر کیاکہ وہ قتل خطا وقتل شبہ العمد دونون کو شامل ہی پھر جو یہان لکھاکہ وبینت السنۃ ان بین الخطاء والعمد قتلا یسمی شبہ العمد آہ ۔ تو ظاہر یہ بطریق تنزل ہی
اگر فرض کیا جاوے کہ قتل شبہ العمد قرآن سے نہین ثابت ہی تو سنت سے ضرور ثابت ہی یا یہ مراد ہو کہ قرآن سے مجمل ہی اور سنت مین اسکا بیان مفصل ہے ۔ اور
علی ہذا جو لوگ شبہ العمد سے انکار کرتے ہین انکے نزدیک شبہ العمد کوئی قسم ثالث نہین بلکہ داخل خطا ہی غایت آنکہ فی الجملہ حکم مین فرق جو مفسر رحنے
بیان کیا وہ انکے نزدیک نہین بلکہ بمانند قتل خطا ہی فافہم ۔ پھر اللہ عزوجل نے قتل مین باوجود فرضیت جہاد کے احتیاط کا حکم فرمایا ۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ

اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ مین تو تحقیق کرو اور مت کہو جو شخص تمہاری طرف سلام علیک کرے

لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ

کہ تو مسلمان نہین چاہتے ہو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے ہان بہت غنیمتین ہین تم ایسے ہی تھے

قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ ۹۴

پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

ونزل لما مر نفر من الصحابۃ برجل من بنی سلیم وہو یسوق غنما فسلم علیہم فقالوا ما سلم علینا الا تقیۃ فقتلوہ واستاقوا غنمہ ۔ نزول اس کلام کا اسوقت ہوا کہ
جب چند نفر صحابہ مین سے گذرے قبیلہ بنی سلیم مین سے ایک شخص کی طرف جو اپنی بکریان ہانکے لیے جاتا تھا انکو سلام کیا تو بولے کہ اسنے ہمکو سلام نہین
کیا مگر تقیہ سے یعنے اپنے بچاو کے واسطے سلام سے اسلام ظاہر کیا پس اسکو انھون نے قتل کر ڈالا اور اسکی بکریان لوٹ لین مترجم کہتا ہی کہ یہ سبب
نزول بخاری و ترمذی و احمد و حاکم وسعید بن منصور وابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہم نے روایت کیا ۔ اور کہا گیا کہ اس سریہ پر ابو قتادہ رضہ سردار تھے وامام
احمد کی طویل روایت دیگر مین مذکور ہی کہ قتل کرنے والے کا نام محلم بن جثامہ اور مقتول کا نام عامر بن الاضبط الاشجعی تھا اور ابن جریر رحہ کی روایت مین
ابن عمر رضہ سے اس قصہ مین ہی کہ محلم بن جثامہ نے اسکو بوجہ عداوت جاہلیت کے مار ڈالا تھا اور اسمین مذکور ہی کہ پھر محلم بن جثامہ آکر حضرت صلعم کے
سامنے بیٹھا تاکہ اسکے واسطے آپ استغفار کرین پس آپ نے بد دعا دی کہ لا غفر اللہ لک ۔ اللہ تجھے نہ بخشے پھر وہ روتا ہوا اٹھ گیا اور سات دن نہ گذرے
کہ مر گیا پھر اسکے لوگون نے اسکو دفن کیا تو زمین نے نکال پھینکا پس اسکے لوگون نے آکر حضرت صلعم سے عرض کیا تو آپنے فرمایاکہ زمین تو تمہارے
ساتھی سے بدتر کو قبول کرتی ہی ولیکن اللہ تعالیٰ کو تمہین نصیحت دینا منظور رہی پھر ان لوگون نے اسکو پہاڑ مین پتھرون کے نیچے داب دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی
یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی الارض الایۃ ۔ اور بخاری رحنے کہاکہ قال حبیب بن ابی عمرۃ عن سعید عن ابن عباس کہا رسول اللہ صلعم نے مقداد کو کہ
اگر ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر سے چھپاتا تھا پھر اسنے ظاہر کیا پس تو نے اسکو قتل کر ڈالا حالانکہ تو بھی یون ہی اپنا ایمان اس سے پہلے

ل قال ابن جریر [illegible]

مکہ مین چھپاتا تھا- کذا ذکرہ البخاری تعلیقا مختصراً وقد روی مطولا موصولاً فیما رواہ ابو بکر البزار فی مسندہ عن ابن عباس رض کہاکہ رسول اللہ صلعم نے ایک سریہ بھیجا جسمین مقداد بن الاسود بھی تھے پھر جب یہ لوگ اس قوم پر پہونچے جہان بھیجے گئے تھے تو دیکھا کہ قوم والے سب بھاگ گئے ہین سوا ایک شخص کے جسکے پاس مال کثیر تھا وہ نہین بھاگا تھا اسنے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ- مگر مقداد رض نے اسکی طرف جھک کر اسکو قتل کر ڈالا تو ساتھیون مین سے ایک شخص نے مقداد سے کہا کہ تو نے ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا- واللہ مین اس قصہ کو رسول اللہ صلعم سے ذکر کرونگا پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے تو انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص نے لا الٰہ الا اللہ سے گواہی دی اسکو مقداد نے قتل کر ڈالا تو فرمایا کہ بلاؤ مقداد کو اور فرمایا کہ اومقداد کیا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا اب تو کل یعنے قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا پس یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا تا آخر آیت پس حضرت صلعم نے مقداد رض کو فرمایا کہ ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر کے ساتھ چھپاتا تھا ... نے تمھارے سامنے اپنا ایمان ظاہر کر دیا اسکو تو نے قتل کر ڈالا حالانکہ تو بھی اس سے پہلے مکہ مین یون ہی اپنا ایمان چھپاتا تھا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ- سافرتم- ای ایمان والو جب تم سفر کرو- فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ- للجہاد- اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کے واسطے فَتَبَیَّنُوْا- تو خوب کھول کر دریافت کر لو مشتق از تبیّن بمعنے خوب چھان پھٹک کر ظاہر کر لینا- وفی قراءۃ بالمثلثۃ فی الموضعین اور حمزہ رح کی قراءۃ مین فتثبتوا مشتق از تثبت ہی بثاء مثلثہ دونون جگہ یعنے یہان اور آگے- اور بعض نے کہا کہ جمہور کی قراءۃ اولیٰ ہی اسواسطے کہ تبیین مین توتثبت بھی آگیا بدون عکس کے- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ- بالف ودونہا ای التحیۃ او الانقیاد بقول کلمۃ الشہادۃ التی ہی امارۃ علی اسلامہ- یعنے سلم بالف بھی پڑھا گیا اور ایسے ہی ابن عباس کی قراءۃ تھی اور یہی اکثر قراء کی قراءۃ ہی اے سلام اور نافع وابن عامر وحمزہ کی قراءۃ مین بدون الف کے سلم ہی پس اول تقدیر پر سلام بمعنے تحیہ یعنے معنے معروف مین اور دوسری تقدیر پر یا دونون تقدیر پر ہو سکتا ہی کہ معنے سلام یا سلم کے انقیاد ہون یعنے اطاعت کے لیے گردن جھکانا اسطرح کہ کلمہ توحید وشہادت زبان سے نکالنا جو کہ دین اسلام کے اعتقاد کا نشان ہی اور حاصل آنکہ مت کہو اسکو جسنے تمھاری طرف القاء سلم کیا یعنے تمکو سلام کیا یا تمپر کلمہ شہادت ظاہر کیا جو اسلام لانے کی نشانی ہے- لَسْتَ مُؤْمِنًا- تو مومن نہین ہی یعنے مت گمان کرو کہ وہ مومن نہین اور مت برتاؤ کرو اسکے ساتھ ایسا برتاؤ جو کافرون سے کرتے ہو کہ اسکو قتل کر کے اسکا مال لے لو اور سبب نزول کے اعتبار سے مفسر نے کہا- وانما قلت ہذا تقیۃ لنفسک ومالک فتقتلوہ یعنی مت کہو کہ تو مومن نہین اور تو نے جو سلام یا کلمۂ شہادت کہا وہ فقط تقیہ کے لیے کہا تا کہ اپنا جان ومال بچا دے پس تم اس سے ایسا کہکر اسکو قتل کرو- تَبْتَغُوْنَ- تطلبون بذلک- تم چاہتے ہو ایسا فعل کرنے سے- عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا- متاعہا من الغنیمۃ- متاع زندگانی دنیا جو غنیمت ہی- فَعِنْدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ- اللہ تعالیٰ کے یہان ہین مغانم کثیرہ- تمکو بے پروا کرینگے اس سے کہ تم ایسے شخص کو اسکے مال کے لیے قتل کرو اسمین اشارہ ہی دنیا سے اعراض کرنے اور آخرت کی طرف رجوع کرنیکا اور جملہ تبتغون حال از قولہ لاتقولوا ہی- کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ- تعصم دماؤکم واموالکم بمجرد قولکم الشہادۃ- ایسے ہی تم تھے پہلے یعنے فقط تمھارے کلمۂ شہادت کہنے سے تمھارے خون ومال محفوظ رکھے جاتے تھے- وقال ابن کثیر- قولہ کذلک کنتم من قبل- ای اس حالت سے پہلے تم بھی اسی شخص کے مانند تھے جو اپنی قوم سے اپنا ایمان چھپاتا و خفیہ رکھتا تھا جیسا کہ حدیث مرفوع مین ابھی بیان ہو چکا اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض الآیۃ- اور یہ مذہب سعید بن جبیر کا ہی چنانچہ ثوری رح نے عن حبیب بن ابی عمرو عن سعید بن جبیر روایت کی کہ قولہ کذلک کنتم من قبل یعنے تم اپنے ایمان کو مشرکون مین چھپاتے تھے- اور عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے اس کلام کی تفسیر مین روایت کی یعنے

تم چھپاتے تھے اپنے ایمان کو جیسے اس چرواہے نے اپنا ایمان اپنی قوم سے چھپایا۔ اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہو اور ابن ابی حاتم نے بطریق سالم ازسعیدؒ روایت کی کہ معنے یہ ہین کہ تم مومنین نہ تھے اور قولہ فمن اللہ علیکم ای تمپر توبہ قبول کی مترجم کہتا ہو کہ اختیار ابن جریر موافق تفسیر سعید بن جبیر بروایت حبیبؒ بلحاظ معنے کے موافق بشان نزول اور بہت چسپان ہو اور جو ابن ابی حاتم نے روایت کی اسکی اسناد بمنزلہ اول نہین ہو لیکن جو مفسر جلالؒ نے تفسیر کی وہ بدین معنے ہو کہ تفسیر کلام مین حاجت بجانب خبر واحد نہین بلکہ نفس آیۃ متواترہ سے معنے ظاہر ہین فلیتامل۔ **فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ** بالاشتہار بالایمان والاستقامۃ۔ یعنی منت رکھنا اللہ تعالیٰ کا ان لوگون پر بائنطور کہ ایمان پر ٹھیک قائم رہنے مین مشتہر کر دیا۔ **فَتَبَيَّنُوْا** ان تقتلوا مومنا وافعلوا بالداخل فی الاسلام کما فعل بکم۔ یعنے تبین کرو تاکہ ایسا نہو کہ تم کسی مومن کو قتل کر ڈالو اور جو اسلام مین داخل ہو اسکے ساتھ ویسا ہی کرو جیساکہ تمھارے ساتھ ابتدائے حالت مین کیا گیا۔ **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا**۔ فیجازیکم بہ۔ یعنے انکے فعل پر اللہ تعالیٰ کے خبردار ہونے سے غرض یہ تہدید ہو کہ تمکو اسکے موافق بدلا دیگا۔ جیساکہ سعید بن جبیر نے کہا کہ یہ تہدید و وعید ہو۔ اور واضح ہو کہ فتبینوا جو یہان مکرر فرمایا بغرض تاکید ماتقدم ہو **کماذکرہ ابن کثیر۔ ف** عرائس البیان مین ہو کہ قولہ یاایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا۔ یعنے جب تم حضرت حق عزوجل کی حضور مین مقامات کو طی کرو اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور اسکی انوار ذات و اسرار صفات مین سیر کرو۔ تو تمکو چاہیے کہ ہر مقام کے حقائق کو عرفان و برہان و ذوق و ایقان سے کھول لو اور اللہ تعالیٰ کے جلال ظاہر ہونے کے وقت ثابت قدم و مستقیم رہو تاکہ تلوین کے تفرقہ مین اور مکر التباسی سے تشبیہ مین نہ پڑجاؤ اسواسطے کہ وہان ذات کا ظہور صفات کے لباس مین اور صفات کا ظہور افعال کے لباس مین واقع ہوتا ہی پس اس التباس مین جو ثابت قدم نہین اور اسکو کامل یقین و اعتقاد کے موافق جارہنا نصیب نہین ہوا وہ تشبیہ مین پڑجاتا ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسمین اشارہ ہو کہ جب تم سفر کرو تو تبین کرو یعنے اولیاء اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈھو اور ثابت قدم رہو کہ تمکو انکا مشاہدہ ملے ایسا نہو کہ ہاتھ سے نکل جاوے کیونکہ موافق قولہ تعالیٰ قل سیروا فی الارض الآیۃ۔ یعنے تم زمین مین سیر کرو اس حکم کے موافق سفر مین فائدہ یہی ہو اور ثابت قدم و مستقیم رہنے کا یہی موقع ہو واللہ تعالیٰ اعلم **مترجم** کہتا ہو کہ فوائد سفر کو بتفصیل بعض اکابر نے ذکر کیا اور خلاصہ یہ کہ توطن دنیا سے دل ہٹ جاوے اور آخرت ہی منزل نظر آوے

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا

اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنیوالون کو اپنے مال اور جان سے انپر جو بیٹھتے ہین درجہ مین اور سب کو

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ

وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو بیٹھنے والون سے بڑے ثواب مین بہت درجون مین اپنے ہان کے

وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ 95 ع

اور بخشش مین اور مہربانی مین اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

لَا يَسْتَوِي۔ نہین برابر ہوتے۔ **الْقٰعِدُوْنَ**۔ عن الجہاد۔ **مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ**۔ بیٹھ رہنے والے جہاد سے مومنون مین سے **غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ**۔ بالرفع صفۃ والنصب استثناء من زمانۃ او عمی او نحوہ۔ غیر صاحبان ضرر۔ اور اسمین دو قراءۃ ہین ایک تو

غیر بالرفع پس صفت ہی قاعدون کی اور چونکہ قاعدون غیر معین ہین بلکہ مراد اس سے جنس ہی کہذا غیر اولی الضرر سے اسکا وصف کرنا جائز ہی یا کہا جاوے
کہ غیر نے یہان تعریف مضاف الیہ سے حاصل کی کیونکہ غیر اولی الضرر۔ وہ جسکو کچھ ضرر نہو ۔ اور یہ اکثر کی قرات ہی ۔ اور دوسری قراۃ بنصب ہی تو اس صورت مین
قاعدون سے استثنا ہی یا کہا جاوے کہ حال ہی اور ضرر سے مراد لنگڑا ہونا یا اندھا ہونا یا مانند اسکے جو ایسا عذر ہو کہ اس سے جہاد کی استطاعت نہ رہے ۔
وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۔ اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہین اللہ تعالیٰ کی راہ مین اپنے مالون و جانون
سے ۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے مومنون مین تین قسمین کردین ایک وہ مومنین جنکو جہاد کی استطاعت نہین بسبب لنگڑے یا اندھے وغیرہ عذر سے معذور
ہونے کے ۔ اور دوم جنکو عذر نہین اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے ۔ سوم وہ جنہون نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا پس غیر معذور دونکو نکالکر باقی دونون قسمونکو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونون ثواب و مرتبہ مین برابر نہین ہین فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
بالضرر ۔ دَرَجَةً ۔ فضیلۃً یعنے اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکو جو جان و مال سے جہاد کرتے ہین ان لوگون پر جو ضرر کی وجہ سے بیٹھ رہے ہین فضیلت دی
ایک درجہ کی فضیلت ۔ لاستوائہما فی النیۃ وزیادۃ المجاہد بالمباشرۃ ۔ کیونکہ نیت مین تو دونون برابر ہین مگر جہاد کرنے والے چونکہ جہاد کا فعل اپنی
جان و مال سے بجا لاتے ہین اسمین انکو فضیلت ہی پس مفسر نے اختیار کیا کہ قاعدین سے یہان بوجہ عذر و ضرر کے بیٹھ رہنے والے مراد ہین اور ایسا ہی
زجاج نے کہا ہی ۔ وَكُلًّا من الفریقین ۔ وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ الجنۃ ۔ اور ہر ایک کو دونون فریق یعنے مجاہد و معذور کو وعدہ دیا اللہ تعالیٰ
نے نکوئی کا یعنے جنت کا ۔ مقاتل نے کہا کہ ہر دو فریق سے مراد مجاہد و قاعد معذور ہی ذکرہ فی المعالم ۔ اور بعض نے کہا کہ معذور لوگون سے
نسبت کا یہان بیان نہین بلکہ بلا عذر بیٹھ رہنے والون اور جہاد کرنیوالون مین برابر نہونا پہلے مجمل فرمایا پھر اسکی تفصیل کی کہ فضل اللہ المجاہدین علے
القاعدین درجۃ ۔ اور یہ امر اگرچہ ظاہر ہی مگر ترغیب و تحریض ہی ۔ اور مراد درجہ سے وحدت نہین اور پھر فرمایا کہ وکلا وعد اللہ الحسنی ۔ یعنے بے عذر بیٹھ رہنے
والے اور جہاد کرنیوالے ہر فریق کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا و لیکن مرتبون مین فرق ہوگا پھر جو آیندہ فضیلت مین درجات فرمایا یہ تاکید اول ہی
اور اسی سے ظاہر ہی کہ درجہ اور درجات ایک ہی ہی اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی کہ جسقدر چاہے فضیلت عطا فرماوے اور کمالین مین کہا کہ یہ اکثر مفسرین کا
قول ہی اور مفسر نے جو اختیار کیا یہی ابن جریج و سدی وغیرہما سے مروی و راولی ہی اور حاصل یہ کہ دونون صورتون مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جنکو عذر سے
استطاعت نہین اور آگے کے کلام مین درجات کے لحاظ سے قاعدین بلا عذر مراد ہین چنانچہ فرمایا ۔ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اور فضیلت دیدی اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر یعنے بغیر عذر بیٹھ رہنے والون پر ۔ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ باجر عظیم
ف حاصل آنکہ جو لوگ بلا عذر کے جہاد سے بیٹھ رہے انپر تو مجاہدین کو فضیلت باجر عظیم ہی پھر اجر عظیم کو بیان کیا ۔ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ ۔ منازل بعضہا فوق بعض
من الکرامۃ ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت منزلتین کرامت مین بعض سے بعض اونچی ہی ۔ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۔ اور مغفرت و رحمت یعنے غفر اللہ لہم مغفرۃ
ورحمہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انکی کامل مغفرت کی اور پوری رحمت فرمائی پس انکو نصب اسوجہ سے نہین کہ درجات پر عطف ہین جیسا کہ دیگر مفسرین نے کہا بلکہ اسوجہ سے
کہ یہ دونون مفعول مطلق ہین اپنے افعال مقدر سے لیکن اگر عطف ہون تو اجر عظیم سے بدل ہونگے مگر معنے مین تعسف ظاہر ہوگا پھر ابن زید نے فرمایا کہ درجات کی تعداد سات ہین جو اللہ تعالیٰ
نے سورہ براۃ مین بقولہ ذلک بانہم لا یصیبہم ظما ولا نصب ولا مخمصۃ الآیۃ سے ذکر فرمائے ہین اور ابن جریج سے مروی ہی کہ سلف مین لوگ کہتے کہ اسلام ایک درجہ ہے اور اسلام
ہجرت کرنا ۔ اور ایک درجہ ہی اور ہجرت مین جہاد کرنا ۔ اور ایک درجہ ہی اور جہاد مین قتل ہونا ۔ اور ایک درجہ ہی اور بعض نے ستر درجہ بیان کیے اور صحیح بخاری مین
ابو ہریرہ رض سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین سو درجے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے واسطے مہیا کیا ہے ہر دو درجون کے
بیچ مین اسقدر فرق ہی جتنا آسمان و زمین کے بیچ مین ہی سو جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ یہ اوسط جنت

واعلیٰ ہو اور اس سے اوپر عرش الرحمن ہو اس سے جنت کی نہرین جاری ہین - وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا - لاولیاۂ - رَّحِیْمًا - باہل طاعۃ مغفرت فرمانے والا اپنے اولیا کے واسطے - رحمت فرمانے والا اپنی بندگی کرنیوالون پر ہو ف یہ آیت کریمہ ایسی ہو کہ نازل ہونیکے بعد اسکا حکم شائع ہونے سے پہلے ہی اسمین تغیر ہوا چنانچہ براء بن عازبؓ سے روایت ہو کہ جب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون الخ تو رسول اللہ صلعم نے زید بن ثابت کو بلایا انھون نے لکھا پھر ابن ام مکتوم نے آکر اپنے نابینا ہونیکی شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر مترجم کہتا ہے کہ معنے یہ ہین کہ پہلے تو آیہ کریمہ یون نازل ہوئی - لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ - پھر اسمین یون تغیر ہوا - لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر الخ - اور زید بن ثابت سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے املا فرمایا - لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ - پھر ابن ام مکتوم آیا اور آنحضرت صلعم مجھے املا فرماتے تھے پس ابن مکتوم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون کہ اگر مجھے جہاد کے واسطے استطاعت ہوتی تو مین جہاد کرتا اور ابن ام مکتوم اندھے آدمی تھے پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر وحی فرمائی اور حضرت صلعم کی ران میری ران پر تھی پس مجھپر نہایت بھاری ہوگئی یہانتک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران پچی ہو کر پھٹ نجاوے پھر آنحضرت صلعم سے نزول وحی کی حالت جب روان ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا - غیر اولی الضرر - اس حدیث کو بھی بخاریؒ نے روایت کیا ہو - وقدروی عنہ نحوہ ومعناہ الامام احمد وابوداؤد وعبد الرزاق وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ آیت مین قاعدون سے وہ لوگ مراد ہین جو بدر کی لڑائی سے پچھڑ گئے اور مجاہدون سے وہ جو بدر مین گئے تھے اور کہا کہ جب غزوۂ بدر آیا تو عبد اللہ بن جحش وابن ام مکتوم نے کہا کہ ہم دونون اندھے ہین پس آیا ہمکو اجازت ہو تب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر - اور قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین درجۃ - مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جو اہل ضرر ہین آور قولہ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ - مین قاعدین سے وہ مراد ہین جو بدون عذر کے پچھڑ رہے - رواہ الترمذی وقال حسن غریب شیخ ابن کثیرؒ نے بھی اسی تفسیر کو پسند کیا اور ذکر کیا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ مین اقوام یعنے چند قومین ہین کہ نہین چلتے تم کوئی راہ اور نہین طے کرتے کوئی بیابان مگر یہ اقوام اسمین تمھارے ساتھ ہوتے ہین تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ساتھ ہوتے ہین حالانکہ وہ مدینہ ہی مین سے نکلے نہین - آپ نے فرمایا کہ ہان انکو تو عذر نے روک لیا ہو - رواہ البخاری واحمد وابوداؤد وغیرہم معلقا جزما ومسندا - پھر ابن کثیرؒ نے قولہ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ - سے استدلال کیا کہ جہاد فرض عین نہین ہو بلکہ فرض کفایہ ہو مترجم کہتا ہو کہ فرض عین کے یہ معنے کہ ہر ہر متنفس پر اسکا بجالانا واجب ہو جیسے نماز - اور فرض کفایہ یون کہ یہ فعل ادا ہو جانا چاہیے ضرور خواہ ہر ہر ادا کرے یا بعض ادا کردین اسیواسطے اگر سب نہ ادا کرین یعنے کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہونگے - اور معالم مین لکھا کہ جاننا چاہیے کہ جہاد فی الجملہ فرض ہو مگر اتنی بات ہو کہ اسکی دو قسمین ہو جاتی ہین ایک فرض عین اور دوم فرض کفایہ یعنے بعض وقت تو فرض عین ہو جاتا ہو اور بعض وقت فرض کفایہ ہوتا ہو پس فرض عین اسوقت ہوتا ہو کہ کافر لوگ کسی ایسے ملک پر حملہ آور ہون جو مسلمانون کا ہو تو ایسی صورت مین اس ملک کے ہر مرد پر جو مکلف یعنے عاقل بالغ ہو خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ واجب ہو جاتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ کو نکلے خواہ فقیر ہو یا تونگر ہو پس غرض تو ہر ایک مکلف مرد پر فرض عین ہو اور اسی صورت مین اس ملک کے پڑوس جو ملک ان سے دور ہو وہان والون پر فرض کفایہ ہو پس جن لوگون پر صدمہ نازل ہوا اگر انسے کفایت کار نہو جائے تو دور والے مسلمانون پر واجب ہوگا اور وہی کافی ہوگئے تو دور والون پر کچھ ادا فرض نہوئی الا بطریق اختیار - اور واضح رہے کہ اس قسم مین محتاج لوگ اور غلام داخل نہین ہوتے ہین جیسے قسم اول مین داخل ہین - پھر اسی دوسری قسم کے قبیل سے ہو کہ جب کافر لوگ اپنے ملکون مین چین کرتے ہون تو مسلمانون کے ۱۹

امام پر واجب ہی کہ کوئی سال خالی نہ چھوڑے بلکہ خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے اپر جہاد کرے تاکہ جہاد کرنا معطل نہ ہو جاوے اور جو شخص کہ جہاد کی استطاعت رکھتا ہی اسکے واسطے مختار یہ ہی کہ باوجود اسکے کہ فرض کفایہ ادا ہو گیا ہو یعنے بعض دوسروں نے جہاد کر لیا ہو تاہم جہاد سے باز نہ رہے اگرچہ اسپر واجب نہیں ہی ف۲ عرائس البیان میں ہی کہ قولہ تعالی فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما - مجاہدین وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالی کے مشاہدہ میں مراقبہ کے ساتھ اپنی جانیں قربان کر دیں اور قاعدین وہ ہیں جو درمیان طلب میں درنگی و سستی کر گئے اور طالب جمال بنکر کوشش میں قصور کر گئے اسوجہ سے کہ بعض حظوظ بشریت میں توجہ کر گئے - پس اجر عظیم یہی مشاہدہ الٰہی و اسکا قرب ہی اور نیز اسمیں اشارہ ہی کہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر لوگوں کو کرتے ہیں یعنے نیک کام کی ہدایت اور بد کام سے منع کر کے جہاد کرتے ہیں انکو ایسے لوگوں پر جو اس سے بیٹھ رہے ہیں اجر عظیم ہی مترجم کہتا ہے کہ کلمہ حق کہنا سلطان جور کنندہ کے پاس افضل جہاد ہے اور اسکے فضائل بہت مذکور ہیں فتدبر

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ

جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے مغلوب

فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

اس ملک میں کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں سو ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ

وَسَآءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

اور بہت بری جگہ پہونچے مگر جو ہیں بے بس مرد اور عورتیں اور لڑکے نہ کر سکتے ہیں تلاش

حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

اور نہ جانتے ہیں راہ سو ایسوں کو امید ہی کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے

عَفُوًّا غَفُورًا ۝

معاف کرنے والا بخشتا

ونزل فی جماعۃ اسلموا ولم یہاجروا فقتلوا یوم بدر مع الکفار - اور نازل ہوا یہ کلام ایسی جماعت کے حق میں جنہوں نے اسلام لاکر ہجرت نہ کی پھر بدر کی لڑائی میں کافروں کے ساتھ مارے گئے رواہ البخاری عن ابن عباس اور ضحاک نے بھی اسی کے مانند تفسیر کی مگر ان لوگوں کو منافق کہا اور سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسی مشرک کے ساتھ مجتمع ہوا اور رہا وہ بھی اسی کے مثل ہی رواہ ابو داؤد اور سدی نے عباس بن عبدالمطلب و عقیل و نوفل کے قید ہونے کے قصہ میں ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے عباس کو فرمایا کہ تم اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دو تو عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمنے آپ کے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی اور جیسے تم شہادت دیتے ہو وہ شہادت نہیں دی تو آپنے فرمایا کہ ای عباس تمنے جھگڑا کیا تو جھگڑے میں پکڑے گئے پھر آپ نے یہی آیت قولہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ الآیہ - ان کو پڑھ سنائی رواہ ابن ابی حاتم حاصل آنکہ چند اہل مکہ مسلمان ہوے تھے مگر انھوں نے ہجرت نہ کی حالانکہ ہجرت اسوقت فرض تھی پھر بدر کے روز کافروں کے ساتھ نکلے اور بعض انمیں سے مارے گئے اور بعضے گرفتار ہوے اور مومنین کو مقتول ہو جانے والوں پر ملال ہوا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی تھے پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی - واضح رہے کہ نزول اگرچہ خاص ہے مگر حکم عام ہے پھر بعد فتح مکہ کے ہجرت کا حکم تو نہیں رہا مگر یہ باقی ہی کہ مشرکوں میں جہاں اپنے دین کے اعمال بخوبی ادا نہ کر سکیں وہاں سے بشرط استطاعت دار الاسلام میں

ہجرت کرنا واجب ہی۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ۔ یہ صیغہ ماضی کا ہی تو تانیث بوجہ حقیقی نہونے کے تو فتہم نہین فرمایا اور اگر مضارع ہی تو اصل مین تتوفاہم تھا۔ اور ملائکہ اگرچہ جمع ہی مگر مراد فقط ملک الموت علیہ السلام ہین جیسے قولہ اذ قالت الملائکة یا مریم۔ مین فقط جبرئیل علیہ السلام مراد ہین۔ اور بعض نے کہا کہ ملک الموت مع اپنے مددگارون کے مراد ہین۔ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ۔ دراصل ظالمین تھا نون بسبب اضافت کے ساقط ہوا۔ پھر ظالم ہونا انکا۔ بالمقام مع الکفار وترک الہجرة۔ بوجہ کافرونکے ساتھ مقیم رہنے اور ہجرت نہ کرنے کے تھا باوجودیکہ ہجرت اسوقت فرض تھی (المعنی) جن لوگون کو ملک الموت وانکے ساتھیون نے ایسی حالت مین قبض کیا ہو کہ یہ لوگ اپنی جانون پر ظالم تھے یعنے مشرک وکافر تھے۔ قَالُوۡا۔ لہم موبخین۔ تو کہا ملائکہ نے ان لوگون سے ملامت وجھڑکی دیتے ہوے۔ فِیۡمَ کُنۡتُمۡ تم کس امر مین تھے۔ ای فی ای شئی کنتم فی امر دینکم۔ یعنے دین کے بارہ مین تم کس حال مین تھے۔ اور ابوحیان نے کہا کہ معنے یہ کہ تم کس حال مین تھے ضعیف تھے یا قوی تھے۔ قَالُوۡا۔ لہم معتذرین۔ بولے یہ لوگ عذر کرتے ہوے فرشتون سے کہ۔ کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ عاجزین عن اقامة الدین۔ ہم عاجز تھے دین کو ٹھیک طور سے قائم کرنے سے۔ فِی الۡاَرۡضِ۔ زمین مین اور مراد تمام زمین نہین بلکہ زمین مکہ مین جہان مشرکون کا غلبہ تھا۔ قَالُوۡۤا۔ لہم توبیخا۔ تو فرشتون نے ان لوگون سے ملامت کے طور پر کہا۔ اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِیۡهَا۔ کہ کیا زمین اللہ تعالیٰ کی وسیع نہ تھی کہ تم مہاجرت کرتے یعنے ایک جگہ چھوڑکر دوسری جگہ چلے جاتے یعنے من ارض الکفر الی بلد آخر کما فعل غیرکم۔ زمین کفر سے کسی دوسرے شہر مین جہان اسلام کو اچھی طرح کھلے خزانے ادا کرسکتے جیسے تمہارے سوا دوسرون نے کیا کہ مکہ چھوڑکر مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے چلے آئے قال تعالیٰ۔ فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان ظالمون کے لیے حکم دیا کہ ان مذکورہ بالا لوگون کا ٹھکانا جہنم ہی اور بری جگہ ہی از راہ بازگشت کے یہ یعنے جہنم برا ٹھکانا ہی پس ساءت کا مخصوص بالذم لفظا ہی ہی جو مفسرین نے مقدر کر دیا۔ پس یہ عذاب ان لوگون کو جنھون نے باوجود استطاعت کے ہجرت نہین کی اور جنکو استطاعت نہین وہ معذور فرمائے چنانچہ باستثناء منقطع فرمایا۔ اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ۔ الذین۔ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَةً۔ سواے ان لوگون کے جو مستضعفین ہین مردون وعورتون وولدان ہین یعنے وہ لوگ کہ نہین استطاعت رکھتے ہین کسی حیلہ کی۔ ای لا قوة لہم علی الہجرة والنفقة۔ یعنے نہ تو انکو ہجرت کرنے کی قوت اور نہ انکے پاس راہ کا خرچ کچھ نہین ہی۔ اور اولیٰ یہ ہی کہ کہا جاوے کہ نہ تو انکو کافرون کے پنجہ سے بچکر نکلجانیکا کوئی حیلہ ملتا ہو وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلًا۔ طریقا الی ارض الہجرة۔ اور نہ پاتے ہین کوئی سبیل یعنی راہ طرف زمین ہجرت کے۔ یعنی اور نہ انکو اس ملک کی راہ ملتی ہی جہان ہجرت کرجاوین اسلیے کہ مکہ سے مدینہ تک راہ نہایت دشوار گذار ہی جو لوگ ہمیشہ آتے جاتے ہین وہ چوک جاتے ہین اور نیز راہ مین کوئی امن نہین بسبب انکے عورت ہونے یا ضعیف ہونے کے۔ اسیواسطے حق عزوجل نے انکو معذور فرمایا فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ ایسے لوگ تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ انسے درگذر فرمادے۔ اور چونکہ عسی یعنے امید دلانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تو وہ قطعی ہی کیونکہ اس کے پورے ہونے سے کوئی مانع نہین لیکن بندون کو امید مین رکھا۔ وَکَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا۔ یعنے اللہ تعالیٰ بہت عفو کرنے والا بخشنے والا ہی پس اللہ عزوجل نے بے حیلہ لوگون کو عفو فرمایا خواہ مرد ہون یا عورتین یا ولدان۔ بعض نے کہا یعنے غلام جمع ولید کی اور بعض نے کہا یعنے لڑکے پس وارد ہوگا کہ لڑکون کا ایمان بھی مقبول ہی بر وجہ تکلیف ہواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معذورون مین شمار کیا اور عنقریب تفسیر قولہ مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ الآیہ۔ مین گذرچکا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول ابن عباس رض کہ مین اور میری ماں ان لوگون مین سے تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

معذور فرمایا۔ کما رواہ البخاری وغیرہ اور گویا ابن عباسؓ نے اپنے والد حضرت عباس کو معذورین میں ہونیکا اشارہ فرمایا اور سدیؒ سے عنقریب اوپر گذرا ہے ف عرائس میں ہے کہ قولہ لایستطیعون حیلۃً ولا یہتدون سبیلا ایسی قوم کی طرف اشارہ ہے جنکو نور شہود نے مجاہدات میں سیر کرنے سے بٹھلا دیا اور انوار کبریائی میں سے نکلنے سے فنا کر دیا اور مشاہدۂ ذات میں ایسے فانی ہوئے کہ اب وہ انسے مشاہدۂ صفات کی طرف رجوع نہیں کر سکتے ہیں اور علیٰ ہٰذا نہ صفات سے اسمار کی طرف اور نہ اسمارے افعال کی طرف اور نہ افعال سے خلق کی طرف انکو رجوع کرنیکی طاقت ہے بلکہ وہ تو حیرت ذات میں فنا ہیں اور بعضے انہیں سے میدان ازل وابد میں ایسے حیران ہیں کہ جامۂ بشریت کے لحاظ سے اگر ایک دم راحت کی فکر کریں تو انسے ممکن نہیں کیونکہ خلق کی طرف انکو کوئی راہ نہیں ہے اور وہ قبضۂ قدرت الوہیت میں مستضعفین ہیں اور دریا قدم میں غرق ہیں شیخ ابو سعید خراز نے فرمایا کہ یعنی وہ لوگ جنکو بلاء نے گرفتار کر لیا اور انپر قابو پا گئی یہانتک کہ وہی انکا وطن ہو گئی پھر علم بلاء ثابت کر کے انسے بلا کا مشاہدہ فنا کیا گیا اور علم حق ثابت کر کے انسانیت پر جو بلا آئی تھی مردود کی گئی اور یہ اسوقت کہ انکے آثار محو کرنے کے بعد انکی صفات انکو واپس دیے گئے پس اسوقت وہ مصداق قولہ لایستطیعون حیلۃً ولا یہتدون سبیلا۔ ہیں مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ مراد ہے کہ اپنی خودی کے وقت صفات بمقتضائے انسانیت خود قوت رکھتے تھے پھر علم حق دینے اور آثار محو کرنے کے بعد جب صفات جو سلب کر دیے گئے تھے پھر واپس ملے تو اب انکو اپنے مقتضا کے موافق نکلنے کی قدرت نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ

اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے اُسکے مقابلہ میں جاگہ بہت اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اُسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکو ثواب اللہ پر

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۠ 159

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اس کلام سے اہل وہم کو قدرت حق کی طرف ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اسکے حکم کی فرمانبرداری میں فارغ البال ہونیکی خوشی دلائی۔ اور فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اسکے مرضیات کی راہ میں اسکے حکم کے موافق جس نے ہجرت کی پس اسمیں دلالت ہے کہ ہجرت میں نیت خالص ہونا چاہیے چنانچہ حدیث صحیح میں عمرؓ بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اعمال تو نیت پر ہیں اور ہر شخص کے واسطے وہی ہے جو اسنے نیت کی پس جسکی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہو یعنے نیت خالص ہو تو اس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف قرار پاویگی اور جسکی نیت بغرض دنیا ہو کہ اسکو حاصل کریگا یا کوئی عورت جس سے نکاح کریگا تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جسکی طرف ہجرت کی ہے رواہ البخاری وغیرہم اور یہ حدیث متواتر المعنی یا مشہور ہے پس حق عزوجل نے وعدہ دیا کہ جس نے خالص نیت سے اللہ ورسول کی طرف ہجرت کی يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا تو وہ پاویگا زمین میں مراغم کثیر۔ مفسر رحؒ نے مراغم بمعنے مہاجر لکھا ای وہ جگہ جہاں ہجرت کر کے آیا ہے کما قال عبد الرحمٰن بن زید بن اسلمؒ پس معنے یہ ہوے کہ زمین وسیع ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہجرت کرے اسکو ایسی بہت جگہیں ملینگی جہاں ایمان کے ساتھ رہے۔ اور ابن عباسؓ و ایک جماعت تابعین نے کہا کہ مراغم ایک زمین سے دوسری میں منتقل ہو جانے و جانے کی جگہ۔ اور یہی جید ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ جہاں کراہت رکھتا تھا وہاں سے ایسی جگہ آنا جو اس سے دور ہے اور نحاسؒ نے کہا کہ معالی انکے

مشتق ہین کیونکہ لفظ مشتق از رغام بمعنے خاک ہی اور بولتے ہین رَغَمَ انف فلان یعنے اسکی ناک خاک آلودہ ہوئی ویقال راغمت فلانا یعنی مین نے اسکو چھوڑدیا اور اسکو دشمن کرلیا پس مراغم وہ جگہ جہان کافرون کو چھوڑ کر آیا اور بعض نے کہا کہ مراغم اسوجہ سے کہ علی رغم انف القوم۔ اسنے آسودہ ہوکر رہنے کا ٹھکانا پایا۔ وَسَعَةً ۔ فی الرزق۔ اور رزق مین کشایش ؛ ایسا ہی قتادہ رح وغیرہم سے مروی ہی حاصل آنکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نیت سے اپنا مال و منال چھوڑ کر ہجرت کر گیا اسکو اللہ تعالیٰ آرام سے رہنے کا ٹھکانا دیتا ہی جس سے کافرون کی ناک خاک آلودہ ہوتی اور وہ ذلیل و خوار دیکھتے رہجاتے ہین اور اسکو اللہ تعالیٰ رزق مین بھی وسعت دیدیتا ہی۔ واضح ہو کہ علوم کتاب و سنت سے یہ بات ثابت ہی کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے خالص نیت ہونے پر امور دین سب مین ایسی ہی آسانی و ثواب ملتا ہی پس نیت خالص یقین کامل کے ساتھ عجیب عمدہ چیز ہی یہانتک کہ کہا گیا کہ مومن کی سچی نیت اسکے کام سے بہتر ہی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ ۔ فی الطریق کما وقع لجندع بن ضمرۃ اللیثی۔ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۔ اور جو نکلے اپنے گھر سے درحالیکہ سچی نیت سے ہجرت کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی طرف پھر اسکو موت نے پالیا۔ یعنے راہ مین مرگیا جیساکہ جندع بن ضمرۃ اللیثی کے ساتھ واقعہ ہوا تو واقع ہوا یعنے ثابت ہوا اسکا ثواب اللہ تعالیٰ پر۔ یعنے اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا کہ اسکو ثواب عطا کریگا۔ واضح ہو کہ روایت ابن اسحاق وغیرہ جندع بضم جیم وسکون نون وضم دال وآخر عین ہی اور واحدی نے جندب لکھا اور ضمرہ بفتح اول وسکون ثانی وصححہ فی الاستیعاب لیکن ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ضمرہ بن جندب نے رسول اللہ صلعم کی طرف ہجرت کی پھر راہ مین مرگئے پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم بسند رجالہ ثقات اور ظاہر آنکہ اصح قول جندع بن ضمرہ ہی واللہ اعلم۔ اور زبیر بن العوامؓ سے روایت ہی کہ خالد بن حزام حبش کی طرف ہجرت کی راہ مین انکو سانپ نے کاٹ کھایا وہ مرگئے حالانکہ ہم لوگ حبشہ مین انکا انتظار کرتے تھے جب انکی وفات کی خبر سنی تو مجھے بہت ملال ہوا اسلیے کہ قریش مین ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی اسکی قوم و قرابت مین سے تھا مگر میرے ساتھ بنو اسد بن عبدالعزیٰ مین سے سوائے خالد بن حزام کے کوئی نہ تھا اور نہ امید تھی پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اثر غریب ہے اور وارد ہوتا ہی کہ قصہ تو مکی ہی قبل ہجرت کا اور آیت مدنی ہی پس شاید مراد یہ ہو کہ اس حکم مین شمول ہوا اور یہ نہین کہ نزول کا سبب یہ ہوا واضح ہو کہ حج یا عمرہ یا جہاد یا ہجرت کسی سفر مین خالص نیت سے جاوے اور مرجاوے تو اسکو قیامت تک اس فعل کا ثواب ملیگا اور مجاہد کو شہید کا ثواب ہوگا اور علما نے کہا کہ دینی غرض سے ہر سفر مانند علم دین سیکھنے وغیرہ کے سب کا یہی حکم ہی واللہ اعلم۔ اور آیت مین دلالت ہی کہ جو شخص کسی ایسے ملک مین ہو جہان مشرکین بھرے ہین یا ایسا ملک ہو جہان کھلے خزانہ لوگ گناہون کے مرتکب ہون تو آدمی پر وہانسے ہجرت واجب ہی بشرطیکہ ہجرت پر قادر ہو کیونکہ آیت اگرچہ سبب خاص مین ہو مگر اعتبار عموم لفظ کا ہی اور ظاہر آنکہ کسی زمانہ و مکان کی خصوصیت نہین اور اسکو مدارک مین صرح بیان فرمایا اور صحیح مین جو حدیث ہی کہ بعد فتح مکہ کے اب ہجرت نہین تو مراد اس ہجرت سے یا تو وہ ہجرت خاصہ ہی جو قبل فتح مکہ کے تھی یا بنا بر قول بعض کے مکہ فتح ہونے سے پہلے بدون ہجرت کے ایمان مقبول نہ تھا اسکو منسوخ فرمایا کہ اب وہ بات نہین ہی بالجملہ اسی قسم کی تاویل ہوگی کیونکہ دیگر احادیث وارد ہین جنین ہجرت بعد فتح و آخر زمانہ مین ہونا معلوم ہوتا ہی آیت کریمہ کے معنے یہ ہین کہ جو شخص اپنے گھر و وطن سے رسول اللہ کی طرف ہجرت کرے جو مین ہجرت بجانب حق عزوجل ہے اور وہ راہ مین مرجاوے تو اسکو ثواب ایسے شخص کا ملیگا بلکہ قیامت تک ملیگا جس کی ہجرت پوری ہوگئی۔ اور اللہ تعالےٰ پر اس کا ثواب واجب ہوا

اور یہ واجب ہونا کچھ استحقاق کی راہ سے نہین جیسا کہ عامۂ معتزلہ سمجھتے ہین بلکہ او تعالیٰ نے محض کرم وفضل سے اُسکے واسطے وعدہ فرما دیا ہی جسکا واقع ہونا واجب سے کہین بڑھکر ہی جسکو بندون کے اطمینان کے لیے واجب سے تعبیر فرمایا اور بات یہ کہ کریم ورحیم کا وعدہ خلاف نہین ہونا کہان کہ حق ارحم الراحمین کا وعدہ کہ کبھی خلاف نہوگا اسیواسطے فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک نیت بندون کے واسطے غفور اور مہربان ہی پس وہ خالص نیت کرتے مگر عبادت حقیقی جو ادا نہین ہو سکتی اگر نیت کی قدر بھی اُسے پوری ہوئی تو بھی او تعالیٰ اپنے کرم سے انکے ناقص کامونکو قبول کرتا اور بخشتا اور رحمت فرماتا ہی ف عرائس مین لکھا کہ قولہ ومن یہاجر فی سبیل اللہ الآیۃ۔ یعنے جسنے اپنے وطن کو جو نفس ہی چھوڑکر ولایت تفرید کی طرف ہجرت کی یعنے اپنے نفس و اُسکی خواہشون سے خارج ہوا اور اللہ تعالیٰ کی محبت مین اپنا جان و مال قربان کیا اور عرش سے تحت الثری تک کوئی چیز ایسی نہ رہی کہ اُسکے قلب کو وہان سکون ہو تو وہ ایسی مین ہین یعنے انٹی ہیات موجود مین مراغم کثیر پاتا ہی یعنے نور توحید سے منور ہے مقامات انس وقدس پاتا ہی اور سعت یہ کہ اُسکے قرب وصال کے نشاط انوار ایسے پاتا ہی کہ ہر چیز سے سوائے حق عزوجل کے مستغنی ہو جاتا ہی اور عارفون کے لیے قدم ازل کے ملک مین بہت مراغم ہین یعنے صفات جمال وجلال مین مقامات ہین اور سعت یہ کہ علوم ازلی کے خزائن ودائمی مشاہدات ملتے ہین اور نیز اشارہ ہی کہ جو شخص اپنے نفس سے برخلاف اس مین متوطن ہونے سے دل اچاٹ ہوگیا اور پردیسی مسافر کے مانند دنیا مین پھرنے لگا تو اسکو اطراف عالم مین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مین مقامات انوار مشاہدہ بہت کچھ ملتے ہین جس سے اسکا نفس و لمہ شیطانی خوار و ذلیل ہوتا ہی۔ اور استاد نے فرمایا کہ جس نے ماسوائے الٰہی سے اللہ وفی اللہ سفر کیا اور خالص وصحیح نیت اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے رکھی تو وہ کرم قدیم مین بہت وسعت پاتا ہے اور فضل اس کو ناقص قبول فرماکر قرب وکرامت سے سعت عطا فرماتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ قولہ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا۔ یعنے جو شخص کہ اپنی طبیعت وخواہش نفس سے اور نفس کی طاقت وقوت پر بھروسہ کرنے سے اور اسکے عبارات واشارات وعلم ورسم سے نکلکر اللہ تعالیٰ کی راہ مین اُس کے مشاہدہ کا طالب ہوا اور محبت کے ساتھ آنحضرت صلعم کی پیروی کا قاصد ہوگیا پھر بعض امتحانات مین اُسکو ضعف لاحق ہوا اور مجاہدہ کے بعد اُسکو فتور پیش آیا تو بھی او تعالیٰ اپنے کرم سے محروم نہین رکھتا اور اسکے واسطے ثواب وصال حاصل ہی اور اللہ تعالیٰ اُس کو عنایت فرمائیگا اور یہ اس بات پر کہ اُسکی نیت پہلے خالص تھی قبل اسکے کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو چھوڑے اور نفس کے مرادات وخواہشون سے باہر ہو فافہم

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ

اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر

خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ

تمکو ڈر ہو کہ ستاویںگے تمکو کافر البتہ کافر تمھارے دشمن ہین صریح اور جب تو

فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ

انمین ہو پھر انکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت انکی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار

فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

پھر جب یہ سجدہ کر چکین تو پرے ہو جاوین اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھ

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

اور پاس لیوین اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہین کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور سامان سے

Marfat.com

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ
تو تمپر جھک پڑین ایک حملہ کرکر اور گناہ نہین تمپر اگر تمکو تکلیف ہو مینھ سے یا

كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ
تم بیمار ہو کہ اوتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہی منکرون کے واسطے

عَذَابًا مُّهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا
ذلت کی مار پھر جب نماز کر چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پڑے پھر جب

اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝
خاطر جمع ہو تو درست کرو نماز یہ نماز ہے مسلمانون پر وقت باندھا حکم

مترجم کہتا ہی کہ ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے نماز قصر کی اجازت دی اور یہ اسکے کرم سے ہمکو صدقہ ملا اور نماز خوف کا طریقہ بتلایا اور نماز کے موقوت ہونے کا اعلام فرمایا۔ اور تفسیر مین شیخ جلالؒ نے موافق شافعیت کے بیان کیا ہی مترجم انشاء اللہ تعالیٰ ہر مسئلہ مین اقوال ائمہ خصوص حنفیت کے موافق بھی بیان کریگا۔ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ۔ سافرتم۔ اور جب تم یعنے اہل اسلام سفر کرو۔ فِي الْأَرْضِ۔ زمین مین مترجم کہتا ہی کہ ضرب فی الارض اگرچہ مطلقاً زمین مین چلنے کے معنے رکھتا ہی لیکن ائمہ علماء نے اتفاق کیا ہی کہ سفر کرنا مراد ہی اور قولہ فی الارض عام ہی کسی زمین مین سفر ہو اور کوئی سفر ہو کچھ فی سبیل اللہ کی قید نہین ہی اور آگے معلوم ہوگا کہ اسمین اختلاف ہی۔ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔ تو تمپر گناہ نہین۔ فی ان تقصروا من الصلوة۔ اِس بات مین کہ قصر کرو تم نماز مین سے مترجم کہتا ہی کہ اسمین دو احتمال ہین اول تو یہ کہا کہ تمپر قصر کرنے مین گناہ نہین۔ تو معلوم ہوا کہ قصر کرنا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور جمہور نے کہا کہ واجب ہی جیسا کہ آویگا۔ دوم آنکہ نماز مین قصر کرنا اسکے معنے تنگی کرنے کے ہین خواہ اسطرح کہ چھوٹی چھوٹی سورتون سے رکوع و سجود مین فقط تین بار تسبیح کہکر نماز تمام کر دے اور یہی بعض نے سمجھا۔ خواہ اسطرح کہ جیسے مفسرؒ نے کہا۔ بان تردوہا من الربع الی اثنتین کہ نماز کو جو چار رکعت والی ہی دو رکعت پڑھو۔ اور یہی جمہور کا قول ہی پس کمی کی طرف دو رکعت متعین ہین یعنے اس سے کم نہین ہو سکتی لہذا فجر کی نماز مین قصر نہوگا کیونکہ دو ہی رکعت ہین اور مغرب مین بھی نصف کا قصر نہین ہو سکتا اور شاذ بعض لوگ فجر و مغرب مین بھی قصر کے قائل ہوے ہین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے سفر مین قصر کرنیکی اجازت دی۔ مگر ایک شرط فرمائی بقولہ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ اگر تمکو خوف ہو یہ کہ تمہین فتنہ مین ڈالینگے کافر لوگ۔ ای ینالکم بمکروہ یعنے تمکو کوئی ایسی بات کافرون سے پہونچیگی جسکو تم مکروہ رکھتے ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہوا کہ نماز قصر کرنا سفر مین اس شرط سے ہی کہ جب کافرون سے خوف فتنہ ہو اور یہی بعض سلف کا قول و داؤد ظاہری کا مذہب ہی اور جمہور کے نزدیک بدون شرط مذکور کے بھی جائز ہی اگر کہا جاوے کہ شرط تو کتاب اللہ مین صریح مذکور ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ شرط بمعنے قید نہین ہی بلکہ جیسا کہ مفسرؒ نے کہا۔ بیان للواقع اذ ذاک فلا مفهوم لہ۔ یعنے بیان ہی اس چیز کا جو اس وقت مین واقع ہوتا تھا۔ یعنے اُسوقت مین صحابہؓ کے سفر غالباً واسطے جہاد و لڑائی کے ہوتے تھے پس چونکہ واقع ایسا ہی ہوتا تھا اسکا بیان کر دیا پس اسکا کچھ مفہوم نہین جو قید قرار دیا جاوے۔ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا۔ یعنے کافرین کھلے دشمن تمہارے ہین۔ اور مفسرؒ نے ظاہر کیا کہ مبین از ابانت بمعنے بین لازمی ہی اور تمام کلام اسمین کئی بار گذر چکا ہے و بینت السنۃ ان المراد بالسفر الطویل المباح وہو اربعۃ برد وہی مرحلتان ویوخذ من قولہ فلیس علیکم جناح انہ رخصۃ لا واجب وعلیہ الشافعی۔ اور

بیان کردیا سنت نے کہ مراد سفر سے طویل مباح ہی اور وہ چار برد یعنے دو مرحلہ ہی اور قولہ فلیس علیکم جناح سے لیا جاوے کہ قصر کرنا رخصت ہی واجب نہین اور یہی شافعی کا مذہب ہی- **ف** جاننا چاہیے کہ یہان چند امور ہین اول معنے قصر- دوم جواز قصر- سوم- جواز اتمام چہارم معنے شرط پنجم قصر بر رکعت واحدہ و ششم سفر طویل و قصیر و بعض متصلات- پس ان امور مین کلام ضرور ہی جاننا چاہیے کہ قصر کے معنے تضییق کے ہین یعنے تنگ کر دینا اور بعض نے کہا کہ قصر الشئ ضمہ الی اصلہ یعنی کسی چیز کا قصر یہ ہی کہ اسکو اسکی اصل کی طرف پہنچاوے اور بعض نے قصر کے معنے کمی کے لیے پس تضییق تو اسطرح کہ تعداد رکعات مین چار کی دو ہو جاتی ہین اور اسیقدر نسبت کافی ہی اور دوسرے معنے پر اسطرح کہ ابتدا مین نماز دو رکعت سے تھی پھر سفر مین اپنے اصل پر رہی اور حضر مین زیادتی ہوئی جیساکہ صحیح کی حدیث حضرت عائشہؓ مین صریح مروی ہی اور بنا تفسیر کمی کے ظاہر ہی- اور ایک قوم کا قول ہی کہ مسافر کی دو رکعتین قصر نہین بلکہ قصر یہ ہی کہ خوف مین ایک رکعت پر اقتصار کرے اور یہی جابرؓ سے مروی ہی اور یہی قول عطاء و طاوس و حسن و مجاہد کا ہی اور موید اسکی یہ حدیث ابن عباس وغیرہ ہی کہ سفر مین دو رکعت بزبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری نماز ہی کم نہین ہی-ھ اور ان لوگون کے نزدیک شرط مذکور اپنے حال پر باقی ہی اور اکثر اہل علم کے نزدیک ایک رکعت پر اقتصار کرنا روا نہین ہی خواہ خوف کی حالت ہو یا امن کی حالت ہو ذکرہ فی المعالم- اور ابن کثیرؒ نے آن تقصروا کی تفسیر مین کہا ای ان تخففوا یعنے تخفیف کرو- اور ذکر کیا کہ جمہور نے اس سے یہ سمجھا کہ نماز کی کیت مین گھٹا دو بایں طور کہ چار رکعت والی کو دو رکعت رکھو اور اسی سے انھون نے سفر مین نماز کے قصر پر استدلال کیا ہی- وقال فی المعالم سفر مین قصر کرنا باجماع امت روا ہی مترجم کہتا ہے کہ اجماع قصر پر ہے ولیکن قصر کے معنے مین اختلاف ہونے سے اختلاف معنوی پیدا ہو گیا پس شیخ ابن کثیرؒ نے جو معنے قصر کے لیے یعنے چار رکعت والی کو دو رکعت رکھنا تو بدین معنے قصر کے اوپر اجماع نہین بلکہ جمہور علما اسکے قائل ہین پھر ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ صفت سفر مین تین قول ہین ایک یہ کہ سفر طاعت ہونا ضرور ہی جیسے حج یا جہاد یا عمرہ یا طلب علم وغیرہ کا قصد ہو اور یہ ابن عمر و عطاء اور ایک روایت مالکؒ سے ہی اور دوسرا قول یہ کہ سفر مباح ہو بشرط آنکہ مسافر اسمین عاصی نہو اور یہ امام شافعی و احمد وغیرہم کا قول ہی اور سوم یہ کہ مطلق سفر خواہ مباح ہو یا محظور ہو اور یہ قول امام ابوحنیفہ و ثوری و داؤد کا ہی بسبب عموم آیت کے مگر جمہور نے انسے خلاف کیا ہی- قال فی المعالم پھر اسمین اختلاف ہی کہ آیا تمام کرنا یعنے چار رکعت والی نماز کو چارون رکعت سفر مین تمام کرنا جائز ہی یا نہین تو اکثر اہل علم کے نزدیک قصر کرنا واجب ہی اور یہی قول حضرت عمر و علی و ابن عمر و جابر و ابن عباس رضی اللہ عنہم کا اور حسن بصری و عمر بن عبد العزیز اور قتادہ وغیرہ رحمہم اللہ تابعین کا اور یہی مذہب امام مالکؒ و ابوحنیفہ وغیرہم کا ہی کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ نماز اول مین دو رکعت فرض ہوئی پھر نماز سفر اسی پر برقرار رہی اور نماز حضر پوری کی گئی اور ایک قوم کے نزدیک سفر مین تمام کرنا جائز ہی اور یہی حضرت عثمان و سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے کہ چاہے قصر کرے اور چاہے تمام کرے مگر قصر کرنا افضل ہی چنانچہ شافعیؒ نے خود حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ان دونون مین سے ہر ایک بات کی ہی نماز مین قصر بھی کیا اور تمام بھی کی رواہ من طریقہ الخطیب **مترجم** کہتا ہی کہ کلام عائشہ رض محتمل ہی اسپر صریح نہین کہ سفر ہی مین دونون باتین واقع ہوئی ہین ہان ظاہر کلام آیت کریمہ دلالت کرتا ہے کہ قصر کرنا رخصت ہی اسلیے کہ لاجناح کا استعمال رخصت مین ہی اور قولہ لاجناح علیہ ان یطوف بہما- جو طواف صفا و مروہ کے حق مین ہے باوجود سعی واجب ہونے کے تو دفع وہم ان لوگون کا ہی جو گناہ خیال کرتے تھے اور یہان مروی نہین کہ کوئی نماز قصر کو حرج خیال کرتا تھا پس ظاہر وجوب قصر بدلیل سنت ہی، استدرک **قال ابن کثیرؒ** قولہ تعالے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا- تو یہ غالب حال نزول

Marfat.com

آیت کے موافق ہو اسواسطے کہ بعد ہجرت کے ابتدا مین اکثر انکے سفر ایسے ہی مخوف ہوتے تھے بلکہ غزوہ عام یا سریہ خاص ہی کے واسطے اپنے مستقر سے متحرک ہوتے تھے اور منطوق جب غالب احوال کے موافق وارد ہو تو اسکا مفہوم نہین ہوتا یعنے وہ قید نہین ہوتا جیسے قولہ ولاتکرہوا فتیاتکم علے البغاء ان اردن تحصنا۔ای مت زبردستی اکراہ کرو اپنی باندیون پر کہ زنا سے کما دین اگر وہ باندیان احصان چاہتی ہین حالانکہ اکراہ زنا پر کسی حال مین روا نہین خواہ وہ احصان چاہین یا نہ چاہین پس یہ بطریق غالب حال ہو کہ مشرکین ایسا کیا کرتے تھے اور ایسے ہی قولہ وربائبکم اللاتی فی حجورکم الآیۃ۔جیسا کہ گذر چکا۔اور یعلی بن امیہ سے روایت ہو کہ مین نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔اور اب تو یہ حال ہو کہ لوگ بے خوف ہو گئے ہین۔تو عمرؓ نے مجسے فرمایا کہ یہی مجھے بھی تعجب ہوا تھا جو تجھے پیش آیا پس مین نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو صدقہ دیا پس تم اسکے صدقہ کو قبول کرو۔ رواہ احمد ومسلم واہل السنن وقال الترمذی حدیث حسن صحیح اور ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سنت رسول اللہ صلعم ہو۔کما رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ اور ایک روایت مین کہا کہ یہ رخصت آسمان سے اُتری اگر تم چاہو تو پھیر دو۔رواہ ابن مردویہ اور پہلے معلوم ہو گیا کہ ابن عمرؓ وجوب قصر کے قائل ہین اور انسؓ سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو گئے پس آنحضرت صلعم دو دو رکعتین پڑھتے تھے یہانتک کہ ہم مدینہ واپس آئے۔ ابو اسحاق نے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ مین کچھ ٹھہرے تھے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم وہان دس روز رہے رواہ البخاری ومسلم وبقیۃ الجماعۃ۔اور ابن عباسؓ نے کہا کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان درحالیکہ ہم امن مین بیخوف تھے دو دو رکعتین پڑھین رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ والنسائی اور یہی معنے ترمذی ونسائی نے روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہو۔حارثہ بن وہب الخزاعی سے روایت ہو کہ مین نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ منا مین لوگون کے اکثر اور نہایت بیخوف ہونے کی حالت مین دو رکعتین پڑھین رواہ احمد والبخاری اور بخاریؒ کی حدیث ابن عمرؓ مین ہو کہ مین نے حضرت صلعم وابو بکر وعمر کے ساتھ اور ابتدا ر خلافت مین عثمانؓ کے ساتھ دو دو رکعتین پڑھین پھر عثمانؓ تمام کرنے لگے وکذا رواہ مسلم۔اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھی جب یہ خبر پہونچی کہ عثمانؓ نے منا مین لوگون کو چار رکعتین پڑھائین تو انھون نے استرجاع کیا یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جو مصیبت کے وقت پڑھتے ہین اور حضرت صلعم وابو بکر وعمرؓ کے ساتھ دو رکعتین پڑھنا بیان کر کے کہا کہ کاش مجھے چار رکعتون مین سے دو ہی رکعت مل جاتین جو مقبول ہوتین کما فی روایۃ البخاری وغیرہ اور مترجم کہتا ہو کہ عثمانؓ سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہو کہ انھون نے مکہ مین اقامت کی نیت کر لی تھی اس سبب سے چار پوری پڑھین قال ابن کثیر پس یہ احادیث صریح دلالت کرتی ہین کہ قصر کے واسطے یہ شرط نہین کہ خوف موجود ہو پھر ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ بعض علما کا قول ہو کہ قصر سے مراد قصر کیفیت ہو اور قصر کمیت مراد نہین اور یہی مجاہد وضحاک وسدی کا قول ہو اور اعتقاد انکو روایت عائشہؓ سے ہو کہ فرض کی گئین نماز سفر وحضر مین دو دو رکعت پھر سفر کی نماز تو برقرار رکھی گئی اور نماز حضر مین زیادہ کی گئی رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی اور اعتضاد اس تقریر سے کہ جب سفر کی اصل نماز دو رکعت ہوئی تو یہان قصر سے مراد قصر کمیت کیونکر ہو گا کیونکہ جواہ اسکے حق مین فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ۔نہین کہا جاتا ہے اور اس سے زیادہ صریح وہ ہی جو ابن ابی لیلی نے عمرؓ سے روایت کی کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز سفر دو رکعت ہین اور نماز عید الاضحی دو رکعت ہین اور نماز عید الفطر دو رکعت ہین اور نماز جمعہ دو رکعت ہین اور یہ آنحضرت صلعم کی زبان سے پوری پوری نماز ہین بدون قصر کے۔رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اسناد صحیح موافق شرط مسلم ہو اور مسلمؒ نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین قطعاً لکھدیا کہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے سنا ہو اور اس حدیث مین اور دیگر حدیثون مین صریح سماعت ثابت ہو اور انشاء اللہ تعالے یہی صواب ٹھیک ہو اگرچہ یحییٰ بن معین وابو حاتم ونسائی نے

کہاکہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے نہین سنا ہی۔ اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ فرض کیا اللہ تعالی نے تمھارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بان
سے حضر مین چار رکعتین اور سفر مین دو رکعتین اور حالت خوف مین ایک رکعت پس جیسے حضر مین فریضہ سے پہلے اور بعد کو نماز پڑھتا ہی ویسے ہی
سفر مین بھی پڑھے رواہ مسلم وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ اور سابق کی حدیث عائشہؓ سے بھی اتفاق ہوا کہ نماز سفر دو رکعتین بدون قصر کے
پوری ہین اور یہ حدیث عمرؓ مین مصرح مذکور ہی پس جب ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ سفر کی نماز دو رکعت اصلی ہین بدون قصر کے تو آیت مین قصر
کرنیسے مراد ہوگی کہ اسکی کیفیت مین قصر کرو اور یہ نہین کہ اسکی کمیت مین قصر کرو اور علی ہذا نماز خوف مین بھی بنابر انکے قول کے یہی مراد ہوگی مترجم
کہتا ہی کہ اس مذہب کے دلائل اس امر کے تو ضرور مؤید ہین کہ سفر مین تمام کرنا جائز نہین اسواسطے کہ نماز سفر ہی دو رکعت ہی تو پورا کرنا کچھ معنے نہین رکھتا
اور اسباط نے سدیؒ سے روایت کی کہ نماز جب سفر مین دو رکعت پڑھی گئی تو یہ تمام ہی اور کمی کرنا حلال نہین ہی لیکن اگر کافرون سے
فتنہ کا خوف ہو تو قصر کرکے ایک رکعت پڑھے اور بہت صریح وہ ہی جو سماک الحنفی سے کہاکہ مین نے ابن عمرؓ سے نماز سفر کو پوچھا تو فرمایا کہ دو رکعتین
ہین اور یہ پوری نماز ہی بدون قصر کے اور قصر تو فقط نماز خوف مین ہی تو مین نے کہا کہ نماز خوف کیونکر ہی تو فرمایا کہ امام معہ افسر لشکر کا لشکر کے ایک
گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ انکی جگہ جاوے اور وہ انکی جگہ آوے پس انکو بھی ایک رکعت پڑھاوے تو امام کی دو رکعتین ہونگی اور
ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی رواہ ابن جریر مترجم کہتا ہی کہ ان بعض کا مذہب بھی فی الجملہ قوت رکھتا ہی اور تجھے پہلے معلوم ہوا کہ جمہور
کے نزدیک نماز سفر مین چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھنا قصر ہی اور حدیث عمرؓ در باب قبول صدقہ اسپر صریح دلالت کرتی ہی اور یہ مقام
تفصیل کا نہین ہی اور اس قول جمہور پر ضرور ہی کہ قولہ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ مین تاویل کیجاوے چنانچہ بیان ہوا کہ یہ بنابر غالب احوال کے ہی
پس اسکا کچھ مفہوم نہین یا قصر پر استقرار بدلیل سنت و تواتر معنوی و اجماع ثابت ہی اور معالم مین ذکر کیا کہ بعض نے کہا کہ یہ جملہ شرطیہ اپنے ماقبل سے جدا ہی
اور مابعد سے متصل ہی یعنے اسکا ربط صلوۃ الخوف کے ساتھ ہی۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہی کہ پہلے قولہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من
الصلوۃ ۔ اسیقدر اترا تھا پھر ایک سال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوۃ الخوف کو دریافت کیا تب نازل ہوا قولہ
ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا واذا کنت فیہم الآیہ۔ اور قرآن مجید مین ایسا بہت ہی کہ ایک خبر پوری ہو
گئی پھر اسکے بعد دوسری خبر بیان ہوئی جو ظاہر مین ماقبل سے متصل نظر آتی ہی حالانکہ درحقیقت اس سے جدا اور دوسری خبر ہی جیسے قولہ تعالی
الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین۔ یہ کلام تو زلیخا کی زبان سے حکایت ہی اور اسکے بعد فرمایا ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب
حالانکہ یہ حکایت کلام یوسف علیہ السلام ہی معالم مین مذکور ہی کہ اہل علم نے مسافت قصر مین اختلاف کیا ہی یعنے کتنی مسافت کا سفر ہو تب قصر جائز
ہوگا پس ایک گروہ نے کہا کہ سفر چاہے طویل ہو یا قصیر ہو نماز کا قصر جائز ہوگا۔ یہ حضرت انسؓ سے مروی ہی اور عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھسے جابر بن زیدؒ نے
کہاکہ تو عرفہ مین قصر کر۔ لیکن عامہ فقہا کے نزدیک سفر قصیر مین نماز کا قصر نہین جائز ہی پھر سفر طویل کی مقدار مین اختلاف ہی پس اوزاعیؒ کے
نزدیک ایک روز کی راہ ہو اور ابن عمرؓ و ابن عباسؓ سولہ فرسخ پر نماز کو قصر کرتے اور روزہ افطار کرتے تھے اور یہی مالک و احمد و اسحاق کا مذہب ہی اور
حسن و زہری کے نزدیک دو روز کی راہ ہو اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہی اور سفیان الثوری و ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین روز کی راہ اوسط چال سے ہو
قاحفظہ یہانتک سفر مین نماز قصر کرنا بیان ہوا اور موافق مذہب ابی حنیفہؒ کے تفسیر کلام یون ہی کہ اذا ضربتم یعنے جب تم سفر کرو خواہ سفر واجب ہو یا مستحب
یا مباح یا حرام لیکن ضرور سفر طویل یعنے تین روز کی مسافت ہو۔ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ
یعنے تمپر گناہ نہین کہ نماز مین قصر کرو اسطرح کہ چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھو اور سنن و واجبات جیسے حضر مین پڑھتے تھے ویسی ہی ادا کرو آخر پڑھو

جیسا کہ حدیث مسلم جو اوپر مذکور ہوئی دلالت کرتی ہے اور قولہ فلیس علیکم جناح سے دفع ضیق ہے کہ اہل ایمان کو کمی مین حرج و تنگی خاطر لاحق نہو اگرچہ
پہلے کسی سے گناہ تصور کرنا مروی نہین جیسے قولہ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء ـ وغیرہ آیات مین ہے پس یہ جواز کیواسطے نص نہین خصوص جبکہ احادیث
صحیحہ صریح دلالت کرتی ہین کہ قصر پڑھنا واجب ہے تمام کرنا نہین چاہیے ـ پس ہمنے آیات و احادیث دونون پر عمل کیا اور جولوگ رخصت کہتے ہین
انکے قول مین احادیث کی موافقت نہین ہے اور قولہ ان خفتم ان یفتنکم الآخر کا بیان وہ ہے جو اوپر مفصل بیان ہوا آپ آگے نماز خوف ادا کرنیکا بیان ہے
وَاِذَا كُنْتَ ـ یا محمد حاضرا ـ فِیْهِمْ ـ وہم یخافون العدو ـ اور جب ہو تو اے محمد حاضر ان لوگون کے درمیان میں اور حالت یہ کہ وہ لوگ اپنے
دشمن سے خوف رکھتے ہون ـ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ـ پس تو نے انکے واسطے نماز قائم کی یعنے انکو پڑھانا شروع کی اگر کہا جاوے کہ نماز
خوف تو جائز ہے خواہ حضرت صلعم انمین حاضر ہون یا نہون چنانچہ اس زمانہ مین بھی روا ہے تو مفسرؒ نے جواب دیا ہذا جری علی عادۃ القرآن فی الخطاب
فلا مفہوم لہ ـ یہ تو قرآن کے خطاب مین عادت کے موافق جاری ہے اسکا کچھ مفہوم نہین ـ یعنے خطاب قرآن مجید مین اسطرح عادت ہے کچھ قید کی نظر سے
نہین ـ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ ـ تو چاہیے کہ کھڑا ہو ایک گروہ انمین سے تیرے ساتھ یعنے نماز پڑھنے کو اس سے ظاہر ہو گیا
کہ تتاخر طائفۃ ـ یعنے ایک گروہ باقی آدمیون کا متاخر رہے ـ وَلْيَاْخُذُوْٓا ـ ای الطائفۃ التی قامت معک ـ اور چاہیے کہ لے لیوین
یعنے وہ گروہ لیوے جو آپ کے ساتھ کھڑا ہے ـ اَسْلِحَتَهُمْ ـ معہم ـ اپنے ہتھیارون کو یعنے اپنے ساتھ لیوے ـ فَاِذَا سَجَدُوْا
اے صلوا ـ پھر جب اس گروہ نے سجدہ کر لیا مفسرؒ نے بنابر مذہب یون کہا ـ ای صلوا ـ یعنے نماز پڑھ لی ـ فَلْيَكُوْنُوْا ـ ای الطائفۃ
الاخری ـ پس چاہیے کہ ہون یعنے دوسرا گروہ ـ مِنْ وَّرَآئِكُمْ ـ یحرسون الی ان تقضوا الصلوۃ وتذہب ہذہ الطائفۃ تحرس ـ تمہارے
پیچھوڑے حراست و نگہبانی کرتے رہین یہانتک کہ تم نماز ادا کرو اور چلا جاوے یہ گروہ نگہبانی کرنے لگے ـ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى
لَمْ يُصَلُّوْا ـ اور آوے دوسرا گروہ جنھون نے نماز نہین پڑھی ـ فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ
وَاَسْلِحَتَهُمْ ـ معہم الی ان یقضوا الصلوۃ ـ پس نماز پڑھین تیرے ساتھ اور لیوین اپنا حذر و اپنے ہتھیار اپنے ساتھ جہانتک کہ نماز
تمام کرین ـ وقد فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فی بطن نخلۃ رواہ الشیخان ـ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخل مین ایسا ہی کیا
جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث مین ہے ـ ف ـ مترجم کہتا ہے کہ حاصل کلام بنابر تفسیر مذکورہ کے یہ ہے کہ امام المسلمین لشکر کے دو فرقہ کرے ایک فرقہ
تو دشمن کے سامنے نگہبانی کرتا رہے اور دوسرا فرقہ امام کے پیچھے نماز مین شریک ہو اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لیوین ـ پھر جب یہ لوگ سجدہ کرین اور
مراد اس سے یہ کہ نماز پڑھین تو دوسرا فرقہ اس حالت مین دشمنون کے سامنے کھڑا رہے تمہاری حفاظت کیا کرے یہانتک کہ تم نماز پوری کرکے
چلے جاؤ اور پھر دوسرا فرقہ آوے جسنے نماز نہین پڑھی اور وہ بھی امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے ہتھیار لیے رہین اور احتیاط رکھین ـ پھر واضح ہو کہ
اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ دونون رکعتین پڑھے اور یہ تمام کرکے چلے جاوین اور دوسرا فرقہ آوے اسکے ساتھ
دو رکعت پڑھے تو اس صورت مین امام کی چار رکعتین بدو سلام ہونگی اور قوم کے ہر ایک فرقہ کی دو دو رکعت ہونگی اور یہ معالم مین شافعیؒ کے
طریق سے حضرت جابرؓ سے بطن نخل مین آنحضرت صلعم کا اسطرح ادا کرنا مذکور ہے اور بطن نخل ایک مقام ہے مکہ و طائف کے درمیان اور معالم
مین کہا کہ اسمین زیادہ موافقت بظاہر قرآن ہے اور نماز مین بھی احوط ہے اور حراست مین کامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذا سجدوا فلیکونوا من
ورائکم ـ یعنے جب وہ نماز پڑھین پھر فرمایا ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا ـ یہ دلالت کرتا ہے کہ گروہ اول تو نماز پڑھ چکا ـ اور دوسرے گروہ نے
نہین پڑھی ہے اور پھر فرمایا فلیصلوا معک ـ اور اسکا مقتضا یہ ہے کہ پوری نماز پڑھین پس ظاہر اس سے یہ ہوا کہ ہر فرقہ امام کو اپنی نماز تمام کرکے

Marfat.com

چھوڑے اور اس صورت مین چونکہ زیادہ آنا جانا نہین پڑتا اور نماز کے اندر زیادہ کام کرنا نہین پڑتا ہی اس معنے کر کے ناکے حق مین زیادہ احتیاط ہی اور نیز چونکہ ہر فرقہ جب وہ دشمن کے مقابلہ مین ہی تو نماز مین نہین بلکہ یا تو ابھی نماز ادا نہین کی ہی یا پوری کر کے چلا گیا ہی بہر حال جب نماز مین نہو تو حرب و ضرب مین بازو کھولکر مار سکتا ہی اگر احتیاج پڑے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر خاموش کھڑا رہے اور یہ فرقہ دوسری رکعت ادا کر کے نماز تمام کر کے چلا جاوے اور دوسرا فرقہ آوے تو امام اسکو بھی ایک رکعت پڑھاکر خاموش بیٹھا رہے اور قوم والے دوسری رکعت تمام کرین پھر امام انکے ساتھ سلام پھیرے اور ایسا ہی قرات الرقاع مین آنحضرت کا پڑھنا حدیث سہل بن ابی حثمہ مین مذکور ہی اور یہی امام مالک و شافعی و احمد و اسحاق کے قول مین مختار ہی اور اس طریقہ مین امام کی بھی دو رکعتین ہونگی بخلاف اول کے کہ اسمین چار ہو جاوینگی لیکن وہ بھی شافعیہ کے نزدیک جائز ہی اسلیے کہ اول دو رکعت ادائے فریضہ اور دوسری دو رکعت نفل ہونگی اور قوم کی فریضہ ہونگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز انکے نزدیک ادا ہو جاتی ہی اور حنفیہ کے نزدیک چونکہ یہ جائز نہین ہی لہذا صورت اول کی حدیث جابر رض مین تاویل ضرور ہی فافہم۔ اور احتمال ہی کہ قولہ فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم۔ کے معنے یہ ہون کہ جو گروہ مقتدی ہوا امام کے ساتھ جب وہ ایک سجدہ کرلین یعنے ایک رکعت پڑھ لین تو ہو جاوین تمہارے ماورا ریعنے دشمن کے روبرو جاکر کھڑے ہون یا جب وہ سجدہ کرلین یعنے نماز سے فراغت کرلین خواہ باین طور کہ امام ایک رکعت پڑھاکر خاموش رہے اور وہ باقی تمام کرلین یا امام انکو دونون رکعت پوری کردے پھر وہ پھر کر بمقابلہ دشمن جا کھڑے ہون۔ پھر واضح ہو کہ جو طریقہ مقتدیٰ نے نماز خوف کا اختیار کیا موافق روایت سہل بن ابی حثمہ کے یہی مختار شافعی رح ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مختار یہ ہی کہ جو ابن عمر رض سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو تھا پھر یہ گروہ پھر کر بجائے دوسرے گروہ کے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ بجائے انکے نماز مین آیا پس نبی صلعم نے انکے ساتھ دوسری رکعت پڑھی اور سلام دیا پھر یہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی اور وہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی رواہ الترمذی والجماعۃ فی کتبہم ولہذا الحدیث طرق عن جماعۃ من الصحابۃ وقال محی السنۃ کلتا الروایتین صحیحۃ۔ مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ طریقہ یون ہی کہ امام جب دوسری رکعت پر کھڑا ہو تو پہلا گروہ درمیان نماز مین جاکر دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور امام سلام دے اور وہ لوگ سلام نہ پھیرین بلکہ دشمن کے روبرو جا کھڑے ہون پھر پہلا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے پھر دوسرا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے۔ اور یہی ایک جماعت علما کا قول ہی اور واضح رہے کہ جواز ہر دو طریقہ مذکورہ مین بلکہ جملہ طریقون سے جو حضرت صلعم سے ثابت ہوے کچھ کلام نہین ہی صرف اختلاف اسمین کہ شافعی وغیرہم نے اول طریقہ مختار سمجھا اور ابو حنیفہ وغیرہم نے دوسرا طریقہ مختار سمجھا ہی حالانکہ باہم اتفاق ہی کہ ہر دو طریقہ مع دیگر طرق صحیحہ کے جائز ہین **قال ابن کثیر** رح نماز خوف کے انواع کثیرہ ہین کیونکہ دشمن کبھی تو قبلہ کے روبرو ہوگا اور کبھی اس رخ کے سوائے داہنے بائین پیچھے کسی طرف ہوگا اور نماز کبھی چار رکعت والی مانند ظہر کے اور کبھی تین رکعت والی مانند مغرب کے اور کبھی دو رکعت مانند صبح و نماز سفر کے اور کبھی جماعت سے پڑھ سکینگے اور کبھی نہین جبکہ لڑائی باہم مل جائیگی پس اکیلے اکیلے پڑھینگے کبھی قبلہ کی طرف استقبال کرنا میسر ہوگا اور کبھی میسر نہوگا کبھی پیدل اور کبھی سوار قلتُ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مار دھاڑ واقع ہوئی تو نماز ٹوٹ گئی ولیکن بعض نے کہا کہ باہم کفار پر چوٹین لگا سکتے ہین اور اس حالت مین چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہین اور قول اوزاعی رح فی الجملہ موافق قول امام ابو حنیفہ ہے اور حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز عصر مین تاخیر کردی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور فتح قلعہ تستر مین حضرت انس رض سے نماز تاخیر کرنے کی روایت جو آگے آتی ہی اسی پر دلالت کرتی ہی **قال ابن کثیر** اور علما مین سے بعض نے کہا کہ ایسی حالت مین ایک رکعت نماز سے فرض ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ابن عباس مین اوپر مذکور ہوا اور یہی قول احمد بن حنبل کا ہی اور **منذری** رح نے حواشی مین لکھا کہ یہی قول عطا و جابر بن زید و حسن رح و مجاہد

Marfat.com

وحکم وقتادہ وحمّاد کا ہو اور یہی مذہب طاؤس وضحاکؒ کا ہو اور **محمد بن نصر المروزی** سے منقول ہو کہ اُنکے نزدیک نمازِ صبح کو ایک رکعت پڑھنا حالت
خوف مین روا ہو اور یہی مذہب ابن حزم کا بھی ہو۔ اور اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا کہ قتال واقع ہونیکی حالتین ایک رکعت کافی ہو جو ایماء یعنے اشارہ سے
پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک سجدہ کافی ہو کیونکہ وہ ذکر اللہ عزوجل ہو۔ اور دوسرون نے کہا کہ ایک تکبیر کافی ہو پس شاید مراد اس سے ایک رکعت ہو
جیسا کہ امام احمد کا قول ہو اور یہی قول صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمرو دیگر صحابہ رضہ کا ہو۔ پھر **ابن کثیر**رح نے لکھا کہ
علما مین سے بعض نے ایسی حالت مین نماز کی تاخیر روا رکھی بسبب قتال و مار دھاڑ کے جیسا کہ نبی صلعم نے بروز احزاب تاخیر فرمائی۔ پھر تھوڑے
کلام کے بعد شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ لیکن جمہور کے نزدیک نماز خوف مشروع ہونے سے یہ سب منسوخ ہو گیا کیونکہ جسوقت آپ نے غزوۂ خندق مین
تاخیر کر دی یا بنو قریظہ پر لشکرکشی کے وقت جو حکم دیا کہ بنو قریظہ کے موضع مین پہونچکر نماز عصر پڑھین کوئی وہان کے سوائے نہ پڑھے اور صحابہؓ نے
نہ پڑھی یہانتک کہ پہونچتے پہونچتے وقت جاتا رہا تو اسوقت تک نماز خوف کا حکم نہین آیا تھا پھر جب نماز خوف مشروع ہوئی تو اُس سے نماز مین
تاخیر کر دینا منسوخ ہو گیا پھر **ابن کثیر** نے کہا کہ اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہو جو بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح مین لکھا کہ باب الصلوة عند مناہضة الحصون
ولقاء العدو۔ یعنے یہ باب اس بیان مین کہ قلعون پر حملہ واقع ہونے اور دشمن سے بھڑ جانے کے وقت نماز کا کیا حکم ہو پس اس باب مین لکھا کہ
اوزاعیؒ نے فرمایا کہ جب فتح قریب ہو اور اسکے سامان مہیا ہون اور اہل لشکر کو نماز پر قدرت نہو تو ہر شخص اشارہ سے الگ الگ اپنی اپنی نماز ادا
کرلے پھر اگر اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکین تو نماز مین تاخیر کر دین یہانتک کہ لڑائی تھم جاوے یا بخوف ہو جاوین پھر دو رکعتین پڑھین۔ پھر اگر بخوف
نہون تو ایک رکعت دو سجدون کے ساتھ پڑھ لین پھر اگر اسکی قدرت بھی نہ پاوین تو انکو تکبیر کہہ لینا کافی نہین بلکہ نماز مین تاخیر دین یہانتک کہ
امن حاصل ہو اور یہی قول **مکحول**ؒ کا ہو اور حضرت انس بن مالک رضہ نے فرمایا کہ مین قلعہ تستر پر قریب صبح ہو جانے کے حملہ آور ہونے کے وقت
لڑائی مین شامل تھا اور لڑائی خوب بھڑکی اور اہل ایمان کو نماز ادا کرنے کا قابو نہ ملا پس ہم لوگون نے نماز نہین پڑھی یہانتک کہ آفتاب
بلند ہو گیا اور دن چڑھ آیا تب ہمنے نماز فجر ادا کی اور ہم لوگ حضرت ابوموسیٰؓ کے ساتھ تھے پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے قلعہ مذکور فتح کر دیا
حضرت انسؓ نے کہا کہ مجھے اس نماز کے بدلے دنیا و ما فیہا خوش نہین کر سکتی ہو۔ بخاریؒ نے یہانتک ذکر فرما کر اس باب مین غزوۂ احزاب مین
آنحضرت صلعم کی تاخیر فرمانے کی حدیث اور نبی قریظہ پر لشکرکشی کے وقت یہ فرمانے کی حدیث کہ کوئی نماز عصر نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے موضع مین
دونون حدیثین ذکر فرمائین اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ بخاریؒ کے نزدیک خود یہی مختار ہو کہ نماز مین تاخیر کرے پھر **ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ اس قول کو
جو اختیار کرے اسکے واسطے فعل حضرت ابوموسیٰؓ و انکے ساتھیون کا جو انھون نے فتح قلعہ تستر مین کیا ہو اسطرح حجت ہو سکتا ہو کہ غالبًا یہ فعل مشتہر ہوا
اور زمانہ خلافت حضرت عمر بن الخطاب مین واقع ہوا اور یہ مروی نہین کہ حضرت عمرؓ یا اور کسی نے صحابہ رضہ مین سے ان لوگونکے اس فعل پر
انکار کیا پھر **ابن کثیر**ؒ نے لکھا کہ غزوۂ خندق مین نماز خوف مشروع تھی اسلیے کہ غزوۂ ذات الرقاع جسمین آنحضرت صلعم کا نماز خوف ادا کرنا مروی
ہوا ہو وہ غزوۂ خندق سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ جمہور علمائے سیر و مغازی اسپر متفق ہین اور محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و واقدی و محمد بن سعد
کاتب اور خلیفہ بن خیاط وغیرہم نے اسکو صریح منصوص بیان کر دیا اور بخاری وغیرہ نے کہا کہ ذات الرقاع بعد غزوۂ خندق کے ہو واللہ اعلم
مترجم کہتا ہو کہ ارجح یہی قول جمہور علمائے سیر و مغازی ہو کہ ذات الرقاع قبل از غزوۂ خندق ہو اور اسی بنا پر امام مزنی شاگرد امام شافعی
اور امام ابو یوسفؒ شاگرد امام ابوحنیفہ اور ابراہیم بن اسمٰعیل بن علیہ نے کہا کہ نماز خوف منسوخ ہو کیونکہ حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز مین
تاخیر کر دی شیخ ابن کثیرؒ نے ان لوگون کے قول سے بہت تعجب کیا اور کہا کہ چند احادیث سے یہ بات ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم نے بعد غزوۂ خندق کے

بھی نماز خوف پڑھی ہی پھر تاخیر کرنے پر محمول نہ کرنا چاہیے بلکہ جدال و قتال کی وجہ سے ادا کرنیکا قابو نہ پانے پر محمول کرنا جیسا کہ مکحول و اوزاعی نے
کہا ہی اقرب و اقوی ہی واللہ اعلم مترجم کہتا ہی کہ ظاہر کلام شیخ ابن کثیر بھی اسیطرف مائل ہی کہ غزوہ ذات الرقاع قبل از غزوہ خندق واقع ہوا
فافہم۔ سالم بن ذکر فرمایا کہ اکثر علما کے نزدیک خوف کی وجہ سے رکعات کی تعداد مین کمی نہین آتی ہی یعنے مثلاً اگر کفار حملہ آور ہون اور
مسلمانون کے شہر کو گھیر لین جیسے غزوہ احزاب مین ہوا تھا تو مسلمان اپنی نماز مین قصر نہین کرینگے بلکہ مثلاً ظہر کی نماز ہو تو چار رکعت پوری پڑھینگے
جیسا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے اشارہ کیا ہی مگر اس صفت کے ساتھ جو صلوۃ الخوف مین مذکور ہوئی پھر مترجم کہتا ہی کہ اس تمام کلام سے حاصل یہ ہی کہ
نماز خوف کے انواع و اوضاع کئی طرح پر ہین اور نماز خوف ایک رکعت نہین بنابر قول اکثر علما کے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہی اور نیز امام ابو حنیفہ
کے نزدیک اگر ایمار سے بھی ادا نہ کر سکین تو نماز مین تاخیر کرین اور یہی اقوی ہی جیسا کہ دلائل مذکورہ بالا سے واضح ہوا پس جو طعن کرے وہ جاہل ہی
پھر بعض انواع دیگر ذکر کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا ضرور ہی کہ بعض علمانے جو آیت کریمہ کے خطاب یعنے اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ سے
استدلال کیا کہ نماز خوف جبھی تھی کہ آنحضرت صلعم موجود تھے اور بعد آپ کے یہ بات جاتی رہی پس نماز خوف بھی منسوخ ہوئی تو یہ استدلال
کچھ نہین بلکہ خطاب بطور عادت قرآن ہی قید نہین ہی۔ کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ زکوۃ مین فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم وصل علیہم
ان صلوتک سکن لہم الآیہ۔ پس ان خطابات سے زکوۃ دینے سے انکار کرنیوالونکا قول باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مردود ہوا تھے پہلے معلوم
ہو چکا کہ بعد آنحضرت صلعم کے صحابہؓ نے نماز خوف کو ادا کیا ہی اور باوجود اشتہار کے کسی سے انکار ثابت نہین پس وہ مانند اجماع کے ہے جب معلوم ہوا کہ
نماز خوف اب بھی ثابت ہی تو بعض طریقہ اسکے جو اوپر مذکور ہوے انکے سوا بعض دیگر بھی مع ذکر سبب نزول لاتا ہون ابن کثیرؒ نے
ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ بنو النجار مین سے ایک قوم نے حضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ سفر کرتے ہین
پھر نماز کسطرح پر پڑھین تو اللہ عز وجل نے نازل فرمایا واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ۔ پھر وحی زیادہ نہین آئی پھر
اسکے ایک سال کے بعد نبی صلعم نے جہاد فرمایا اور ظہر کی نماز اسمین ادا کی پس مشرکون نے کہا کہ محمد و انکے ساتھیون نے تمکو موقع دیا تھا کہ تم پیچھے
سے انپر حملہ کرتے پس تمنے کیون ایسا نہ کیا پھر ان مین سے بعض نے کہا کہ ایسی ہی ایک نماز انکی اسکے بعد بھی ہی پس اللہ عز وجل نے ظہر و عصر
کے درمیان نازل فرمایا۔ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الآیتین پس نماز خوف نازل ہوئی رواہ ابن جریر و ہو غریب ولیکن شاہد اسکی وہ
حدیث ہی جو مجاہدؒ نے ابو عیاش زرقیؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ عسفان مقام ۱۲ مین تھے اور مشرکین ہمارے مقابلہ
مین آئے اور خالد بن الولید انپر سردار تھے اور یہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے پس رسول اللہ صلعم نے ہمکو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکون
نے آپسمین کہا کہ ہم ایسے حال مین تھے کہ اگر انپر حملہ کرتے تو اچھے اچھے مار ڈالتے پھر بولے کہ ابھی انکی ایک نماز اور آتی ہے جو انکو اپنی جانون
و اولاد سے زیادہ دلپسند ہی پھر جبرئیل علیہ السلام ظہر و عصر کے درمیان یہ آیات لائے۔ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الآیات۔ پھر جب عصر کا
وقت آیا تو رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہم نے ہتھیار لے لیے اور آنحضرت صلعم کے پیچھے سب نے دو صفین باندھین
پھر جب حضرت صلعم نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے
ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسری صف انکی نگہبانی مین کھڑی رہی پھر جب صف اول اپنے سجدے کر کے کھڑی ہوئی تو پچھلی صف والون نے
بیٹھکر اپنی جگہ سجدے کیے پھر اگلی صف والے پچھلی صف والون کی جگہ اور پچھلی صف والے اگلی صف والون کی جگہ ہو گئے پھر جب نبی صلعم نے دوسرا رکوع
کیا تو سب نے رکوع کیا پھر سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسرے صف والے

کھڑے نگہبانی کرتے رہنے پھر جب دے سجدے سے فارغ ہو کر بیٹھے تو دوسری صف والوں نے سجدے پورے کیے اور بیٹھے پھر نبی صلعم نے سب کے ساتھ سلام دیا اور نماز سے فارغ ہوے کہا کہ نبی صلعم نے اسکو دو مرتبہ پڑھا ایک مرتبہ عسفان میں اور ایک مرتبہ بنی سلیم کی زمین میں ۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی واسنادہ صحیح اور ابن عباسؓ کی حدیث میں بھی موجود ہے کہ والناس کلھم فی الصلوۃ ولکن یحرس بعضھم بعضا ۔ یعنے اور حال یہ تھا کہ سب لوگ نماز میں داخل تھے ولیکن بعضے بعض کی نگہبانی کرتے تھے کما رواہ البخاری اور مترجم کہتا ہے کہ حدیث ابو عیاش زرقی میں جو دو مرتبہ آپ کا نماز پڑھنا مذکور ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ دشمن کے قبلہ کی طرف ہونے کی صورت میں دو مرتبہ اتفاق ہوا افہم ۔ اور واضح ہو کہ جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ ہو کر متوجہ ہوے یہانتک کہ ہم لوگ ذات الرقاع میں پہونچے اور کہا کہ ہمارا دستور تھا کہ جب ہم لوگ کسی مقام میں اترتے تو خوب سایہ دار درخت کو حضرت صلعم کے واسطے چھوڑ دیتے پھر وہاں ایک مشرک آیا اور حضرت صلعم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی اسنے آپکی تلوار نکالکر آپ سے کہا کہ تم مجھسے ڈرتے ہو آپ نے فرمایا کہ نہیں ۔ وہ بولا کہ تمکو اب کون مجھسے بچا سکتا ہے آپنے فرمایا کہ تجھسے مجکو اللہ تعالی بچا دے گا پس اسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی پس حضرت صلعم نے اسکو لے لیا اور فرمایا کہ تجھے مجھسے کون بچاویگا ۔ اسنے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جاویں آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود سواے اللہ کے اور میں اسکا رسول ہوں وہ بولا کہ نہیں تو مگر میں آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہیں لڑونگا اور نہ اس قوم کے ساتھ ہونگا جو آپ سے لڑیں پس آپ نے اسکی راہ چھوڑ دی تو اسنے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ میں تمھارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آتا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے رواہ احمد وغیرہ وھو فی الصحیح معالم میں ہے کہ امام احمد نے فرمایا کہ صلوۃ الخوف کے بارہ میں جو چھ میں مروی ہیں انمیں سے ہر ایک عمل کر لینا جائز ہے اور اسکے چھ یا سات طریقے مروی ہیں اور مترجم کہتا ہے کہ اولی یہ ہے کہ قبلہ کی طرف مشرکین کے ہونے وغیرہ اوضاع مختلف ہونے کے موافق جو صفت ان وجوہ میں سے زیادہ انسب ہو اسکا اختیار کر لینا اسوقت اولی ہے جیسا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے اشارہ کیا اور ملاک الامر اسمیں غفلت سے بچاؤ احتیاط ہے و قد قال تعالی ۔ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ ۔ اذا قمتم الی الصلوۃ قول سے چاہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوے یہ بات کہ تم غفلت میں پڑو جسوقت اپنی نماز کو کھڑے ہو ۔ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ اپنے ہتھیاروں اور متاع سے مترجم کہتا ہے کہ یہ متعلق تغفلون کے ہے یعنے تمنا کرتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں و متاع سے غافل ہو جاؤ ۔ اور اسطرح غفلت تمھاری اس مراد سے چاہتے ہیں کہ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۔ بان یحملوا علیکم فیاخذوکم وہذا علۃ الامر باخذ السلاح ۔ پس جھکنا پڑیں تمپر ایکبارگی جھکنا ۔ اسی طور پر کہ تمپر حملہ کرکے تمکو گرفتار کریں اور یہ ہتھیار ساتھ لیکر نماز پڑھنے کی علت ہے ۔ یعنے تمکو اس سبب سے ہتھیاروں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ۔ اور شاید کہ نماز خوف کے واسطے ہو ۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ اور اگر بارش سے تمکو اذیت ہو یا تم مریض ہو تو گناہ نہیں تمپر اس بات میں کہ ہتھیار اپنے پاس رکھ لو ۔ فلا تحملوہا ۔ اور ہتھیار رکھ لینے کے معنے یہ ہیں کہ انکو نماز میں اپنے ساتھ اٹھالے نہ رہو اور اس کلام سے نکلتا ہے کہ عذر ہونے کے وقت ہتھیاروں کو اٹھالے رکھنا واجب ہے اور امام شافعیؒ کے اسمیں دو قول ہیں ایک تو یہی کہ واجب ہے اور دوسرا یہ کہ بغیر عذر کی حالت میں ہتھیار ساتھ اٹھالے رہنا سنت ہے اور اسی قول کو ترجیح دی گئی ۔ اور بخاری وغیرہ نے روایت کی کہ قولہ ولا جناح علیکم الخ نازل ہوا عبد الرحمن بن عوفؓ کے حق میں جو مجروح تھے ۔ اور قول ابو حنیفہ اسمیں یہ ہے کہ ہتھیار لگائے رہیں ہاتھ میں پکڑے نہ رہیں پھر اگر درمیان نماز میں ہتھیار چلانے کی ضرورت پیش آوے تو نماز قطع ہو جاویگی اور اولی یہ ہے کہ ہتھیار ایسی جگہ ہوں کہ فوراً آسانی سے

ہاتھ آجاوین پس قولہ ولیاخذوا اسلحتہم کے معنے یہی ہین اور بعض نے جو کہا کہ ابو حنیفہؒ نماز پڑھنے والون کا ہتھیار رکھنا نماز پڑھنا باطل کہتے ہین تو یہ بہتان ہی صحیح وہ ہی جو مذکور ہوا ہان قولہ ولیاخذوا اسلحتہم کی ضمیر بعض اہل تفسیر کے نزدیک راجح بجانب اس گروہ کے ہی جو دشمن کے روبرو کھڑا ہی جیسا کہ ابن عباسؓ کے کلام سے نکلتا ہی کہ فرقۂ مصلیہ لڑائی نہین کریگا اور یہ بھی مذہب ابو حنیفہؒ کے لیے مؤید ہی کہ مصلی نے اگر ہتھیار اُٹھالئے بغرض قتال کے تو نماز ٹوٹ جائیگی فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل عذر کو (نماز پڑھنے والا ۱۲) وضع سلاح کے باوجود حکم دیا کہ۔ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ من العدو۔ اور لو اپنا بچاؤ یعنے دشمن سے۔ ای احترزوا ما استطعتم۔ یعنے دشمن سے احتراز کرو جہانتک تمکو استطاعت ہی تاکہ تم پر دشمن ناگاہ ہجوم نہ کرے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ ذا اہانۃ۔ اللہ تعالیٰ نے کافرون کے لیے ایسا عذاب مہیا کیا کہ وہ اہانت والا ہی پس جسکو یہ عذاب پہونچا وہ خوار و ذلیل ہوا اور یہ معنی نہین کہ وہ عذاب خود اہانت کرنے والا ہی تاکہ کہا جاوے کہ یہ مجاز ہی اور **بیضاوی**ؒ نے فرمایا کہ مومنون کو پہلے ہوشیاری و بیداری و ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دینے کے بعد اس کلام سے کافرون پر فتح و نصرت کا وعدہ دیا بایں طور کہ عذاب نہین وہ انکی خواری و مغلوب ہونا بمقابلہ مومنین ہی اور یہ وعدہ اسواسطے فرمایا کہ مومنو نکے دل قوی ہوجاوین اور انکو یہ یقین ہوجاوے کہ ہمکو جو ہوشیاری و بیداری کا حکم دیا گیا اسوجہ سے نہین کہ ہم ضعیف ہین اور دشمن غالب ہین بلکہ اسواسطے کہ ظاہری اسباب مین بیداری و تدبیر کی رسم نگاہ رکھین مگر توکل تمامتر اللہ تعالیٰ ہی پر ہی کیونکہ مرجع اسکی طرف ہی پھر فرمایا۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ فرغتم منہا۔ یعنے قضاء بمعنے ادا کرنا۔ اور معنے یہ کہ پھر جب تم فارغ ہو نماز سے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ بالتہلیل والتسبیح تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یعنے تسبیح و تہلیل کے ساتھ۔ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ مضطجعین ای فی کل حال۔ درحالیکہ تم کھڑے اور بیٹھے ہو اور کروٹ پر اور حاصل آنکہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ہر حال مین اور حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم ہر حال مین اپنے اللہ پاک کو یاد کرتے تھے رواہ البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ۔ آمنتم۔ پھر جب اطمینان پاؤ یعنے امن پاؤ۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ ادوہا بحقوقہا۔ تو اقامت کرو نماز کو۔ یعنے نماز کو پورے حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ البتہ نماز مومنون پر کتاب موقوت ہی مفسرؒ نے کہا کہ کتاب مصدر یعنے مکتوب ای مفروض ہے اور موقوت یعنے مقدر وقتہا فلا تؤخر عنہ یعنے اندازہ کردیا گیا ہی اسکا وقت پس اسوقت سے تاخیر نہ کی جائیگی۔ اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہی لہذا انکے نزدیک سوائے مزدلفہ کے ایام حج مین کہ وہان البتہ ظہر و عصر کا جمع کرنا اور مغرب کو عشا مین جمع کرنا مروی ہوا ہی اور کسی وقت مین دو نماز و نکا ایک وقت مین جمع کرنا نہین جائز ہی بخلاف شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک سفر مین چلنے کی حالت مین یا جبکہ چلنے مین جلدی ہو تو جمع کرلینا ظہر و عصر کا ایک وقت مین اور مغرب و عشا ایک وقت مین روا ہی اور کہا گیا کہ حضر مین بھی اگر بیمار معذور ہو تو جمع کرسکتا ہی اور دلیل امام شافعیؒ کی چند احادیث صحاح ہین جنمین جمع حالت حضر مین مروی ہی اور جواب یہی ہی کہ مراد جمع سے یہ ہی کہ مثلاً ظہر و عصر کے ادا کرنے مین بیچ مین الیسا کم وقفہ ہوتا تھا کہ جیسے دونون کو جمع کردیا اسطرح کہ ظہر کے آخر وقت ظہر پڑھی کہ پس ذرا دیر بعد وقت نکل گیا پس عصر کے اول وقت عصر پڑھ لی تو ظاہر ایہ معلوم ہوا کہ دونون ایک وقت مین جمع کردین حالانکہ حقیقت مین اپنے اپنے وقت پر ہوئین موافق آیت کے کہ صلوٰۃ مفروض و موقوت ہے۔ اور جمع کرنا کبیرہ گناہ ہی جیسا کہ قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کی تفسیر مین حضرت عمرؓ سے بسند جید مذکور ہوا اور مزدلفہ مین جو حاجیون کا جمع کرنا مروی ہی وہ خلاف قیاس اپنے مورد پر رہیگا۔ اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ اصول کے موافق جب آیۃ کریمہ مین ایک مرتبہ تخصیص ہوچکی تو پھر دلیل ظنی سے بھی تخصیص روا ہی پس احادیث سے سفر مین جمع کرنا جائز ہونا چاہیے اور جواب اس کا بعض نے یہ دیا کہ اصل یہ ہی

Marfat.com

کہ احادیث اس امر پر نص نہیں ہیں کہ جمع کرنا حقیقی مراد ہے بلکہ انہیں وہی احتمال ہے جو مذکور ہوا کہ ظاہر صورت جمع کرنے کی ہو گئی در حقیقت جمع
نہیں ہے پس جب تک آیت اور حدیث میں توفیق ممکن ہے تب تک تخصیص کا قائل نہونا چاہیے - اور یہ جواب اس طرح رد کیا گیا کہ بعض
احادیث میں صریح جمع اسطرح مذکور ہے کہ تاویل جمع صوری کی گنجایش مستبعد ہے جیسے غزوہ تبوک میں جاتے وقت اگر اول وقت
زوال کے سفر کرتے تو ظہر و عصر جمع کر لیتے اور اگر قبل زوال کے چلتے تو آخر میں ظہر مع عصر کے وقت عصر میں جمع کرتے اور اصل حدیث صحیح مسلم میں
ہے علاوہ بریں صحیح مسلم وغیرہ میں ابن عباس سے بلا عذر مدینہ میں آنحضرت صلعم کا ظہر و عصر جمع کرنا اور مغرب و عشا جمع کرنا مروی ہے اور جواب
یہ ہے کہ ترمذی وغیرہ اجلہ علما نے حدیث ابن عباس مذکور کو متروک العمل قرار دیا پس سلف سے بمنزلہ اجماع کے ہوا تو اس سے استدلال
نہیں ہو سکتا اور غزوہ تبوک کی حدیث کو امام بخاری رح نے معلول و ضعیف کیا ہے و تمام البحث فی الفتح و ترجمۃ المترجم - مترجم کہتا ہے کہ مسئلہ
اختلافی مشہور ہے اور اسمیں خلاف نہیں کہ اگر اپنے اپنے وقت پر بہر حال حضر و سفر میں نماز ادا کی جاوے تو افضل و احوط ہے اور جمع اگر ثابت ہو
تو مباح ہوگا پس احوط یہ ہے کہ جمع نہ کیجاوے واللہ اعلم - اور تمام بحث کا یہ موقع نہیں - یہاں تو یہ غرض ہے کہ کتاب موقوت سے مراد یہ کہ نماز فرض
کی گئی اور اسکا وقت معین و اندازہ کر دیا گیا ہے آور ابن عباس رض و ابن مسعود رض سے ہے کہ کتابا یعنے مفروض ہے آور موقوت کی تفسیر میں کہا کہ نماز کے لیے
بھی مانند حج کے وقت مقرر ہے اور ایسا ہی مجاہد و سالم و امام زین العابدین علی بن الحسین و محمد بن علی اور حسن بصری و سدی وغیرہ سے مروی ہے
اور جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک لڑائی کی حالت میں نماز ادا نہیں ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک ادا ہوتی ہے اور قولہ
قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ الخ کی تفسیر یوں بھی بیان کی گئی جس سے مذہب شافعی رح موافق ہے اسطرح کہ فاذا اردتم قضاء الصلوٰۃ
فاذکروا اللہ ای صلوا قیاما حال المسایفۃ و قعودا حال الرمی الخ یعنے جب تم ادائے نماز کا ارادہ کرو تو یاد کرو اللہ کو یعنے نماز پڑھو کھڑے کھڑے
یہ اسوقت کہ تلوار چلاتے ہو اور بیٹھے بیٹھے اسوقت کہ جب تیر مارتے ہو الخ - اور مفسر رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ یہ تفسیر بالرای اور حرام ہے
انھوں نے اسکو ترک کیا ف عرائس البیان میں لکھا کہ قولہ تعالیٰ و اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ - اس سے ظاہر ہوا کہ بندگی کے واجبات
جبتک اسمیں کوئی رمق باقی ہے تب تک بندے سے ساقط نہیں ہوتی خواہ خوف میں ہو یا امن میں ہو **قال المترجم** پس بعض مبتدعین کا
قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ جب بندہ کمال کو پہونچا تو بدنی عبادت اس سے ساقط ہو جاتی ہے اور یہاں سے تنبیہ ہے کہ خود شیخ نے بعض جگہ
کہا کہ ای عارفین تم سے شہود مقصود ہے نہ مجاہدہ عبادت - ھ - تو اسکے معنے یہ ہیں کہ عبادت تو تمہارا شیوہ ہے اور اس حالت میں اعلیٰ خدمت تم سے
شہود ہے یہ خوب یاد رکھو تا کہ ان گمراہوں سے فریب نہ کھاؤ جو اولیا کے کلام نہیں سمجھتے اور اپنی رائے سے انکے معنے بیان کر کے عوام کو گمراہ
کرتے ہیں - پھر یہ جو کہا کہ کوئی رمق باقی ہے تو شاید رمق سے مراد حیات کی رمق ہو پس موافق اہل ظاہر ہے مگر تحقیق آنکہ بعد موت بھی بندہ اپنی
بندگی پر ہے جیسا کہ اہل جنت کے حالات پر نظر کرنے سے ظاہر ہے اور ظاہر آنکہ رمق سے مراد اپنی خودی کی رمق ہے جیسا کہ آگے کا کلام شاہد ہے قال
اور جسکو وجد و غلبہ میں ہیمان و حیران کی حالت حاصل ہوئی تو وہ مراتب تمکین سے باہر ہو کر مجنون عشق ہو گیا یعنے سالک متمکن نہ رہا بلکہ مجنون
مجذوب سا ہو گیا اور یہ اسمیں ایک طرح کا نقص و علت ہے کیونکہ جو شرع سے وارد ہوا اسکو وہ اپنے ضعف سے برداشت نہ کر سکا **قال المترجم**
سید جیلانی سے منقول ہے کہ اگر میں ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ ابن منصور رح کو اسکے جنون عشق کی لغزش سے نکال لیتا اور حدیث صحیح میں یہ مضمون
آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ مضبوط جفاکش دلیر پسندیدہ ہے اسیواسطے مجذوب کا مرتبہ بسبب ضعف کے کم ہو گیا **قال الشیخ** اسلیے
کہ سلطان الشرع تو اللہ عز و جل کا حق ہے اور سلطان الوجد بندہ کا حظ ہے اور ظاہر ہے کہ سلطان اللہ تعالیٰ اپنے ماسوائے سب پر غالب ہے

اسیواسطے حق تعالیٰ نے رسولون کے سردار حضرت محمد صلعم کو جو بندۂ خاص الخاص تھے حکم دیا کہ بمقام اضطراب تلوین و امتحان مین نماز قائم رکھین حالانکہ آنحضرت صلعم دریاے مشاہدہ مین پیرنے والے تھے اور آپ کے یاحیلان محبت کے شہسوار اور اہل لابت کے سردار تھے پس اگر اہل وجد سے نماز و بندگی کے احکام ساقط ہو جایا کرتے تو اللہ تعالیٰ کیون اپنے حبیب کو جو اہل وجد کے سردار تھے مقام خوف مین فرائض ادا کرنے کا حکم فرماتا قال المترجم شیخ نے یہ مسئلہ بدلیل کتاب و سنت ثابت کیا کہ سواے مجذوب کے کوئی شخص ولی نہین کہ احکام شرعی اسکے ذمہ سے ساقط ہون پس اگر مجنون نہین ہی اور احکام شرعی نماز روزہ وغیرہ ادا نہین کرتا تو وہ مردود ہی مقبول نہین ہی کیونکہ حضرت صلعم سے بڑھکر ہونا ممکن نہین اور جو اسکا معتقد ہی وہ گمراہ کافر ہی پس جب حضرت صلعم کو اس حالت مین ادا ے فریضہ کا حکم دیا تو ہر شخص پر بدرجۂ اولی فرض ہی قال الشیخ اشارہ اسمین یہ ہی کہ قولہ اذا کنت فیھم - ای جب تو انکے درمیان ہو پس ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ نے جیسی نماز بندون سے ارادہ فرمائی ویسے ہی نماز واقع ہوگی - نیز اذا کنت فیھم - ایسی صورت مین نماز راجع ہوگی بندون کی طرف پھر جب تو اُنسے غائب ہوا تو نماز ہماری طرف راجع ہوگی - کیونکہ وہ لوگ تو ابتدا مین وسیلہ پر نگاہ رکھتے ہین اور جب ہم کامل کرکے تجھے غائب کرینگے تو حالت انتہا مین وسیلہ ساقط ہوگا نیز جب تو اُنمین ہوگا تو انکی تعلیم و ادب سکھلانے مین مشغول ہوگا اور جب تو خود اُنسے غائب ہوگا تو ہمارے ساتھ مشغول ہوگا قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ انبیا علیہم السلام بعد وفات بھی ان عبادات مین مشغول رہتے ہین اور یہ مسئلہ سخت مشکل ہی ولیکن سچے ایمان والونکے نزدیک عین ایمان و آسان ہی اور مروی ہی کہ لشکر یزید خبیث کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے وقت سعید بن المسیب کو جو دیوانہ بنکر مسجد شریف مین پڑے تھے وقت نماز کا مرقد منور آنحضرت صلعم سے آواز تکبر معلوم ہوتا تھا - اور احادیث صحاح مین ہی کہ حضرت صلعم نے شب معراج مین بیت المقدس کے قریب موسیٰ کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور مسجد اقصیٰ مین خود انبیا علیہم السلام کی امامت کی حالانکہ طبقات آسمان پر ان انبیا علیہم السلام کو پایا اور نیز بسا اوقات آنحضرت صلعم نے نماز سے سلام کے بعد حضرت موسیٰ کا اونٹ پر سوار بلندی سے اُترتے ہوے بطواف خانۂ کعبہ دیکھنا اور ایسے ہی دیگر انبیا کی نسبت دیکھنا بیان فرمایا ہی اور علماے حق نے اسمین تفہیم و تاویل کا طریقہ مرعی رکھا مترجم نے اشارہ کر دیا واللہ اعلم بالصواب قال الشیخ پس شرع تو بندون پر پوشیدہ ہی یعنے اسرار ابتدا مین مخفی ہوتے ہین اور تجبر مواطن قرب مین شرع کا مشاہدہ رکھنا مشاہدۂ حق مین حجاب ہو جاتا ہی چنانچہ خود حضرت صلعم نے اشارہ فرمایا آنہ لیغان علی قلبی - یعنے میرا تمھارے ساتھ مشغول ہونا میرے قلب پر غین یعنے پردہ ہو جاتا ہی جو مجکو مشاہدہ حضرت حق عز و جل سے مانع ہوتا ہی - قال المترجم تمام حدیث کا مضمون یون ہی کہ میرے قلب پر غین آجاتا ہی اور مین اللہ تعالیٰ سے ستر بار استغفار کرتا ہون اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح مین روایت کیا اور غین ظاہر الامر کے مانند دُھندلا پن ہی یا کوئی اور معنے مراد ہون واللہ اعلم اور علما نے اسمین بہت طول کلام کیا یہان اسکے ذکر کا موقع نہین ہی - قال الشیخ اور نیز قولہ واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ - خطاب فرمایا یعنے آنکہ تو ہی اس امر کو جانتا ہی کہ میری درگاہ کبریائی پاک ہی نمازیون کے وقوف سے اور میرا دریاے قدم منزہ و مبرا ہی اس سے کہ وہان کسیکو دم مارنے کی مجال ہو پس عبودیت کا مرجع تو بندون کی طرف ہی اور ربوبیت کا مرجع میری عظمت و کبریائی کی طرف ہی اور نیز قولہ فاقمت لھم الصلوۃ - یعنے تو نے قائم کی نماز انکے واسطے پس انھین کیطرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ تو میرے مشاہدۂ دیدار عظمت مین غرق ہی خدمت انھین کی طرف نسبت کر دی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے سر باطن سے غیب مین اور غیب الغیب مین اور جلال مشاہدۂ ازلی مین غائب تھے اور یہ ایک خاص مقام تھا جو فقط آنحضرت صلعم کو حاصل تھا اور اسیکی طرف اشارہ فرمایا - لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل - یعنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھکو ایک وقت ہوتا ہی کہ اسوقت کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی نبی مرسل وہان مجھ مین گنجائش نہین پاتا ہی قال المترجم

Marfat.com

علماے محدثین نے تصریح کردی کہ ان الفاظ سے یہ حدیث نہیں ہے اور مترجم کہتا ہے کہ معنے اسکے صحیح ثابت ہیں واللہ اعلم حسین بن منصورؒ
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی مقام نہیں اور نہ وہاں کوئی شہود واستہلاک در حیرت اور نہ کوئی ذہول در عظمت ایسا ہے کہ آداب شریعت سے
منقطع کرے اور نہ اسکا کوئی ایسا مقام ہے کہ جسمیں موحدین کو واقف کرکے شاہد شریعت کردیا ہو پس موحدین پر شریعت کا جاری کرنا دوسروں کی
آگاہی کے لیے ہے خود موحدین کے واسطے نہیں ہے اور اس قول کی صحت حضرت حق تعالیٰ کے اِس کلام سے ہوتی ہے کہ فرمایا واذا کنت فیھم فاقمت
لھم الصلوۃ چنانچہ اقامت صلوٰۃ کو انکے واسطے ادب قرار دیا اور آنحضرت صلعم خود تو عین الحصول میں تھے کہ انکا رجوع اپنے تصرفات میں غیر
حق کی طرف نہیں تھا اور اپنی سعی میں کسی غیر کو مشاہدہ نہیں کرتے تھے بعض نے کہا کہ فیھم سے اشارہ ہے کہ جب تک تو اُنمیں ہے تو نماز قائم ہے
اور جبھی تو اُن میں سے غائب ہوا تو صلوٰۃ میں اقامت یعنی پوری درستی نہو گی قال المترجم اسمیں شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنھم کو یہ سخت غم
تھا کہ اب وہ نماز نہیں جو حضرت صلعم کے پیچھے پڑھتے تھے اور حضرت انسؓ سے صحیح مانند اسکے اس مضمون کا موید مروی ہوا ہے فلیتذکر قولہ
تعالیٰ فلوا قضیتم الصلوۃ واضح ہو کہ نماز جلسے خدمت و مناجات ہے پھر جب بندے نے اسکو تمام شرائط سے پورا کیا تو اسکا پھل یہ حاصل ہوتا ہے
کہ صفائی کے ساتھ دائمی یاد اسکے دل میں ہو جاوے اور یہی یاد مقام مراقبہ و مشاہدہ ہے پس حق تعالیٰ نے محصول مقام بیان فرمایا اور اسی کی
تاکید کیواسطے بڑھایا قولہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔ اسمیں اشارہ ہے کہ جب تم مقام نماز سے خارج ہو تو تم کو چاہیے کہ تمام اوقات
میں ایسے رہو کہ گویا نماز میں ہو اسواسطے کہ نماز تو بعینہ یاد الٰہی ہے اور نماز کی صورت ایسا کرتی ہے کہ ذاکر کو مذکور کے نور سے اپنی طرف مشغول
رکھتی ہے اور حاصل یہ کہ جب تم الصلوۃ یعنی جلسے سے خلاص پاؤ تو اپنے تمام انفاس میں مراقبہ کے ساتھ مجھکو یاد رکھو اسواسطے کہ تم میرے
مشاہدہ میں ہو اور یاد کے ساتھ تمنے یاد کے اسباب سے استراحت پائی ہے پس قیام میں تمھارا یاد کرنا یہ ہے کہ میرے جلال وعظمت میں متحیر ہو
اور قعود میں تمھارا یاد کرنا یوں کہ اچانک سطوات کبریائی کی منڈ بھیر سے ساقط ہو کر حالت وجد میں ہو جاؤ اور علی جنوبکم تمھارا یاد کرنا یہ کہ دیدار
قدم وبقا میں مضمحل ہو جاؤ پھر جب تم حالت تمکین میں ہو جاؤ اور میرے ذکر کے انوار سے بھر جاؤ تو ساحت راحت میں تم کو ابواب رخصت
واستراحت سے نکلنا چاہیے اور مقام نماز کی طرف رجوع کرو پس ربوبیت میں تمھاری آخری سیر میری عبودیت میں تمھاری ابتدا ہے پھر واضح ہو
کہ اللہ عزوجل نے اپنی خدمت کے واسطے اوقات مقرر کردیے ہیں جنمیں عظمت وکبریائی کا ظہور ہوتا ہے جس سے بندے فنا ہونے کے قریب
ہو جاتے ہیں اور اگر یہ بات دائمی ہوتی تو خلائق اسمیں جل جاتے اور سب بندے فنا ہو جاتے اور یہ تو ظاہر بات ہے کیونکر حدوث کو جلال قدم سے
مواجہہ ہو سکتا ہے اور جس نے یہ جرات کی کہ مناجات عظمت میں حد سے بڑھکر تعرض کیا وہ غیرت حق عزوجل سے فتور میں پڑگیا بہر حال نماز کے واسطے تو ایک
وقت مقرر کیا اور ذکر کے واسطے کوئی وقت نہیں مقرر کیا اسواسطے کہ ذکر تو آفتاب و چاند کی کرنیں ہیں جو غیب سے ذاکر کے اوپر پہنچتی ہیں جس سے اہل محبت
وعشق کی اور اہل توحید کی زندگی ہے لیکن یہاں ضعیف وابستہ لوگوں کا بیان ہے واللہ اعلم شیخ ابو عثمانؒ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جملہ عبادات کے واسطے
وقت مقرر کردیا ہے سواے ذکر کے کہ ذکر نے کا ہر حال و ہر وقت میں حکم دیا۔ استادؒ نے فرمایا کہ ظاہری وظائف سب موقت ہیں اور ذکر سے حضور قلبی دائمی ہے

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ
اور سست مت ہو کافروں کے درپے ہونے میں اگر تم ایسے ہو کہ درد اٹھائے ہو تو وے لوگ بھی درد اٹھائے ہوئے ہیں جیسے تم درد اٹھاتے ہو اور تمکو تو اللہ تعالیٰ کی طرف

مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾
سے وہ امید ہے جو انکو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکمت والا ہے

ع ۱۵

منزل

ونزل لما بعث صلی اللہ علیہ وسلم طائفۃ فی طلب ابی سفیان واصحابہ لما رجعوا من احد فشکوا الجراحات اور جب احد کی لڑائی سے واپس ہو کر حضرت
رسول اللہ صلعم نے ایک گروہ اہل ایمان کو کفار مکہ وابو سفیان واسکے ساتھیوں کے تلاش کرنے پر آمادہ کیا اور انھوں نے شکایت کی کہ ہم بہت مجروح وزخمی ہیں تو
نازل ہوا۔ وَلَا تَهِنُوا تضعفوا۔ اور مت ضعیف ہو۔ فِي ابْتِغَاءِ طلب۔ تلاش کرنے میں۔ الْقَوْمِ۔ الکفار لتقاتلوھم۔ قوم کافروں کے
ف تاکہ اُنسے لڑو۔ اور مراد کافروں سے کفار مکہ ہیں اگرچہ لفظ عام ہے۔ حاصل آنکہ راہ خدا میں جہاد کرنے کے لیے کافروں کی تلاش میں ضعیف
مت ہو۔ اِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ تجدون الم الجراح۔ اگر تم متالم ہو یعنے زخمی ہونیکا درد پاتے ہو۔ فَاِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ۔ ای
مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم۔ تو وہ بھی دردناک ہیں جیسے تم دردناک ہو حاصل آنکہ وہ بھی تمھارے مثل ہیں حالانکہ وہ تمھاری لڑائی سے تجبن
یعنے نامردی نہیں کرتے ہیں پس تم بھی مت ضعیف ہو بلکہ تم کو انسے زیادہ رغبت چاہیے اسلیے کہ۔ وَتَرْجُونَ۔ انتم۔ تم امید رکھتے ہو۔ مِنَ اللّٰهِ
من النصر والثواب علیہ۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ف نصرت و ثواب کی اپنے جہاد کرنے پر۔ مَا لَا يَرْجُونَ ھم فانتم تزیدون علیھم بذٰلک فینبغی ان تکونوا
ارغب منھم فیہ۔ جو امید وہ لوگ نہیں رکھتے ہیں پس تمکو انپر اس بات میں زیادتی حاصل ہے تو چاہیے کہ تم اُنسے زیادہ لڑائی میں رغبت کرو۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بکل شیء
یعنے علیم ہے ہر چیز کا خواہ کلی ہو یا جزئی ہو کبھی اور کیسی ہی ہو خواہ کسی چوری چھپے رات و دن خواہ ظاہر و باطن کیسی ہی کی ہو۔ حَكِيْمًا۔ فی صنعہ۔ جو اسنے کیا وہ
تمام حکمت سے ہے پھر آگے ایک ایسے شخص کا قصہ بطریق معجزہ بیان فرمایا جسنے چوری کی اور بندوں پر ظاہر نہیں ہوئی وہ اللہ تعالیٰ نے کھولدی اور اسمیں بڑی حکمت

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ
بیشک اُتاری کتاب تجپر حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے لوگوں کے درمیان اُسکے ساتھ جو دکھلایا تجھے اللہ نے اور مت ہو تو دغابازوں کی طرف سے
105 خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ
جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور مت جھگڑ ان لوگوں کی طرف سے جو اپنے
106 اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِـيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ
جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں آتا جو دغاباز گنہگار ہو چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپتے ہیں
107 مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝
اللہ سے اور وہ انکے ساتھ ہے جب رات کو سوچ کر بناتے ہیں ایسی بات جس سے وہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہے
ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
دیکھو تم لوگ جھگڑے انکی طرف سے دنیا کی زندگی میں سو کون جھگڑیگا اللہ تعالیٰ سے انکی طرف سے قیامت کے دن
108 اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْھِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ
یا کون ہوگا انکا کام بنانے والا اور جو کوئی کچھ گناہ کرے یا اپنی جان کا برا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو پاوے اللہ تعالیٰ کو
109 غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ۝
بخشنے والا مہربان اور جو کوئی کماوے گناہ سو وہ اپنی ہی جان پر کماتا ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے
وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ 110 ع ١٦
اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر اسکا طوفان لگاوے کسی بے گناہ کو سو اُسنے سر دھرا بہتان اور صریح گناہ۔

وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ وَرَحۡمَتُہٗ لَہَمَّتۡ طَّآئِفَۃٌ مِّنۡہُمۡ اَنۡ یُّضِلُّوۡکَ ؕ وَمَا یُضِلُّوۡنَ

اور اگر نہوتا تجپر فضل اللہ تعالیٰ کا اور اسکی مہر تو قصد کیا ہی تھا ایک جماعت نے انمین سے کہ تجکو بہکا دین اور بہکا نہین سکتے

اِلَّاۤ اَنۡفُسَہُمۡ وَمَا یَضُرُّوۡنَکَ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ وَاَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَعَلَّمَکَ

مگر اپنے آپکو اور تیرا کچھ بگاڑ نہین سکتے اور اللہ تعالیٰ نے نازل کی تجپر کتاب اور کام کی بات اور تجکو سکھلایا

مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَکَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا ۝ ۱۱۸

جو تو نہین جان سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجپر بہت بڑا ہے

وسرق طعمۃ بن ابیرق درعا وخباہا عند یہودی فوجدت عندہ فرماہ طعمۃ بہا وحلف انہ ما سرقہا فسال قومہ النبی صلعم ان یجادل عنہ ویبرءہ فنزل ۔ جاننا چاہیے کہ مفسرین شان نزول موافق بیان معالم وغیرہ کے یہ ذکر کیا کہ طعمہ بن ابیرق نامے ایک شخص نے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتا تھا ایک زرہ چرائی اور اسکو ایک یہودی کے پاس جسکا نام زید تھا چھپا دی پھر زرہ مذکورہ اسی یہودی کے پاس پائی گئی پس طعمہ نے اسی کو چوری لگائی اور قسم کھا گیا کہ مین نے یہ زرہ نہین چرائی ہی پھر طعمہ کی قوم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ مجادلہ کرین طعمہ کی طرف سے اور اسکو بری کرا دین ورنہ وہ سخت بدنام ہو کر تباہ ہوگا اور حضرت صلعم نے یہ قصد بھی فرمایا تب یہ کلام نازل ہوا رواہ ابن مردویہ من طریق العوفی عن ابن عباس واستغربہ ابن کثیر اور امام ترمذی وابن جریرؒ نے من طریق محمد بن اسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن ابیہ عن جدہ قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والے بنو ابیرق کہلاتے تھے انکے نام بشر و بشیر و مبشر تھے اور بشیر انمین سے مرد منافق تھا جو اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہجو مین شعر کہتا مگر منسوب کر دیتا کہ فلان عرب نے یہ شعر کہا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم جب یہ شعر سنتے تو کہتے کہ یہ شعر اسی خبیث کا کہا ہوا ہی یا شاید ایسا ہی ہو جیسا یہ کہتا ہی اور یہ بنو ابیرق زمانہ جاہلیت مین اور نیز اسلام مین بھی فقیر و محتاج لوگ تھے اور لوگون کی غذا مدینہ مین جو اور چھوارے تھے ہان اگر کسیکو آسودگی ہوتی اور ملک شام سے گیہون کی لادی آتی تھی تو وہ اسمین سے بقدر وسعت خرید لیتا اور وہ مخصوص خود ہی کھاتا اور عیال و اطفال وہی جو اور چھوارے کھاتے رہتے چنانچہ شام سے گیہون کی لادی آئی اور میرے چچا رفاعہ بن زید نے گیہون کی ایک گون خرید کر اپنی بخاری مین بھر دی اور اسمین ہتھیار و زرہ و تلوار بھی تھی پھر ایک رات اس بخاری کی چھت نیچے کی طرف سے کاٹی گئی اور سیند لگا کر اسمین سے ہتھیار و طعام نکالا گیا پھر صبح کو میرے چچا رفاعہ نے مجھسے آکر بیان کیا کہ بھتیجے آج رات ہماری بخاری مین سیند لگا کر طعام و ہتھیار ہمارے چوری گئے پس ہمنے یہ سنکر تمام احاطہ مین تلاش و جستجو کی تو ہمسے کہا گیا کہ رات ہمنے بنو ابیرق کو آگ روشن کرتے دیکھا تھا اور جہانتک ہم دیکھتے ہین ہماری رائے مین وہین روشنی تھی جہان سے تمہارا اناج گیا ہی اور بنو ابیرق بھی ہمسے کہہ چکے تھے کہ ہم بھی احاطہ مین دریافت کرتے اور پتہ لگاتے ہین تو انھون نے ہمسے آکر کہا کہ واللہ ہم جان گئے کہ تمہارا چور وہ لبید بن سہل ہی ۔ اور یہ شخص لبید ہم مین سے مرد صالح مسلمان تھا چنانچہ جب اسنے یہ سنا تو تلوار کھینچکر ان لوگون پر آیا اور کہا کہ ہان مین چوری کرونگا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ یا تو تم اس چوری کو ثابت کرو ورنہ مین یہ تلوار تم مین پیوست کر دونگا ۔ یہ سنکر کہنے لگے کہ بھائی تو ہمسے الگ رہ تو چور نہین ہی پھر ہمنے احاطہ مین پتا لگایا یہانتک کہ ہمکو شک نہین رہا کہ چوری کرنے والے وہی بنو ابیرق ہین پس مجھسے میرے چچا نے فرمایا کہ بھتیجے اگر تو رسول اللہ صلعم سے جاکر اسکو بیان کرتا تو خوب تھا پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والون نے یہ ظلم برپا کیا کہ میرے چچا رفاعہ بن زید کا طعام اور ہتھیار سیند دیکر چرا لئے سو وہ ہمارے ہتھیار پھیر دین اور رہا اناج تو اسکی ہمکو حاجت نہین ہی پس نبی صلعم نے

فرمایا کہ میں اس بارہ میں حکم کرتا ہوں پھر جب بنا ابیرق نے سنا تو انہوں میں سے ایک شخص اسید بن عروہ کے پاس مجتمع ہوئے اور احاطہ والے بھی بعضے
آگئے اور بنو ابیرق نے اسید بن عروہ کیساتھ اس بارہ میں گفتگو کی اور آکر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قتادہ بن النعمان و اسکے چچا رفاعہ نے یہ حرکت
کی ہی کہ ہم میں سے ایک گھر والے نیک مسلمانوں کو بدون گواہوں و ثبوت کے چوری لگاتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ میں گفتگو کی
تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ایک گھر کے لوگوں کو جنکا مسلمان صالح ہونا بیان کیا جاتا ہی بدون گواہان و ثبوت کے چوری لگائی پس میں لوٹ آیا اور تمنا کرتا تھا کہ
کاش میں اپنے کسیقدر مال سے درگذرتا اور میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ میں گفتگو نکی ہوتی پھر میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور مجھے پوچھا کہ بھتیجے تو نے کیا کام کیا پس
میں نے انکو وہ خبر دی جو مجھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا تو میرے چچا نے کہا واللہ المستعان ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہیں پھر بہت دیر نہیں گذری تھی کہ
قرآن مجید نازل ہوا تب رسول اللہ صلعم ہتھیار لیے ہوئے تشریف لائے اور وہ دیدیے جب میں اپنے چچا رفاعہ کے پاس لیکر آیا جو زمانہ جاہلیت ہی میں اندھے ہوگئے تھے
یا کہا کہ آنکو دھیا بند ہوگیا تھا ابو عیسیٰ کو اس لفظ میں شک پڑگیا ہی کہ راوی نے کیا فرمایا تھا۔ بہرحال قتادہؓ نے کہا کہ ہم یہ جانتے تھے کہ انکا اسلام مدخول ہی پھر جب ہتھیار لیکر
میں انکے پاس آیا تو انھوں نے مجھے فرمایا کہ بھتیجے یہ ہتھیار اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہیں تو میں جان گیا کہ انکا مسلمان ہونا سچے دل سے درست ہی تا آخر حدیث
(و قد رواہ ابن المنذر و غیرہ) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ۔ القرآن۔ ہمنے تجھ پر کتاب اُتاری یعنے قرآن۔ بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ ہمنے اُتارا۔ لِتَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ تاکہ تو لوگوں کے درمیان وہ حکم کرے جو اللہ نے قرآن میں تعلیم کیا ف حاصل یہ کہ ہمنے تجھ پر قرآن اُتارا دیا ہی کہ اسکے موافق لوگوں میں
حق حکم دے جیسا کہ قرآن میں تعلیم کیا یہاں حکم یقینی کو بوجہ قوی ظہور کے بمنزلہ آنکھ سے دیکھنے والی چیز کے قرار دیا۔ اور عمرؓ سے روایت ہی کہ کوئی تم میں سے یوں
نہ کہے کہ قضیت بما ارانی اللہ تعالیٰ میں نے وہ حکم دیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا۔ ھ۔ یوں نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا دیکھنا فقط اپنے نبی
صلعم کیواسطے رکھا تھا پس یہ چاہیے کہ اپنی رائے سے کوشش کرے اور رسول اللہ صلعم کی طرف سے جو رائے تھی وہ بھی صواب تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ
آپکو دکھلاتا تھا اور ہم میں سے کوئی ہو اسکی رائے تو ظن ہوگی علم یقینی نہوگی۔ واضح ہو کہ اسمیں دلیل ہی کہ حضرت صلعم جو حکم کرتے وہ وحی الٰہی سے
ہوتا تھا۔ بعضے عاموں نے دھوکا کھایا جب کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اجتہاد (گمان غالب ۱۲) کرتے تھے۔ یہ خطا ہی بلکہ جو آپ نے دیکھا وہ حق دیکھا اور
وہی اللہ تعالیٰ کو علم دینا منظور تھا۔ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا۔ اور تو چوروں کے واسطے جھگڑا مت کیجیو ف جیسے
طعمہ وغیرہ نے تجھے دھوکا دینا چاہا پس حکم عام ہے اسیواسطے بلفظ جمع فرمایا اگرچہ نزول فقط طعمہ کے حق میں مذکور ہوا یا کہا جاوے
کہ طعمہ مع اسکی قوم کے مراد ہیں کیونکہ قوم والوں نے جب اسکے بری ہونے پر گواہی دی اور اسکی طرف سے جھگڑے تو خیانت کے گناہ
میں اسکے شریک ہوئے (السراج) اور حاصل آنکہ تو خائنوں کی طرف سے مخاصم مت ہو۔ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ۔ اور استغفار کر
اللہ تعالیٰ سے ف یعنے یہ جو تو نے قصد کیا تھا کہ طعمہ کی طرف سے مخاصمت کرے اور اسکی بریت کرے اس قصد سے استغفار کر اسلیے کہ یہ
قصد بھی تیرے بزرگ مرتبہ کے لائق نہیں ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی ف اور اسمیں دلالت ہی کہ
کسی کو دوسرے کی طرف سے مقدمہ نالش وغیرہ میں وکالت و خصومت کرنا روا نہیں تاوقتیکہ یقین نہ جانے کہ یہ شخص سچا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فقط
قصد پر آنحضرت صلعم کو استغفار کا حکم دیا اور مفسرؒ کی تقریر سے بعضے احمقوں کا یہ شبہہ بھی مرفوع ہوا جو کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے
گناہ صادر ہونا ممکن بلکہ واقع ہی جبھی تو آنحضرت صلعم کو استغفار کرنیکا حکم دیا تھا اور جواب ظاہر ہی کہ انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ
بچاتا ہی جیسا کہ آخر ان آیات سے واضح ہوگا اور یہاں تو حضرت صلعم کو فقط قصد سے استغفار کا حکم دیا۔ اور ترمذی و ابن جریر کی حدیث مذکورہ
بالا میں ہی کہ قولہ ولا تکن للخائنین خصیما۔ اسمیں خائنین سے بنو ابیرق مراد ہیں۔ اور قولہ واستغفر اللہ یعنے استغفار کر اس بات سے جو تو نے

Marfat.com

قتادہ بن النعمان کو فرمائی تھی کہ تو نے بغیر گواہ ہونکے ایسے لوگونکو چوری لگائی جو مسلمان مشہور ہیں۔ ف۔ حالانکہ درحقیقت یہی لوگ چور تھے جو اپنے آپ کو چھپاتے تھے لہذا فرمایا۔ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ یخونونہا بالمعاصی لان وبال خیانتہم علیہم۔ اور جدال مت کیجیو ایسے لوگونکی طرف سے جو خیانت میں پھنساتے ہیں اپنی جانون کو ف گناہونکے مرتکب ہوکر اسواسطے کہ انکی خیانت کا وبال انھیں کی جان پر ہے پس انجام کار کی راہ سے اُنھوں نے خود اپنی جانونکے حق میں خیانت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا۔ کثیر الخیانۃ۔ اَثِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا بہت چور سخت گناہگار کو ف اللہ تعالیٰ کے دوست نہ رکھنے کے معنے یہ ہیں کہ انکو سزا دیگا اگر کہا جاوے کہ قولہ لا تجادل۔ صیغہ نہی ہے پس کیا حضرت صلعم سے جدال صادر ہوا جس سے ممانعت فرمائی تو جواب یہ کہ نہی کے واسطے صدور کی ضرورت نہیں ہے جیسے تو زید سے منع کردے کہ جب سے میرے نوکر ہونا تب سے خیانت کبھی نہ کرنا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب تو نبی صلعم کو ہے مگر مراد آپ کی امت والے ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ حکم ہم لوگوں پر بھی جاری ہے کہ چورون کی طرف سے خصومت نہ کریں۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو استغفار کا بھی حکم ہوا تو جواب یہ کہ نبوت کے بعد انبیا علیہم السلام کا استغفار تین طرح کا یا تو ایسی لغزش سے جو نبوت سے پہلے واقع ہوئی اگرچہ وہ گناہ شرعی نہو یا انکی امت کے لیے استغفار ہے یا استغفار کے معنے حکم شرعی کی فرمانبرداری اور یہی معنے اخیر یہاں اقرب ہیں (السراج) اگر کہا جاوے کہ خوانًا اثیمًا صیغہ مبالغہ فرمایا۔ تو جواب یہ کہ ہاں اللہ تعالیٰ کو طعمہ مذکور سے خیانت و گناہ میں افراط کا علم تھا۔ اور بعض نے کہا کہ جب کسی گناہگار کا پردہ فاش ہو تو جان لینا چاہیے کہ اسکے اوپر اس گناہ کے سوا کبھی گناہ لدے ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک دو مرتبہ میں کسی کا پردہ فاش نہیں کرتا ہے اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا انکی ماں روتی آئی اور کہا کہ یہ پہلی مرتبہ ہے آپ اسکو معاف کریں تو عمرؓ ایسی سفارش سے ناراض ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ تو جھوٹی ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ پہلے مرتبہ گناہ کرنے پر بندہ کو نہیں گرفتار کرتا ہے (المعالم وغیرہ) اور مترجم کہتا ہے کہ اول مرتبہ گناہ پر ماخوذ نہونے کے واسطے مرفوع حدیث صحیح بھی شاہد ہے۔ روایت ہے کہ طعمہ مذکور مکہ کو مرتد ہوکر بھاگ گیا اور وہاں کسی کی متاع چرانے کو دیوار میں سیند لگائی اور ایک پتھر اسپر گرا جس سے وہ کافر مرگیا اور آگے اسکے متعلق حال آویگا۔ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ۔ طعمہ و اسکی قوم والے لوگون سے شرم کر کے انکو چوری چھپانی چاہتے ہیں۔ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ۔ اور اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتے۔ وَهُوَ مَعَهُمْ۔ بعلمہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ہے یعنے علم الٰہی ہر جگہ ہر وقت ہر دم انکو گھیرے ہوئے ہے پس پہلے اُسی سے شرم چاہیے ہے چنانچہ طعمہ وغیرہ کے خفیہ مشورہ سے آگاہ کردیا بقولہ تعالیٰ۔ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ۔ جبکہ رات میں پوشیدہ گڑھتے ہیں۔ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ۔ ایسی بات جس سے وہ راضی نہیں ہے ف چنانچہ طعمہ وغیرہ نے یہ تجویز گڑھی کہ جھوٹی قسم کھا دیں کہ اُسنے چوری نہیں کی اور یہودی کو چوری کا بہتان لگا دیں پس اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط سے انکے خفیہ مشورہ پر مطلع فرمایا۔ اگر کہا جاوے کہ تدبیر تو دل کی پوشیدہ بات ہے اسکو قول فرمایا تو جواب یہ ہے کہ جب اُسنے اپنے جی سے ایسی باتیں کیں تو مجازاً قول کہا گیا۔ (الکشاف) اور ظاہر یہ ہے کہ تبییت تو یہ تدبیر تھی اور غیر مرضی قول یہ تھا کہ صبح کو جھوٹی قسم کھالی پس اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے انتہا تک خبر غیب پوری فرمائی۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ف مدارک میں فرمایا کہ لوگون کو نصیحت کے لیے یہ آیت کریمہ کافی ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے فعل پر آگاہ دیکھیں کہ کوئی پردہ نہیں اور کچھ پوشیدہ نہیں لہذا شرم سے سرنچا رکھیں پھر حدیث الترمذی سے معلوم ہو چکا کہ طعمہ کی قوم نے اسکی طرف سے جدال کیا تھا تاکہ وہ بری ہو اور ایک یہودی مظلوم اسمیں پھنس جاوے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماکر چورون بدکارون کی طرف سے جدال کرنے سے عموماً سب کو منع کیا اسمیں طعمہ کی قوم کو بھی نصیحت ہو گئی پھر خاص کر طعمہ کی قوم کو انکی بیجا

حرکت پر جھگڑا کا بقولہ تعالیٰ۔ هَآ نْتُمْ ۔ یا۔ هٰٓؤُلَآءِ ۔ خطاب لقوم طعمہ یعنے ہا حرف تنبیہ اور انتم مبتدا اور جادلتم اسکی خبر اور درمیان مین
ہؤلاء منادی بحذف حرف ندا معترضہ ہی اور یہ خطاب ہو قوم طعمہ کو جنھون نے اسکی طرف سے مجادلہ کیا تھا کہ ای لوگو تم سنو۔ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۔ یعنے خصومت کی ان چورون کی طرف سے دنیا مین ف یعنے خبردار ہوا ی لوگو جنھون نے طعمہ واسکے مانند بدکارونکا
ساتھ دیکر دنیا مین طعمہ جیسے بدکارون کی طرف سے جھگڑا کر لیا تو یہ بے ثبات زندگی مین کیا مفید ہوگا۔ فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔ اذا عذبہم۔ پھر کون مجادلہ کر سکیگا انکی طرف سے قیامت کے دن ف جبکہ اللہ تعالیٰ انکو عذاب کریگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین
کر سکتا ہی۔ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۔ یا کون انکے امر کا متولی ہوگا اور انسے برائی کو دفع کریگا اور حاصل آنکہ دنیا تو چند روزہ
بے ثبات ہی اور اصلی جزا و سزا کا گھر آخرت ہی تو وہان کون اُنکا متولی ہوگا یا عذاب سے چھڑا ویگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین۔ یہ بات کر کے خطیب رح
نے لکھا کہ بالاتفاق یہان رسم الخط مین۔ اَمْ و مَنْ۔ جدا لکھے جاوین (س) اگر کہا جاوے کہ اَم یہان کیونکر ہی تو علامہ تفتازانی نے فرمایا کہ
ام کے بعد جب اسم استفہام ہو تو وہ بمعنے بل ہوتا ہی نہ متصلہ ہوتا ہی نہ منقطعہ (المعنے) بلکہ کون ہی جو بدکارون کی طرف سے وکالت کر سکے۔ اور صاحب
مغنی رح نے کہا کہ ام منقطعہ کے معنے اضراب ہوتے ہین پھر کبھی تو فقط اضراب ہی کے معنے مین ہوتا ہی اور کبھی باوجود اضراب کے استفہام انکاری کو
بھی متضمن ہوتا ہی جیسے یہان ہی پھر واضح ہو کہ طعمہ و اُسکی قوم نے کئی طرح سے بدکاریونکو جمع کر لیا اوّل چوری کی۔ دوم یہودی بیگناہ کو پھانسا
سوم جدال کیا۔ چہارم سب سے بڑھکر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہا اور یہ کمال بے ادبی و بے ایمانی بے شرمی ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے
اس طرح اسکا پردہ فاش کر دیا۔ ورنہ گنہگار کے واسطے ندامت و پردہ پوشی و مغفرت عام ہی چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا ۔ اور جس بندے نے
کوئی بدکاری کی ف جس سے دوسرے کو بدی پہونچائی۔ اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ۔ یا اپنی جان پر ظلم کیا۔ ف اُسکی بدکاری اسی تک رہی
ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۔ پھر اُس سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین بخشش مانگی۔ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم
پاویگا ف اللہ تعالیٰ اسکی بخشش فرماویگا۔ پھر سوء سے مراد گناہ ہی اور یظلم نفسہ۔ بھی گناہ ہی حالانکہ بحرف او عطف ہے پس بعض مفسرین
نے سوء سے صغیرہ گناہ اور ظلم نفس سے کبیرہ گناہ مراد لیا اور محققین نے سوء سے ایسا گناہ لیا جسکا اثر دوسرے شخص کی طرف بھی متعدی ہو
بقرینہ ظلم نفس کے کہ فقط اُسی کے نفس پر وبال مقصور رہا اور اسکو مفسرین نے اختیار کیا پس معنے کلام کے مع تفسیر یون ہین کہ اور جسنے کیا کوئی منوع
یعنے ایسا گناہ جس سے غیر شخص کو برائی مین ڈالا۔ جیسے طعمہ مذکور نے چوری کی تہمت ایک یہودی کو لگائی یا جسنے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے
ایسے بدکام سے کہ جو اُسی کے نفس تک رہا جیسے کسی وقت کی نماز کسی جاہل نے چھوڑ دی۔ پھر اس گناہگار نے چاہے کسی قسم کا گناہ ہو
استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے یعنے بخشش مانگی اس گناہ سے اور توبہ کی تو پاویگا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اپنے گناہ کا اور رحمت کرنے والا
اپنے اوپر حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو اپنے حلم و عفو و کرم و رحمت و مغفرت سے آگاہ فرمایا کہ جسنے صغیرہ
یا کبیرہ کیسا ہی گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکو بخشتا اور بڑھکر یہ کہ اسپر رحمت فرماتا ہی اگرچہ اس بخشش مانگنے والے کے گناہ
آسمان و زمین و پہاڑون سے بڑے ہون۔ اور ایسا ہی احادیث صحاح سے بھی ثابت ہی۔ اور اس آیت مین طعمہ و اسکی قوم کو استغفار کی رغبت دلائی
ہی اور اسمین دلیل ہی کہ استغفار سب قسم کے گناہون سے مقبول ہی۔ اور واضح ہو کہ ظاہر آیت سے تو ثابت ہوتا ہی کہ فقط مغفرت مانگنے سے گناہ بخشے
جاتے ہین لیکن آیات و احادیث سے علما نے ثابت کیا ہی کہ استغفار کے ساتھ توبہ بھی چاہیے۔ یعنے شرمندہ ہونا گناہ پر اور اس سے رجوع کرنا اور
یہ عزم کر لینا کہ پھر ایسا گناہ نہ کرونگا اسیواسطے مفسرین نے قولہ ثم یستغفر اللہ کی تفسیر مین توبہ کی قید لگائی یعنے استغفار بطریق توبہ ہو اگر کہا جاوے کہ

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یعمل سوء یجز بہ۔ یعنے جسنے کوئی برائی کی اُسکی سزا دیا جائیگا تو جواب دو طرح ہی اول آنکہ مراد یہ ہی کہ سزا دیا جائیگا اگر توبہ و
استغفار نہ کیا ہو اور دوم آنکہ ابو الدرداءؓ سے روایت ہی کہ قولہ من یعمل سوء یجز بہ کو اس آیت یعنے قولہ ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ الآیۃ نے منسوخ کردیا
کما ذکرہ فی السراج اور مترجم کہتا ہی کہ جواب اول اصح ہی اور نسخ یہان بوجہ وعید ہونیکے نہین بنتا اسلیے کہ نسخ تو فقط امر و نہی کے معنے مین جاری ہوتا ہی کما تقرر فی الاصول
اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے غفور و رحیم دونون فرمائے پس غفور تو اسکے استغفار پر ہی اور رحیم کی حکمت بیان کرو۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی
طرف سے اکرام ہی چنانچہ صحیح حدیث قدسی مین ثابت ہوا کہ حق عزوجل نے فرمایا کہ جو مجھسے ایک بالشت نزدیکی مانگتا ہی مین کرم سے اُس سے ایک ہاتھ
نزدیک ہوتا ہون اور جو ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہی مین اُس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہون اور جو پانوؤن پانوؤن چلکر میری طرف آتا ہی مین قدم
کی دوڑ سے اس سے نزدیک ہوتا ہون کما رواہ البخاری وغیرہ اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف رجوع لانیوالے بندونکو
اپنے کرم اور کمال رحم سے آگاہ فرمایا کہ بندہ تھوڑا قصد کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ اُسپر دونا اور زائد رحم فرماتا ہی حتی کہ اُسکو مقرب بندہ بنا لیتا ہی چنانچہ
دیکھو یہان بندہ نے استغفار کیا اسکے صلہ مین مغفرت اور رحمت دو چیزین ملین۔ اور واضح رہے کہ جس بندے نے ایسا گناہ کیا مین کسی بندے کا
حق لگا ہوا ہی تو استغفار سے اللہ تعالیٰ اپنا خالص گناہ معاف فرمائیگا اور جسقدر حق اسمین دوسرے بندے کا لگا ہوا ہی اسکا مواخذہ باقی رہیگا
لیکن یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ عزوجل مہربان ہی اور بندہ نے اگرچہ کرورون گناہ کے بعد استغفار اور نیک کام کیے جو پروردگار تعالیٰ کی
رضامندی کے لائق ہین تو امید ہی کہ وہ دوسرے بندے کو اُسکے حق کے عوض انعام و اکرام دیکر رضامند کرا دے اور یہ حدیث سے ثابت ہوا ہی اور
پہلے مذکور ہو چکا فتذکر۔ بالجملہ بندونکے اوپر تو یہی امتحان رکھدیا گیا ہی کہ وے اپنی نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کماتے ہین یا ناراضی کماتے
ہین جو کچھ کماتے ہین وہ انکے واسطے ہی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر بہت حکمت کا ملہ کے ساتھ صواب و حق ہی بندہ اسکو نہین پہونچ سکتا وہ تو اپنے
کامون کو دیکھے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا۔ ذنبا۔ اور جسنے کوئی گناہ کمایا۔ فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ تو بات یہی ہے کہ اپنی ذات
کے واسطے اسنے کمایا ف کیونکہ اسکا وبال تو اُسی پر ہے اس سے کسی دوسرے کو ضرر نہین ہی۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا
اور اللہ تعالیٰ اپنی صنعت مین علیم حکیم ہے ف یعنے کمال علم اور کمال عقل کے ساتھ اُسنے ایجاد فرمایا پس بندے کے کمانے پر
جو اللہ تعالیٰ نے تاثیر دی کہ وہ کام ہو گیا تو یہ اُسکی حکمت و صنعت کاملہ ہی اسکے بھید کو کوئی بندہ نہین پہونچ سکتا پس اسکے پیدا کرنے اور
تاثیر دینے مین سوائے خوبی کے کچھ عیب نہین ہی اور برائی تو اسی بندے کی طرف ہے جسنے کمایا اور قرطبیؒ نے فرمایا کہ کسب وہ ہی جس سے آدمی اپنی
ذات کی طرف کوئی نفع کھینچ لاوے یا کچھ ضرر دور کرے اسیواسطے اللہ تعالیٰ کے افعال پر یہ لفظ صادق نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہی بدون
غرض نفع یا دفع ضرر ہی۔ اگر کہا جاوے کہ بسا اوقات آدمی فعل گناہ سے دوسرے کو ضرر پہونچاتا ہی تو اسکی بدکاری کا وبال اسی پر کیونکر ہوا جواب
یہ کہ دوسرے کو ضرر پہونچانے مین اپنے واسطے کچھ بھلائی نہین پائی بلکہ اسکا وبال خود اپنی جان پر اُٹھا دیا اور دوسرے کے حق مین دیکھا جاوے کہ
حق شرعی کیونکر ہی پس اگر غیر کو تعلق نہو تو یہی عاصی رہے ورنہ وہ بھی اپنے حق مین بدکار ہی اور ایک کا گناہ دوسرے پر نہین مثلاً اگر مردے کی جورو
نے اسپر نوحہ کیا اور وہ اپنی زندگی مین اسپر راضی تھا تو شرعاً اسنے گناہ کیا پس نوحہ زوجہ سے مردے پر بھی عذاب ہوگا کیونکہ وہ مانع نہوا مگر کوئی دوسرے
کا گناہ نہین اُٹھاتا کما قال تعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ یعنے کوئی نفس دوسرے کا گناہ نہین اُٹھاتا ہی مسئلہ اس زمانہ مین میت
کے لوگ مال و متاع حافظون ملاؤن کو دیتے ہین کہ میت کے عمر بھر کے گناہ تم اُٹھاؤ اور یہ مال تمکو اسکا عوض ہی۔ اور وہ لوگ لے لیتے ہین
تو یہ باطل ہی۔ رہا مال واپس لیا جاوے یا نہین تو حکم مین تفصیل ہی اگر انہون نے اسی طور پر کہا جو مذکور ہوا تو وارثون کو اختیار ہوگا کہ

چاہیں مال واپس کرلیں۔ اور اگر مال بطور خیرات دیا ہو تو واپس کرنا روا نہیں اور اگر میت کی نماز و روزہ کی قضا کا کفارہ دیا ہو بایں طور کہ مسکینوں کو میت کی ہر قضا نماز کا کفارہ و ہر قضا روزے کا کفارہ میت کی وصیت سے دیا تو تہائی مال تک لازم ہے اور باقی زائد میں وارثوں کا احسان ہے اور ادا ہو جائیگا اور اسیطرح اگر میت کے بلا وصیت وارثوں نے دیا تو بھی یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ۔ یہ گمراہ کرنیوالے اپنے بوجھ لادینگے اور اپنے بوجھ کے ساتھ میں بہت بوجھ لادے ہونگے۔ ھ اور حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ قیامت میں بعضے گنہگار مومنوں کے پہاڑ برابر گناہ ہونگے اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لاد دیگا تو جواب یہ ہے کہ دوسروں کو گمراہ کرنیکا عذاب قیامت تک انپر لادا جاویگا اور تحقیق اسکی آیت مذکورہ کی تفسیر میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی۔ یہ سب جو آیت میں مذکور ہوا بسبب اپنی بدکاری سے اٹھاتا ہے اور اگر اسنے اپنی بدکاری سے دوسرے کو برائی پہونچائی تو اسکو بیان فرمایا۔ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً ذنبا صغیرا یعنے خطیئہ سے مراد یہاں صغیرہ گناہ ہے اور سراج میں کہا کہ جو عمداً نہو یعنے جسمیں چوک گیا اور یہ بحسب لغت اوفق ہے جیسے اول بحسب معنے ارجح ہے۔ اور شیخ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ خطیئہ تو عمداً و بلا عمد دونوں طرح ہوتا ہے بخلاف اثم کے کہ وہ فقط عمداً گناہ ہے اور بعض نے کہا کہ خطیئہ سے محض اللہ کا گناہ مراد ہے اور قولہ۔ أَوْ إِثْمًا۔ سے بندے پر ظلم ملا ہوا اور بعض نے کہا کہ اول سے مختص بذات خود اور دوم سے متعدی مراد ہے اور مفسرؒ نے اول سے گناہ صغیرہ اور دوم سے گناہ کبیرہ کی تفسیر مرجح رکھی ہے بالجملہ جسنے گناہ صغیرہ یا کبیرہ کیا۔ ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا منہ پھر پھینک مارا اس گناہ کے ساتھ بری کو یعنے ایسے شخص کو جو اس گناہ سے بری ہے اسکے ذمہ لگا دیا۔ فَقَدِ احْتَمَلَ۔ تحمل۔ تو اسنے خود اٹھالیا۔ بُهْتَانًا۔ بہتان کو بسبب اسکے کہ جو پاک تھا اسکو طوفان لگایا۔ وَإِثْمًا مُبِينًا۔ اور اٹھایا گناہ مبین یعنے کھلا گناہ بسبب اپنے ہاتھوں کمانے کے۔ پس ظاہر ہوا کہ صغیرہ گناہ سے بھی اگر دوسرے پاک کو بہتان لگاوے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ اسنے جھوٹ بہتان باندھا ہے جسسے دوسرا بری و پاک ہے۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ۔ یا محمد۔ وَرَحْمَتُهُ۔ بالعصمۃ۔ یعنی یہ خطاب محمد صلعم کو ہے اور رحمت اسطرح کہ آنحضرت صلعم کو طعمہ مجرم کی طرف سے مخاصمہ کرنے سے معصوم و محفوظ رکھا (المعنی) اور اے محمد اگر تجھپر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہوتی تو لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ من قوم طعمۃ۔ طعمہ کی قوم والوں میں سے ایک گروہ نے یہ قصد کیا تھا کہ۔ أَنْ يُضِلُّوكَ تجکو بہکا دیں سچا حکم دینے سے اسطرح کہ انھوں نے تجھ پر اصلی حال ظاہر کرنیمیں تلبیس کی تھی۔ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ۔ اور اپنی ہی جانوں کا برا کرتے اور تجھے کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتے ہیں۔ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ حال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھپر قرآن اتارا۔ وَالْحِكْمَةَ۔ اور حکمت یعنے جو اسمیں احکام ہیں اور سورۂ بقرہ میں حکمت کی تفسیر گذری وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جنکو تو نہیں جانتا تھا۔ ف وہ احکام شرعی و امور غیبی ہیں پھر جب انھوں نے مکر کیا تو انھیں پر وبال ہوا اور تجھے کچھ ضرر نہوا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجھپر عظیم ہے ف اور قتادہ رہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان دنیا و آخرت و حلال و حرام سکھلا کر خلق پر حجت کیا اور مانند اسکے ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی مروی ہے۔ پھر اللہ عزوجل نے قصۂ مذکورہ کے متعلق مشورہ کا حکم مع نصیحت عام ذکر فرمایا

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ

کچھ بھلائی نہیں اکثر انکے مشوروں میں سوائے اسکے جو کہے خیرات کرنے کو یا نیکی کرنے کو یا صلح کرنیکو لوگوں کے درمیان

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞ ۱۲۰

اور جو کرے یہ چیزیں اللہ تعالی کی خوشی چاہنے کو تو ہم اُسکو بڑا ثواب عطا کرینگے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ ۔ ای الناس ای ما یتناجون فیہ ویتحدثون اُنکے بہتیرے مشوروں مین کچھ بھلائی نہین ف عام لوگ جن امور مین مشورہ کرتے ہین اکثر بہتری سے خالی ہوتا ہی اور اسپر وارد ہوتا ہی کہ مرجع اوپر مذکور نہین ہی آور بعض نے کہا کہ مرجع اسکا قوم طعمہ ہین اور حق یہ معلوم ہوتا ہی کہ مرجع اگرچہ قوم طعمہ ہین اور ضمیر منجملہ الفاظ خصوص سے ہی مگر حکم بالدلالہ عام ہی چنانچہ قتادہ رح سے مروی ہی کہ آیت تمام لوگون کے حق مین عام ہی اور اسی کو مفسر رح نے مانند دیگر مفسرین کے مرجع قرار دیا پس استثنا بقولہ الا من امر بصدقۃ الخ از عموم الناس ہی اور نجوی بمصدر ہی اور مراد یہان وہ چیز جسمین تناجی کرین اور باتین لگادین ور مسالم وغیرہ مین ہی کہ تدبیرین بھید کے طور پر پوشیدگی کرنا نجوی ہی۔ اور بعض نے کہا کہ نجوی وہ کہ جسکی تدبیر کیواسطے ایک قوم منفرد ہو خواہ پوشیدہ رکھین یا کھلے خزانے تدبیر کرین۔ اور قولہ ما من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ مین معنے اول دلی ہین آور قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات۔ مین معنے دوم اظہر ہین۔ بالجملہ آیت کے معنے یہ ہین کہ نہین بھلائی ہی اُنکے بہتیرے نجوی مین چنانچہ قوم طعمہ نے رات مین معصیت وبہتان باندھنے پر خفیہ مشورہ اور تدبیر لگائی تھی پس یہ کلام بمنزلہ اسکے ہی کہ کچھ بھلائی نہین انکے کسی نجوی مین۔ اِلَّا نجوی مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ سوائے نجوی اُس شخص کے جسنے حکم کیا صدقہ کا یا معروف کا۔ یعنے نیکوکاری کرنے کا یا لوگونکے درمیان اصلاح کرنیکا۔ ف مفسر رح نے نجوی مقدر کرکے اشارہ کیا کہ مضاف محذوف ہی پس کثیر نجوی سے یہ نجوی مستثنی ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ کثیر من نجوی بمنزلہ عموم کے ہی پس استثنا بے تکلف درست ہی اور یہی قاضی بیضاوی وغیرہ کے نزدیک مرجح معلوم ہوتا ہی اور بعض نے بوجہ اسکے کہ مستثنی منہ عام نہین کیونکہ کثیر من نجوٰہم فرمایا ہی اسلیے الا بمعنے لکن قرار دیا پس استثنا منقطع ہی۔ بہرحال قولہ الا من امر بمعنی الا نجوی من امر۔ بحذف مضاف ضرور ہی آور امر بصدقہ کے معنے یہ کہ صدقہ دینے پر آمادہ کیا اور ظاہر یہ کہ صدقہ نفل ہی یا عام ہی خواہ نفل ہو یا فرض ہو آور بعض نے کہا کہ فرض مراد ہی۔ ترمذی وغیرہ مین ام حبیبہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آدمی کی باتین سب کی سب اسپر وبال ہین کچھ اسکے کارآمد نہین سوا اسکے کہ معروف شرعی کا حکم کیا یا ممنوع شرعی سے منع کیا یا حضرت عزت عزوجل کی یاد کی ہی رواہ الترمذی وابن ماجہ وعبد بن حمید وغیرہم اور آفات زبان سے پرہیز وخاموشی کی تاکید مین احادیث ہین آور واضح ہو کہ اصلاح بین الناس کے بارہ مین حدیث مین تاکید ہی اور آیات بھی وارد ہین مراد اس سے وہ اصلاح ہی جو بطور شرع ہو اور یہ نہین کہ جیسے منافق لوگ اپنے کو انما نحن مصلحون۔ سمجھتے تھے اور شرعی طور پر اصلاح کرنیوالا اگر نیک بات یا نیک تعریف کرے تو یہ جھوٹ نہین ہی پھر ان مین تین چیزونکی خاص ذکر کرنیکی وجہ شاید یہ ہی کہ جو عمل نیک اورونکی طرف بھی متعدی ہو وہ یا تو نفع پہونچانا یا ضرر دور کرنا پھر نفع یا جسمانی ہی جسکی طرف امر بصدقہ سے اشارہ فرمایا اور یا روحانی ہی جسکی طرف امر بمعروف سے اشارہ ہی پھر دفع ضرر کی طرف اصلاح بین الناس سے اشارہ ہی فافہم۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ المذکور آور جسنے یہ کہا کہ جو ذکر کیا گیا کہ صدقہ معروف کا حکم کرے اور لوگون مین اصلاح کرے پس جسنے اسکو کیا۔ ابْتِغَآءَ۔ طلب۔ مَرْضَاتِ اللّٰهِ بخواہش رضائے الہی ف نہ کسی امر دنیاوی کی غرض سے۔ حاصل آنکہ جسنے یہ امور مذکورہ بنیت خالص رضائے الہی کیے۔ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ تو اُسکو ہم اجر عظیم عطا کرینگے۔ نؤتیہ بنون اکثرون کی قرأت ہی آور یوتیہ بیاء تحتیہ ابوعمرو اور حمزہ رح کی قراءۃ ہی آور بہرصورت فاعل اللہ عزوجل ہے ف عرائس البیان مین ان آیات کی تفسیر مین لکھا کہ قولہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ۔ یعنی اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر

اپنی کتاب نازل فرما کر اور نبی صلعم کو فہم خطاب عطا کر کے لوگوں پر احسان و فضل رکھا اور آنحضرت علیہ السلام کو اپنی حکمت ازلی دکھلائی
جسطرح اپنے بندوں سے اپنی بندگی چاہی اور حضرت صلعم کے بیان سے اُنکی اصلاح ہو اور چونکہ اُسکے علم میں تھا کہ بندے اس طریقہ سے جاہل ہیں
پس اپنے رسول صلعم کی زبان سے یہ طریقہ ظاہر فرمایا چنانچہ قولہ لتحکم بین الناس بما اراک۔ سے یہی مراد ہی۔ پس کتاب مجید میں تو پوشیدہ
اسرار ہیں اور آنحضرت صلعم کے دل میں اللہ تعالیٰ کے انوار ہیں پس ان نوروں سے آنحضرت صلعم ان اسرار کو سمجھکر مخلوق الٰہی کے درمیان حکم
دیتے تھے تاکہ گمراہی اور راہ راست میں تمیز ہو اور لوگ راہ راست کی پیروی کریں پس کتاب مجید میں ظاہر اور باطن دو چیزیں ہیں اور باطن
اسکا شاہد غیب ہی کہ جسقدر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے عبودیت کی پابندی اور ربوبیت کی معرفت چاہی ہو اس سے حاصل ہوتی ہی
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔ مجھے قرآن ملا اور اسکے ساتھ اسکے مثل اور بھی ملا ہی **قال المترجم** یہ
مضمون تو حدیث صحیح میں موجود ہی۔ اور علماء نے مثلہ معہ سے سنت مراد لی ہی اور شیخ مفسر جلال سیوطی رح نے تصریح کردی ہے کہ احادیث
وحی خفی ہیں سہل رح نے فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ۔ ای جو حکمت اللہ تعالیٰ نے قرآن و شریعت میں تعلیم کی اور بعض نے فرمایا یعنے لوگوں کے باطن سے جو
تجھپر کشف کیا بدون اسکے کہ وہ تجھپر ظاہر کریں اور خود انپر ظاہر ہو اسلیے کہ تیرا انکو دیکھنا بطور کشف و عیان کے تھا اور ابن عطاء رح نے
فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ کیونکہ تو ہمیں سے دیکھتا ہی اور ہماری طرف سے بولتا ہی اور ہمارا منتظر ہی۔ قولہ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم
اسمیں حق سبحانہ تعالیٰ نے ظاہر کیا کہ امر نبوت کچھ پیدائشی خصلت نہیں ہی اسے حاصل کرنے و کمانے کو اسمیں کچھ بھی دخل نہیں ہی اسکا مدار تو یہی ہی
کہ ازل میں جسکو اپنے علم محیط سے چھانٹ کر پسند کرلیا وہی نبوت سے سرفراز ہی اور نیز اسمیں انسانی سہو و نسیان کا موضع ظاہر کردیا اور نیز
ظاہر فرمایا کہ سہو و غلط سے پاک منزہ ہونا فقط اللہ عز و جل ہی کی شان ہی۔ اور آنحضرت صلعم کو پہچنوا دیا کہ مخلوقات اپنی ذات سے
حضرت حق عز و جل کے قدس ازلی دریافت کرنیسے عاجز ہی اور اپنی علت بشری سے خارج ہونا اُسکے امکان سے باہر ہی اور آنحضرت صلعم کو ادب سکھلایا
کہ مدار کار موافق مراد الٰہی کے رکھے بعض اکابر نے فرمایا کہ نفس کی خیانت یہی ہی کہ جو کچھ نفس چاہے اُسی کی پیروی کریں اور نصیحت چھوڑ دیں حضرت
حسن بن علی دامغانی رح نے فرمایا کہ جسنے پوشیدہ حضرت باری تعالیٰ کی خیانت کی تو اللہ تعالیٰ علانیہ اسکا پردہ فاش کردیتا ہی قولہ یستخفون
من الناس۔ یعنے یہ لوگ اپنے عیوب و خیانت کو لوگوں سے چھپاتے ہیں کیونکہ اُنکو یہ سمجھ نہیں کہ لوگ تو محض عاجز ہیں یہ کسی کو ضرر نہیں پہونچا سکتے
اور کسی کو نفع بھی نہیں دے سکتے ہیں وہ خود بتجویز تقدیر میں بے بس ہیں اُنکی ہستی کچھ نہیں لیکن یہ لوگ ایسے اندھے ہیں کہ اُنکی طرف سے
نفع و ضرر سمجھتے ہیں اور عظمت و جلال الٰہی سے بے نصیب ہیں ایسا سمجھتے تو کبھی اللہ تعالیٰ سے چھپانے کا قصد نہ کرتے کیونکہ ہرگز پوشیدہ
ہونے کی گنجایش نہیں ہی حضرت سید عالم صلعم نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہوں اور اس سے بہت خوف رکھنے والا ہوں
اسمیں حضرت صلعم نے ظاہر کردیا کہ جسقدر زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو اسیقدر زیادہ خوف ہوتا ہی **قال المترجم** یہ حدیث کا ایک
ٹکڑا ہی و تمام اسکا صحاح میں مروی ہی قولہ تعالیٰ ولا یستخفون من اللہ وہو معہم۔ یعنے اپنی بدکاریوں کے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم
نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ اُنکے ظاہر و باطن کو محیط ہی اور انکے سب ارادے جانتا ہی مگر یہ لوگ اُسکے احاطہ سے غافل ہیں اور نہیں جانتے کہ
ہم اس سے کچھ نہیں چھپا سکتے ہیں اور اس نفی سے فائدہ یہ ہی کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ کرنے سے عاجز ہیں یعنے ممکن نہیں
کہ اس سے چھپا سکیں اور یعنے یہ ہیں کہ خلق سے شرماتے ہیں اور حق تعالیٰ سے نہیں شرماتے ہیں شیخ محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ جسکے دل میں
سب سے بڑھکر عظمت اُسکے پروردگار کی ہو وہ اپنے پروردگار عز و جل سے جاہل اور اسکی درگاہ سے دور ہی۔ قولہ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ

Marfat.com

وعلمک مالم تکن تعلم - یعنے جو علوم غیب واحکام معرفت ومشاہدہ تجھکو قبل نزول کتاب مجید کے مرحمت ہوئے اور تجھپر کشف ہوئے اسپر گواہ یہ کتاب ہی نازل فرمائی تاکہ تیرے پاک دل کو سکون وطمانیت حاصل ہو آور حکمت سے مراد راہ حق کے احکام اور مقام قرب کے آداب اور دیگر نادر علوم آلہیہ ہین اور قولہ وعلمک مالم تکن تعلم - اس سے مراد انجام آخرت ہی شیخ جنیدؒ نے فرمایا قولہ علمک مالم تکن تعلم - تجھکو تیری ذات کی قدر پہچنوائی شیخ سہیلؒ نے فرمایا کہ علما تین قسم کے ہین - ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو مگر امر الٰہی وایام الٰہی سے آگاہ نہو اور یہ مؤمنین ہین دوم وہ جو عارف باللہ وعارف بامر الٰہی ہو مگر عارف بایام الٰہی نہو اور یہ علما ہین سوم وہ جو ان تینون باتون کو جانتے ہین اور وہ نبیین وصدیقین ہین بعض نے کہا کہ قولہ علمک مالم تکن تعلم از انجملہ تو نہین جانتا تھا کہ تیرا رتبہ تمام جہان سے فضل ہی - اسمین اللہ عزوجل نے ایک قوم کو ملامت وسرزنش فرمائی جنکے جلسہ وباہمی صحبت اللہ تعالیٰ کے واسطے نہون بس جو مجلس محض بنظر رضاء الٰہی نہو اسمین مجلس والون کو شیطان طرح طرح کے فریب ودھوکے دیتا ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور بہتان باندہتے وچغلی کھاتے اور بیہودہ باطل قصے وکہانیان اُڑاتے ہین حاصل آنکہ ان بہتیرون مین اُنکے باہمی جلسہ مین کچھ بھلائی نہین آور مراد اس سے طعمہ وانکی قوم کا جلسہ مشورہ ہی اگرچہ حکم عام ہی پھر اسکے بعد استدراک کیا بحرف الا جو بمعنے لکن ہی یعنے شاید وہم ہو کہ سب اہل جلسہ ایسے ہی ہونگے تو یہ وہم دفع کیا کہ ایسا نہین پس جن لوگون کی مجالست خاص نیت سے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اُنکی تعریف کی اور یہ ایسے لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مل بیٹھے اور اسی کے شوق مین اُٹھے اور اُسی کی زیادہ معرفت طلب کرنے کو ایک دوسرے سے جدا ہوئے قولہ الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس اسمین ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے شوق جمال ومشاہدہ مین رغبت بے نہایت کی وجہ سے ایسے کام بجالاتے ہین اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے حسب وعدۂ صادقہ کرامات ودرجات کے تمغے پاتے ہین - چنانچہ لطف سے ارشاد ہوا ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نوتیہ اجرا عظیما - بعضے اکابر نے حاصل تفسیر یون لکھا کہ لوگون کے یکجا جمع ہونے مین کچھ بھلائی نہین مگر اسی صورت مین کہ اُسکا نفع تیرے حق مین یا تیرے جلسہ والونکے حق مین عائد ہو - بعض نے کہا کہ قولہ الا من امر بصدقۃ - یعنے اپنی جان صدقہ کرے اور اسکو مسلمانون کی ایذا رسانی سے روکے اور حرام کاری سے منع کرے بعض نے فرمایا کہ معروف یہ ہی کہ نفس کو طاعت پر آمادہ کرے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے بعد اسکے کہ کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور سب مسلمانونکی راہ چھوڑکر دوسری راہ چلے ہم اُسکو حوالہ کر دینگے
ع مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ
وہی طرف جو اُسنے پکڑی اور ڈالدینگے اُسکو جہنم میں اور وہ بہت بُری جگہ جا پڑا اللہ تعالیٰ نہین بخشتا کہ اسکا شریک ٹھہرائے اور اُس سے نیچے
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۟
بخشتا ہی جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول کر

مترجم کہتا ہی کہ حدیث قتادہ بن النعمان مین جو درباب قصہ سرقہ بنوابیرق اوپر روایت ہوئی مذکور ہی کہ پھر جب قرآن نازل ہوا یعنے بنوابیرق کی فضیحت ہوئی تو بشیر جو بنوابیرق مین سے ایک شخص ہی بھاگ کر مشرکین مکہ سے مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے یہان اُترا پس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا قولہ ومن یشاقق الرسول تا قولہ فقد ضل ضلالا بعیدا - پھر جب وہ سلافہ مذکورہ کے یہان اُترا تو حسان بن ثابت رضؓ نے سلافہ کی ہجو مین چند اشعار کہے تب سے بشیر کا سامان سر پر لادکر ابطح مین لیجاکر پھینکدیا اور کہا کہ تو مجھے حسان رضؓ کے

اشعار ہدیہ لایا تجسے کبھی مجھے بھلائی نہ پہونچیگی (رواہ الترمذی وابوالشیخ والحاکم وصححہ علی شرط مسلم) اور شاید جبکہ سلافہ نے اسکو نکالا تب وہ
واقع ہوا جو معالم مین ہی کہ طعمہ ایک مرد بنی سلیم کے یہان جسکو حجاج بن علاط کہتے تھے اُترا اور اسکی کوٹھری مین سیندھ دی پس اُسپر ایک پتھر
گر پڑا کہ نہ اندر جا سکتا تھا نہ باہر ہو سکتا تھا یہانتک کہ صبح کو پکڑا گیا تاکہ قتل کیا جاوے مگر بعض نے اُسکو چھوڑ دیا کہ وہ پناہ لایا تھا پھر وہ ایک گروہ قضاء
تجار کے ساتھ شام کو گیا اور انکی چوری کی اُنھوں نے پتھروں سے مارکر توپ دیا اور بعض روایت مین ہی کہ حرہ بنی سلیم مین نکالا گیا بت پوجتا رہا یہانتک
کہ مر گیا۔ بالجملہ حکم آیت کریمہ کا بلفظ عموم ہی یعنے جو ایسا کرے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ - یخالف - الرَّسُوْلَ فیما جاء
بہ من الحق - جو مخالفت کرے رسول صلعم کی اِس چیز مین جسکو وہ لایا یعنے حق بات مین - اور شاقہ بتشدید قاف یعنے مخالفت وعداوت کرنا
گویا وہ ایک شق کی طرف چلا اور شرع رسول اللہ دوسری شق کی طرف ہی۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى - ظہر لہ الحق بالمعجزات
بعد ازانکہ ظاہر ہوا اسپر حق بمعجزات - اور یہ قید نہین ہی بلکہ کوئی کافر اگر کفر پر مرا تو اسی عذاب مین گرفتار ہوگا بلکہ یہ تشنیع ہی کہ جو شخص بعد ظہور حق کے
رسول سے مخالف ہو کر مرتد ہوا۔ وَيَتَّبِعْ - طریقا - غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ - اور پیروی کرے ایسے راہ کی جو سوائے سبیل مومنین
کے ہو یعنے سوائے مومنون کی راہ کے دوسری راہ چلے اور اسکی صورت یہ کہ کفر اختیار کرے - حاصل آنکہ جو شخص بعد ظہور ہدایت کے رسول اللہ
صلعم سے مخالفت کرے اور کفر اختیار کرے تو سزا اسکی یہ کہ۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى - کر دینگے ہم اُسکو والی اس چیز کا جسکو اس نے پسند کیا
یعنے گمراہی کو - باین طور والی کر دینگے کہ اُسکے اور گمراہی کے درمیان تخلیہ کر دینگے اُسکے اعتقاد مین کہ لوگ خوشی سے اپنا دین بے دغدغہ خاطر کے وہ
کفر اختیار کریگا۔ وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ - ای ندخلہ فی الآخرۃ جہنم لیحترق فیہا - اور آخرت مین داخل کر دینگے ہم اُسکو جہنم مین تاکہ اُس مین جلا کرے
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا - اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہی۔ اور بعض نے معنے آیت مین کہا کہ جس شخص نے رسول صلعم کی مخالفت کی
بعد ازانکہ اُسکے لیے ہدایت ظاہر ہو چکی باین معنے کہ معجزات ظاہر ہونے سے ہدایت کے ظہور مین کچھ باقی نہین پھر وہ ناحق کی پیروی کرکے یقینیات
نہ لاوے اور راہ مومنین کے خلاف راہ اختیار کرے تو دنیا مین ہم اسکو اسکی مرغوب چیز یعنے گمراہی کا والی کر دینگے اور آخرت مین جہنم مین
ڈالینگے۔ پھر قولہ نولہ ما تولی - کی یہ تفسیر بیضاوی مین مذکور ہی اور بعض نے اسپر وارد کیا کہ دنیا مین جہاد لیسے تعرض کیا جاتا ہی کیونکہ جہاد
انپر فرض ہی اور جواب یہ ہی کہ جہاد بنظر اصلاح و انتظام اور دفع فساد ہی تا آنکہ اگر جزیہ دین اور تابع رہین اگرچہ اپنے کفر پر ہون تو قبول ہی
مترجم کہتا ہی کہ اِس عموم سے عرب کے بت پرست مخصوص ہونگے اسلیے کہ انسے سوائے اسلام کے کچھ مقبول نہ تھا اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ نولہ
ما تولی - یعنے جو یہ راہ چلا تو ہم اُسکو یہ جزا دینگے کہ بطور استدراج کے اسکے دل مین اس گمراہی کی خوبی و زینت ظاہر کرینگے اور یہ حاصل معنے والی
کر دینے کے ہین اور معالم مین لکھا کہ قولہ نولہ ما تولی - ای نکلہ فی الآخرۃ الی ما تولی فی الدنیا - یعنے دنیا مین اسنے جس چیز کو اختیار کیا تھا آخرت
مین ہم اسی کی طرف اسکو چھوڑ دینگے اور اسکا حاصل یہ ہی کہ اگر دنیا مین اُسنے کفر اختیار کیا تو ہم آخرت مین اسکو اسکے کفر پر رکھینگے جسکے مواخذہ مین گرفتار
ہوگا اسیواسطے فرمایا کہ ونصلہ جہنم - اسواسطے کہ سزائے کفر یہی ہی پھر جاننا چاہیے کہ ایک جماعت علماء نے اس آیت سے اجماع کا حجت ہونا ثابت
کیا ہی کیونکہ اللہ عزوجل نے قولہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین - مین طریقہ مومنین سے مخالفت حرام فرمائی کیونکہ اسپر جہنم کی وعید فرمائی ہی پس جس امر پر
مومنین کا متفق و مجتمع ہونا بتحقیق معلوم ہو اُس سے خلاف کرنیکی گنجایش نہین ہی اور یہ بات نفسہ حرام ہی یہ نہین کہ مخالفت رسول صلعم کے
ساتھ ملکر حرام و مستحق جہنم ہوا اسواسطے کہ مخالفت رسول اللہ صلعم بدون کسی امر دیگر کے موجب عذاب جہنم ہی پس معلوم ہوا کہ مومنون کی راہ
سے مخالفت کرنا مستقل موجب جہنم ہی جیسا کہ بیضاوی وغیرہ مین مصرح فرمایا ہی پس اصول یا فروع مین سے جسپر مومنین کا اتفاق بتحقیق

ثابت ہوا اس سے خلاف کرنے میں اس وعید کا مستوجب ہوگا اور اسی پر امام شافعیؒ نے اعتماد کیا اور کثرت سے احادیث وارد ہین کہ یہ امت
کبھی گمراہی پر مجتمع نہو گی بلکہ جس بات پر متفق ہون وہ حق ہی۔ ایسی احادیث بکثرت ہین بلکہ بعض علمانے کہا کہ یہ معنی متواتر ہین اور یہان سے
ظاہر ہوا کہ جسنے آیمین اسطرح کلام کیا کہ سبب نزول سے نکلا کہ غیر سبیل المؤمنین سے مراد دین اسلام سے نکل جانا کسی اور ملت کی طرف اسنے
خطا کی اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا نہین ہی قولہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ اللہ تعالیٰ بخشتا نہین کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور اسکے ع
ماسوا جو کچھ چاہے بخشتا ہی اور جسنے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا تو وہ دور کی گمراہی مین پڑا ف یہ آیت اوپر بھی آ گئی ہی اور وہان ختم آیت
بقولہ فقد افترى اثما عظيما ہی اور یہان بقولہ فقد ضل ضلالا بعيدا ہی اور یہ بحسب مقتضائے مقام ہی چنانچہ پہلی آیت تو اہل کتاب کے حق مین
ہی جو کہ آنحضرت صلعم کی صدق رسالت اور آپ کی کمال شریعت کو اپنی کتاب کے علم سے جانکر ہٹ دھرمی کرتے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان
باندھتے تھے اور یہان مشرکون کے حق مین ہی جنکو علم و کتاب کچھ حاصل نہ تھا پس ضلال سے وصف مناسب ہوا (ابن عباسؓ سے مذکور ہی کہ ایک بوڑھا بہاتی
حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بوڑھا ہو گیا اور مین گناہون مین ڈوبا رہا مین نے بہت خطائین کین لیکن مین نے جب سے
اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اُسپر ایمان لایا تب سے مین نے شرک نہین کیا اور نہ اسکے سوا دوسرے سے مددگاری چاہی اور مین نے اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو کر
گناہ بھی نہین کیا اور نہ مجھے سرکشی منظور تھی اور مین توبہ و استغفار کرتا ہون سو میرا کیا حال ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان اللہ
لا یغفر تا قولہ فقد ضل ضلالا بعيدا نازل فرمائی یعنے اسکے واسطے امید مغفرت کی بشارت ہی وقد رواہ الثعلبی (والقرطبی) اور حضرت علیؓ سے روایت
ہی کہ قرآن مین مجھے سب سے زیادہ یہی آیت محبوب ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ رواہ الترمذی وحسنہ) پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کی
جہالت و شیطان کی پیروی کرنے کی مذمت فرمائی اور مومنونکی عقل نورانی و اللہ تعالیٰ کی پیروی پر مدح کی

115 اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وقف لازم
نہین پکارتے سواے اُسکے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُسپر اللہ نے
117 وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
اور کہا اُسنے البتہ لونگا مین بندون تیرے سے حصہ مقرر اور البتہ گمراہ کرونگا اُنکو اور آرزو مین ڈالونگا اُنکو اور البتہ حکم کرونگا
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ
پس البتہ کاٹین گے کان جانورون کے اور البتہ حکم کرونگا اُنکو پس پھیر ڈالینگے پیدایش خدا کی اور جو کوئی پکڑے شیطان کو
وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۙ 118 يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ
دوست سواے اللہ کے پس وہ ڈوبا صریح نقصان مین وعدہ دیتا ہی اُنکو اور آرزو مین ڈالتا ہی اُنکو اور نہین وعدہ دیتا ہی اُنکو شیطان
اِلَّا غُرُوْرًا ۙ 119 اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۙ 120 وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مگر فریب کو یہ لوگ جگہ اُنکی دوزخ ہی اور نہ پاوینگے اُس سے بھاگنا اور جو لوگ ایمان لائے
ع وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اور کام کیے اچھے البتہ داخل کرینگے ہم اُنکو بہشتون مین بہتی ہین نیچے اُنکے سے نہرین ہمیشہ رہنے والے ہین بیچ اُسکے

اَبَدًا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا ۱۲۵

وعدہ کیا اللہ نے سچ ــ اور کون ہے بہت سچا ــ اللہ سے بات میں

اِنۡ ۔ نافیہ ہے بمعنے نہیں ۔ یَّدۡعُوۡنَ ۔ پکارتے ہیں ف یعنے نہیں پرستش کرتے ہیں یہ مشرک لوگ یعنے اہل مکہ (معالم) جو اسوقت میں مشرک تھے ۔ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ ۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ۔ الحاصل یہ مشرکین اہل مکہ عبادت کے طور پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں پکارتے اِلَّاۤ اِنٰثًا ۔ مگر اناث کو ف عورتوں کو جنکا نام لات وعزیٰ ومنات ہے اسواسطے کہ یہ نام مؤنث ہیں اور جن لوگوں کا نام بتلاتے ہیں وہ بھی عورتیں تھیں ایسا ہی ابی بن کعب وعائشہ وابوسلمہ وعروہ ومجاہد وابومالک وسدی سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ مشرکین اپنے جہل سے فرشتوں کو بنات اللہ تعالیٰ کہتے اور شکلیں بنا کر ملائکہ کی تصویر تصور کرتے (رواہ ابن جریر عن الضحاک) بعض نے کہا کہ اناث سے بے جان چیز مانند لکڑی و پتھر کے جسمیں روح نہو (رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس والحسن البصری) ابی بن کعبؓ نے کہا کہ ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ تھی (رواہ ابن ابی حاتم) پس یہ لوگ اسی شیطانہ کو پوجتے تھے اسیواسطے فرمایا ۔ وَاِنۡ يَّدۡعُوۡنَ اور نہیں پوجتے مشرک لوگ ۔ اِلَّا شَيۡطٰنًا مَّرِيۡدًا ۔ مگر شیطانہ مرید کو ف جسنے انکو بت پرستی پر آمادہ کیا یہی شیطان پوجنے کی وجہ ہے کیونکہ بت پوجنے میں درحقیقت وہ شیطان کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں حالانکہ شیطان کی حالت یہ ہے کہ ۔ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۔ ابعدہ عن رحمتہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسکو دور کر دیا ہے ف اور تعجب یہ کہ اسنے آدمیوں میں سے اپنے فرمانبردار بنائے اور ملعون ہونیکے سامان کر لیے ۔ وَقَالَ ۔ اور کہا شیطان نے ف جب رحمت سے ملعون ہوا اور جنت سے نکالا گیا کہ ۔ لَاَتَّخِذَنَّ ۔ ضرور کر لونگا میں اپنے واسطے ۔ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۔ تیرے بندوں میں سے ایک حصہ مقطوع ف یعنے تیرے بندوں میں سے ایک ٹکڑا میں کاٹ لونگا ۔ اگر کہا جاوے کہ شیطان کو یہ اختیار نہیں ہے تو مفسرینؒ نے جواب دیا کہ مراد یہ کہ ۔ ادعوھم الی طاعتی ۔ میں انکو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلاؤنگا پس جنکے حق میں خواری وبدبختی ہے وہ اسکے فرمانبردار ہو جاوینگے ۔ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ نصیب مفروض بہت بڑا حصہ ہے کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے ۹۹۹ دوزخ کے لیے اور ایک فقط جنت کے واسطے ہے ۔ اور صحیح مسلم میں مرفوع روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت کے روز حق عزوجل فرمادیگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کی طرف بھیجے جانے والے نکال تو آدم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار کسقدر تو حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے ہیں الحدیث اور شیطان نے یہ بھی کہا تھا ۔ وَّلَاُضِلَّنَّهُمۡ ۔ میں انکو گمراہ کرونگا ف اس سے بھی اسکا درحقیقت گمراہ کر دینا مراد نہیں کیونکہ یہ اسکے اختیار میں نہیں ہے بلکہ مطلب یہ کہ وسوسہ ڈالکر حق بات سے انکو گمراہ کرونگا پس اس وسوسہ میں وہی پھنسیگا جو تابع شیطان ودوزخی ہے ۔ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ ۔ اور میں ضرور انکو آرزو دلاؤنگا ف کہ قبروں سے مر دے اٹھنا اور حشر میں حساب ہونا کچھ نہیں ہے تو تم اس دنیا کے مزے اڑاؤ یا خدا جانے آخرت ہو کہ نہو پھر دنیا کیوں چھوڑتے ہو یا اگر آخرت ہو لی بھی تو ابھی عمر دراز ہے دنیا کے عیش کر لو پھر توبہ کر لینا ۔ ومانند اسکے طرح طرح کی آرزوئیں ابھار لگا دیتا ہے ۔ اور کہا گیا کہ دنیا کی نعمتیں انکے دل پر آراستہ کرکے انکو آرزومند کریگا تاکہ دنیا کو اختیار کریں جملہ آرزوہائے شیطانی اسمیں داخل ہیں ۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ ۔ میں اپنے تابعین کو حکم دونگا تو چوپاؤں کے کان کاٹ ڈالینگے ف مشرکین نے یہ فعل ان چوپاؤں کے ساتھ کیا جنکو بحیرہ کہتے تھے اور سورہ انعام میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا ۔ اور قتادہؒ نے کہا کہ بحیرہ وسائبہ کو اپنے بتوں کے واسطے کان کاٹ کر چھوڑتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اونٹنی جب پانچ جھول بیاتی اور پانچواں بچہ نر ہوتا تو کان کاٹ کر چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے ۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ

Marfat.com

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ - اور مین اپنے تابعین کو حکم دونگا تو خلق الٰہی کو بگاڑینگے ف خلق سے مراد دین الٰہی ہی جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا کو وہ حلال کرتے ہین اور جو حلال کیا اُسکو حرام رکھتے ہین (کذا روی عن ابن عباسؓ ہو قول مجاہد و عکرمہ و ابراہیم نخعی والحسن و قتادہ والحکم والسدی والضحاک و عطاء الخراسانی) پس یہ مانند قولہٖ فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللّٰہ - یعنے اے محمد اپنے چہرے کو دین کے لیے حنیف کرکے قائم کر یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہی جسپر اُسنے لوگونکو پیدا کیا (اسلام) اللہ تعالیٰ کے خلق مین تبدیل نہین ہی ھ - یعنے اسکے دین توحید مین تغیر نہین ہی - اور حسن بصری نے کہا کہ مراد اس تغیر سے وشم ہی - اور صحیح مین ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا لعن اللّٰہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰہ عز و جل (جرا گودنا) یعنے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی گودنے والی و گودانے والی پر اور بال چننے والی اور چنوانے والی پر اور دانت بنانے والی و بنوانے والی پر جو خوبصورتی کے لیے کرتی ہین اللہ تعالیٰ کی پیدایش کو بگاڑتی ہین - ھ - اور صحیح مسلم مین چہرے کے وشم پر لعنت آئی ہی - اور روایت ہی کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد چوپاؤن کا خصی کرنا (کذا روی عن ابن عمر و انس و سعید بن المسیب و عکرمہ و ابو عیاض و قتادہ و ابو صالح والثوری) لیکن حسنؒ سے مروی ہی کہ جب اُنسے یہ تفسیر بیان کی گئی تو اُنھون نے سخت انکار کیا اور کہا کہ مراد دین اللّٰہ ہی اگر یہ متعین ہو تو چوپاؤنکا خصی کرنا حرام ہوگا و لیکن علماء کے درمیان آپس مین اختلاف ہی پس ایک گروہ علماء کے نزدیک اگر خصی کرنے سے جانور کی موٹائی وغیرہ زیادہ انتفاع حاصل ہو تو روا ہی اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بدھیا مینڈھونکی قربانی فرمائی ہی اور بعض علماء نے اسکو مکروہ قرار دیا قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہ اجماع ہی کہ بنی آدم کا خصی کرنا اور خود خصی ہونا حرام ہی اور ہرگز جائز نہین اور یہ مثلہ ہی اور ایسا ہی بدون حد و قصاص کے اور کسی عضو کا کاٹنا بھی حرام و ممنوع ہی اور ابن ابی شیبہ و بیہقی نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً اور ابن المنذر و بیہقی نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً حدیث خصی البہائم کی ممانعت روایت کی ہی واللّٰہ تعالیٰ اعلم - اور زمخشری نے کشاف مین لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خصی غلام کا خریدنا اور اپنے پاس رکھنا اور خدمت لینا مکروہ ہی اور بہائم مین اگر بچہ ہو تو خصی کرنا روا ہی ورنہ حرام ہی اور صحیح مسلم مین ایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا کہ مین نے بندون کو حنفاء پیدا کیا پس شیطان نے آکر انکو انکے دین سے بہکایا اور جو مین نے اُنکے واسطے حلال کیا تھا وہ انپر حرام کرایا - وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا - اور جو کوئی شیطان کو اپنا ولی بناوے اس سے دوستی کرے اور اسکی اطاعت کرے مِّن دُونِ اللّٰهِ - سوائے اللہ عز و جل کے ف یعنے اتباع حکم الٰہی جو رسول و قرآن سے پہونچا چھوڑکر شیطان کی فرمانبرداری کرے جسطرح اُسکے جی مین آتا ہی - فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا - تو ایسا شخص خسران ظاہر مین پڑا ف اسوجہ سے کہ انجام اسکا ایسی آگ کی طرف ہوگا جو ہمیشہ اسپر حاوی رہیگی - يَعِدُهُمْ - وعدہ دیتا ہی شیطان ان لوگون کو بڑی عمر ہوئیگا - وَيُمَنِّيهِمْ - اور انکو آرزو دلاتا ہی ف کہ دنیا مین مرادین حاصل کرو اور قبرون سے مردے اُٹھنا اور اعمال نیک و بد پر ثواب و عذاب ہونا کچھ نہین ہی چنانچہ اہل کفر قریب قریب سب ہی ایسا اعتقاد رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کا مقولہ نقل فرمایا - ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیی و ما نحن بمبعوثین - کچھ نہین مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے و زندہ ہوتے ہین اور قبرون سے ہم نہین اٹھنے والے ہین - وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ - اور نہین وعدہ دیتا شیطان اُنکو - ان وعدون سے اِلَّا غُرُورًا - باطلا - مگر غرور یعنے باطل - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقولہ روز قیامت کی خبر دی قال الشیطان لما قضی الامر ان اللّٰہ وعدکم وعد الحق و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الآیۃ - حاصل آنکہ جب قیامت مین حق و باطل جدا کیا جائیگا تو شیطان کہیگا کہ اللہ عز و جل نے تمکو سچا وعدہ دیا اور مین نے تمکو وعدہ باطل دیا اور میرا تمپر کچھ زور نہ تھا مگر یہی کہ مین نے تمکو بہکایا تم مان گئے ع

اب آج تم اپنے آپ کو ملامت کرو اور مجھے کچھ ملامت مت کرو۔ ھ۔ اُسوقت ان کافرون ومشرکون کی آنکھیں کھلینگی کہ دشمن نے انکو کس گڑھے مین گرایا ہی۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا۔ ایسے گمراہونکا ٹھکانا جہنم ہو اور جہنم سے کہین چھٹکارا نہ پاوینگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیکوکارون وشرک نہ کرنے والون کا نیک حال ومآل ذکر فرمایا۔ بقولہ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا۔ اور جو بندے ایمان لائے اور نیک کام کیے نزدیک ہی کہ ہم اُنکو ایسی جنات مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین انمین ہمیشہ رہینگے وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے حق ف جسمین کچھ شک نہین ہی۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ اور قول مین اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کوئی سچا نہین ہوسکتا ف قال ابن کثیر۔ اور آنحضرت صلعم خطبۂ جمعہ مین فرماتے تھے ان اصدق الحدیث کلام اللہ۔ نہایت سچی بات اللہ تعالیٰ کا کلام ہی۔ وخیر الہدی ہدی محمد۔ اور نہایت بہتر طریقہ محمد صلعم کا طریقہ ہی۔ وشر الامور محدثاتہا اور نہایت بدتر امور وہ ہین جو دین مین نئے نکالے جاوین۔ وکل محدث بدعۃ۔ اور دین مین ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہی۔ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ اور ہر بدعت گمراہی ہی اور ہر گمراہی دوزخ مین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ معنی احادیث صحاح وسنن مین صحیح ہوے ہین ف بیضاوی نے قولہ الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا۔ کی تفسیر مین کہا۔ ای شیطانا مریدا جامعا بین لعنۃ اللہ وہذا القول الدال علی فرط عداوتہ للناس سادس بیلے اللہ عزوجل نے کھلی دلیل فرمائی کہ شرک انتہا درجہ کی گمراہی ہی پھر دلیل دی بایں طور کہ جس چیز سے یہ لوگ شرک کرتے ہین وہ ایسی چیز ہی کہ منفعل ہوتی ہی یعنے خود دوسری چیز سے اثر قبول کرتی ہو اور کوئی اختیاری فعل نہین کرسکتی ہی اور جسکی یہ حالت ہو اُسمین بھلا الوہیت کہانسے آئی کیونکہ الٰہ کو ضرور ہے کہ فاعل ہو اور کسی چیز سے منفعل نہو پس اس مین الوہیت مین انتہا درجہ کی منافات ہی پھر استدلال فرمایا کہ یہ شیطان کی عبادت ہی اور تین وجہ سے سخت گمراہی ہی اول آنکہ شیطان خود مردود ومنہمک ہر گمراہی ہی کسی بھلائی کو مدایت سے اسکو لگاؤ نہین ہوتا ہو تو اسکی پیروی بہرحال گمراہی سخت ہوگی دوم آنکہ شیطان اپنی گمراہی کی وجہ سے ملعون ہی تو اسکی پیروی مین سوائے گمراہی ولعنت کے کچھ حاصل نہوگا سوم آنکہ وہ دشمن ہی کہ کھلے خزانے ان بدبختون کے ساتھ عداوت ظاہر کردی کہ مین انکو کاٹ کر ہلاک کرونگا پھر جسکی یہ حالت ہو اسکی پیروی مین سوائے ہلاکت کے اور کیا نتیجہ نکلیگا۔ اور نیز بیضاوی رح نے قولہ فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر مین لکھا کہ مخلوق الٰہی جس راہ وطریقہ کے واسطے ہی اس سے انداد صورت یا صفت کے تغیر دینگے اور اس عموم لفظ مین داخل ہی غلامونکو خصی کرنا اور عورتونکا گودنا یا گدوانا اور بالونمین جوڑ لگانا اور دانتونکو رگڑوانا اور انمین چھری کرنا اور لونڈون سے لواطت کرنا اور دو عورتونکا باہم چپٹی لڑانا اور سورج وچاند پوجنا اور دیگر امور جنمین ایسا پایا جاوے اور دین الٰہی کو تغیر کرنا اور اپنے جوارح وقوی کو ایسے کام مین استعمال کرنا جس سے نفس کو کوئی کمال نہین حاصل ہوتا اور نہ اللہ عزوجل کی طرف سے انکو کچھ ثواب کی امید ہوتی ہی۔ لیکن فقہاء نے چارپائے جانورکے خصی کرنیمین بسبب حاجت کے منفعت تجویز کی ہی قال فی الکمالین اور یہی جمہور کا قول ہی قال المترجم ہمارے زمانہ مین فلسفۂ یونانیان کو صدہا برس بازعبد بسیں یکھ لینے سے حاصل کرنا اور ایسے ہی منطق کی ان کتابونکا پڑھنا جنمین بحث مختلطات خصوصا بطور فلسفہ ہو اسی ممانعت مین داخل ہے خاصکر جو دنیا مین وہ اسکا کوئی نفع نہین۔ سمجھتے ہین تاہم توجیہات لاطائل بیان کرتے ذہن وعمر کو نزدیک بعد تجربہ کے جوحق ظاہر ہوئی اور ایک جماعت متقدمین نے اسکی حرمت پر فتویٰ دیا ہے اور حیلہ گر کو چاہیئے کہ حیلہ بنا نیمین اللہ تعالیٰ سے خوف کرے واللہ اعلم بالصواب ولا والی الیہ المآب مین سے کہ لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا جب شیطان نے

سلہ یعنو لعنہ اللہ ۱۲ م سلہ بقولہ لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ۱۲ سلہ اور جو امور گمراہی وضلال کے باعث ہین وہ اسی حکم مین داخل ہین ۱۲

Marfat.com

یہ خطاب کرامت مآب ان عبادی لیس لک علیھم سلطان ۔ یعنے میرے بندون پر تجکو کوئی قابو نہین ہی سن لیا اور بندگان خاص و مخلصین کے
اغوا سے مایوس ہوا تو اسکے بعد اسنے نیک بندون کے دلون مین ایسے تنگ راستے ڈھونڈھے جہان سے نفس امارہ اور اسکی باطل خواہشون کی
رسائی ہو تب اُسنے کہا کہ جب مین اہلِ ارادت کے جدا کرنے سے محروم و مایوس ہون تو لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا یعنے انکی بعید خواہشون کی
راہ سے کچھ وسواس و لاکر کچھ حصہ کاٹ پاؤنگا اور بہت دور سے اُنکو وسواس دلاؤنگا اسلیے کہ اگر مین انسے نزدیک ہوا تو ان کے نور ایمان سے جل جاؤنگا
پھر شیطان مقہور نے اُنکے طاعات سے جو یہ حصہ چورایا تو اُسکو اُنھون نے ندامت سے پورا کر لیا اور ذکر و یاد الٰہی کے تیر سے جو صفا و فکر کی کمان سے
نکلا اُسکو چھید دیا پھر اُسکو ذلت و خواری مین قید دیکھ لیا چنانچہ اسکی تصدیق کتاب الٰہی مین موجود ہے ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا
فاذا ھم مبصرون جن لوگون نے تقویٰ کیا جب انکو کوئی گرد پھرنے والا خیال از جانب شیطان چھو گیا تو انھون نے بیداری و یاد کی سو انھون نے
دیکھ لیا ۔ یعنے شیطان کو خوار و ذلیل آتش غم مین سوختہ دیکھ لیا ۔ پھر اسکے بعد یہ خالص بندے قرب کے بلند درجون پر پہونچ جاتے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس سے مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب مین کوئی اسکی پرستش کرے ولیکن یہ بات باقی ہے کہ انکے درمیان جھگڑا اُکھیڑ
پھیلاوے اور دوسری روایت مین فرمایا کہ شیطان اس سے تو مایوس ہوا کہ تمھارے اس ملک مین کبھی اسکو کوئی پوجے ولیکن تم اپنے جن اعمال کو
حقیر کر ڈالو گے انہین کچھ اسکی پیروی ہو جاویگی سو وہ اسی پر راضی ہوگا پس آنحضرت صلعم نے واللہ اعلم شاید اسی نصیب مفروض کی طرف اشارہ
کیا تھا اور تمام ثنا و صفت اُسی پاک پروردگار کو ہے جسنے شیطان کا کام فقط وسوسہ ہی تک رکھا اور اگر اسکو حصہ مذکور لینے کی قدرت ہوتی تو وہ باقی پر
بھی قادر ہوتا ولیکن اللہ عزوجل نے ان بندونکے درمیان قربات و طاعات کے ساتھ امتحان لینے کی جگہین رکھ دین تاکہ انکے درجے بڑھا دے
پس شیطان ملعون نے جان لیا کہ امتحان کے مقامات مین وسوسہ ڈالنے کی گنجایش ہے کیونکہ شیطان کی پیدایش ظہور قہر سے ہے سو جبکہ وہ
قہر کے لشکر کو دیکھتا ہے انہین داخل ہو جاتا ہے تاکہ خرمن ذکر سے کوئی دانہ لے بھاگے اور یہ خالص بندونکے ساتھ اسکا حسد ہے اور اسکو وہ خیال ہوجاتا ہے
ہوتا ہے کہ وہ اپنی جولانگاہ کے لیے معدن ڈھونڈھتا ہے پس عارفون مین اسکی مثال یون ہے کہ وہ پتنگے کے مانند ہے اور عارف باللہ تعالیٰ مانند
شمع منور کے ہے پس وہ شمع کے گرد وسوسہ لیکر پھرتا ہے آخر اسمین گر کر جل جاتا ہے تو نہین دیکھتا کہ حضرت آدم صفی اللہ تعالیٰ کے گرد کیونکر پھرا
اور آخر کو انکی ازلی برگزیدہ ہونے کی آگ سے جلکر لعنت دائمی کا مستحق ہوگیا اور آدم علیہ السلام کے واسطے اسکا وسوسہ قرب مزید کا باعث
ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ ۔ یعنے پھر بعد وسوسہ شیطان کے اللہ تعالیٰ نے آدم کو برگزیدہ کیا پس اسکی
توبہ قبول کی اور اسکو راہ دی اللہ عزوجل نے خلق کو آگاہ فرمایا کہ جو کوئی حضرت حق عزوجل کے کسی ولی و حبیب کو ستاتا ہے اسکا حال یہی
ہوگا واسطی رح نے فرمایا کہ اگر شیطان سے کہا جاوے کہ سوائے اس نصیب مفروض کے جسکی قدرت عطا ہوئی ہے تو کسی ایک کو بھی بہکا تو ایسی
حالت مین اسکا عاجز ہونا ظاہر ہو جاوے گا ابو سعید خراز نے فرمایا کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ تجھے کچھ قدرت اہل
تصوف پر حاصل ہے اُسنے کہا کہ نہین پھر چلا پھر مڑکر کہا کہ میرا اُنکے پاس ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وے لوگ بعض مخلوق کی طرف جو حادث
چیزین ہین کچھ نظر رکھتے ہین اور نیز اس ملعون کو یہ حصہ بھی ملتا ہے کہ یہ لوگ اپنے حال سے خوش ہوتے ہین اور اپنے مواعید سے لذت اُٹھاتے ہین اور
انکے مکاشفات مین باطل خیالات ڈالتا ہے اور یہ حصہ تو ان لوگون کے بہت سے مقامات سے اسکو ملسکتا ہے از انجملہ یہ کہ انکو وعدے دیتا ہے
کہ بدون اتباع شریعت و طریقۂ سنت کے اور بغیر استعمال آداب طریقت اور مشائخ کی متابعت کے تم درجۂ کرامات کو پہونچ جاؤگے اور خاصکر
مریدون کے حق مین ہے ۔ از انجملہ یہ ہے کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ تمھاری عمر ابھی دراز ہے پھر بڑھاپے مین تم درجات کرامت کو پہونچ جاؤگے جبکا

جبکا

Marfat.com

نتیجہ ہی کہا بھی جو مجاہدے و معرفت کے طریقے ہیں اُنسے بیٹھ رہو اور یہ سب اس ملعون کا دھوکا ہی اور ایسا غرور دہی مول لیتا ہی جو راہ اُکی ہیں نفس کی امانت کا طریقہ چھوڑتا ہی اور یہ بھی مریدون کے حق ہین اسکا دھوکا ہی کہ تم درجۂ انتہائی مقامات کو پہونچ گئے اور یہ آخری درجہ ہو اب تم اس مجاہدہ و مشقت سے و ریاضت شاقہ سے آرام حاصل کرو۔ اور شیخ بنکر مجلس ہین بیٹھو اور انھین کے مانند باتین بیان کرو تم کچھ ان سے کم نہین بلکہ مزید علم و فضل ہین بڑھے ہوے ہو ایسا کرو کہ تمھارے گرد مریدون کا ہجوم ہو اس فریب سے مراد اس ملعون کی یہ کہ جاہ و ریاست کی محبت ہین پھنسکر ہلاک ہوجاوے جیسے ہمارے زمانہ ہین بعضے مردود موجود ہین اللہ تعالیٰ ایسون سے روے زمین پاک فرما دے۔ بعضون نے کہا کہ شیطان مردود انکو طول عمر کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ کمال امید انکی موت ہی اور انکو تونگری کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ راہ انکی فقیری ہی بہرحال یہ شیطان کا فریب ہی کہ انکو دنیا سے قریب کرتا ہی اور عاقبت سے دور ڈالتا ہی (عس) مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے جو کچھ ذکر کیا وہ اہل اسلام کے بارہ ہین شیطان کے مواقع وسواس ہین پھر کافرون کے حق ہین تو شیطان مسلط ہی جو راہ بتلاتا ہی وہی اختیار کرتے ہین حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ نے زعم صریح باندھا کہ اُنپر کچھ گناہ کا خوف ہی نہین ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو تنبیہ کردی بقولہ تعالےٰ

لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْکِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہین موافق آرزو تمھاری کے اور نہ موافق آرزو اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے برا بدلا دیا جاویگا ساتھ اسکے اور نہ پاوے واسطے اپنے سوا ے

وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ

اللہ کے دوست اور مدد دینے والا اور جو کوئی عمل کرے اچھا مرد سے ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو پس یہ لوگ

یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ﴿۱۲۴﴾ 124

داخل ہونگے بہشت مین اور نہ ظلم کیے جاوینگے کھجور کے تنکا کے برابر

روایت ہی کہ جب مسلمانون و اہل کتاب نے باہم فخر کیا چنانچہ اہل کتاب نے کہا کہ ہمارا نبی تمھارے نبی سے اور ہماری کتاب تمھاری کتاب سے پہلے ہی ہم بہ نسبت تمھارے اولیٰ ہین اور مسلمانون نے کہا کہ ہمارے نبی صلعم خاتم النبیین ہین اور ہماری کتاب سب اگلی کتابون پر حاکم ہے پس ہم اولیٰ ہین تب یہ آیت نازل ہوئی (رواہ ابن جریر عن مسروق وکذا روی عن ابن عباس و جماعۃ من التابعین) پس اللہ عز و جل نے قول فیصل بیان فرمایا لَیْسَ نہین ہو امر آخرت و ثواب عقبیٰ پابند بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْکِتٰبِ۔ تمھاری آرزوؤن کے ساتھ اور نہ پابند ہے اہل کتاب کی آرزوؤن کے ساتھ **ف** حاصل آنکہ دین کا مناط اسپر نہین کہ زبان سے کہو اور دل ہین اپنی خواہش کی صورتین جیسی چاہو گڑھو بلکہ تحقیق وہ ہی جو قلب ہین جم جاوے اور اعمال صالحہ کرنیسے اسکی تصدیق ہو فقط زبانی دعوے سے کچھ حاصل نہین ہوتا اور اَمانی اہل کتاب سے قولہم نحن ابناء اللہ و احباؤہ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے فرزند و محبوب ہین اور قولہم لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاریٰ اور مانند اسکے جھوٹے دعوے جو زبانی بنایا کرتے تھے پس اَمانیکم سے خطاب مسلمانون کو ہی کما روی عن مسروق و قتادہ و الضحاک اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ قولہ لیس بامانیکم۔ یہ خطاب مشرکین کو ہے جو کہتے تھے کہ جزا و ثواب و حشر و عذاب کچھ نہین ہی بابت ہماری سفارش کرینگے کما فی المدارک اور خود اہل کتاب کہتے تھے کہ ہم گنتی کے چند روز البتہ عذاب کیے جاوینگے بیضاوی نے اسکی تائید کی لہذا حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ آیت مخصوص کافرون کے حق ہین ہی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ۔ جو برائی کرے گا سزا دیا جائیگا اسکے بدلے۔ یعنے جو کافر شرک و بدکاری کرے وہ ضرور سزا پاویگا اور اسپر تاکید فرمائی بقولہ۔ وَلَا یَجِدْ لَهٗ۔ اور نہ پاویگا اپنے واسطے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے سواے۔ وَلِیًّا۔ کوئی ولی جو اس کی

Marfat.com

حفاظت کرے عذاب سے۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ کوئی مددگار جو اُسکو عذاب الٰہی پہونچنے سے روک دے ف پس جبکہ یہ کافرون کے ساتھ
مخصوص ہوا تو مسلمانون کے حق مین مغفرت الٰہی باقی ہے پس اگر مسلمان گناہگار بدون توبہ کے مرگیا تو اللہ تعالیٰ چاہے بخشدے اور چاہے سزا
دے یہی وعید نہین ہے کہ خواہ مخواہ سزا پاویگا اور اگر توبہ کرین تو کافر و مسلمان ہر ایک کی توبہ قبول ہے جیسا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے
صریح روایت کیا ہے یہ تو بنا بر قول حسنؒ کے تفسیر مذکور ہوئی اور ابن عباسؓ و سعید بن جبیر و ضحاک سے مروی ہے کہ انھون نے سوء کو شرک یا کفر سے
تفسیر کیا پس مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کفر یا شرک کرے تو عاقبت مین ضرور اسکی سزا پاویگا کہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا بشرطیکہ اسی پر مرا ہو اس سے توبہ نہ کی ہو لیکن
جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت عام ہے مسلمانون و کافرون سب کے حق مین اور سوء بھی عام ہے ہر بد اعمال کو شامل ہے اسی کو شیخ ابن جریرؒ نے
اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے پسند کیا پس تاویل اسکی جو مفسرینؒ نے ذکر کی کہ جو برا کام کرے اسکے عوض سزا دیا جائیگا۔ خواہ آخرت مین اور خواہ بلاء
مصیبت ہو تو یعنی دنیا ہی مین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو مجھے نہین معلوم کہ اپنی کمر
مین مجھے شکستگی کبھی پہونچی جیسی اس آیت سے کہ مین جھک گیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای ابوبکر تیرا کیا حال ہے مین نے عرض کیا کہ میرے
مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ ہم مین کون ایسا ہے جسنے کوئی برائی نہین کی پھر ہمکو ہر برائی پر بدلا دیا جاویگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای
ابوبکر تو اور تیرے ساتھی مومنین سکے سب دنیا مین اسکا بدلا دیدیے جاؤگے یہانتک کہ تم لوگ اپنے پاک پروردگار سے ایسے حال مین
ملوگے کہ تم پر کوئی گناہ نہوگا اور مشرک لوگون کا یہ حال ہوگا کہ اُنکی برائیان جمع کر دیجاویگی تاکہ آخرت مین سزا پاوین رواہ عبد بن حمید والترمذی
و ابن المنذر و ابن جریر اور ایسا ہی خوف و غم دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی پہونچا تھا اور بعض روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھکو
اے ابوبکر بخشے کیا تو مریض نہین ہوتا کیا تجکو مصیبت نہین پہونچتی کیا تجکو غم نہین ہوتا تو ابوبکر نے کہا کہ کیون نہین یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا
کہ یہ جزا و بدلا ہی ہوگیا اور عبد اللہ بن الزبیر رضہ کو جب حجاج خونریز نے پھانسی دی تو عبد اللہ بن عمر رضہ نے اسی حدیث ابوبکر رضہ سے ابن الزبیر کو یہ
مصیبت پہونچنے سے اُنکی مغفرت پر استدلال کیا تھا کما رواہ ابن مردویہ والبزار عنہ۔ اور اس حدیث کے واسطے صحیحین مین شاہد موجود ہے
چنانچہ ابوہریرہ و ابو سعید نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ کوئی سختی و کوئی مصیبت و کوئی غم اور کوئی دکھ حتی کہ کوئی ہم کسی مومن کو نہین پہونچتا مگر اسکے
اللہ تعالیٰ اسکے عوض اسکے گناہ معاف فرماتا ہے رواہ البخاری و مسلم اور ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ جب قولہ من یعمل سوء یجز بہ الآیہ نازل
ہوئی تو مسلمانون کو غم شدید لاحق ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ مل چلو اور ٹھیک رکھو سو جو چیز مسلمان کو دردناک پہونچتی ہے حتی کہ کھر وبخ و کانٹا جو
اُسکے لگ جاوے سو اسکے گناہ ہونیکا کفارہ ہے رواہ مسلم اور معالم مین ہے کہ روی الاعمش عن ابی الضحیٰ عن مسروق مرسلاً۔ کہا کہ جب قولہ لیس بامانیکم
ولا امانی اہل الکتاب الآیہ اتری تو اہل کتاب نے مومنون سے کہا کہ اس صورت مین ہم اور تم دونون براہ عاقبت یکسان ہین تو
نازل ہوا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ اور جو بجالاوے کوئی چیز اعمال صالحہ مین سے
خواہ مرد ہو یا عورت ہو ف خواہ فرض ادا کرے یا نفل۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ درحالیکہ وہ مومن ہو ف یعنے جو شخص ایمان لاکر حالت
ایمان مین کوئی نیک کام کرے۔ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ تو ایسے ہی لوگ جنت مین داخل کیے جاوینگے ف
اور یہ بنا بر قراۃ ابن کثیر و ابو عمرو کے ہے کہ یدخلون بروزن مضارع مجہول مبنی للمفعول پڑھا ہے اور باقیون کی قراۃ مین یدخلون مبنی للفاعل
یعنے مضارع معروف ہے اور معنے یہ کہ ایسے ہی لوگ جنت مین داخل ہونگے پھر بنا بر تفسیر مذکور کے وارد ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عمل صالح کو بجالاوے وہ
جنتی ہے۔ پس اسکا جواب اگرچہ آسان ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ من الصالحات مین بعض صالحات سے فرائض مراد لیے جاوین جیسا کہ ابن

Marfat.com

عباس رضی سے مروی ہی اور بعض نے کہا کہ من زائدہ ہی پس الصالحات بالف لام استغراق ہوگا حالانکہ کسیکو جملہ صالحات ادا کرنے کی طاقت نہین ہی۔ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا - قدر نقرة النواة۔ بقدر نقرہ چھوارے کی گٹھلی کے اور نقرہ وہ شگاف ہی جو گٹھلی مین ہوتا ہی اور فتیل وہ ڈورا ہی جو اس نقیر کے بیچ مین ہوتا ہی اور قطمیر وہ چھلکا ہی جو گٹھلی پر ہوتی ہی اور اہل عرب ان الفاظ کو کسی چیز کی نہایت حقارت و کالعدم ہونے پر ضرب المثل لاتے ہین پس معنی آنکہ انپر کچھ ذرہ بھی ظلم نہوگا پس جبکہ ثواب مطیع مین کمی نہوئی تو لائق تر ہی کہ عذاب عاصی مین زیادتی نہو اسواسطے کہ بدلا دینے والا ارحم الراحمین ہی لہذا بعد ذکر ثواب کے اسی پر اقتصار فرمایا ف عرائس مین ہی کہ قولہ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب اشارہ ہی کہ حدوث سے درگاہ قدیم پاک ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ مخلوق سب اسی واسطے پیدا ہوئی ہی کہ عبودیت و بندگی کرے اور اسواسطے نہین کہ ربوبیت کا دم بھرے سو جبتک کہ بندہ عالم عبودیت مین اپنی خودی سے خارج نہین ہی تب تک جو کچھ نیک و بد کرے گا اسکا بدلا ملیگا اور ایسا نہین ہے جیسے خطرات گذرتے کہ جب حضرت اوتعالی سے رابطہ محبت محکم ہوا تو غیر کی طرف اشتغال کرنے سے انکو کچھ سزا نہ ملے اور اعزشون پر کچھ گرفت نہو کیونکہ درگاہ باریتعالی اس سے منزہ ہی کہ کوئی اپنے کسی حق سے اس تک رسائی پیدا کرے بلکہ اوتعالی کے حقوق ہمیشہ اپنے بندونپر قائم ہین اور یہی اس آیت مین اشارہ ہی پس اوتعالی اگرچہ قادر ہی کہ بندہ خالص کو بدون سزا کے منزلت عطا کرے تاہم اسکو اختیار ہی کہ تربیت کے طور پر سزا فرماتا ہی لیکن یہ بطور محرومی کے نہین ہی اور جب بندہ عارف کے دل مین کوئی خطرہ نفسانی سمایا تو یہ معرفت کے مرتبہ مین گناہ ہی اسپر سزا ملیگی یہی فرمایا من یعمل سوء یجز بہ۔ پس برائی پہونچنا اسی بدخطرہ کا نتیجہ ہی اور بد خطرہ اسکی تربیت کے واسطے ہی اور جو شخص کہ حضرت باری تعالی کو نہین پہچانتا ہی اسکا وجود تو سرے سے باؤن تک بد ہی اور جس نے انکو اسطرح پہچانا کہ درحقیقت وہ نہین بلکہ غیر ہی یہی خودرائی سے نصرانیت و یہودیت ہی اور مسلم کا بیان آیندہ آیت مین ہے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَ

اور کون بہتر ہی دین مین اس شخص سے کہ مطیع کرے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم حنیف کی اور

اتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۞ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۞ ۱۲

پکڑا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانون اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور ہی اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا۔ ای لا احد احسن دینا کوئی نہین نہایت خوب از روے دین کے یعنے دین مین کوئی بھی بہتر نہین۔ مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ۔ ایسے بندے سے جسنے مطیع کیا اپنے چہرے کو اللہ تعالی کے واسطے ف اسلام کے معنے انقیاد اور چہرہ سے مراد بندہ کی ذات ہی پس مراد یہ کہ جسنے خالص اللہ تعالی کیواسطے اپنی ذات کو مطیع کردیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ نہین ہی حالانکہ اسمین ایک صفت یہ ہی کہ وَهُوَ مُحْسِنٌ۔ وہ محسن ہی۔ ابن عباس رض نے فرمایا یعنے موحد ہی حق عزوجل کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ واحد جانتا ہی کسی طرح شرک نہین رکھتا نہ ظاہر نہ باطن مین نہ اعتقاد نہ عمل مین۔ اور بعض نے کہا کہ اسلم کے معنے فوض ای سپرد کردیا اپنے آپکو اور حدیث صحیح مین مذکور ہی کہ احسان کیا ہی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالی کی عبادت کرے گویا تو دیکھتا ہی پھر اگر تو اسکو نہ دیکھتا ہو تو وہ تجکو دیکھتا ہے پھر اسلم پر عطف کیا قولہ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ۔ اور پیروی کی ملت ابراہیم کی ف جو ملت اسلام سے موافق ہے پس اسلام ہی ہے کہ ملت ابراہیم سے موافق ہو بیان دو وجہ پیدا ہوتے ہتے اول آنکہ پہلے اسکا اسلام لانا و موحد ہونا فرمایا پھر کیا معنے ہین کہ وہ ملت ابراہیم کی اتباع کرے دوم آنکہ شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام خود مستقل ہی اسمین اتباع ملت ابراہیم کا حکم کیونکر ہے حاصل جواب آنکہ ملت ابراہیم

Marfat.com

اصل مین یہی اسلام و توحید ہی بلکہ تفصیلی شرع حضرت محمد صلعم بہ نسبت ملت ابراہیم علیہ السلام کے اکمل ہی اور ملت ابراہیم کے بیان سے یہ
فائدہ ہی کہ قریش و یہود و نصاریٰ کا رد ہو گیا کیونکہ اہل کتاب و اہل شرک اسکے سچے ہونے کے قائل تھے لیکن عناد و جہالت سے ہر ایک فرقہ
مدعی تھا کہ ہم ہی ملت ابراہیم پر ہین تو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ وہ یہی شرع اسلام ہی اور شرک و یہودیت و نصرانیت نہین ہی چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا
حال بیان فرمایا۔ **حَنِيفًا** ای مائلا عن الادیان کلها الی الدین القیم۔ یعنے ابراہیم ع کی یہ شان تھی کہ وہ اپنے رب عزوجل کی توحید و اسلام مین
منھ موڑ لینے والا تھا تمام دینون سے دین قیم و صراط مستقیم کی طرف شاید ملت سے حال ہو یعنے وہ ملت ایسی ہی کہ صراط مستقیم ہی اور ہو سکتا ہی
کہ پیروی کرنے والے سے حال ہو یعنے جو شخص اسلام لایا اور ملت ابراہیم کی پیروی کی درحالیکہ وہ تمام دینون سے حق و راہ راست کی طرف
مائل ہونیوالا ہی اس سے بہتر دیندار کوئی نہین ہی۔ پھر ایک کلام ترغیب آمیز فرمایا **وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا**۔ اور ابراہیم وہ ہی
کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو خلیل بنایا **ف** یعنے برگزیدہ بنایا جو خالص اللہ تعالیٰ ہی سے محبت رکھتا تھا یہ علوم و مشہور رہی کہ اُنھون نے
اپنے بیٹے کو ذبح کرنیکا بحکم الٰہی قصد مصمم کر دیا تھا یہ خالص محبت کا ادنیٰ نشان ہی جو عوام کی نظر مین ظاہر کر دیا قال فی المعالم زجاج نے کہا
کہ خلیل وہ ہی جسکی محبت مین کوئی خلل و رخنہ نہو۔ اور خلت بمعنی دوستی صافی چونکہ اللہ نے ابراہیم کو محبوب برگزیدہ بنایا تھا وہ خلیل کہلائے
اور بعض نے کہا کہ یہ لفظ مشتق از خلت بمعنے حاجت ہی پس خلیل محتاج فقیر ہوا پس ابراہیم خلیل اسلیے ہوے کہ انھون نے اپنا فقر و محتاج
ہونا فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رکھا پھر معالم مین کہا کہ قول اول اصح ہی یعنے خلت بمعنے دوستی صافی سے مشتق ہی اسواسطے کہ کلام الٰہی مین
اتخاذ خلت از جانبین ہی اور خلت بمعنی فقیری ہر دو جانب سے ممکن نہین ہی **قال** ابن کثیر یہ کلام حضرت ابراہیم کی پیروی کی ترغیب ہی کہ وہ
نہایت درجہ تقرب کو پہونچ گئے تھے اور پیشوا دین ہی کہ اُسکے ذریعہ سے مقام مقصود تک پہونچ جاوے **قال المترجم** پس فرقہ شیعہ و رافضہ محض جھوٹے
ہین کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی پیروی منافقون کی طرح مُنھ سے ظاہر کرتے ہین اور خود ان مین سے آج تک کوئی بھی برائے نام کسی درجہ کو بھی نہ پہونچا
فافہم۔ **قال** یہ درجہ خلت مقامات محبت مین سے بہت رفیع ہی اور حضرت معاذ انصاری جب یمن کے عامل ہو تو صبح کی نماز مین انھون نے قولہ واتخذ اللہ
ابراہیم خلیلا بھی پڑھا پھر مقتدیون مین سے ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم کی مان کی آنکھین ٹھنڈی ہوئین رواہ البخاری اور ابن جریر وغیرہ نے بعض
سے یہ قصہ نقل کیا کہ ابراہیم کے دیس مین قحط پڑا تو موصل یا مصر مین ایک دوست کے پاس غلہ لینے گئے وہانسے نامراد پھرے جب قریب پہونچے تو حضرت
سارہ کی دلشکنی و مایوسی کے خیال سے ریگستان سے ریت بھر لی اور گھر مین داخل ہوے اور آنکھ لگ گئی پس سارہ نے اُٹھکر بورون مین سے نہایت
سپید گیہون کے آٹے سے روٹی پکائی جب جاگے تو پوچھا کہ یہ کہان سے آ۔ انھون نے کہا کہ وہی جو اپنے خلیل مصری یا خلیل موصلی سے لائے
ہو تو ابراہیم سمجھ گئے اور فرمایا کہ یہ میرے اللہ عزوجل خلیل کی طرف سے ہی سو اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل فرمایا۔ اِس قصہ کو بیضاوی و معالم وغیرہ
مین مطول و مختصر ذکر کیا و لیکن ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ قصہ اسرائیلیون سے لیا گیا اسکی صحت و وقوع مین کلام ہی انتہا یہ ہی کہ نہ جھوٹا کہو نہ سچا کہو۔ اور
عبید بن عمیر سے روایت ہی کہ ابراہیم علیہ السلام لوگون کی مہمانی کرتے تھے ایک روز بہت ڈھونڈا کوئی نہ ملا جب واپس ہوے تو گھر مین ایک
شخص کو کھڑا دیکھکر کہا کہ بندۂ خدا تم بلا اجازت کیون میرے گھر مین گھسے اسنے کہا کہ مین اسکے مالک کے حکم سے گھسا ہون پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا
کہ مین ملک الموت فرشتہ ہون ایک بندے کی طرف بھیجا گیا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل بنایا ہی اسکو یہ خوشخبری دون۔ کہا کہ تو مجھے بھی
بتا دے مین تا دم مرگ اسکا ساتھ نہ چھوڑونگا۔ اسنے کہا کہ وہ بندہ تم ہو۔ پوچھا کہ مین کیونکر ہون۔ کہا کہ تم لوگون کو دیتے ہو مانگتے نہین ہو۔ اسحق بن
یسار سے روایت ہی کہ جب ابراہیم کو خلیل بنایا۔ تو انکے دلمین محبت آمیز دہشت ڈالدی کہ دور سے اُنکے دل دھڑکنے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔

رواہما ابن ابی حاتم۔ پھر خلیل بروزن فعیل بمعنے فاعل ہی یعنے پروردگار عزوجل کے ساتھ نہایت محبت رکھنے والا اور قولہ ابن احسن دیناً سے یہ اشارہ
ظاہر ہی جیسا کہ بیضاوی رح نے کہا کہ اس استفہام مین تنبیہ ہی کہ قوت بشری جہانتک پہونچ سکتی ہی یہ اسکی انتہا ہی پس ابراہیم ع کو انتہا درجہ کی
محبت جناب باری تعالیٰ سے تھی یا فعیل بمعنے مفعول ہی ای نہایت محبوب بسبب آنکہ طاعت الٰہی عزوجل مین پورے طور سے قیام کیا اور
اسکی مرضیات مین قائم ہوئے یہانتک کہ محبوب ہو گئے۔ اور ظاہر یہ ہی کہ بہ نسبت درجۂ ادنیٰ اور اوسط کے انکی محبت کا مرتبہ درجۂ اعلیٰ مین پہونچا
تھا اگرچہ اس درجہ مین بہ نسبت انکے کمی و بیشی ممکن ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ یہ درجہ واحدہ ہو جسمین دیگر بعض انبیا علیہم السلام بلکہ اکابر مومنین
شریک ہو جاوین لیکن اس ایک امر مین شرکت سے مساوات کلی لازم نہین آتی ہی۔ ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے آخر خطبہ مین
جو آپ نے پڑھا یون فرمایا اما بعد ایہا الناس لو کنت متخذا من اہل الارض خلیلا لاتخذت ابابکر بن ابی قحافۃ خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللہ
رواہ البخاری ومسلم۔ یعنی اگر مین اہل زمین سے کسیکو خلیل بناتا تو ابو بکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن ابو بکر خلیل اللہ ہی اور یہ روایت
کئی طرق سے آئی ہی اور یہ فضیلت حضرت ابو بکر کو مخصوص تھی کہ صحابہ رض مین سے کوئی انکے ساتھ اسمین شریک تھا بعض نے کہا یعنے اپنی ذات
شریف کو فرمایا کہ مین خلیل اللہ ہون واللہ تعالیٰ اعلم اور اسکی تائید اس روایت سے ہی جو جندب بن عبد اللہ البجلی اور عبد اللہ بن عمرو بن
العاص اور عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو خلیل کر لیا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا تھا
وقد رواہ الحاکم وصححہ اور ابن عباس سے روایت ہی کہ صحابہ رض مین سے کچھ لوگ بیٹھے آنحضرت صلعم کا انتظار کرتے تھے جب آپ نکلکر قریب آئے
تو انکو باتین کرتے سنا تو ایک کہتا تھا کہ کیا خوب ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق مین سے ابراہیم ع کو خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا کہ اس سے
زیادہ عجیب نہین کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ع سے کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا کہ عیسیٰ ع کو دیکھو کہ وہ روح اللہ وکلمۃ اللہ تھے۔ چوتھے نے کہا کہ آدم
صفی اللہ تھے۔ پس آپ نے ظاہر ہو کر انپر سلام کیا اور فرمایا کہ مین نے تمہارا کلام سنا اور تمنے تعجب کیا کہ ابراہیم خلیل اللہ تھے وہ ایسے
ہی تھے اور موسیٰ ع کلیم اللہ اور عیسیٰ ع روح اللہ اور آدم صفی اللہ تھے وہ ایسے ہی تھے اور اب جانو اور آگاہ رہو کہ مین حبیب اللہ ہون
اور کچھ فخر سے نہین کہتا اور مین ہی پہلا شفاعت کرنیوالا ہونگا اور پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور مین فخر نہین کرتا اور مین ہی
پہلا وہ شخص ہون کہ جو جنت کی کنڈی ہلا دیگا اور دروازہ کھولا جائیگا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہونگے جو فقیر ہین اور کچھ فخر نہین۔ اور مین ہی
قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ بزرگ مرتبہ ہونگا اور کچھ فخر نہین رواہ ابن مردویہ ولبعضہا شواہد
فی الصحاح اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ ابراہیم ع کے واسطے خلت ہو اور موسیٰ ع کے واسطے کلام ہو اور محمد صلعم کیواسطے
دیدار باری تعالیٰ ہو رواہ الحاکم وصححہ علی شرط البخاری ومعنے یہ کہ معراج مین آنحضرت صلعم نے دیدار حق عزوجل پایا تھا اور ایسا ہی انس
بن مالک اور بہتیرے صحابہ و تابعین وائمہ سلف وخلف سے مروی ہی کذا ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ ملکا وخلقا وعبیدا۔ یعنے ملک ہونے اور مخلوق ہونے اور بندہ ہونے سب طرح سے جو کچھ جاندار و بیجان عقل والے
و بے عقل والے آسمان و زمین مین ہین یعنے تمام عالم مین ہین سب اللہ تعالیٰ کے ہین وہی انکا مالک و خالق و معبود ہی جو چاہے کرے کوئی اس سے
پوچھنے والا نہین اور کسیکا کچھ اجارہ نہین ہی جو حکم کرے سب عدل و حکمت و لطف و رحمت ہی اور اس کلام سے تاکید ہو گئی کہ طاعت الٰہی تعالےٰ
واجب ہی اور ابراہیم بندہ خاص تھا وہ خلیل ہو جانیسے کچھ بندگی سے باہر نہوا اور بندے اس خلت کو اپنی عادت پر قیاس کرین اور ابراہیم ع کو
خلیل کرنا ابراہیم کے اوپر محض فضل تھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہی ف علما وقدرۃ

ای لم یزل متصفا بذلک ۔ چونکہ محیط ہونا اور گھیرنا ایسی چیز سے ہوتا ہی جو جسم رکھتی ہو کیونکہ حقیقت مین احاطہ یہی ہی اور یہان اللہ عزوجل کی شان مین
محیط آیا تو مراد اس سے معنے مجازی ہین یعنے او تعالی اپنے علم و قدرت سے محیط ہی یعنے اُسکا علم اور اسکی قدرت ہر چیز کو شامل ہے کذا فی الکمالین
اور چاہو یون کہو کہ زبان عرب مین احاطہ حقیقی جسم سے ہی پس مراد یہان مجازاً لفظ احاطہ سے معنے لازمی ہین یعنے قدرت و قابو چنانچہ بولتے ہین
کہ فلان شخص تو اسپر محیط ہو رہا ہی یعنے اسپر قابو رکھتا ہی اور نیز احاطہ سے جسکو احاطہ کیا اُسکے حال سے آگاہی پوری بھی مفہوم ہی پس حاصل آنکہ پوری
جزا دیگا ۔ پھر لفظ کان صیغہ ماضی ہی اور کبھی بمعنے دوام و استمرار مستعمل ہوتا ہی اور وہی یہان مراد ہی یعنے برابر اس صفت سے موصوف ہی ف
عرائس البیان مین ہی کہ قولہ من احسن دینا ممن اسلم الآیہ ۔ اسمین اشارہ یہ ہی کہ یہ ایسے بندیکا وصف حال ہی جو اپنے سر قلبی سے جلال ذات کے واسطے
سر جھکائے جس سے جمال وجہ قدیم کے انوار چمکتے ہین اور ہوائے ہویت مین بازِ شوق و محبت سے پرواز کرے ۔ بس یہی راہ اسکا دین ہی ۔ اس سے بڑھکر
کون دین ہوگا کہ او تعالی اپنے جلال و عظمت سے اُسکو ہدایت فرماوے اور اسی سے اسکی طرف راہ پاوے پس جبتک یہ راہ ازل سے اسکی رہائی
یقینی ہی اور جبتک یقین کامل کے ساتھ اُسکی عزت و جلال کی مدد شامل حال ہی تو وہی خوب ہادی ہی ؎ شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر
حور العین ۔ اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم ۔ جب اُسنے اپنے چہرہ کو اسکی درگاہ مین جھکایا اور جمال قدیم کی طرف راہ لی تو اُس جمال پاک
سے طالب صادق کا چہرہ منور و خود فنا ہوتا ہی قولہ وہو محسن یعنے جسکو چاہتا اور طلب کرتا ہی اُسکو جانتا پہچانتا ہی اور مقصد یہ کہ خود فنا ہو اور
وہی باقی ظاہر ہو جس سے اُسکی بقا ر حقیقی ہو جاوے پس فنائی اللہ تعالی ہونا اسپر آسان ہی شیخ ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ جو شخص کہ پہچان گیا
جسکو طلب کرتا ہی تو اس طلب مین جو کچھ جان و مال قربان کرتا ہی ایسی صد ہزار جانین اُسکی نظر مین خوار ہوتی ہین پس فنا ہوتے ہین اسکی حالت
یہ ہو جاتی ہی کہ جو محبوب کی مراد ہی وہی اسکی مراد ہو جاتی ہی اور جسمین اسکی رضا ہی وہی اسکا ایمان ہی چاہے مارے یا جلاوے اسکے نزدیک دونون
عین خوشی ہین تو نہین دیکھتا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی بقولہ ومازاغ البصر وما طغی جسنے محبوب کو پایا دونون جہان سے
منھ موڑ کر کسی طرف سر نہ اُٹھایا ۔ اور دیکھو کہ اپنے خلیل علیہ السلام کی تعریف کی جسنے ظہور انوار قدیم کے وقت تمام جہان سے اپنی نگاہ پھیر لی کما قال
انی بری مما تشرکون ۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوات والارض ۔ اسمین ظاہر کردیا کہ مرتبۂ احسان پورا نہوگا جبتک ملت ابراہیم
حنیف علیہ السلام کی پیروی نہو اور اسکی ملت یہ تھی کہ اپنی طبیعت کا بت جسکی پیروی مین بندہ گرفتار ہی ابتدائی محبت مین حقیقت کے تیر
سے توڑ ڈالے پھر جب عرفان کے دروازے تک رسائی ہو تو ملکوت کی اچھی صورتین بھی اپنی خاطر سے بالکل ہٹا دے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے
بزاز بی کے بعد ۔ بقولہ انی بری مما تشرکون الآیہ سے اس شرک کو ناپید کردیا پس پہلا مرتبہ تو یقین کا ہی ؎ وہ یقین جو حاصل تھا ابراہیم کو
ہر بشر کی ونگ جس سے عقل ناہو ۔ جبتک مرتبۂ یقین نہو تب تک ایمان ہی نہین ہی پھر ولی ہونیکا خیال محض خام ہی ؎ ہی ولایت ورصلاحیت
تو دور ۔ پہلے تو مومن تو ہولے بے شعور ۔ اور دوسرا مرتبہ یہی مرتبۂ عرفان ہی اسی کو اسلم وجہہ للہ کہا یعنے اپنے نفس کو محل امتحان مین حضرت
حق عزوجل کے سپرد و تسلیم کرنا کہ ماسوائے حق کے سب سے دل پاک و سلامت ہو چنانچہ فرمایا یوم لاینفع مال ولابنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۔
اور مزید بر ین ابراہیم کے حق مین فرمایا ۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین ۔ پھر ابراہیم کے اس اقرار کی تصدیق فرمائی و امتحان کیا کہ فرزند عزیز
و جگر دلبند یعنے اسمعیل علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم دیا حتی ستر مرتبہ اسکی گردن پر چھری پھیری ۔ اور نیز ابراہیم کو خود اپنی جان سے امتحان فرمایا
کہ اُن کو آگ مین ڈلوایا اور نمرود خبیث کو ملعون و مردود کیا مگر ابراہیم سے امتحان لیا اور فرشتون اور آدمیون پر اسکی صدق و محبت کو ظاہر
کردیا چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اُسوقت آئے کہ اے ابراہیم آپ کو مجھسے جس قسم کی مدد منظور ہو فرمائیے کہ مجھے حضرت رب العزۃ جل جلالہ نے اجازت

Marfat.com

فرمائی ہی کہ اگر ابراہیم تجسے کچھ مدد چاہے تو اُسکو مدد دے سوا اگر آپ کہین تو مین نمرود مردود کو مع لشکر ایک چٹکی سے مل ڈالون یا اس تختۂ زمین کو تہ وبالا کردون تو ابراہیم نے جواب دیا کہ اگر یہ مراد ہی کہ مجھے تیری طرف کچھ حاجت ہی تو مجھے تیری طرف کچھ حاجت نہین ہی میرا پروردگار جل جلالہ خود میرے حال کا دانا تر ہی - اس آیت مین اللہ عزوجل نے ظاہر فرمایا کہ وہ بندگی بجالانے کی صفت مین اور ربوبیت پہچاننے کی شان مین اِس مرتبہ کا بندہ تھا اور ازل مین اسکو بدون کسی علت و سبب کے اپنے فضل و رحمت سے خلیل کردیا تھا کچھ کسی عوض سے نہ تھا کیونکہ خلیل بنانا حضرت اوتعالیٰ عزوجل کا فعل ازلی ہی کچھ حادث نہین تو طاعت ابراہیمؑ کا وجود بھی نہ تھا پس یہ بلا سبب و علت کے قدیم ہی پھر خلیل علیہ السلام نے اپنے رب جلیل کو جلالت و عظمت کی آنکھ سے دیکھا تو خلیل جلیل ہوگئے اور یہ حبیب کی صفت بھی ہی جو خلیل سے افضل ہوتا ہی اسواسطے کہ محبوبیت بعد خلت اور اسکا لب لباب ہی پھر اشارہ سے تصریح کردی کہ جو بندہ کہ احسان کی بندگی ادا کرے اور حبیب و خلیل کا تابع ہو وہ بھی محبوب ہوجائیگا مترجم نے مصرح کردیا ہی کہ انتہار درجہ صدیقین کا ابتدائے درجہ انبیا علیہم السلام ہی اور منشے یہ ہین کہ امتیون مین مرتبہ صدق و ما بعد مین جو مقام خلت و محبوبیت ہی وہ اسکو حاصل ہوگا جیسے سب کے سب جنتی ہین مگر یہ لازم نہین کہ سب کا درجہ بھی برابر ہی فافہم اور بعض مشائخ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ کون شخص ایسے بندے سے دین مین اورحال مین بہتر ہی جو اپنی تنگی و آسانی ہر حال مین تقدیر پر راضی رہا اور اپنے قلب کو اپنے پروردگار کے سپرد کیا اور خالص اسی کے واسطے فرمانبرداری کی حالانکہ وہ محسن ہو یعنے سنت محمد مصطفیٰ صلعم کا تابع ہی **شیخ ابن عطا**ؒ نے فرمایا کہ اوتعالے نے اسکو خلیل بنالیا اور اسکے سر باطنی مین کسی غیر کی جگہ نچھوڑی اور یہی خلت حقیقی ہی **شیخ حسین**ؒ نے فرمایا کہ حق عزوجل نے ابراہیم کو خلیل بنالیا یہ اسکا احسان ہی اسمین انکی جوہر ذاتی کو دخل نہین تھا بلکہ محض ہی اسکو جسنے بدون استحقاق موجبہ کے انکو خلیل بنایا ۔۔۔ جو ابراہیم کی صفت بیان کی کہ وہ خلیل بنایا گیا تو یہ کرم کی صفت ہی کہ خلیل کی تعریف فرمائی **قال المترجم** کلام لطیف جید جداً پھر واضح ہو کہ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندون مین سے مردانہ دلیر پسند ہین - ھ - یہ وہی ہین کہ مردانگی کے ساتھ انھون نے اسلام کے لیے گردن جھکالی اور خلت و محبت کی منزل پائی اور جی سے مرد ہوتا ہے اور جس نے خوف کیا وہ زنانہ ہی اور اسکے احکام جداگانہ ہین جیسے

عورتونکے احکام از انجملہ یتیمہ عورتون کا حکم بیان فرمایا۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى

اور فتوی پوچھتے ہین تجسے بیچ عورتون کے کہہ اللہ فتوی دیتا ہی تمکو بیچ اُنکے اور جو چیز کہ پڑھی جاتی ہے اوپر تمھارے بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم کے

النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ

عورتون کے جنکو نہین دیتے تم اُنکو جو کچھ لکھا گیا ہے واسطے اُنکے اور رغبت کرتے ہو یہ کہ نکاح کرو اُنکو اور بیچ ناتوانون سے

الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيمًا ۝

لڑکون سے اور یہ کہ قائم رہو واسطے یتیمون کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کروگے تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اُسکے جاننے والا

واضح ہو کہ مردان صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورتون کی میراث وغیرہ کے احکام جب رسم جاہلیت کی نسبت شریعت حقہ مین زیادہ متغیر دیکھے تو کمال احتیاط سے اُسکو پوچھا پھر شروع نساء وغیرہ سے اکثر احکام اس حکمت کے ساتھ کہ ایکبارگی انپر شاق نہوجاوین نازل ہوتے گئے پھر انھون نے باقی احکام کے واسطے فتوی طلب کیا مجاہدؒ نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت والے عورتون ولڑکون کو کچھ میراث نہین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ لڑین اور نہ غنیمت حاصل کرین نہ قوم سے مضرت دفع کرین اُنکو کچھ استحقاق نہین ہی جب اسلام حق آیا اللہ تعالیٰ نے انکا

Marfat.com

حق واجبی انکو دلایا پس آیت میراث سے انکو حصہ ملا پھر کبھی یتیمہ لڑکی ہوتی تھی جسکے بارہ مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہی کہ کسی مرد کی پرورش مین ایسی یتیم لڑکی ہوتی جسکا یہی مرد مذکور وارث بھی ہوتا اور وہی اسکا ولی ہوتا یعنے نکاح اسکی ولایت سے ہوتا اور یہ لڑکی مذکورہ اسکے ساتھ مال مین شریک ہوتی مثلاً باغ خرما وغیرہ مین بطور میراث کے شرکت رکھتی اور یہ لڑکی اس ولی کی ذات رحم محرم نہین ہوتی مگر یہ شخص اس لڑکی سے بسبب اسکی بدصورتی وغیرہ کے نکاح کرنا پسند نہ کرتا اور نیز یہ بھی نہ چاہتا کہ دوسرے مرد سے اسکا نکاح کردے کہ اسکا شوہر بتقدیر اسکے حصہ کے ولی مذکور کے ساتھ شرکت والا ہو جاوے پس یہ کرتا کہ لڑکی مذکورہ کو عضل[1] کر دیتا کہ کسی سے نکاح نہ کرنے دیتا یہانتک کہ وہ مرجاتی پس اسکی میراث لے لیتا تب یہ آیت نازل ہوئی اور عضل کرنے سے ممانعت آئی اور جب کبھی ایسی یتیمہ خوبصورت مالدار ہوتی تو اس سے نکاح کر لیتے والحدیث عند البخاری ومسلم۔ اور ابن ابی حاتم نے عائشہؓ سے روایت کی کہ پھر اس آیت کے بعد لوگون نے رسول اللہ صلعم سے فتویٰ طلب کیا کہ عورتون کے معاملہ مین کیا حکم ہی تب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیہن الآیہ۔ اور عائشہؓ نے فرمایا کہ قولہ تعالےٰ وما یتلی علیکم فی الکتاب سے پہلی آیت مراد ہے یعنی قولہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم الآیہ۔ باقی کلام تفسیر کے ذیل مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ **وَيَسْتَفْتُوْنَكَ**۔ یطلبون منک الفتوی تجھسے فتویٰ طلب کرتے ہین۔ اور افتا بروزن افعال بمعنے ظاہر کر دینا مبہم کو کما فی **البیضاوی** اور فتویٰ اسم ہی پس استفتا کے معنے فتوے کی درخواست کرنا چنانچہ مفسرؒ نے کہا اور حاصل آنکہ تجھسے اے محمد صلعم تیرے اوپر ایمان لانے والے درخواست کرتے ہین کہ فتویٰ دیجیے۔ **فِي**۔ شان۔ **النِّسَآءِ**۔ ومیراثہن عورتون کے بارہ مین اور انکی میراث کے احکام مین پس فی النساء معنے فی شان النساء بتقدیر مضاف ہی اسواسطے کہ عورتونکی ذات وانکے انواع سے سوال نہ تھا بلکہ انکے حال سے سوال تھا اور **بیضاویؒ** نے فی میراث النساء مقدر کیا بدلیل آنکہ اسکا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ عیینہ بن حصن نے کہ آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ مجھے خبر ملی کہ آپ دختر کو نصف اور بہن کو نصف میراث دلاتے ہین اور ہمارا تو یہی دستور تھا کہ ہم اسی شخص کو وارث کرتے تھے جو لڑائی لڑے اور غنیمت سمیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہی اور مفسر جلالؒ نے فی شان النساء ومیراثہن مقدر کرنے مین اشارہ کیا کہ سوال جیسا میراث سے تھا ویسا ہی بعض احوال سے بھی تھا کیونکہ جواب مین میراث کے ساتھ یتیمہ لڑکیون کے نکاح کا حال بھی مذکور ہی اور جواب موافق سوال ہوتا ہی۔ **قُلْ**۔ لہم کہدے یعنے فتویٰ طلب کرنیوالون سے پس خطاب انکو بسبب انکے سوال کے ہی ورنہ حکم انکے ساتھ مخصوص نہین ہی اسلیے کہ فتویٰ یہی ہی کہ واقعہ مین جو حکم حق ہی وہ ظاہر کر دیا جاوے جیسا کہ عالم سے جو فتویٰ لیتے ہین اسکے یہی معنے کہ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلعم واجماع امت وغیرہ جس دلیل شرعی سے جو حکم اس بارہ مین ہو وہ ظاہر کر دو۔ **اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ**۔ اللہ تعالیٰ تمکو فتویٰ دیتا ہی عورتون کے حق مین اور وہ جو تلاوت کیا گیا تمپر کتاب مین

ف کتاب سے مراد قرآن مجید ہی اور حاصل آنکہ جو تلاوت کیا گیا تمپر قرآن مین آیۃ میراث قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیہ وقولہ ان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی الآیہ۔ بھی تمکو فتویٰ دیتا ہی پس یفتیکم فیہن کا فاعل اللہ تعالیٰ اور ما فی الکتاب۔ دونون ہوئے اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ دینا وہی ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہی اور نیز فعل کی نسبت بجانب دو فاعل کیونکر ہی تو جواب یہ کہ فعل کو دو مختلف اعتبار سے دو فاعل کی طرف نسبت کرنا روا ہی اور **بیضاویؒ** نے ذکر کیا کہ جائز ہی کہ وما یتلی علیکم۔ مبتدا۔ اور۔ موجود فی الکتاب خبر ہو اور مراد کتاب سے لوح محفوظ ہی اور حاصل آنکہ جو تمپر تلاوت کیا جاتا ہی یہ لوح محفوظ مین موجود ہی اور بلاغت اسمین یہ کہ اس حکم کی عظمت ظاہر ہو اور تنبیہ رہے کہ ان حقوق کی رعایت رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عین عبادت ہی الحاصل تم یتیم عورتون کے بارہ مین فتویٰ چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ

[1] عضل بمعنی باز داشتن بیوہ از شوہر ۱۲ منتخب

تم کو فتوی دیتا ہی اور خود قرآن مجید کی جو آیت گذر چکی وہ تمکو حکم بتلاتی ہی۔ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ۔ دربارہ یتیم عورتونکے ف جنپر تمھارے
دستور زمانۂ جاہلیت مین ظلم صریح ہوتا تھا چنانچہ انکا حال ظاہر کردیا بقولہ تعالیٰ۔ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ
جنکو تم لوگ وہ حق نہین دیتے تھے جو اُنکے واسطے فرض کیا گیا ہی ف مثلاً انکی میراث نہین دیتے تھے۔ وَتَرْغَبُوْنَ۔ ایہا الاولیاء اور
تم بے رغبتی کرتے ہو اے اولیاء أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ۔ اس سے کہ نکاح مین لاؤ اُنکو۔ ف بسبب اُنکی بدشکل ہونے کے اور عضل کرتے ہو
انکو اس سے کہ اپنا نکاح کرلین بسبب اسکے کہ تمکو اُنکی میراث کی طمع ہوتی ہی اور حاصل آنکہ تمکو یہ فتوی دیتا ہی کہ تم ایسا مت کرو۔ اور بعض نے
ترغبون فی ان تنکحوہن۔ مقدر کیا یعنے تم رغبت کرتے ہو اس بات مین کہ انسے نکاح کرلو یعنے درصورتیکہ وہ خوبصورت ہوتی ہین تو نکاح کرتے ہو
لمگر مہر پورا نہین دیتے ہو اور بدصورتی مین نکاح نہین کرتے عضل کرتے ہو۔ ومؤید تفسیر روایت ابن ابی حاتم از حضرت ام المؤمنین عائشہؓ
ہی کہ حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ قول اللہ عزوجل وترغبون ان تنکحوہن۔ یعنے اولیاء کو خطاب ہی کہ تم مین سے جب کسی ولی کی پرورش مین
ایسی یتیمہ ہوتی ہی جسکا مال وجمال کم ہی تو اس سے بے رغبتی کرتا ہی پس اللہ نے منع کردیا کہ ایسی یتیمہ سے بھی نکاح نہ کرین جس کے مال
وجمال کثیر ہونے سے اسکی طرف رغبت رکھتا ہی مگر اسی طور سے کہ اسکو اسکا پورا مہر دیوے۔ قال ابن کثیر اس روایت کے واسطے
صحیحین مین اصل ثابت ہی اور مقصود کلام الٰہی کا یہ ہی کہ پہلے ایسا کرتے تھے کہ جب کسی مرد کی پرورش مین کوئی ایسی یتیمہ لڑکی ہوتی جس سے
وہ خود بھی نکاح کرسکتا باین طور کہ وہ اسپر شرعاً حرام نہین ہوتی مثلاً چچازاد بہن ہوتی تو کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور کو جو اسکا ولی ہی اُسکے نکاح کی طرف
رغبت ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو کچھ ایسی عورتون کا مہر باندھے جانیکا دستور ہو اسیقدر پورا مہر اسکا بھی باندھے تب نکاح کرسکتا ہی
اور اگر ایسا نہ کرے بلکہ کم مہر پر نکاح مین لے لینا چاہے تاکہ اُسکا مال ہاتھ آوے تو نکاح نہین کرسکتا پس اور عورتین بہت ہین دو دو
تین تین چار چار سے نکاح کرے اور اس یتیمہ کو اپنی ولایت سے کسی غیر مرد کے ساتھ بیاہ دے۔ یعنی تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہین جو اول
سورۂ نساء مین بقولہ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی الآیہ۔ مذکور ہوئی ہی۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور جو اسکا ولی ہی اس یتیمہ کی طرف سے
بے رغبت ہوتا خواہ اس عورت کے بدشکل ہونے کی وجہ سے یا نفس الامر مین اسکو رغبت نہین تو وہ ایسا کرتا کہ کسی غیر سے نکاح کرنے سے عضل و
منع کرتا تاکہ مرے تو میراث لیوے پس اللہ عزوجل نے منع فرمایا کہ عضل مت کرو۔ چنانچہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے قولہ فی یتامی النساء الآیہ
مین روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت مین دستور تھا کہ کسی مرد کے پاس اگر یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اسپر اپنا کپڑا ڈال دیتا تو پھر کبھی کوئی اس سے نکاح
نہین کرسکتا تھا پھر اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی اور ولی مذکور اسکی طرف رغبت کرتا تو اس سے نکاح کرلیتا بہت تھوڑے مہر پر اور اسکا ذاتی مال
سب خورد برد کرجاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو اُسکو ہمیشہ تازندگی دوسرے کسی مرد سے نکاح کرنے سے روکتا یہانتک کہ وہ عورت مرجاتی
پھر اُسکی میراث مین اُسکا مال لیکر خورد برد کرتا پس اللہ عزوجل نے اُسکو حرام کیا اور منع فرمایا۔ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ
ای ویفتیکم فی الصغار من الولدان ان تعطوہم حقوقہم۔ اور تمکو فتوی دیتا ہی دربارہ نابالغ ولدان کے خواہ مذکر ہون یا مؤنث ہون ف
یہ کہ تم اُنکو اُنکے حقوق دیدو یعنے جو حقوق میراث کے عموم قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ سے ثابت ہین ادا کردو۔ ابن عباسؓ نے
فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت والے نابالغون کو اگرچہ فرینہ ہونے کچھ میراث نہین دیتے اور لڑکیونکی کچھ میراث ہی نہین قرار دیتے تھے پس اللہ تعالیٰ
نے اس سے بھی منع فرمایا اور ہر حصہ دار کا حصہ آیۂ مواریث مین مقرر فرمایا اور ایسا ہی سعید بن جبیر وغیرہ سے مروی ہی۔ وَاَنْ تَقُوْمُوْا۔ یعنے
ویامرکم ان تقوموا۔ لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ۔ اور تمکو اے حاکمو اور سربراہ کارو یہ حکم دیتا ہی کہ ٹھیک قائم ہو یتیمون کیواسطے قسط کے

Marfat.com

ساتھ ف اى بالعدل فى الميراث والمهر ۔ یعنے عدل کے ساتھ انکی میراث دینے اور اُنسے نکاح کرنیکی صورت مین اُنکا پورا مہر باندھنے مین ۔ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ عدل کے ساتھ قائم رہو چنانچہ جب مال وجمال والی ہو تو پسند کرکے نکاح مین لاتے ہو ایسے ہی انصاف کرو کہ جب مال وجمال والی نہو تب بھی اسکا نکاح مین لانا اختیار کرو ۔ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا اور تم جو کچھ بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اُسکو خوب جانتا ہے ف یعنے فعل نیک پر تمکو ثواب جمیل دیگا ۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا

اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلین آپس مین

صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

صلح اور صلح خوب چیز ہو اور جیون مین رکھی گئی ہے حرص اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو اللہ کو

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ 128 وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا

تمھارے سب کام کی خبر ہے اور ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتون کو اگرچہ اُسکا شوق کرو سو بہت جھک جاؤ تم

كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ 129

جھک جانا کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتی اور اگر سنوارتے رہو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝ 130

اور اگر دونون جُدے ہو جاوین تو اللہ ہر ایک کو محفوظ کریگا اپنی کشائش سے اور اللہ کشایش والا ہے تدبیر جانتا

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہین جورو اور مرد کے حال سے خبر فرمائی کہ کبھی تو مرد کو جورو سے نفرت ہوتی ہو اور کبھی جورو سے اتفاق کرتا ہو اور کبھی اسکو جدا کردیتا ہو پس یہ تین حالتین ہین قال المترجم ۔ ان سب کا بیان تفسیر مین آتا ہو ۔ وَإِنِ امْرَأَةٌ ۔ یعنے وان خافت امراۃ پس امراۃ کو رفع ایسے فعل سے ہو جو یہان محذوف ہو اور خود آگے جو فعل مذکور ہو وہی اسکی تفسیر کرتا ہو اور اس پر دلیل ہو اسواسطے کہ وہ ہم پر مین اخل ہوتا ہو خَافَتْ ۔ توقعت ۔ یعنے عورت کو خوف ہو یعنے توقع ہو پس یہ ضرور نہین کہ حقیقی معنے خوف کے متحقق ہون بلکہ مراد اسقدر ہو کہ اگرچہ بلا یقین کے کسی عورت کو ہوتا نظر آوے ۔ مِنْ بَعْلِهَا ۔ زوجہا ۔ اپنے بعل یعنے شوہر سے اور بعل بمعنے سردار ہو (المعنے) اگر کوئی عورت اپنے گمان یقین سے خوف کرے اپنے شوہر کی طرف سے ۔ نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ۔ نشوز کا یا اعراض کا ف نشوز سے ایسی باتین مراد ہین کہ مرد اپنی جورو پر ترفع کرے یعنے بے پروائی سے سرکشی کرے بایں طور کہ اسکو بستر پر ساتھ نہ لٹاوے اور اُسکو نفقہ دینے مین قصور کرے بسبب اسکے کہ یہ جورو اسکے نزدیک مبغوض ہو اور دوسری جورو جو اس سے خوبصورت ہو اُسکی طرف نظر رکھے اور اعراض سے منھ پھیرنا پس فرق درمیان نشوز واعراض کے یہ ہوا کہ نشوز تو یہ کہ جورو سے دوری چاہے اور اعراض یہ کہ اُس سے منھ بھرنہ بولے اور کچھ مانوس نہ ہو ۔ حاصل آنکہ اگر یہ حالت واقع ہوکر جورو کو اپنے شوہر سے نشوز واعراض کا خوف ہو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۔ تو ان دونوں پر گناہ نہین کہ درمیان مین صلح کرلین ف اکثرون کی قرأۃ مین یصالحا بتشدید صاد ہو در اصل یتصالحا از باب تفاعل تھا پس تا کو صاد کرکے صاد مین ادغام کیا اور عاصم وکسائی کی قرأۃ مین یصلحا از اصلح یعنے از باب افعال ہو ۔ کہا گیا کہ اول قوی واولیٰ ہو کیونکہ جو فعل دو کے درمیان انجام ہو تو باب تفاعل جو اسے مشارکت مستعمل ہو دریافت کیا گیا کہ فلا جناح علیہما ۔ یعنے دونو پر گناہ نہین اسمین کیا بھید ہے پس

جواب دیاگیا کہ شوہر کی طرف تو گناہ کا مظنہ ظاہر تھا کیونکہ اُسنے عورت سے صلح مین کچھ لیا پس آیا وہ حلال ہو یا نہین ہو پس فلا جناح سے ظاہر ہوگیا کہ وہ حرام رشوت کے طور پر نہین ہو اور رہا عورت پر گناہ نہونا سو اسواسطے مصرح فرمایا کہ جو کچھ اُسنے دیا وہ بھی ایسی چیز نہین کہ جسکا دینا حرام ہو اسکا حاصل گناہ نہین دونون پر کہ آپسمین باہم صلح کرلین یعنے باری و نفقہ مین باین طور کہ ساتھ باقی رہنے کے واسطے جورو اپنے حق مین سے کچھ چھوڑ دے پس اگر عورت اس امر پر راضی ہو تو خیر ورنہ شوہر پر یہ واجب ہوگا کہ جورو کو اسکا پورا حق دے یا جدا کر دے۔ بالجملہ تینون احوال مین سے پہلا حال یہ ہو کہ جب عورت کو خوف ہو کہ شوہر اس سے نفرت یا اعراض کریگا تو اسکو چاہیے کہ اپنے حق کو یا حق مین تھوڑے کو ساقط کر دے اور حق عام ہو خواہ باری ہو یا کھانا کپڑا یا مانند اسکے دیگر حقوق۔ پس یہ امر عورت پر واجب نہین بلکہ اسکو اختیار ہو اگر ساتھ باقی رکھنا چاہے تو ایسا کرے اور شوہر پر اسکے قبول کرنے مین کچھ گناہ نہین ہو اور یہی صلح ہے لیکن اگر عورت نے ایسا نہ کیا تو مرد کو خود اسکی باری وغیرہ ساقط کرنے کا اختیار نہین ہو بلکہ اگر شوہر اُسکا نکاح باقی رکھے تو اُسکی باری وغیرہ اُسپر واجب ہوگی اور چاہے تو اسکو طلاق دیدے۔ اور قولہ ان یصلحا بینہما کے بعد صلحًا۔ کا لفظ اس امر کا مشعر ہو کہ حقوق واجبہ گھٹا نے یا ہبہ وغیرہ کوئی چیز بطریق استمالت دینے سے بھی صلح جائز ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے اسی صلح کی ترغیب دی بقولہ۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ اور صلح بہتر ہو ای خیر من الفرقة والنشوز والاعراض۔ یعنے بہتر ہے جدا کرنے اور سرکشی و اعراض کرنے سے اور بیضاویؒ نے لکھا کہ جائز ہے کہ خیر سے معنے اسم تفضیل کے مقصود نہون بلکہ یہ بیان مقصود ہو کہ صلح کرنا ایک خیر و نیک بات ہو جیسے خصومت و جھگڑا رکھنا ایک بد بات ہو۔ بہر حال یہ جملہ معترضہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت فرمائی کہ۔ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ اور حضار کیے گئے ہین نفوس شح پر۔ ف اور شح کے معنے ہین شدت بخل پس وہ بدتر بخل ہوا اور حقیقت مین شح کہتے ہین منع خیر پر حرص ہونے کو۔ حاصل آنکہ نفوس کی جبلت اسی شح پر ہو پس گویا نفوس اسکے روبرو حاضر ہین کہ کبھی اس سے اوٹ نہین ہوتے ہین۔ اور مراد یہ ہو کہ عورت سے تو یہ دور نہین کہ شوہر سے جو اُسکا حصہ ہو اس حصہ سے چشم پوشی کرے اور مرد سے یہ دور نہین کہ اپنی ذات سے عورت کے حق مین مروی نہ کریگا جبکہ وہ اس عورت کے سوا دوسری کو دوست رکھتا ہو یا اسی کو مبغوض رکھتا ہو اور یہ جملہ بھی مانند جملہ اول کے معترضہ ہو پس پہلا تو مصالحت کی ترغیب ہو اور دوسری مین تمہید عذر ہو جبکہ ایسا نہ کرین۔ اور قولہ الانفس مین اشارہ ہو کہ یہ خصلت ہر ہر نفس کے ساتھ تمام سب نفوس مخلوقہ مین نہین ہو بلکہ اکثر عورتین صلح پر راضی ہوتی ہین اور اکثر مرد مسامحت کر جاتے ہین چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ سودہ بنت زمعہ کو یہ خوف ہوا کہ رسول اللہ صلعم مجھے طلاق دیدینگے تو بولین کہ یا رسول اللہ آپ مجھے طلاق نہ دین اور میری باری کا دن عائشہؓ کے واسطے کر دین پس آنحضرت صلعم نے اسکو قبول کیا اور یہ آیت اُتری وان امرأة خافت من بعلها الآیہ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز پر دونون صلح کرین تو جائز ہے رواہ الترمذی و حسنہ والطبرانی والبیہقی وابن المنذر۔ اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہو کہ اس آیت کا سبب نزول یہی قصہ سودہؓ واقع ہوا تھا کما رواہ الحاکم وصححہ وابو داؤد والبیہقی اور عروہؓ سے روایت ہو کہ یہ آیت سودہ بنت زمعہ و انکی مانند عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور بات یہ تھی کہ سودہ بنت زمعہ کا سن دراز ہوگیا تھا اور انکو خوف پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم مجھے جدا کر دینگے مگر انکو آنحضرت صلعم کی بیوی ہونیکا مرتبہ چھوڑنا بہت گران گذرا اور یہ انکو معلوم تھا کہ آنحضرت صلعم عائشہؓ کو بہت چاہتے ہین اور حضرت صلعم کے نزدیک اُنکی قدر و منزلت زیادہ ہو پس سودہؓ نے یہ کیا کہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دیا پس حضرت صلعم نے اسکو قبول فرمایا رواہ البخاری اور اس قصہ سودہ بنت زمعہ کو بخاری و مسلم نے و دیگر اصحاب سنن و مسانید نے بوجوہ روایت کیا ہو اور اس روایت مین جو حضرت عائشہؓ کی منزلت مذکور ہو وہ اس طرح نہین ہو کہ

آنحضرت صلعم اپنی بیویون کے حقوق مین سے عائشہ رض کو منزلت زائد دیتے تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کسی بیوی کے ساتھ ایک
لحاف مین ہونیکی حالت مین مجھپر وحی نہین اتری سواے عائشہ رض کے پس آپ اُنکو منزلت والی جانتے تھے اور حضرت عائشہ رض سے اس آیت کی تفسیر مین
مروی ہی کہ مرد کے پاس جورو ہوتی جس سے اُسکی کوئی اولاد بھی ہوتی اور وہ چاہتا کہ مین اُسکو طلاق دیکر جدا کردون پس عورت کہتی کہ مین اپنی باری
مین تجکو حلت مین کیے دیتی ہون پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ البخاری وغیرہ اور ایسا ہی حضرت عمر و علی و ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے
مروی ہی اور حلت مین کردینے کے یہ معنے ہین کہ حقوق واجبہ معاف کردیے کہ ادا کردے تو بہتر اور نہ ادا کرے تو مین اسکے حق سے عفو کرتی ہون اور یہ
معنے حاصل جملہ آیت کریمہ ہی جو علی العموم موضوع ثابت ہین اگرچہ سبب نزول اسکا واقعہ خاص ہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی
کہ قولہ والصلح خیر۔ یعنے تخییر دینا بہتر ہی یعنے عورت کو شوہر مختار کردے کہ چاہے رہنا اختیار کرے یا طلاق لیوے اور یہ بہتر ہی بہ نسبت اسکے کہ اسکی
سوت پر چڑھا و اکرتا رہے اور مدت گزارے **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور پوشیدہ نہین کہ ظاہر تفسیر وہ ہی جو سابق مذکور ہوئی کہ عورت و مرد مین صلح
باین طور کہ عورت اپنے حقوق کل یا بعض چھوڑ دے اور مرد قبول کر کے ساتھ رہنے دے یہ بالکلیہ جدائی سے بہتر ہی اور اتفاق رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک
پسند ہی جیسا کہ اس کلام سے بھی ظاہر ہی بلکہ طلاق تو مبغوض ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ مباح چیزون مین سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مبغوض ہی وہ طلاق ہی
کما رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وصححہ الحاکم اور واضح ہو کہ باری عورت کا حق ہی اور احادیث صحاح سے یہ بات ثبوت کو پہونچی کہ اگر عورت نے اپنی باری دوسری
کو دیدی تو روا ہی بطریق صلح و لیکن بعد صلح کے اُسپر لازم نہین بلکہ اُسکو اختیار ہی کہ جب چاہے اس سے رجوع کرے پس مرد پر اسکی باری کا حق ادا کرنا واجب ہو جائیگا
کما قال ابن عباس رض اور یہی ابو حنیفہ کا مذہب ہی۔ **وَاِنْ تُحْسِنُوْا** عشرۃ النساء۔ اور اگر بھلائی سے عورتونکے ساتھ زندگی بسر کرو۔ **وَتَتَّقُوْا** الجور علیہن
اور جوروون پر ناگوار سختی کرنے سے بچو تو تمکو ثواب ہوگا۔ **فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا** فیجازیکم بہ۔ اللہ تعالیٰ تمھارے کام سے خوب آگاہ ہی پس
تمکو ثواب جمیل عطا فرماویگا اس تفسیر سے ظاہر ہی کہ یہ خطاب فقط مردون کو ہی اور بعض مفسرین نے مردون و عورتون دونون کی طرف خطاب قرار دیا مگر مردونکو غلبہ دیکر
صیغۂ مذکر فرمایا۔ اور منشا اسکا یہ ہی کہ اگر جورو نے اپنا کوئی حق ساقط کر کے شوہر کو راضی کر لیا تو وہ محسنہ ہوئی اور اگر مرد نے باوجود کراہیت کے اسکو طلاق نہ دی اور
اُسکے حقوق نان و نفقہ و باری کے مرعی رکھے تو وہ محسن ہی و لیکن اول ارجح ہی۔ اور احادیث صحاح مین جوروون سے نیکوئی کے ساتھ زندگی بسر
کرنیکی تاکید و وصیت آئی ہی اور جبکہ اگر منکوحہ ایک سے زائد ہو تو سب مین برابری رکھنا واجب ہی و لیکن انسان کی طبیعت کا میلان اسکے اختیار سے
باہر ہی پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے بندے کی بے اختیاری امور کو عفو کیا چنانچہ فرمایا۔ **وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا** ۔ ای تسووا
بَيْنَ النِّسَآءِ ۔ فی المحبۃ۔ **وَلَوْ حَرَصْتُمْ** علے ذلک۔ یعنے اور استطاعت نہین پاؤ گے کہ عدل کرو یعنے برابری رکھو اپنی جوروون کے
درمیان یعنے محبت کرنے مین اگرچہ تم حرص کرو یعنے محبت کی راہ سے بھی برابری رکھنے مین۔ **فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ** ۔ الے التی تحبونہا
فی القسم والنفقۃ۔ **فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ** ۔ ای تترکوا الممال عنہا کالتی لاہی ایم ولا ذات بعل۔ یعنے جب معلوم کر چکے کہ تم سے
محبت کی راہ سے جوروون مین برابری رکھنا نہین ہو سکتا کیونکہ تمھاری استطاعت سے باہر ہی تو واجب ہی کہ بہت جھک پڑو پورا جھک پڑنا
ایسی جورو کی طرف جسکو تم پیار کرتے ہو یعنے باری اور نفقہ دینے مین بالکل اُسکی طرف مت جھک پڑو حتی کہ چھوڑ دو دوسری کو معلقہ کے مانند یعنے جسکی
طرف سے تم مڑے ہو اُسکو ایسا کر چھوڑو کہ جیسے معلقہ یعنے ایسی عورت کہ نہ وہ بے شوہر والی ہی سمجھی جا اور نہ وہ شوہر والی۔ حاصل آنکہ محبت اگرچہ بے اختیاری
و معافہ ہی لیکن چاہتی جورو کی طرف اپنے اختیاری افعال سے اتنا مت جھک پڑو کہ دوسری کو ایسا کر چھوڑو کہ اس سے کوئی بات ہی نہین جو جورو و
مرد مین نان نفقہ و باری وغیرہ مین ہوتی ہی پھر قولہ ولن تستطیعوا سے نفی صریح استطاعت کی ہی اور یہ نفی استطاعت کے قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس ١١

حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ مین مفصل مذکور ہوے ہین اور معنے یہان یہ ہین کہ اے لوگو تمکو تمام وجوہ سے عورتون کے درمیان مساوات
رکھنے کی استطاعت نہین اگرچہ ظاہر صورت مین باری مقرر کرسکتے ہو ولیکن ضرور ہی کہ محبت و شہوت و جماع مین تفاوت ہوگا کما قال ابن
عباس رض و مجاہد وغیرہم اور ابن ابی ملیکہ رح نے کہا کہ قولہ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء الآیۃ کا نزول حضرت عائشہ رض کے بارہ مین ہوا یعنے
آنحضرت صلعم انکو اور بیویون سے زیادہ چاہتے تھے رواہ ابن ابی حاتم اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی بیویونکے درمیان
عدل کے ساتھ باری مقرر کرتے پھر فرماتے کہ اے میرے پروردگار یہ میرا باری بانٹنا ایسی چیز مین ہی جو مجھسے ہوسکتی ہی پس تو مجھپر مواخذہ
نہ فرمائیو ایسی چیز سے جو میرے اختیار مین نہین اور تیرے اختیار مین ہی یعنے دلی محبت رواہ ابوداؤد واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ
ابن المنذر وابن ابی شیبہ وقال ابن کثیر بعد ما ذکرہ مسندا ان ہذا اسناد صحیح وقال الترمذی بعد ما ذکر اسنادہ عن ابی قلابہ مرسلا ان ہذا اصح
اور فقہائے اتفاق کیا ہی کہ تفاوت بمانند محبت وغیرہ کے عفو ہی مگر آنکہ میل کلی اسطرح کہ دوسری جورو مانند معلقہ کے ہوجاوے تو حرام ہی اور یہ بھی
اتفاق ہی کہ اختیاری امور مانند باری و نفقہ وغیرہ مین بدون رضائے عورت کے جور کرنا حرام ہی چنانچہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم
نے فرمایا کہ جسکی دو جورو دین ہون اور اسنے دونون مین سے ایک طرف میل کیا تو قیامت مین ایسے حال سے آویگا کہ اسکا آدھا دھڑ ساقط
ہوگا رواہ احمد واہل السنن اور تمام کلام باری کے مسائل مین ترجمۂ عالمگیریہ وعین الہدایہ سے تلاش کرنا چاہیے۔ وَاِنْ تُصْلِحُوْا بالعدل
فی القسم۔ اور اگر صلح بنو اسطرح کہ اپنے نفسونکو عدل پر رکھو۔ وَتَتَّقُوْا۔ الجور۔ اور پرہیز رکھو جور و ظلم سے تو بہتر ہی۔ فَاِنَّ اللّٰہَ
كَانَ غَفُوْرًا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ہے یعنے بخشنے والا ہی اس بے اختیاری میلان کو جو تمھارے دلون مین ہی۔ رَّحِيْمًا۔ فی
ذلک۔ اس بارہ مین تمپر رحم فرمانے والا ہی کہ مواخذہ نفرمایگا۔ حاصل آنکہ اگر تم اپنے تمام کامون مین صلاحیت کے ساتھ چلنے کا اہتمام
رکھو اور اختیاری امور مین عورتون کے درمیان مساوات رکھو اور تمام احوال مین اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جور و ظلم نہ کرو تو تم مین جو
بے اختیاری محبت مین تفاوت ہی اللہ تعالیٰ اسکو رحمت سے بخشیگا کذا قال ابن کثیر رح اور ظاہر اس تفسیر پر یہ وارد ہوتا ہی کہ محبت کا تفاوت
اسی شرط سے معفور رہوگا کہ اصلاح و تقوی پر رہین حالانکہ بے اختیاری امور مین مواخذہ نہونا اتفاقی اصل ہی اور جواب یہ کہ شرط مراد نہین
بلکہ آمادہ کرنا اصلاح و عدل پر مقصود ہی اور واضح ہو کہ شرع مین مطیع سے اوقات عذر کا عفو ہونا اور عاصی سے اوقات بغیر عذر کے ساتھ
اوقات عذر پر بھی مواخذہ ہونا ثابت ہوا ہی اور احادیث صحیح مسلم مین اسلام لانے والے سے پہلے فسق و فجور کا عفو ہوجانا اور کفر کرنیوالے کا
اول و آخر کے عوض ماخوذ ہونا ثابت ہی فلیتدبر۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ اگر تم اصلاح کرو عورتون کے ان امور کی جو بگاڑتے آئے ہو اور
آیندہ پرہیز رکھو تو اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہی۔ پھر جورو و مرد کے تینون حالات مین سے تیسرے حال کو جو باقی ہے بیان فرمایا۔ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا
ای الزوجان بالطلاق اور اگر جدا ہوگئے دونون یعنے جورو و مرد دونون جدا ہوگئے بایں طور کہ عورت نے صلح نہ کی اور مرد نے مسامحت
رکھنے کو نہ مانا بلکہ طلاق دیدی کہ دونوان الگ ہوے تو۔ يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ۔ بے پروا کریگا اللہ تعالیٰ دونون مین سے ہر ایک کو
اسکے ساتھی سے اپنے فضل کے ساتھ بایں طور کہ عورت کو دوسرا شوہر نصیب کردیگا اور مرد کو دوسری جورو۔ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا
بخلقہ فی الفضل۔ اور اللہ تعالیٰ واسع ہے یعنے اسکا فضل اپنے مخلوق کے ساتھ وسیع ہی۔ حَكِيْمًا۔ فیما دبرہ لہم۔ جو تدبیر اپنی خلق کے
واسطے فرمائی ہی اسمین کامل حکمت ہی ف اس آیت مین باوجودیکہ طلاق علی مین لایا گیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہی پھر بھی کمال رحمت سے
تسلی فرمائی کہ طلاق سے پریشان خاطر ہون اسلیے کہ عورت سے موت کا جلاپا دیکھا جانا دشوار ہی اور نیز مرد سے کراہت برابر اٹھانا چنانچہ

Marfat.com

مفاد قولہ واحضرت الانفس الشح- سے معلوم ہوچکا لیکن اگر یہ لوگ اپنے نفس کو سرنگون کرکے اسپر مطمئن کرتے بدون اسکے کہ خاطر مضطرب و مشوش ہو تو انکے حق مین فاضل بلکہ افضل تھا کما لایخفی **ف** فی العرائس قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح- اللہ تعالیٰ نے نفوس کے ساتھ سمات نکرت یعنے ناشناسی کو لگا دیا اور اسی پر نفوس کی آنکھین کھول دین پس اسکو اپنا ہی وجود نظر آیا جسپر وہ عاشق ہوا اور اپنے خالق عزوجل کے دیدار سے ناشناس و اندھا رہا پس نفس کا یہی حال ہے کہ عالم مین سے اپنے حظوظ کو ڈھونڈھتا رہتا ہے پھر جب اسکو اللہ تعالیٰ نے بندگی واجبی ادا کرنے کے لیے جنبش دی اور چونکایا تو نفس مذکور نے ان حظوظ کو چھوڑنے سے سرتابی کی یعنے منھ موڑا کیونکہ اسکو حظ حقیقی سے خبر ہی نہین ہے بوجہ اسکے کہ اپنے خالق عزوجل سے بیخبر ہے پھر اسکے مشاہدہ سے جو دونون جہان سے کہین بڑھکر دولت ہے کب آگاہ ہو سکتا ہے **شیخ ابو الحسن نوری** رح نے کہا کہ اشباح و ظاہری صورتون پر لازم کیا گیا ہے کہ تمام احوال میں اپنے خالق عزوجل سے جاہل ہون اور اسکا بخل وہ ہے جو اسکو مضرت پہونچا کر خاک مین ملا دے یعنے دنیا کی خواہش اور اسکو طلب کرنا **قال المترجم** حاصل یہ ہے کہ جو شخص محض صورت ہی صورت ہے اور معنے سے خبر نہین رکھتا وہ تہ مین گرفتار ہے کیونکہ صورت کے واسطے دو باتین لازمی ہین اول آنکہ دیدار حق و اسکے پہچاننے سے بالکل غافل ہو بلکہ مانع عرفان ہے بوجہ اسکے کہ دیدار ظاہری سے اپنے کو یا اپنے مانند پریشان کو جو کثرت خلاف وحدت ہے دیکھتا ہے اور یہ گران خواب غفلت ہے اسی سے مولوی روم رح نے لکھا ہے ؎ چشم بند و گوش بند و لب ببند + گر نہ بینی نور حق برمن بخند + اور حواس باطنہ جو طبیبی و فلسفی لوگون کے قول پر ہین وہ بھی ان حواس ظاہرہ کے ساتھی بلکہ انکے مادر و پدر ہین ہان حواس باطنہ اہل حق کے نزدیک کچھ اور ہین کہ وہ جسم ایمان کے واسطے خانۂ قلب مین پنہان ہین وہ آنکھین اور ہی ماہیت رکھتی ہین وہ کان کچھ اور ہی چیز ہین صدائے الست بربکم قالوا بلیٰ- انہین سے ہم متصل چلی آتی ہے وہان زبان عربی فارسی کو دخل نہین ہے اور مترجم کو زیادہ جرأت نہین تاکہ بیان کرے ؎ خمش کین قصہ پایانے ندارد + زبان من زباندانے ندارد + اور دوم یہ کہ ان ظاہری صورتون کو طلب دنیا لازم ہے کہ اصل و مرجع انکا یہی ہے پس مضرت کو منفعت دیکھکر اسکی تلاش مین فلاح جانتے ہین اور یہی عین نکرت ہے اس سے دیدار حق کو بالکل مخالفت ہے ونعوذ باللہ من الضلال پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عدل اصل صفت حق سبحانہ و تعالیٰ ہے جو اس صفت سے فیضیاب ہوا وہ ہر دم ہر حال مین عادل ہوتا ہے یعنے پہلا محاسبہ اسکو اپنے نفس سے رہتا ہے جس سے صلاحیت کی طرف راہ ملتی ہے ولیکن جو عدل کہ مستعار ہوتا ہے اور بنایا ہوا ہوتا ہے وہ امتحان کے وقت اپنے کان معدن کی طرف رجوع کر جاتا ہے اسواسطے کہ ارواح و اشباح مین بعض کا بعض کی طرف میلان کرنا بمقتضائے فطرت ہے اور عورتون سے محبت ہونا عشق روحانی کے احکام سے ہے کہ بالطبع اسکو میل ہوتا ہے اور نیز اپنے معدن کو جو حسن ازلی ہے چاہتا ہے تو بھلا نفس کو عورتون کے درمیان عدل رکھنے کی استطاعت کہان سے ہوگی حالانکہ روح ہمیشہ زیادہ حسن کی طالب ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا- ولو حرصتم- یعنے اگرچہ حقیقی عدل رکھنے پر حرص کرو تاہم اسکی استطاعت نہ پاؤگے پس فرمایا فلا تمیلوا کل المیل- یعنے حکم خالق سے اگر نفس بھاگے تو اسکو مراقبہ و مجاہدہ و ریاضت کی مہار سے حتی الجملہ قابو مین لاؤ- انسان کا یہ حال ہے کہ نفس کے مقابلہ مین پورا نہین اترتا ہے پھر اگر اتنا بھی نہوا اور بالکل میل کر گیا تو کچھ نہین **شیخ ابو عبد الرحمٰن سلمی** رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم- پھر انسان کو یہ مجال کہان سے آویگی کہ اپنے اور حق عزوجل کے درمیان عدل کو مرعی رکھے- بھلا یہ بھی کچھ عدل ہے کہ تو ایسی چیز کو چاہنے لگے جو تجھکو تیرے مولیٰ حق سبحانہ تعالیٰ سے غافل کرے اور یہ بھی کچھ عدل ہے کہ تو اپنے مولیٰ کی بندگی سے سستی کرے جسنے تجھکو فضل سے پیدا کیا اور انعامات مین غرق کر دیا واسطی رح نے فرمایا کہ قلب وہ ہے کہ تیرے اعضا باقی سب اسکے تابع ہین اور وہی سردار ہے لیکن جب حکم حق عزوجل سے خلاف کرے تو تجھکو لازم ہے کہ اس سے مخالف ہوجا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ

اور واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور البتہ تحقیق وصیت کیا ہمنے اُن لوگوں کو کہ دیے گئے کتاب پہلے تمسے اور تمکو بھی

131 اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝

یہ کہ پرہیزگاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو پس تحقیق واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور ہی اللہ بے پروا تعریف کیا گیا

132 وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّھَا النَّاسُ

اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہی اللہ نباہنیوالا اگر چاہے لیجاوے تمکو اے لوگو

133 وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

اور لے آوے اوروں کو اور ہے اللہ اوپر اسکے قادر جو کوئی چاہتا ہی ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے

ع ۱۹ ۸ ۱۶

134 ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

ثواب دنیا کا اور آخرت کا اور ہی اللہ سننے والا دیکھنے والا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہی یعنے سب جو کچھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی ملک و خلق ہی اور مراد اس سے یہ کہ محسوس چیزوں کو دیکھکر متنبہ ہوں کہ اسکی قدرت عظیم اور فضل وسیع ہی۔ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ یعنے الکتب۔ یعنے الکتاب پر الف لام جنس کا ہی اور مراد کتابیں ہیں کیونکہ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ میں یہود و نصاریٰ سب ہیں اور انکو توریت و انجیل وغیرہ کتابیں دی گئی ہیں اور من متعلق وصینا ہی یعنے تمسے پہلے ہمنے وصیت کی اہل کتاب کو یا لفظ اوتوا سے متعلق اور یہ ظاہر ہی اور وصیت کرنے سے مراد آنکہ حکم کیا۔ اور بیضاوی رح نے لکھا کہ مساق اس آیت کا برائے تاکید امر باخلاص ہی حاصل آنکہ ہمنے حکم کیا ان لوگوں کو جو پہلے تمسے ہیں یعنے یہود و نصاریٰ کو۔ وَاِيَّاكُمْ۔ یا اہل القرآن۔ اور تمکو اے اہل قرآن۔ یہ عطف ہی الذین موصول پر یعنی وصیت کی انکو اور تمکو۔ اَنِ اتَّقُوا۔ ای بان اتقوا۔ اللّٰهَ۔ خافوا عقابہ بان تطیعوہ۔ بایں طور کہ تقویٰ کرو اللہ تعالیٰ سے یعنے ڈرو عذاب الٰہی سے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ پس قولہ ان اتقوا اللہ بحذف حرف متعلق وصینا ہی یعنے اس بات کی وصیت کی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور یہی اخفش رح نے کہا ہی اور جائز ہی کہ ان برائے تفسیر ہو کیونکہ وصیت میں قول کے معنے ہیں یعنے وصیت یہ کہ اتقوا اللہ۔ حاصل آنکہ حکم تقویٰ و اخلاص قدیمی شرع ہی۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا۔ ای وقلنا لہم ولکم ان تکفروا بما وصیتم بہ۔ یعنے اور کہدیا ہمنے انکو اور تمکو یہ کہ اگر انکار کروگے تم اس چیز سے جسکے ساتھ تمکو وصیت کی گئی۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ ملکا و خلقا و عبیدا فلا یضرہ کفرکم۔ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہی جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہی از راہ ملک و پیدائش و بندے ہونے کے پس تمہارا کفر کرنا اسکو کچھ مضر نہیں ہو سکتا اور اخفش رح نے کہ مفسر رح نے وقلنا لہم ولکم ان تکفروا۔ کی تقدیر سے اشارہ کیا کہ ان تکفروا کا عطف وصینا پر ہی اور اتقوا پر نہیں ہی کیونکہ ان مصدریہ نہیں داخل ہوتا جملہ شرطیہ پر اور نیز اس جملہ شرطیہ کا مضمون محتمل وصیت نہیں اور نیز خبریہ کا عطف انشائیہ پر نہیں صحیح ہی کذا قال التفتازانی وغیرہ پس حاصل یہ کہ ہمنے وصیت کی تقویٰ کی اگلوں کو اور تمکو اور ہمنے کہدیا کہ اگر کفر کروگے تو وہ تعالیٰ مالک الملک ہی تمہارا کفر کچھ اسکی بادشاہت کو مضر نہیں جیسے تمہارا شکر و تقویٰ کچھ اسکے نافع نہیں ہی اور یہ وصیت تو اسنے محض رحمت سے فرمائی ہی کسی حاجت سے نہیں ہی کذا قال البیضاوی وغیرہ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ؑ کا قول یاد دلایا وان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ غنی حمید یعنی موسیٰ ؑ نے

اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام روے زمین والے سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ پاک بے پروا تعریف کیا گیا ہے چنانچہ یہان فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا۔ یعنے غنیا عن خلقه وعن عبادتهم۔ اللہ تعالیٰ پاک بے پروا ہے اپنے مخلوق سے اور انکی عبادت سے حمیدا اے محمودا فی صنعه بهم۔ اور تعریف کیا گیا ہے جو اسنے اپنے مخلوق سے کیا۔ اور واضح ہو کہ شرط مین تو مخاطب کیا اور جزا مین فان للہ مافی السموات۔ اور ایسے ہی فانی لغنی حمید نہین فرمایا بلکہ اسم جلیل ظاہر فرمایا بنظر ہیبت وجلال اور اسمین اشعار ہے کہ بندے اگر کفر کرین تو سامنے سے مردود ہین لائق خطاب نہین اور انکی کچھ پروا نہین ہے۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ کررہ تاکید التقریر موجبا للتقوے۔ یعنے اسکو دوہرانا اسواسطے کہ موجب توحید وتقویٰ خوب دلون مین جم جاوے اور بیضاوی رحمہ نے کہا کہ تیسری بار اسکو فرمایا کہ خوب ثابت ہو جاوے کہ اوتعالےٰ غنی حمید یعنے بے پروا تعریف کیا گیا ہے چنانچہ تمام مخلوقات بسبب اپنی حاجت کے اوتعالیٰ کی بے پروائی پاک از حاجت ہونے پر راہ پاوے۔ اور معالم وغیرہ مین فرمایا کہ ہر جگہ اس کلام کے واسطے وجہ خاص ہے پس اول مین تو یہ کہ وہ مالک الملک ہے وہی تمکو وصیت فرماتا ہے تو ہرگز کفر نہ کرو اسکی وصیت قبول کرو اور دوم مین یہ کہ وہ مالک الملک غنی حمید ہے پس تمکو جو حاجت ہے اسی سے مانگو کہ اسکا خزانہ وہ ہے جو فنا نہین ہو سکتا اور سوم مین یہ کہ وہ مالک الملک کافی وکیل ہے پس کسی غیر پر توکل مت کرو پس ہر جگہ اسکو ماقبل کے سوا دوسرے امر کے دلیل کے لیے مکرر فرمایا اور جب ایک ہی دلیل سے بہت مدلولات ثابت ہوتے ہون تو ہر مدلول کے ساتھ دلیل کا ذکر کرنا اولی ہے بہ نسبت ایک ہی بار کے ذکر پر اکتفا کرنے کے کیونکہ ہر بار دلیل حاضر سے مدلول کا علم حاصل ہونا قوی ہوگا اور خاتمہ ہر مقام مین تنبیہ بعلوم جلیلہ ہے اور استغراق بمعرفت اوتعالیٰ عین مقصود ہے اسیواسطے ختم ہر آیت کا جدا جدا ہے چنانچہ یہان فرمایا۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ شہیدا بان مافیہما له۔ یعنے وکیل بمعنے شہید ہے اے اللہ شاہد کافی ہے کہ جو آسمان وزمین مین ہے اسیکا ہے۔ کذا روے عن ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ لے حفیظا۔ یعنے اللہ تعالیٰ حفیظ ہونیکو کافی ہے کذا روی عن قتادة اور بیضاوی رحمہ نے کہا کہ یہ ماقبل کے کلام یعنے قوله یغن اللہ کلا من سعته۔ کیطرف راجع ہے یعنے جورو اور مرد مین اگر جدائی ہووے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونون کو آسودہ فرمائیگا کہ اسکی وکالت کافی ہے اور درمیان کا کلام اسی کے ثابت کرنے کو ہے اور بعض محشین نے اسکو مستبعد قرار دیا اور کہا کہ اولیٰ یہ ہے کہ غنی حمید کی دلالت کا تتمہ ہے قال تعالیٰ۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ یعنے اگر چاہے تو تمکو ایکبار فنا کردے اور جڑ سے کھود دے لے لوگو۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ مراد لوگون سے یہان مشرکین ومنافقین ہین۔ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ بدلكم۔ اور لاوے دوسرون کو یعنے تمہارے بدلے حاصل آنکہ اوتعالیٰ قادر ہے چاہے تمکو میٹ کر دوسرے پیدا کردے جبکہ تم نافرمانی کرتے ہو جیسے فرمایا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اگر تم منھ موڑو تو تمھارے سوائے دوسری قوم بدل دیگا۔ ھ۔ بعضے سلف نے فرمایا کہ بندون نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو کھویا تو انکا فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا آسان ہے۔ یعنے پلک مارتے فنا ہو سکتے ہین قابل تعجب ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا۔ بے شبہہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا لے بعلمه جو اپنے کام سے ثواب دنیا چاہتا ہے۔ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ تو اللہ تعالیٰ کے یہان دنیا وآخرت کا ثواب دونون ہے ف یعنے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس دونون ثواب ہین جو بندہ چاہے دونون لیوے حاصل آنکہ پھر کیون بندہ ان دونون مین سے ایک جو نہایت خسیس ہے یعنے ثواب دنیا طلب کرتا ہے اور کیون نہین نہایت عمدہ اعلیٰ کو جو ثواب آخرت ہے نہین چاہتا بایں طور کہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص رکھے کیونکہ یہ معلوم کہ جو چاہے گا دونون اسکے اور کہین نہین ملیگا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ اور اللہ تعالےٰ کی شان پاک ہے کہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے یعنی جو بندہ اچھی درخواست کرے اسکو وہ سنتا ہے اور جو کام نیک کرے اسکو دیکھتا ہے اسیواسطے

تعریف کی۔ ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولئک لہم نصیب مما کسبوا الآیۃ۔ اور خسیس ناپاک
چاہنے والون کی مذمت کی۔ بقولہ فمنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق۔ اور اسی تفسیر کو اکثر مفسرین نے جیسے امام ابن کثیرؒ
بھی ہین اختیار کیا اور ابن جریرؒ نے زعم کیا کہ یہ آیت فقط مشرکون ومنافقون کے ساتھ مخصوص ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے اسکو ضعیف قرار دیا اور
شاید منشا اسکا تفسیر الناس بمشرکین ومنافقین واقع ہوا کما ذکرہ عن ابن عباس رض۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ جو ثواب دنیا چاہتا ہے
وہ ناحق اپنی عاقبت خراب کرتا ہی اسکے چاہنے سے کچھ ہوتا نہین بلکہ ثواب دنیا وثواب آخرت سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی جسکو جو چاہتا ہے
دیتا ہی غیر ازینکہ جسنے دونون چاہے یا فقط آخرت چاہی اسکو بحسب تقدیر واخلاص ملیگا اور ثواب حقیقی سے محروم نہو گا اور جسنے فقط دنیا
چاہی وہ ثواب حقیقی سے محروم وخوار ہوا ونعوذ باللہ من الخسران ف قال فی العرائس قولہ ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
وایاکم ان اتقوا اللہ۔ تقوی سے حقیقت عبودیت ہی بندگی ٹھیک نہین ادا ہوتی جبتک کہ ٹھیک تقوی ادا نہو باینطور کہ جس سے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا اس سے پرہیز کرے اور نفس وہوی کے تابع نہوا ور قولہ ان اتقوا اللہ کے معنے یہ ہین کہ دل کی آنکھون سے عالم غیب کو دیکھو جہان
تمکو حضرت عزت عز وجل کے سبحات عظمت وجلال نظر آوینگے جسکے تحت مین بندون کو گھل جانا اور فنا ہونا لائق ہے۔ بعض نے فرمایا
کہ سب بندون کو تقوی کو حکم فرمایا ہے اور پہونچا وہی جسنے ازل مین عنایت وسعادت کا حصہ پایا ہے اور یہی معنے تعدد پر این (انوار ۱۲)

135
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ
اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا
اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا
یا مان باپ کا یا قرابت والونکا اگر کوئی محظوظ ہے یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیرخواہ ہے تمسے زیادہ سو تم
الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا
جی کی چاہ نہ مانو اس بات مین کہ برابر سمجھو اور اگر تم زبان ملوگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

ہرگاہ کہ جورو اور مرد اور ایسی ہی اور آدمیون کے معاملات ہین اسیوجہ سے خرابی پڑتی ہی کہ عدل کو چھوڑتے ہین اور نفس کی پیروی
کرتے ہین اور تقوی وخوف مین کمی کرتے ہین پس اللہ عز وجل نے تقوی اور عدل کا حکم دیا۔ ہر شخص کو اپنے نفس پر اور غیر پر بعدل شاہد ہونیکا
حکم فرمایا اور خطاب اہل ایمان کو بنظر انکی فرمانبرداری وانتفاع کے ہے اور ایمان لانے کا حکم سب کو علی العموم ہے جس سے کوئی بندہ معاف نہین
غیر ازینکہ مجنون وغیرہ ہو جو مکلف نہین ہوسکتا ہی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان والو۔ كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ
بِالْقِسْطِ۔ رہو تم قوامین بقسط ای قائمین بالعدل۔ یعنے عدل کے ساتھ خوب قائم ہونیوالے پس قوام صیغۂ مبالغہ ہے اور جو شخص
ایک دو مرتبہ قائم بعدل ہوا وہ قوام نہین کہلاتا ہی بلکہ اکثر احوال وامور مین عدل شرعی رکھے پس مراد آنکہ عدل پر مداومت رکھو۔ شُهَدَآءَ
بالحق لِلّٰهِ۔ گواہ ہو حق بات کے ساتھ واسطے اللہ تعالیٰ کے یعنی اسی کی رضامندی وثواب کے واسطے پس للہ کا تعلق بعض نے کہا
کہ فقط شہداء سے ہی اور بعض نے کہا کہ قوامین سے بھی ہی اور یہی اولیٰ ہی کیونکہ ثواب باخلاص نیت ہی۔ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔ ای ولو کانت
الشہادۃ علی انفسکم فاشہدوا علیہا بان تقروا بالحق ولا تکتموہا۔ اگرچہ ہووے گواہی تمھاری نفس ذات پر تو بھی اپنے اوپر گواہی دیدو باینطور کہ
اقرار کردو کہ ہان اس شخص کا ہمپر یہ حق ہی اور اسکو چھپاؤ نہین اور اسمین کچھ ضرورت اسکی نہین کہ قاضی کے حضور مین ہو بلکہ سچائی وانصاف سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے واسطے ہرجگہ گواہی دو۔ اگرچہ یہ گواہی تمپر پڑتی ہو۔ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ۔ یا ماں باپ و رناتے داروں پر پڑتی ہو
ف اگر غیر کا حق انمیں سے کسی پر ہو تو سچی گواہی ادا کردو اور ظاہر ہے کہ جسنے اپنے اوپر یا والدین پر جنکے ساتھ نکوئی واجب ہے یا اہل قرابت پر
جنسے عصبیت ہوا کرتی ہے گواہی دیدی تو غیروں پر بدرجۂ اولیٰ ادا کریگا اور نیز اسمیں افادہ ہے کہ بخیال مضرت وغیرہ حق گواہی سے تجاوز کسی طرح روا
نہیں ہے اور اس مضرت میں مصلحت ہے۔ اِنْ يَّكُنْ۔ المشہود علیہ۔ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا۔ منکم واعلم بمصالحہما یعنے اگر
مشہود علیہ جسپر تم حق گواہی دو غنی ہو یا فقیر ہو تو رعایت مت کرو اسطرح کہ غنی ہم سے خفا ہو جائیگا تو اس سے نفع منقطع و ضرر کا خیال ہو
یا فقیر اگر ماخوذ ہوا تو نہایت پریشان ہوگا اسپر ترس کھاؤ تو ایسا کچھ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں ہر ایک کے ساتھ تمہارے بہ نسبت اولیٰ ہے
اور تم سے زیادہ انکی مصلحتوں کا دانا ہے پس اگر ان پر گواہی دینا مصلحت نہوتی تو حکم ندیتا۔ قرارۃ فاللہ اولیٰ بہم بھی آئی ہے۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
فی شہادتکم بان تحابوا الغنی لرضاہ والفقیر رحمۃ لہ پس مت پیروی کرو ہوی کی یعنی خواہش نفسانی کی اپنی گواہی ادا کرنے میں بایں طور کہ
غنی کی رضامندی چاہنے کو یا فقیر پر ترس کھانے کو گواہی میں نقصان کر دیا بدو یا عدل نہ کرو کما قال۔ اَنْ تَعْدِلُوْا۔ ای لان تعدلوا یعنے
اتباع ہوی یہ کہ عدل نہ کرو حاصل آنکہ ہوی و جانبداری و کسی کی محبت و بغض تمکو اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ اپنی شان و امور میں عدل چھوڑ و چنانچہ
دوسری آیت میں فرمایا ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی۔ تمکو کسی قوم کا بغض اس بات پر آمادہ نکرے کہ تم عدل چھوڑ و بلکہ عدل ہی
کرو یہ پرہیزگاری سے زیادہ نزدیک ہے۔ ۵۔ اور ایسی عبد اللہ بن رواحہ رض کو جب آنحضرت صلعم نے خیبر کے یہودیوں کی کھیتیاں و پھل اندازہ کرنے کو بھیجا
تو یہودیوں نے چاہا کہ انکو رشوت دیکر آسانی کرا دیں تو کہا کہ واللہ باللہ میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ مخلوقات میں سے
کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور تم لوگ میرے نزدیک بندروں و سوروں سے زیادہ برے ہو ولیکن اسکی محبت اور تمہاری عداوت
مجھے اس امر پر آمادہ نہیں کریگی کہ میں تم میں عدل نہ کروں تو بولے کہ اسی سے آسمان و زمین کا قیام ہے الحدیث۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گواہی سے
اعراض کرنے والے اور اسمیں تحریف کرنے والے کو سخت تہدید فرمائی۔ بقولہ۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَلسنتکم۔ یعنے مڑ دڑنا بدل دینا اور عمدا جھوٹ بنانا۔ یعنے
تحرفوا الشہادۃ۔ یعنے اگر تم نے تحریف کی گواہی کو۔ وفی قراءۃ بحذف الواو الاولی تخفیفا۔ اور ابن عامر و حمزہ کی قراءۃ میں وان تلوا ہے پس
مفسر نے کہا کہ وہی پہلی قراءۃ ہے لیکن اسمیں پہلا واو بغرض تخفیف کے حذف ہوا ہے قال فی المعالم شاید اصل تلو و تھا پس ضمہ واو ماقبل کو
منتقل ہوا پھر التقاء ساکنین سے واو حذف ہوا اور زمخشری نے اسکو ولایت سے مشتق قرار دیا بمعنے ان ولیتم اقامۃ الشہادۃ۔ یعنے اگر تم ٹھیک
گواہی ادا کرو۔ اَوْ تُعْرِضُوْا۔ عن ادائہا۔ یا گواہی ادا کرنے سے اعراض کرو تو تم کو تمہارے کیے کا بدلا ملیگا جیسا کرو ویسا پاؤ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ف پس تمکو اسکا بدلا دیگا نیک کا ثواب و بد کا عذاب
ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ۔ اسمیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے گواہی میں و قوع حکم کے وقت عدل
و انصاف کا حکم دیا تاکہ نفس کو غیر حق تعالیٰ کی طرف میلان نہو حاصل آنکہ حکم میں حق تعالیٰ کا مراقبہ رکھو اور غیر کی طرف نگاہ مت رکھو کیونکہ
شاہد عادل جب مراقب حق ہوا تو ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ کریگا پس اسکی شہادت اس شہود سے تمام ہوگی۔ شیخ جنید رح نے فرمایا کہ
تیرے قلب تک روح توحید نہ پہونچیگی حالانکہ حق تعالیٰ کا تجھ پر حق ہے جو تو نے پورا نہیں کیا یا ادا نہیں کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ
اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُسنے اُتاری تھی اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو

Marfat.com

أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اُتاری اس سے پہلے اور جو منکر ہوا اللہ کا اور ملائکہ کا اور کتابونکا اور رسولونکا اور روز قیامت کا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ 136

تو گمراہ ہوا دور کی گمراہی سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بعض نے کہا کہ خطاب منافقون کو ہی یعنے ای وہ لوگ جو فقط ظاہر بین ایمان لائے ہو۔ اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے جو ایمان لائے تھے اُنکو خطاب ہی کیونکہ روایت ہی کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ پر اور قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت اور عزیر پر ایمان لائے اور باقی سب سے منکر ہین تب یہ آیت نازل ہوئی کما ذکرہ فی المعالم ولیکن یہ روایت صحیح نہین ہی اور حق یہ ہی کہ خطاب مؤمنین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہے اور معنے قولہ۔ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر ف ای داموا اعلی الایمان۔ یعنے برابر ایمان پر مضبوط رہو۔ پس یہ حکم برائے تثبیت و استمرار ہی یعنے برابر ثابت و مستمر رہو جیسے نماز مین ہر نمازی کہتا ہی کہ اہدنا الصراط المستقیم۔ مجھے راہ راست کی ہدایت فرما۔ حالانکہ مراد یہ ہی کہ مجھے اسپر برابر ثابت فرما۔ اور کہا گیا کہ معنے اسکے زیادہ ہدایت و کمال ایمان عطا فرما۔ اور معنے قولہ۔ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۔ اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو اپنے رسول پر تنزیل فرمائی ف کتاب سے مراد قرآن اور تنزیل کی صفت اسی مین ہی کہ نجم نجم کر کے بحسب مصلحت نازل ہوا اور رسول سے مراد محمد صلعم ہین اور قولہ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۔ اور ایمان لاؤ ہر کتاب پر جو پہلے نازل کی ف اسمین الکتاب کا الف لام جنس کا ہے اور انزال سے تعبیر اسوجہ سے کہ ایکبارگی ہر کتاب اُتری ہی پس الکتاب بمعنے الکتب ہی اور انزل من قبل یعنے اُتارین پہلے قرآن سے دیگر رسولون پر اور واضح ہو کہ نافع و عاصم و کسائی نے نزل و انزل دونون فعل کو مجہول پڑھا ہی اور معنے واضح ہین وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۔ اور جسنے انکار کیا اللہ تعالیٰ و اسکے ملائکہ و کتابون و رسولون و روز آخرت سے تو وہ گمراہ ہوا دور کی گمراہی مین ف یعنے ایسی گمراہی کہ حق سے بہت دور ہے اور بیضاوی ؒ نے کہا ای بعید اعن المقصد بحیث لایکاد یعود الی طریقہ یعنے مقصد سے ایسا دور پڑ گیا کہ گویا راہ پر عود ہی نہ کریگا۔ اور بعض نے زعم کیا کہ یہ قول بیضاوی کا صحیح نہین ہی اور جب ہی صحیح ہوگا کہ آیت کسی قوم مخصوص کے واسطے ہو جو کفر پر مرے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ عجیب اعتراض ہی شاید معترض نے قولہ بحیث لایکاد یعود سے امتناع سمجھا حالانکہ یہ سمجھ لغت و استعمال دونون سے خارج ہی اور میرے نزدیک کلام بیضاوی کی صحت مین کوئی شبہ نہین بلکہ کلام متین ہی اور مراد اُسکی یہ ہی کہ قولہ ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ مین پانچ باتون سے کفر کو جمع کر دیا بنظر آنکہ ایمان ان سب کی مجموعی تصدیق پر ہی حالانکہ جو شخص ان مین سے کسی ایک بات سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے پس اگر ایک ہی بات سے کافر ہوتا تو ضلال اسپر صادق تھا پھر جو ان سب سے کافر ہوا وہ ضلال بعید مین پڑ کر راہ حق سے بہت دور پڑ گیا کہ راہ راست کی طرف عود کرنا بعد ان پانچ مرحلون کے ہے پس ایسا سخت بھٹکا ہوا ہی کہ راہ پر عود ہی نہ کریگا لیکن اس سے امتناع نہین ہی یہ تو بلاغت کلام کے طور پر تقریر ہی اور اللہ تعالیٰ جب چاہے اسکو ہدایت دیدے فافہم۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر زیادہ ہوے کفر مین ہرگز نہ اللہ

Marfat.com

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ

بخشے انکو اور نہ یہ کہ دکھاوے انکو راہ خوشخبری دے منافقون کو ساتھ اسکے کہ واسطے اُنکے عذاب ہے درد دینے والا وہ لوگ جو

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

پکڑتے ہین کافرون کو دوست سوا مسلمانون کے آیا چاہتے ہین نزدیک اُنکے عزت پس تحقیق

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

عزت واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اوتارا اوپر تمھارے بیچ کتاب کے یہ کہ جب سنو تم اللہ کی نشانیون کو کہ کفر کیا جاتا ہے

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ

ساتھ اُنکے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ اُنکے پس مت بیٹھو ساتھ اُنکے یہانتک کہ بحث کرین بیچ اور بات کے سواے اُسکے تحقیق تم اسوقت مانند انکے ہو

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقون کو اور کافرون کو بیچ دوزخ کے سبکو

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ بموسیٰ وهم اليهود یعنے مراد اس آیت سے یہود ہین اور معنے یہ ہین کہ البتہ جو لوگ ایمان لائے تھے موسیٰ علیہ السلام پر ثُمَّ كَفَرُوْا ۔ بعبادة العجل ۔ پھر کافر ہوگئے بسبب گوسالہ پوجنے کے ثُمَّ اٰمَنُوْا ۔ پھر ایمان لائے بعد اسکے یعنے موسیٰؑ کے کوہ طور سے واپس آنے کے بعد پھر توبہ کرکے ایمان لائے ثُمَّ كَفَرُوْا بعیسٰی پھر کافر ہوگئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے اگرچہ بعینہ وہی لوگ جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر کافر ہوے پھر ایمان لائے تھے اسوقت نہ تھے مگر اُنھین لوگونکی ذریات ایسی تھی جنکی اسی پر رضامندی تھی جو انکے باپ دادے کرتے آئے تھے اسی واسطے آگے فرمایا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا ۔ بمحمد یعنے پھر محمد صلعم سے کفر کرکے اور بڑھایا ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ ۔ نہین ہے اللہ تعالیٰ کہ اُنکو بخشدے ۔ ما اقاموا علیہ ۔ یعنے جب تک کہ وہ اسی کفر پر قائم رہین ۔ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۔ طریقا الی الحق ۔ اور نہین ہے کہ انکو ہدایت دے سبیل کی ای راہ دے طرف حق بات کے ۔ جاننا چاہیے کہ مفسر رحمہ نے یہان اسی قول کو مرجح ٹھہرایا کہ ان الذین مین موصول سے مراد یہود ہین اور واقعی یہ قول جید ہے علاوہ اسکے اسپر بھی وارد ہوتا ہے کہ کفر ثانیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ بعینہ ان لوگون سے نہ تھا جو اول آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا سے صادر ہوا اور جواب کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ۔ اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے ایک قوم ہے جس سے مکرر مرتد ہوجانا اور اسلام سے پھر جانا صادر ہوا تھا پھر وہ آخری ارتداد پر جمے رہے اور ازدیاد کفر وگمراہی مین بدرجہ غایت پہونچ گئے تھے ذکرہ فی المعالم وغیرہ اور قتادہ رحمہ سے روایت ہے کہ اسمے یہود ونصاریٰ دونون ہین یعنے بالمجموع دونون مراد ہین بایں طور کہ یہود تو پہلے ایمان لائے توریت پر پھر کافر ہوگئے بایں معنے کہ خلاف اسکے کیا یا کفر کیا اور نصاریٰ پہلے ایمان لائے انجیل پر پھر اس سے کافر ہوگئے پھر دونون نے اپنا کفر بڑھایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوے اور علی ہذا وہ اشکال تو نہین وارد ہوتا جو اول قول پر وارد ہوتا تھا مگر آنکہ ۔ ان الذین آمنوا ۔ سے اگر یہود مراد ہین تو ثم آمنوا کی ضمیر سے نصاریٰ مراد لینا مشکل ہے مگر آنکہ کہا جاوے کہ انجیل پر ایمان والے بعض وہی لوگ تھے جو پہلے توریت پر ایمان لائے تھے فافہم اور اولے یہ ہے جو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ایسے لوگونکی خبر دی جو ایمان مین داخل ہوے پھر اس سے پھر گئے پھر دوبارہ داخل ہوے پھر لوٹ گئے پھر اپنی گمراہی پر جمے رہے اور اسکو اور بڑھایا یعنے کفر وگمراہی کے اقوال وافعال مین زیادتی کی یہانتک

کہ مرگئے تو ایسے لوگون مین سے کسی شخص کی توبہ اسکی موت کے بعد قبول نہین اور نہ اسکو اللہ تعالیٰ بخشیگا اور نہ اسکے لیے کوئی راہ ہی اور
ابن عباسؓ نے قولہ ازدادوا کفرا کی تفسیر مین کہا یعنے اپنے کفر پر خوب حد سے تجاوز کیا اور سرکشی کرتے رہے یہانتک کہ مرگئے رواہ ابن ابی حاتم
اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ہی۔ واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے ظاہر یہ ہو کہ جو شخص تین مرتبہ مرتد ہوا اسکی توبہ قبول نہین ہی
اور شعبیؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ جو تین مرتبہ مرتد ہو اسکی توبہ قبول نہین اور یہی آیت پڑھی رواہ ابن ابی حاتم
ولیکن جمہور علماے سلف وخلف نے اسمین خلاف کیا اور کہا کہ مرتد اگرچہ سو مرتبہ مرتد ہو پھر توبہ کرے تو قبول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مراد حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی یہ ہی کہ توبہ وہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی لیکن دنیا مین وہ قتل کردیا جائیگا پھر جو لوگ تین مرتبہ مرتد ہونیوالے کی توبہ قبول ہونے
کے قائل ہین انھون نے اس آیت مین تاویل کی باین طور کہ مراد ازدادوا کفرا سے یہ ہی کہ کفر پر اڑا رہا یہانتک کہ مرگیا کما روی عن ابن عباسؓ
ومجاہد۔ اور باین طور کہ قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے یہ مراد کہ جبتک وہ اسی حال پر باقی ہین تب تک انکی مغفرت نہین ہی لیکن توبہ کرین تو قبول ہی
اور عبدالرحمٰن بن زیدؒ سے روایت ہی کہ یہ لوگ منافقین تھے کہ دوبار ایمان لائے اور دونون بار کفر کیا پھر کافر مرنے سے اسمین زیادتی کی
قال البیضاوی قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم الآیہ اسواسطے کہ ان لوگون سے یہ بات مستبعد ہی کہ کفر سے پھر جاوین اور ایمان پر مضبوط
ثابت ہون اسواسطے کہ ان کے دلون پر تو کفر کی مہر لگی ہی اور حق سے انکی آنکھین اندھی ہین اور یہ مراد نہین کہ اگر وہ خالص نیت سے ایمان لاوین تو
انکی توبہ قبول نہین ہی پھر کہا کہ قولہ۔ **بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا۔** دلالت کرتا ہے کہ پہلی آیت انہین
منافقون کے حق مین ہی کیونکہ وہ ظاہر مین ایمان لائے اور باطن مین باربار کافر ہوے پھر نفاق پر اڑے رہکر اسکو اور بڑھایا **قال المترجم**
اسی طرف کلام ابن کثیرؒ مشعر ہی پھر بشر صیغہ امر ہی اے آخبر یا محمد یعنے خبر دے منافقونکو اے محمد۔ اسواسطے کہ منافقون کو یہ کہنا کہ تمھارے لیے
عذاب الیم مہیا ہی انکے حق مین بشارت نہین بلکہ بجاے اسکے انذار ہی یعنے خوفناک خبر سنانے لیکن منافقون پر تحکم کیا اور انکو کھیا سنے
وخوار کرنے کو یہ فرمایا اور مراد عذاب الیم سے جہنم ہی کیونکہ وہ دکھ دینے والی ہی پس الیم بمعنے مولم ہوا۔ **اَلَّذِيْنَ۔** بدل ہے المنفقین سے
یا اسکی صفت ہی یعنے وہ منافق کہ **يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔** جو مومنون کو چھوڑکر
کافرون کو دلی دوست بناتے ہین **ف** اس غرض سے کہ کافرون مین قوت وعزت خیال کرتے ہین بوجہ اسکے کہ کافر اسوقت بہت تھے اور
مسلمان تھوڑے اور کمزور ومحتاج تھے اور قولہ من دون المؤمنین حال ہی اے متجاوزین ولایۃ المؤمنین یعنے کافرون کو اولیار بناتے ہین
درحالیکہ مومنون کی موالات سے تجاوز کرنیوالے ہین **قال ابن کثیر** یعنے وہ لوگ درحقیقت کافرون ہی کے ساتھ ہین کہ انھین سے
موالات کرتے اور انھین سے خفیہ دوستی رکھتے ہین پس انکا حال وہی کافرونکا حال ہی پس جیسے کافرونکی مغفرت نہین ویسے انکی
مغفرت بھی نہین ہی۔ **اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ۔** کیا چاہتے ہین کافرون کے پاس عزت کو **ف** یہ استفہام انکاری ہے
یعنے کافرون کے پاس عزت نہین پاوینگے۔ **فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔** فی الدنیا والآخرۃ ولاینالہا الا اولیارہ۔ اسوجہ سے
کہ عزت تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے سب کی سب دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور وہ سواے اولیار اللہ کے اور کسیکو نہین مل سکتی یعنے
چونکہ کافر تو اعداء اللہ ہین پھر جب انکے پاس خود ہی عزت نہین ہی تو کافرون سے دوستی والونکو کہان سے ملیگی۔ اور اسمین دلالت ہی کہ جو لوگ راہ
توحید پر مستقیم ہون انکو تمام راہ شریعت کی پابندی سے دنیا وآخرت دونون مین عزت اور غلبہ ہی اور جبکہ توحید کامل نہو اور ایمان واثق نہو تو یہ
استحقاق نہوگا اور نیز دلیل ہی کہ عزت وہی ہی جو اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم کے نزدیک پسندیدہ ہو کچھ مال ودولت وغیرہ سے عزت

نہین ہی مگر دنیا مین بوہم اوہام شیطانی کے اسکو عزت قرار دیا جاوے شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس کلام سے مقصود یہ ہی کہ بندے آمادہ ہوجاوین
کہ درگاہ الٰہی سے عزت حاصل کرین اور اسکی بندگی مین متوجہ ہون اور اُن نیک بندون مین شامل ہون جنکو دنیا و آخرت دونون مین عزت ہی
قال الامام احمد حدثنا حسین بن محمد حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حمید الکندی عن عبادة بن نُسَیّ عن ابی ریحانة الخ یعنے ابو ریحانہ سے روایت ہی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے نو باپ کافرون کی طرف نسب بکھانا مراد اُسکی یہ کہ لتنے باپ دادون سے عزت و فخر حاصل کرے تو نو وہ
اور دسوان یہ سب دوزخ مین ہونگے (رواہ احمد منفردا) وَقَدْ نَزَّلَ جمہور کی قرات معروف ہی (اللہ تعالیٰ نے اتارا) اور بعض کی قرات
بصیغہ مجہول یعنے اور البتہ اُتار گیا عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ۔ تم پر کتاب مین ف یعنے قرآن کے سورۂ انعام مین بقولہ تعالے
واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم الآیہ اور جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین کفر ٹٹولتے ہین تو اُنسے منہ موڑ لے
اور اس آیت مین یہ بھی ہی وما علی الذین یتقون من حسابہم من شئ۔ یعنے جو لوگ تقوی رکھین اور خود بچے رہین اُنپر ان لوگون کے وبال مین سے
جو بُرا کہتے ہین کچھ نہین ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہان یہی یاد دلایا کہ تم پر کتاب مین یہ حکم اُتر چکا ہی کہ۔ اَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ۔ انہ اذا سمعتم۔ اٰيٰتِ
اللّٰهِ۔ جب سنو تم آیات الٰہی کو در حالیکہ۔ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا۔ ان آیات سے کفر اور ٹھٹھا کیا جاتا ہی۔ فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ تو تم ان کافرون ٹھٹھا کرنیوالون کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ لوگ دوسری بات مین
پڑین ف واضح ہو کہ سورۂ انعام مکی ہی اور کفار مکہ اپنے بتون کی ہجو سُنکر جواب مین قرآن سے مسخرہ پن کرتے تو اہل اسلام انکے ساتھ بیٹھنے سے
منع کیے گئے۔ پھر یہودی بردہ بھی مدینہ مین ایسا کرتے مگر منافقین انکے ساتھ شریک ہوجاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکی بے ایمانی کے ظہور کا اشارہ فرمایا
کہ کتاب مین تو یہ حکم اُتر چکا تھا پھر ایمان کی شان نہین ہی کہ اُسکی فرمانبرداری نہ کرے بلکہ اُسکے خلاف کرے جیسے یہ منافقین تھے کہ یہودیون کے ساتھ
بیٹھکر مذمت سنتے تھے پھر کہا گیا کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت یہانتک ہی کہ وہ دوسری بات مین خوض کرین تو پھر بیٹھنے مین مضائقہ نہین ہی اور بیضاوی
نے کہا کہ قولہ یکفر بہا و یستہزأ بہا۔ کو حال قرار دینے سے غرض یہ کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت اس قید کے ساتھ ہی کہ جسکے ساتھ بیٹھا ہے وہ عناد سے
ٹھٹھا کرتا ہو اور اس سے یہ امید نہو کہ فہمایش سے اُسکو ترک کریگا اور وہان روکنے کا قابو نہین ہی۔ حاصل یہ ہوا کہ جہان مسلمان کو قابو نہو اور کافر ونکے
مجمع مین دیکھے کہ وہ لوگ خبیث اپنی جہالت سے آیات قرآن سے مذاق و عناد کرتے ہین تو اُٹھ جاوے۔ واضح ہو کہ آیت مین دلیل ہی کہ ہر ایسی صحبت مین
بیٹھنا منع ہی کہ جسمین شرع کے حق مین کوئی نقص کا داغ آتا ہو خواہ ٹھٹھا کرنا یا کوئی عیب لگانا۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دین مین بدعت نکالنے
والا اور نئی باتین نکالنے والا قیامت تک کوئی ہو اسمین داخل ہی اور واضح ہو کہ مکہ مین جو سورۂ انعام مین آیت ممانعت اُتری تھی اہین یہ بات تھی کہ
جو شخص خود اس ٹھٹھے کو نہ کرے اُسپر وبال نہین ہے اور اس رخصت کی وجہ یہ تھی کہ وہان تمام کافر ہی کافر بھرے تھے تو جہان جاوے یہی کلمات سننے مین
آتے تھے پس رخصت دیدی تھی جبکہ خود شریک نہو اور دل سے کافرون کی بدکرداری کو بُرا سمجھے پھر مدینہ منورہ مین اسلام کثیر ہوگیا تو یہ رخصت منسوخ فرمائی بقولہ تعالےٰ
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ یعنے اگر تم انکے ساتھ بیٹھے تو تم بھی گناہ مین انکے برابر ہو ف پھر تفصیل ظاہر ہی کہ شرع یا ارکان اسلام مین کسی
امر سے ٹھٹھا کرنا کفر ہی پس بیٹھنے والا بھی کافر ہوگا اگر انکی حرکت پر راضی ہوا کیونکہ شیطان ہر وقت گھات مین ہی پس شاید کہ شبہہ پڑ جاوے اور انکی
باتون پر راضی ہو جاوے ورنہ گناہگار ضرور ہوگا کیونکہ نہ بیٹھنے اور نہ سننے پر قادر تھا پھر خواہ مخواہ سنتا رہا اور اگر خوف سے مجبوری بیٹھا رہا تو شاید
گنہگار نہو واللہ تعالیٰ اعلم اور بدعتی کے ساتھ بیٹھنا بشرطیکہ اسکی بدعت مؤدی بکفر نہو تی ہو تو اگر خود خوض نہ کیا تو مکروہ ہی اور مباحثہ علم فلسفہ
اور اسمین خوض مکروہ تحریمی ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا۔ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

منافقون وکافرون کو جہنم مین اکٹھا کرنے والا ہو ف یعنے دونون فریق کو جہنم مین جمع فرما دیگا جیسے دنیا مین دونون کفر اور ٹھٹھا کرنے پر مجتمع ہوے تھے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ اسمین حق تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جو لوگ پابند نفس ہین وہ عزت کو ایسی جگہ سے طلب کرتے ہین جہان ذلت ہو اسواسطے کہ عزت صفت ازلی ہو اور جو شخص بصفت ازلیہ موصوف نہین وہ اگر عزت چاہتے ہین تو ایسی ذات سے عزت چاہین جسکو حضرت حق تعالیٰ نے اپنی عزت سے عزیز فرمایا ہو یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے صحابہ و اولیا کے پاس سے عزت ڈھونڈھین کیونکہ انپر عزت حق کی چادر ہو وقد قال تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین پس جسنے حق عزوجل سے عزت ڈھونڈھی وہ عزیز ہوا اور جو غیر پر مغرور ہو وہ ذلیل ہوا۔ قال المترجم امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؎ من عز بالمولیٰ فذاک جلیل + ومن رام عزا سواہ فہو ذلیل + یعنے جسنے عزت پائی اپنے مولیٰ حق عزوجل سے وہی جلیل ہو اور جسنے سوائے اسکے کہین سے عزت چاہی وہ ذلیل واقعی ہو ؎ ولو ان لفی مد بداہا ملیکہا + مضی عمرہا فی سجدۃ لقلیل + حاصل آنکہ میل نفس اگر ایک سجدہ مین اپنی عمر گزارنا بنظر احسان اپنے مولیٰ عزوجل کے تو یہ بھی بہت قلیل تھا ؎ احب مناجاۃ الحبیب باوجہ + ولکن لسان المذنبین کلیل + مجھے آرزو ہوئی کہ بصد زبان اپنے حبیب سے مناجات کرون ولیکن گنہگارون کی زبان تو گونگی ہوتی ہے ۔ شیخ ابوسعید خراز نے فرمایا کہ جو عارف ہو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے عزت دیکھتا ہو واسطیؒ نے فرمایا کہ جو قلب اس خواہش مین پڑا کہ اسکو عزت حاصل ہو تو اسپر خرابی چھا جاتی ہو جیسے چاند کو گہرا گہن لگ گیا کیونکہ یہ نفس کی رعونت ہو ۔ ع ۔ الحاصل اللہ تعالیٰ نے منافقون و دنیاوی عیش چاہنے والون کی مذمت فرمائی کہ اگر منہ سے کلمۂ اسلام ظاہر کرین تو بھی کافر بلکہ دو منہ والے کافر ہین یہ لوگ کافرون مین بیٹھکر اللہ تعالیٰ و اسکی آیات سے تمسخر سنتے ہین پھر ان منافقون کے قبائح صریح و انکا دشمن اسلام و مسلمین ہونا ظاہر فرمایا بقولہ تعالیٰ

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوٓا أَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ز صلے

وہی لوگ ہین جو انتظار کرتے ہین تمہارا سو اگر فتح تمہاری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین

وَإِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوٓا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ

اور اگر کافرون کے لیے حصہ ہوا تو کہنے لگے کہ ہمنے تمپر قابو نہین پایا اور مومنون سے تمکو

الْمُؤْمِنِينَ ط فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِينَ

نہین بچایا اللہ تعالیٰ تمہارے بیچ مین قیامت کے روز فیصلہ کریگا اور اللہ نے نہین کردی کافرونکے لیے

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۰ ۱۴۱

مومنون پر کوئی راہ

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۔ ایسے خبیث لوگ ہین کہ تمہارے حق مین گردشونکا انتظار کرتے ہین ف یعنے اے اہل ایمان یہ خبیث منافقین تمہارے دشمن باطنی ہین تمہارے حق مین زمانہ کی گردشونکا انتظار کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہین تو دنیا مین جو تغیرات پیش آتے ہین انکو زمانہ کی گردش و نیچری نیرنگیان سمجھتے ہین چنانچہ منافقون کو یہ انتظار رہتا تھا کہ کب ایسا حادثہ پیش آوے کہ مسلمان سب مٹ جاوین اور کافرونکا بالکلیہ تسلط ہو کیونکہ انکے دلمین شیطان نے ڈالدیا تھا کہ اسلام پورا ہوگا اور مسلمان عنقریب زائل ہو جاوینگے پس یہ لوگ گردش و حوادث کا انتظار کرتے تھے ۔ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔ پھر اگر لڑائی مین تمہاری کشایش

Marfat.com

ہوئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ف تمنے فتح پائی اورغنیمت حاصل ہوئی تو آکر تمسے چاپلوسی اور دوستی ظاہر کرنے لگے۔ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۔ تمسے کہنے لگے کہ کیا ہم تمھارے ساتھی نہیں ہین ف یعنے ہم تو دین و جہاد مین تمھارے شریک ہین پس تم ہمکو بھی غنیمت مین سے حصہ دو۔ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۔ اور اگر کافرون کے واسطے کچھ نصیبہ ملا یعنے تمھاری فتح نہوئی تو کافرون سے جاکر چاپلوسی کرنے لگے۔ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ کافرون سے کہنے لگے کیا ہم تمپر نہین مستولی ہوگئے تھے ف ہمکو تمپر بالکل قابو تھا چاہتے تو تمکو گرفتار کرلیتے اور قتل کر ڈالتے مگر ہمنے تمکو باقی رکھا۔ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور کیا نہین باز رکھا ہمنے تمکو مومنون سے یعنے ہین نے تمکو مومنون سے بچایا اسطرح کہ ہمنے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور یہی بات سمجھائی کہ وہ ڈرکر بھاگ نکلے اور تمھارے پاس انکی خبرین خط کے ذریعہ سے بھیجین پس تمپر ہمارا احسان ہو حاصل آنکہ اُنسے بھی دنیا حاصل کرنی چاہتے ہین قال البیضاوی مسلمانون کی ظفر کو فتح فرمایا اور کافرون کی ظفر کو فقط نصیب کہا اسوجہ سے کہ کافرونکو اس سے خسیس حصہ ملا کیونکہ وہ فقط امر دنیاوی ہیت پر جو جلد زائل ہو جانے والی ہو لڑے اور قولہ کان لکم فتح من اللہ مین اشارہ ہو کہ یامور مقدرات ہین اور کبھی کافرون کو بھی غلبہ دینا بمقتضاے حکمت الٰہی ہو تاکہ مومنون کا امتحان باقی رہے اور انجام کار مومنون کیواسطے نصرت و غلبہ متعین ہے الحاصل دنیا مین منافقون کی شناخت بتلائی اور مومنون مین انکو مشتہر کردیا اور اپنے دین اسلام کے ظاہری اقرار سے انکو قتل و قید سے چھوڑ دیا مگر آخرت مین منافقون کو نجات نہوگی چنانچہ مومنون کو خطاب فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اللہ تعالیٰ حکم کریگا تمھارے درمیان بروز قیامت ف چنانچہ اے صادق مومنین تمکو جنت مین داخل کریگا اور منافقون کو دوزخ مین جھونکیگا اور چونکہ بینکم خود دو چیزون کو مقتضی ہو لہٰذا مراد ظاہر ہو کہ تمھارے و منافقون کے درمیان فیصلہ فرماویگا شیخ ابن کثیرؒ نے یہ خطاب منافقون کی طرف قرار دیا چنانچہ کہا کہ قولہ تعالیٰ فاللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ ای منافقو تمھارے حال سے اللہ تعالیٰ کو علم حقیقی ہو وہ حکم عدل فرماویگا کیونکہ وہ تمھاری بد باطنی کو خوب جانتا ہو پس ظاہر شرع مین جو احکام تمپر جاری کیے ہین اس سے مغرور مت ہو کیونکہ اسمین مصلحت و حکمت ہو اور بروز قیامت تمکو تمھارے سرائر ظاہر ہونگے اور جو کچھ دلون مین تھا اسدن کھولدیا جائے گا مترجم کہتا ہو کہ منافقون سے ظاہری اسلام قبول کرنیکی حکمت مین سے یہ امر کبیر ہو کہ نفاق تو قیامت تک رہیگا اور خالی اعمال سے دلی حال نہین کھلتا بلکہ بعض سچا مومن بھی گناہ مین پھنس جاتا ہو اور بعض منافق کبھی مکر سے بڑا عابد زاہد بنجاتا ہو تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر شناخت ہوتی کیونکہ سلطان خالی گمان سے کبھی مسلمان کو منافق سمجھکر قتل کر ڈالتا اور بکثرت مکار منافق کو معزز سمجھتا جیسے اکثر عوام الناس ایسے مکارون کے معتقد ہو جاتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ کسی زمانہ مین منافقون کی یہ مراد پوری نہوگی کہ مومنین مٹ جاوین قال تعالیٰ۔ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے کافرونکے لیے مومنونپر راہ نہین رکھی ف یعنے ایسی راہ نہین رکھی کہ بالکل جڑ سے کھودین پس دنیا مین اگرچہ کافرون کو غلبہ ہو مگر ایسا غلبہ نہوگا کہ مسلمانون کو جڑ سے ناپید کرسکین چنانچہ جب کسی قوم کافر نے یہ قصد کیا وہ خود تباہ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے مومنون کو فتح و نصرت عنایت فرمائی والحمد للہ رب العالمین اور بعض نے کہا کہ سبیل سے مراد حجت ہے کما قال السدی رح اور معنے یہ ہین کہ دلیل و حجت کی راہ سے مومنون پر کافرون کو کبھی غلبہ نہوگا۔ اور ابن عطیہ نے کہا کہ تمام اہل تاویل کے نزدیک مراد اس سے یہ کہ بروز قیامت کافرون کو مسلمانون پر کوئی راہ نہوگی کذا روی عن علی و ابن عباس رضؓ و کذا رواہ السدی عن ابی مالک۔ لیکن ابن العربی رح نے اعتراض کیا کہ اس تاویل پر خبر کا کوئی

فائدہ نہین رہتا ہی اور بعض نے کہا کہ معنے کلام کے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کافرون کو کوئی راہ نہین دیتا مومنون پر جب تک کہ مؤمنین حق پر عمل کرنے والے اور باطل سے ناراض اور امر بالمعروف ونہی از منکر پر قائم اور باہم متفق رہین اور ابن العربی نے کہا کہ یہ تاویل خوب لطیف ہی اگر کہا جاوے کہ قولہ جب تک سے آخر تک کے قیود اپنی طرف سے زائد ہین جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ مومنین ہونا چاہیے اور مومنین ہونے کے لیے یہ امر ضروری ہی بلکہ وہ دنیا سے بیزار اور آخرت کے خواستگار ہون اور دنیاوی کامون کو شرعی نیت سے کرین پس خلاصہ کلام یہ کہ کافرون کو راہ ان لوگون پر نہین ہی جو مؤمنین صادقین ہین۔ واضح ہو کہ اس آیت سے چند مسائل ثابت ہوتے ہین اول آنکہ مسلمان غلام کو اگر ذمی نے خریدا تو اصح قول یہ کہ بیع صحیح نہین ہی اور دوسرا قول یہ کہ بیع صحیح ہی ولیکن اُسیوقت کافر کے ہاتھ سے اسکی ملک زائل کرادی جاوے شلاً حکم دیا جاوے کہ اسکو مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرے دوم آنکہ اگر مسلمان کے مال پر کافر مسلط ہوئے تو مالک نہین ہوتے کیونکہ انکے واسطے کوئی سبیل نہین رکھی گئی ہی۔ سوم کافر کے بدلے مسلمان قتل نکیا جاوے چہارم آنکہ جورو و مرد مسلمان ہین پھر مرد مرتد ہوگیا تو ارتداد ہی سے دونون مین بالکل جدائی ہوگئی یہ قول حنفیہ کا ہی اور بیضاوی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ ضعیف ہی اسواسطے کہ عدت گذرنے سے پہلے اگر وہ پھر مسلمان ہوگیا تو نفی نہین نکلتی کہ مرد کو اسپر راہ حاصل نہوگی رد کر دیا گیا کہ مرتد ہوتے ہی لسبب کافر ہونے کے صادق آیا کہ اسکی کوئی راہ نہین ہی پھر بعد نفی ہوجانے کے ایام عدت مین عود کرنے کے لیے کوئی موجب دیگر چاہیے اور وہ موجود نہین ہی پنجم آنکہ کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہین ہی

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
منافق لوگ فریب کرتے ہین اللہ تعالیٰ سے اور اللہ انکو سزا دینے والا ہی اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو تو کھڑے ہوتے ہین
كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ
کسلمند دکھلاتے ہین لوگون کو اور نہین یاد کرتے ہین اللہ کو مگر تھوڑا مذبذب ہین اسکے بیچ مین
لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝
نہ اُنھون کی طرف اور نہ اُنھون کی طرف اور جسکو گمراہ کرے اللہ تعالیٰ سو نہ پاوے گا تو اسکے لیے کوئی راہ

واضح ہو کہ شرع مین درحقیقت منافق اُسکو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور باطن مین کافر ہو اور اسکے معنے یہ ہین کہ ظاہر کرنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ و رسول صلعم و کتابون و ملائکہ و جملہ ارکان ایمان و قیامت و حشر و بعث و جنت و نار سب کا پورا یقین ہی اور باطن مین ایسا نہو خواہ سب باتون مین نہو یا بعض بات مین نہو خواہ اسطرح کہ بعض بات کا بالکل یقین نہو اور خواہ کل باتونکا یقین نہو اور خواہ گمان ہو کہ ایسا ہی ہی یا نہین اگرچہ گمان غالب ہو کہ ایسا ہی ہی تاہم وہ مؤمن نہین بلکہ کافر منافق ہے کیونکہ اگر بعض باتونکا یقین نہوا یا بعض مین کچھ تردد ہوا تو ایمان متحقق نہوگا کیونکہ بدون یقین کے ایمان نہین ہی پھر واضح ہو کہ اگر سب باتون کا یقین ہو لیکن ایک غفلت و معصیت کی وجہ سے پردہ ہو جس سے بعض افعال حرام کا مرتکب ہو جنکو نفاق کہا گیا ہی جیسے حدیث مین ہی کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جبکہ امانت دیا جاوے تو اُسمین خیانت کرے پس یہ منافق ہی تو اکثر علما نے کہا کہ یہ منافق عملی ہی یعنے اپنے کامون مین منافقانہ برتاؤ کرتا ہی اور حذیفہ رض سے پوچھا گیا کہ منافق کون ہی فرمایا کہ جو اسلام کو بیان کرے اور اُسپر عمل نہ کرے۔ پھر چونکہ منافق کو معرفت الٰہی نہین ہے تو اپنی دانست مین وہ

جانتا ہے کہ میرے حال سے کوئی واقف نہین ہی چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ منافقین دھوکا دیتے ہین اللہ تعالیٰ کو ف باین معنے کہ یون سمجھتے ہین کہ ہمنے زبان سے ظاہر کردیا پس اسی پر مدار ہی اور ہمارے حال سے کوئی واقف نہین ہے یا باین طور کہ وہ اظہار کرتے ہین برخلاف اُسکے جو دل مین کفر پوشیدہ کیا ہی تاکہ اپنے سر سے اللہ تعالیٰ کے دنیاوی احکام کو دور کرین پس اُنپر جہاد نہین ہوتا اور کافرون پر جو مواخذہ از قسم جزیہ وغیرہ ہے وہ ان سے نہین لیا جاتا بلکہ غنیمت وغیرہ سے اُنکو حصہ ملتا ہی پھر فرمایا۔ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کو مکر مین ڈالتا ہی ف اس طرح کہ دنیا مین اُنکے مکر کی اطلاع دیکر سب مین فضیحت فرماتا ہی اور آخرت مین انکو عذاب شدید مین ڈالیگا۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کے کھلے وچھپے بھید سے آگاہ اور سب جانتا ہی پس اسکو کوئی فریب دھوکا نہین دے سکتا پس قولہ یخادعون اللہ یعنے وہ لوگ اپنی جہالت سے ایسا سمجھتے ہین کہ ہمنے دھوکا دیا اور ریا انکا اسلام ظاہر کرنا اور کفر پوشیدہ کرنا یہی خداع ہی اگرچہ او تعالیٰ کی درگاہ مین چل نہین سکتا اور اسکے مقابلہ مین یہان فرمایا وہو خادعہم یعنے اور اللہ تعالیٰ انکا خادع ہی۔ کشاف مین مذکور ہی کہ محاورہ بولتے ہین خادعتہ فخدعتہ۔ یعنے مین نے اور اُسنے ایک دوسرے سے فریب کیا پس مین نے اسکو فریب دیا یعنی مین ہی اُسپر غالب ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خداع بمعنے حقیقی نہین ہوسکتا اسواسطے کہ خداع وہ کہ جو فریب کے ذریعے سے اپنی مراد کو پہونچے اور اللہ تعالیٰ سب قدرت رکھتا ہی پس خداع نقص ہی جو جناب الٰہی کی طرف منسوب نہین ہوسکتا لہذا مفسرؒ نے کہا کہ خادعہم کے معنے یہ کہ او تعالیٰ اُنکو اُنکے خداع پر سزا دینے والا ہی پس وہ فضیحت ہونگے دنیا مین اسطرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو اس چیز کی اطلاع دیدیگا جو اُنھون نے چھپا رکھی اور عاقبت مین عذاب کیے جاوینگے اور حسنؓ سے روایت ہی کہ قیامت مین ہر مومن و منافق پر نور ڈالا جائیگا جسکی روشنی مین چلینگے یہانتک کہ جب صراط تک پہونچینگے تو منافقون کا نور بجھ جائیگا اور مومنین اپنے نور مین گذر جائینگے پس یہ اللہ تعالیٰ کی خدیعت ہے وقد روی عن السدی و مجاہد و سعید بن جبیر نحوہ مترجم کہتا ہی شاید یہ تفسیر ماخوذ ہی از قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون و المنافقات للذین آمنوا انظرونا نقتبس من نورکم الآیہ یعنے جسدن منافق مرد اور منافقہ عورتین درخواست کرینگی مومنون سے کہ ذرا ہماری رعایت کرلو کہ ہم تمہارے نور سے روشنی لے لین۔ ھ۔ اور بعض احادیث مین بھی منافقین کا نور بجھ جانا مذکور ہی۔ بالجملہ منافقین فرط جہالت سے یہ جانتے تھے کہ ہماری باتین جیسی لوگونکے نزدیک چلتی ہین ایسی ہی یہ باتین اللہ تعالیٰ کے نزدیک رائج ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ یوم یبعثہم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم الآیہ جسدن اللہ تعالیٰ سب کو حشر کریگا تو اُسکے سامنے بھی جھوٹی قسم کھاوینگے جیسے تمہارے سامنے جھوٹی قسم کھاتے ہین۔ ھ۔ پس بنابر انکی زعم کے او تعالیٰ نے فرمایا یخادعون اللہ وہو خادعہم۔ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ ۔ مع المؤمنین۔ قَامُوْا كُسَالٰى ۔ تثاقلین۔ اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو یعنے مومنون کے ساتھ تو کھڑے ہوتے ہین درحالیکہ کسلمند ہین یعنے بھاری بدن ہین یعنے ناگواری سے نماز کو کھڑے ہوتے ہین۔ اور قول المفسر رحمہ اللہ مع المؤمنین مین اشارہ ہی کہ تنہا تو کھڑے ہی نہین ہوتے چنانچہ قتادہ نے فرمایا کہ واللہ اگر مومنین نہ ہوتے تو کوئی منافق نماز نہ پڑھتا اور یہ کسل اُنکو بوجہ اسکے کہ ثواب کی امید نہین اور عذاب کا ڈر نہین بلکہ نماز کو جو عجیب نعمت اور آنحضرت صلعم کی آنکھون کی ٹھنڈک تھی یہ منافق اسکو محض عبث اور فعل لغو تصور کرتے ہین جبسے اُنپر بھاری پڑجاتی ہی جیسے نیچریون وغیرہ کا حال ہی اور اگر ظاہر مین لوگونکا خیال نہوتا تو نہ پڑھتے چنانچہ فرمایا۔ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ ۔ دکھاتے ہین لوگونکو اپنی نماز یعنے مومنونکو دکھلانے کے لیے نماز پڑھتے تھے ریا کہتے ہین کسی قول و فعل جمیل کو اس غرض سے ظاہر کرنا کہ اسکو لوگ دیکھین اور اس سے غرض اتباع حکم الٰہی نہو۔ اور مراءاۃ بروزن مفاعلت یہان ظاہر ایک جانب سے ہی اسواسطے کہ مومنین اُنکو نہین دکھلاتے تھے اور یہ جملہ حال واقع ہی یعنے کسالی نماز پڑھتے وہ بھی اس حال مین

کہ لوگون کو دکھلانے کے لیے کرتے تھے۔ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ ای لا یصلّون الا ریاءً۔ یعنے نہین نماز پڑھتے ہین مگر ریا کاری کے واسطے پس مراد ذکر سے نماز ہی بقرینۂ سیاق اور ہوسکتا ہی کہ مراد حقیقت ہو یعنے دکھلانے کو نماز پڑھتے ہین اور آمین یا دالٰہی ندارد ہی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اسواسطے ایسا فرمایا کہ اُنکی غرض فقط لوگون کا دکھلانا تھی ور اس قلیل کو اگر اللہ تعالیٰ کیواسطے ادا کرتے تو یہ ذکر کثیر ہوتا کذا فی المعالم اور یہ مؤید تفسیر شیخ جلالؒ ہی اور حدیث مین ہی کہ جو شخص سنانے کو کچھ کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا اور جو دکھلانے کو کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا یعنے وہ بھی اسیطرح قیامت مین دکھلایا و سُنایا جائیگا جس سے اُسکی توہین ہوگی۔ اور ایک حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص علم اسواسطے حاصل کرے کہ عالم کہلاوے اُسکو سخت عذاب ہوگا اور دنیا مین اُسکو یہ بات حاصل ہوجائیگی۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ لوگونکے ظاہر مین اللہ تعالیٰ بندے کو جنت مین لیجانیکا حکم فرمائیگا اور موڑکر دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شیخ ابن کثیرؒ نے بروایت ابن مردویہ ابن عباسؓ وارد کیا کہ آدمی کو مکروہ ہی کہ نماز کیطرف اس حال سے کھڑا ہو کہ اُسکو ادا کرنا بھاری ہو ولیکن یون کھڑا ہونا چاہیے کہ خندان پیشانی بڑی رغبت سے نہایت خوش ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہی اور او تعالیٰ اُسکے مواجہ مین اُسکی مغفرت فرماتا ہی اور اُسکی دعائین قبول فرماتا ہی پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ۔ اور یہ حالت اُن منافقون کی ظاہری ہی اور باطنی خباثت یہ ہی کہ لوگونکو دکھلاتے ہین یعنے اُنکو اخلاص نہین اور اُنکا معاملہ اللہ تعالیٰ سے نہین بلکہ تقیہ کے طور پر نماز کا فعل کرتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر یہ لوگ ایسی نماز سے جس مین ریا نہین اور مشقت ہی مانند عشاء و صبح کے جو اندھیرے مین آنحضرت صلعم ادا کیا کرتے تھے غائب ہوتے تھے چنانچہ صحیحین مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ منافقون پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشا و فجر ہی اور اگر وہ لوگ جانتے کہ ان دونون نمازون مین کیا ثواب عظیم ہی تو ضرور آتے اگرچہ چوتڑون کے بل گھسیلتے ہوتے اور البتہ مین نے قصد کیا کہ حکم دون کہ نماز قائم کیجاوے پھر ایک شخص کو حکم دون کہ نماز پڑھاوے پھر مین چند آدمیون کو لیکر جنکے پاس لکڑیون کے گٹھے ہون ایسی قوم کی طرف جاؤن جو نماز مین نہین حاضر ہوتے پھر اُنپر اُنکے گھر آگ سے جلا دون قال المترجم آنحضرت صلعم نے بخیال بچون و عورتون کے گھر نہین جلائے جیسا کہ دوسری روایت مین مصرح ہی اور کوئی وجہ ہو مگر یہ تہدید شدید ہی اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا ہو کہ جہان اُسکو لوگ دیکھین تو اچھی طرح نماز پڑھے اور جہان تنہا ہو تو بری طرح پڑھے تو اس سے اُسنے استہانت کی رواہ ابو یعلی اور ریا کاری ایک فعل نہایت بد ہی اور منجملہ اُن افعال کے قرار دیا گیا جو نیکیونکو کھا جاتا ہی اور بعض روایات مین اسکو شرک قرار دیا اور لوگ کس کثرت سے اسمین گرفتار ہوتے ہین نعوذ باللہ من الریا والسمعۃ و نستغفر اللہ۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ قولہ ولا یذکرون اللہ الا قلیلا۔ یعنی اُنکو نماز مین نہ خشوع ہی اور نہ جانتے ہین کہ ہم منھ سے کیا کہتے ہین اور سہو و لہو مین پڑے اصلی مقصد سے غافل ہین اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہی تین مرتبہ فرما کر کہا کہ بیٹھا رہتا ہی یہانتک کہ جب آفتاب اس حال پر پہونچ جاتا ہی کہ ڈوبنے کو شیطان کے دو سینگونکے بیچ مین ہوجاتا ہی تو کھڑا ہو کر چار ٹکرین مار لیتا ہی نہین یاد کرتا اُسمین اللہ تعالیٰ کو مگر تھوڑا رواہ مالک و مسلم والترمذی والنسائی اور مترجم کہتا ہے کہ معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ مسلمان اگر ایسی نماز پڑھے تو یہ منافق کے مانند نماز ہوئی کیونکہ اُسنے اس جلدی مین ذکر الٰہی بہت قلیل کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے منافق کو فرمایا کہ لا یذکرون اللہ الا قلیلا پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے ایمان کو فرمایا مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ۔ درحالیکہ کفر و ایمان کے درمیان تردد ہین۔ اور یہ جملہ حال ہی اور کشاف مین ہی کہ مُذَبْذَب کے حقیقی معنے وہ چیز جو پڑی رہی دونون طرف سے دور کی جاوے پس کسی جانب نہ ٹھہرے اور مذبذب مین ایک تکرار ہی جو ذَبّ مین نہین گویا معنے یہ ہین کہ ہر بار جب وہ کسی جانب مائل ہوا تو وہین سے ہٹایا اور دور کیا گیا۔ پھر اس تذبذب کا نتیجہ فرمایا

Marfat.com

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ - نہ منسوب ہین کافرون کی طرف اور نہ مومنون کی طرف ہو واسطے کہ حالت انکی یہ تھی کہ ایمان
وکفر کے درمیان متردد تھے پس نہ وہ مومنون کے ساتھ ظاہراً و باطناً تھے اور نہ کافرونکے ساتھ بلکہ بعض اُنمین سے ایسے تھے کہ ظاہر مین مومنونکے ساتھ
تھے اور باطن مین کافرون کے ساتھ تھے اور بعض ایسے تھے کہ اُسکو شک چھا گیا تھا اور چھپا پاکر تا تھا پس کبھی تو کافرون کی طرف میلان کرجاتا اور
کبھی مومنون کی طرف اور یہان سے ظاہر ہوا کہ قولہ لاالی ہولاء ولاالی ہولاء - بلیغ جامع ہی اور مجاہدرح نے فرمایا کہ لاالی ہولاء یعنے نہ اصحاب محمد صلعم
کی طرف - ولاالی ہولاء یعنے نہ یہود کی طرف اور اولی یہ ہی کہ تخصیص یہود کی نہ کیجاوے بلکہ کفار عام رکھے جاوین - اور حضرت ابن عمرؓ سے
روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق کی مثل جیسے وہ بکری جو دو گلون کے بیچ مین متردد ہی کہ کبھی اُسکی طرف آتی اور ماری جاتی ہی اور کبھی
اُسکی طرف جاتی اور ماری جاتی ہی نہین جانتی کہ دونون مین سے کسکے پیچھے لگ جاوے رواہ الشیخان وغیرہم اور امام احمد وغیرہم کی روایت مین آیا ہی
کہ مومن و منافق وکافر کی مثال جیسے تین آدمی ایک نہر پر پہونچے پس مومن تو اُسکو عبور کرگیا اور کافر ٹھٹھک رہا اور منافق اندر گھسا جب بیچ مین
پہونچا تو کافر نے پکارا کہ کہان جاتا ہی مجھے خوف ہی کہ تو ہلاک ہوگا ادھر میری طرف آ اور مومن نے پکارا کہ ادھر میری طرف نجات اور ایسی اور ایسی
خوبیان ہین پس اُسنے متردد ہوکر دونون طرف دیکھنا شروع کیا اور اسی حال مین ایک موج آئی اور اُسکو غرق کردیا - قتادہؒ نے کہا کہ منافق بھی ہمیشہ
اسی شک و شبہہ مین پڑا رہتا ہی یہانتک کہ اسی حال مین اُسکو موت آجاتی ہی قال المترجم اس مثل مین یہ بھی نکلا کہ منافق اُس کافر سے بھی بدتر رہا
جو کنارے ٹھٹھک رہا تھا اور یہی ثابت ہی کہ منافقین کو کافرون سے زیادہ عذاب ہوگا - وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا
الی الہدی اور جس شخص کو اللہ تعالی نے گمراہ کیا تو اُسکے واسطے تو راہ نہین پاویگا کہ ہدایت مین لے آوے یعنے منافقین جنکو حضرت خالق
عزوجل نے راہ نجات سے دور کردیا پھر اُنکا کوئی ہادی نہین اور نہ اس بلاء سے اُنکو کوئی نکالنے والا ہی کیونکہ اوتعالی کے حکم پر کسی کو دم مارنیکی مجال
نہین تو ہو کما قال لایسئل عما یفعل وہم یسئلون - جو چاہے کرے اس سے بازپرس نہین اور بندے پیدا کیے جو کرین اُنسے پوچھا جاے گا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ
اے ایمان والو نہ پکڑو کافرون کو ۱۴۴ رفیق مسلمان چھوڑکر کیا لیا چاہتے ہو
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح ۱۴۵ منافق رہین سب سے نیچے درجے مین آگ کے
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا
اور ہرگز نپاوے گا تو اُنکے واسطے کوئی مددگار مگر جنہون نے توبہ کی اور سنوارا آپ کو اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور نرے
دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ۱۴۶
حکم بردار ہوے اللہ کے سو وہ ہین ایمان والون کے ساتھ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو ثواب بڑا
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ ۱۴۷
کیا کریگا اللہ تمکو عذاب کرکر اگر تم حق مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - یہ خطاب خالص مومنون کو ہی - لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ - یعنے ایسے کافرون کو جو کھلے ہوانا
منکر و کافر ہین - اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ - یعنے ای ایمان والو تم مومنون کے سوا کافرون کو اپنے ولی دوست بنا کر (۱)

Marfat.com

ف اسواسطے کہ یہ فعل منافقونکا ہی تم اُنسے مشابہت مت پیدا کرو اور اولیا بنانے کے معنے جس سے ممانعت ہی یہ ہین کہ اُنسے مصاحبت اور دوستی مت رکھو اور اُنسے اپنے حق مین نصیحت و دلسوزی مت چاہو اور در پردہ دل سے اُنکے دوست مت رہو اور مومنون کے پوشیدہ ارادات در بارۂ جہاد وغیرہ کے اُنسے مت ظاہر کرو۔ اور ظاہر و باطن اُنسے موالات مت کرو لیکن اگر بچاؤ کے واسطے کچھ زبان سے ظاہر کرو بدون اسکے کہ دل مین ہو تو درصورت خوف کے روا ہی اور قولہ الا ان تتقوا منہم تقاۃ الآیۃ کی تفسیر مین گذر چکا ہی۔ اَتُرِيدُونَ اَنْ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ یعنے کیا تم اُنکی موالات کے سبب لینے اوپر اللہ تعالیٰ کیواسطے کھلی دلیل و برہان بناتے ہو اپنے منافق ہونیکی۔ حاصل آنکہ ایسا کرنا تمپر برہان واضح ہو کہ تم بھی منافق ہو اور قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو اپنی مخلوق پر ہر حال مین سلطان و قدرت حاصل ہی لیکن وتعالیٰ عذر مبین فرماتا ہی اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قرآن مین جہان سلطان مذکور ہی اُس سے مراد حجت ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد صحیح و کذا قال مجاہد و عکرمہ و ابن جبیر و محمد بن کعب و الضحاک وغیرہم۔ اور لفظ سلطان مذکر و مونث دونون آتا ہی مگر قرآن مین مذکر ہی مستعمل ہوا اور سلطان مبین کے معنے یہ کہ تمہارے اوپر منافقون کے مانند عذاب کیے جانے کے لیے یہ موالات پوری حجت ہی۔ اور کلام مین مبالغہ واضح ہی کیونکہ تریدون پر استفہام انکاری داخل فرمایا اور یون نہین فرمایا کہ اتجعلون پس اسمین تہویل ہے کہ یہ موالات ایسی بری بات ہی کہ کسی عاقل سے اسکا ارادہ بھی صادر نہونا چاہیے پس موالات کا صادر ہونا تو بہت بڑھکر بدتر ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے منافقین دوزخ کی سب سے نیچی جگہ مین ہین ف اور وہ اُسکی گہراؤ کی حد ہی اور درک بفتحتین و بسکون ثانی دونون لغت اور دونون قراءۃ آئی ہین قال النحاس اول افصح ہی اور وہ طبقہ دوزخ بطور دوزخ کے طبقات کو درکات کہتے ہین جیسے جنت کے طبقات کو درجات کہتے ہین پس منافق کو درک اسفل سے بہ نسبت کافر کے مزید عذاب کی وعید ہے کیونکہ دنیا مین وہ تلوار سے بچ رہا تو آخرت مین درک اسفل کے عذاب سے برابر کر دیا گیا اور نیز کافر کے ساتھ کفر مین برابر تھا اور اس سے بڑھکر اس بات مین کہ اسلام کو اُسنے ٹھٹھول بنایا اور اہل اسلام سے دھوکا کیا اور لوگون کو جو سچائی کے ساتھ اسلام لانا چاہتے تھے تردد مین ڈالا اور ارکان اسلام مین سستی کر کے دوسرونکو جو منافق نہ تھے سست کر دیا اور مانند اسکے بہت سے مفسدے اسکی ذات سے برپا ہوے اسی واسطے حدیث صحیح مین اسکی نظیر اُس شخص کو جو دو زبانون ہو کہ اُسکے سامنے اسکی سی کہے اور دوسرے کے سامنے دوسرے کی سی کہے بڑھکر شریر فرمایا ہے لہذا منافق کو کافر سے زیادہ عذاب دیا گیا چنانچہ دوزخ کے سات طبقون یعنے جہنم۔ لظیٰ۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ جحیم۔ ہاویہ۔ میں سے درک اسفل یعنے ہاویہ کا عذاب دیا گیا اور ابن عباسؓ سے ہی کہ قولہ فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنے فی اسفل النار۔ اور یہی مفسرینؒ نے اختیار کیا ہی۔ اور ابو ہریرہؓ نے کہا کہ دوزخ کی تہ مین آگ کے صندوقون مین ہونگے جو اُنپر دہکتے ہونگے رواہ ابن جریر اور دوسری روایت مین کہا کہ صندوقونمین بند اوپر و نیچے سے آگ روشن ہوگی رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم اور ایسا ہی ابن مسعودؓ سے مروی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ صندوق ایسے بند ہونگے کہ جنمین کھلنے کی جگہ معلوم ہی نہوتی ہوگی نعوذ باللہ تعالیٰ من عذاب اللہ عافانی اللہ وایای مع المومنین من عذابہ وہو الغفور الرحیم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اور تشدید فرمائی بقولہ۔ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ اور کبھی نہ پاویگا تو اُنکے واسطے نصیر ف یعنے کوئی اُنکا مددگار جو اُنکو عذاب الٰہی سے بچا دے اور یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہی یا ہر ایسے شخص کو جو سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہی یہ حال اُن لوگونکا ہی جو اس دنیاے ناپائدار کے واسطے منافق بنے اور جان بوجھکر یہ عذاب اور یہ غضب الٰہی اپنے ہاتھون اپنے سر پر لیا حالانکہ اُو تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمت سے اُنکو پوری نصیحت فرمائی اور کامل ارشاد سے راہ بتائی پھر جو لوگ نیک بخت و سعید تھے وہ اس عذاب شدید سے بچے چنانچہ اُنکو ایک توبہ سے استثنا فرمایا

Marfat.com

بقولہٖ۔ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا۔ من النفاق۔ وَاَصۡلَحُوۡا عملہم۔ یعنے سب منافقون کا تو وہ حال وعذاب ہی جو مذکور ہو سوائے اُنکے جنھون نے توبہ کرلی نفاق سے اور نیک عمل کیے ف پس جنھنے دل سے توبہ کی اور سچا یقین لایا ایمان وتوحید پر تو اُسکو وہ عذاب نہین بلکہ ثواب ہوگا پھر کمال ثواب کے واسطے فرمایا کہ تابوا واصلحوا۔ یعنے اُنھون نے نفاق سے توبہ کی اور اپنے اعمال کو ٹھیک کیا موافق اسکے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین اور رسول اللہ صلعم نے حدیث مین بیان فرمایا ہی۔ وَاعۡتَصَمُوۡا۔ وثقوا۔ بِاللّٰہِ۔ اور مضبوط گرفت کی اور بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر ف پس اعتصام جسکے معنے چنگل سے مضبوط پکڑنا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یون ہی کہ اللہ تعالیٰ پر پورا وثوق وبھروسا کرے۔ وَاَخۡلَصُوۡا دِیۡنَہُمۡ لِلّٰہِ۔ من الریاء۔ اور خالص کرلیا اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کیواسطے ف یعنے ریا کو چھوڑکر اخلاص کو اختیار کیا پس عمل صالح اُنکو نافع ہوگا اگرچہ قلیل ہو۔ کما سبق عن ابن عباسؓ۔ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اخلص دینک یکفیک القلیل من العمل یعنے معاذؓ کو کہا یا ہر آدمی کو کہا کہ تو اپنے دین کو خالص کر تو تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا (رواہ ابن ابی حاتم) اور اسکے معنے یہ ہین کہ فرائض وواجبات وفقط سنن موکدہ اگر ادا کرتا رہے تو یہی اُسکو کافی ہی اور بعض علماءؒ سے منقول ہی کہ ؎ غوص در یک مسئلۂ دین ای فتی + بہترست از الف رکعت بار یا ۔ یعنے دین کے ایک مسئلہ مین غور رکھنا ہزار رکعت ریاکاری سے بہتر ہے حاصل یہ کہ انھون نے نفاق سے توبہ کی اور نیک اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا کہ مقدر مین کمی وبیشی نہین ہوسکتی اور ریا سے دین کو خالص وپاک کیا۔ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ تو ایسے لوگ ساتھ ہونگے مومنونکے ف قال ابن کثیرؒ یعنے قیامت کے روز مومنونکے زمرہ مین ہونگے قال الفراء یعنے اُن مومنون مین شامل ہونگے جنسے کبھی نفاق سرزد ہی نہین ہوا اور اسی پر دلالت کرتا ہی جو حدیث مین ثابت ہوا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی جیسے وہ شخص جس نے گناہ ہی نہین کیا اور بعض نے وہم کیا کہ مع المؤمنین کہنے مین ایک طرح کا غصہ ہی کہ انکو ہم المؤمنون نہین کہا بلکہ مع المؤمنین کہا حالانکہ یہ وہم واہی ہی اور ماہر زبان وبلاغت کلام پر پوشیدہ نہین کہ فاولٰئک ہم المؤمنون یہان بدرجہا بلاغت سے اُترا ہوا ہی بلکہ معنی وہی ہین جو فراءؒ نے بیان کیے ہین ہان یہ صحیح ہی کہ اسمین ان لوگون کے فی الجملہ نقصان کی طرف اشارہ ہی اور مقصود یہ ہی کہ اُنکو صرف مومنون کی معیت ہی نہ کمال مرتبہ وصحیح یہ جو مفسر جلالؒ نے فرمایا ای مع المؤمنین فیما یوتونہ۔ یعنے یہ لوگ ساتھ ہونگے مومنون کے اُنھین چیزون مین جو مومنون کو عطا ہوگی۔ وَسَوۡفَ یُؤۡتِ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۔ اور قریب ہی کہ عطا کریگا اللہ تعالیٰ مومنونکو اجر عظیم ف یعنے آخرت مین اور وہ اجر عظیم جنت ہی مترجم کہتا ہی کہ اولیٰ یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ منجملہ اجر عظیم کے ایک جنت ہی کیونکہ جس اجر کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا اسکو بندے کی مجال نہین کہ دریافت کرلیوے کما سبق عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فی مثلہ سراج مین کہا کہ قولہ یوت اللہ۔ مین تمام مصاحف مین بالاتفاق کتابت سے یار محذوف ہی یعنے یوتی اللہ نہین ہے پس ضرور ہی کہ یون ہی لکھا جاوے اگرچہ اسکے حذف ہونے کا کوئی سبب نہین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہی کہ یار مذکورہ ساکن تھی اور بعد اسکے لام ساکن تھا پس تلفظ مین وہ حذف ہوئی بسبب التقار ساکنین کے تو خط مین بھی باتباع تلفظ حذف ہوئی جیسے اسکی نظیر قولہ یوم یدع الداع اور سندع الزبانیہ اور یوم ینادِ المناد۔ اور اسکے مانند مین واو اور یا حذف ہین اور مشہور قاریون نے خط کی اتباع سے اسپر وقف کیا اور یار پر وقف نہین کیا حالانکہ اصل وہی ہی چنانچہ منجملہ قرار کے یعقوب وحمزہ وکسائی بنظر اصل کے یار پر وقف کرتے ہین قال المترجم یہ کلام قابل تسکین نہین ہی کیونکہ صاحب سراج المنیر کا منشا یہ ہی کہ قواعد رسم الخط کے موافق کوئی وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی جو سمجھ ہوکہ یہان یار کیون حذف ہوئی اور تلفظ پر مدار رسم الخط نہین خصوص قرآن مجید مین چنانچہ قولہ لَاِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ۔ در اصل وتلفظ یون ہی لَا اِلَی اللّٰہِ

حالانکہ درمیان مین ایک الف زائد رسم الخط قرآنی ہی فتدبر قال ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی درگاہ کبریائی کی بے پروائی تمام اُس چیز سے جو سوائے حق عزوجل کے ہی بیان فرمائی اور نیز آگاہ فرمایا کہ بندونکو عذاب اُنکے گنا ہونپر ہوتا ہی حضرت اوتعالیٰ شانہ کے افعال مین کوئی غرض نہین ہے اگرچہ سرتاسر حکمت کاملہ ہین فقال - مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ - یعنے تمکو عذاب کرکے اللہ تعالیٰ کیا کریگا اگر تمنے شکر کیا یعنے اسکی نعمتون کا اور تم ایمان لائے یعنے اللہ تعالیٰ پر ف یعنے اوتعالیٰ کو اس سے کچھ غصہ دور کرنا یا ضرر دفع کرنا یا نفع اُٹھانا کچھ نہین ہی بلکہ اوتعالیٰ غنی مطلق محض بے پروا و بے نیاز ہے ہر نفع وضرر سے پاک ہی اور یہ استفہام بمعنے نفی ہے - ای تمکو عذاب نہین دیگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ - اور بعض نے کہا کہ استفہام تقریری ہی اور معنے یہ ہین کہ کون منفعت یا دفع مضرت ہی اسکو تمھارے عذاب کرنے مین اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ - کیونکہ تمھارے عذاب کرنے مین اُسکی سلطنت مین کچھ بڑھ نہ جائیگا اور نہ کرنے مین کچھ نقصان ہنوگا - حاصل آنکہ عذاب کرنے اور ثواب دینے کا مدار تمھارے اعمال ہین جیسا کرو ویسا پاؤ - وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا - اور اللہ تعالیٰ کی شان شاکر و علیم ہے ف یعنے اللہ تعالیٰ مومنون کے اعمال کا شکر کرتا ہی باین طور کہ جیسے بندے ایک دوسرے کے شکر سے نفع پہونچاتے ہین ویسے ہی اوتعالیٰ اُنکو حقیر فعل پر ثواب جمیل عنایت فرماتا ہی اور علیم ہی اپنے خلق کا کہ ہر مخلوق جس چیز کی مستحق ہی وہ اُسکو دیتا ہے - اگر کہا جاوے کہ شکرتم - کو مقدم کیا اور آمنتم کو مؤخر کیا حالانکہ بدون ایمان کے شکر کا کچھ فائدہ نہین ہے تو جواب دیا گیا کہ نظر کرنے والا پہلے نعمت کو دیکھکر اُسپر مبہم شکر کرتا ہی باین معنے کہ اِس نعمت کا دینے والا میرا منعم ہی مین اسکا مشکور ہون پھر جب نظر و دلیل سے اسکو رسائی ہوئی کہ حضرت محمد صلعم پر ایمان لاکر اُسسے توحید و معرفت الٰہی حاصل کی تو اسپر قطعی ایمان لایا پھر شکر مفصل ادا کرتا ہی پس ایمان سے شکر مقدم ہوا اور شکر ضد کفر ہی کیونکہ شکر تو اظہار نعمت ہی اور کفر ستر نعمت یعنے نعمت چھپانا اور انکار ہی پس پہلے شکر کیا تب ایمان لایا پس شکر بدین معنے اصل و مدار تکلیف ہی ہذا حاصل ماذکرہ الرازی فی الکبیر اور مترجم کہتا ہی کہ یہان ایک مشہور مسئلہ ہی جو شیخ اشعری رح سے منقول ہی کہ شکر المنعم لیس بواجب عقلاً - یعنے منعم کی شکر گذاری از راہ عقل واجب نہین ہی بدلیل آنکہ دنیا مین تعب نفس بیفائدہ ہی اور آخرت مین بھی لیس ابن الہمام رح نے تحریر مین اور بحر العلوم وغیرہ نے شروح مسلم مین اس سے استعجاب کیا ہی یعنی شیخ اشعری نے یہ عجب مسئلہ نکالا حالانکہ شکر تو عقلاً نقلاً دونون طرح واجب نکلتا ہی اور یہان اس تقریر رازی رح سے بھی اس مسئلہ کی بنیاد سست ہوگئی فلیتامل ف فی العرائس قولہ تعالےٰ - الا الذین تابوا واصلحوا الے قولہ فاولٰئک مع المؤمنین - اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے راہ طریقت مین خلاف کیا اور اس سے خیانت ظاہر ہوئی تو وہ مقام اول مین بدون ان شرائط کے جو مذکور ہوئی ہین نہین پہونچ سکتا از انجملہ توبہ ہی اور توبہ کے معنے یہ ہین کہ خواہش نفس سے نکل جاوے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح رجوع کرے کہ جو حضرت اوتعالیٰ کی مراد ہی وہی میری مراد ہی قال المترجم اسکے معنے یہ نہین کہ زبان سے ایسا اقرار کرلے بلکہ مطلب یہ ہی کہ جو احکام دنیا مین جاری ہوتے ہین وہ موافق مشیت حضرت حق تعالیٰ پورے ہوتے ہین پس جو امر جس طور پر پورا ہوتا جاوے اسکو عین تقدیر و مشیت الٰہی یقین کرکے اسپر راضی رہے کہ وہ عین رضامندی حق ہی خواہ اسمین اُسکا نفع متصور ہو یا ضرر ظاہر ہو ہر طرح راضی رہے کیونکہ حکمت باری تعالیٰ عین مصلحت ہی اور اسکا نفع یا ضرر تصور کرنا اسکا وہم ہی جو اُسکے نفس نے اُسکے دلمین ڈالا ہی اس سے بیزار ہوکر مصلحت الٰہی کو سچ تصور کرے فافہم - از انجملہ اصلاح ہی اور مراد اس سے یہ کہ اپنے باطن کو غیر حق تعالیٰ کی طرف نظر رکھنے سے پاک کرے بلکہ ہمہ تن اسکی نظر اپنے پروردگار پر رہے از انجملہ اعتصام باللہ ہی یعنے جو احکام قضا و قدر کے اُسپر جاری ہون اسمین نظر اُسکی خوبی پر رہے اور وہ اپنی التجا

Marfat.com

قال المترجم نقط درگاہ کبریائی کی طرف رکھے ازآنجملہ یہ کہ دین مین اخلاص ہو۔ یعنے اپنے سر باطنی کو غیرون کی طرف سے اٹھاوے اصلاح واخلاص مین فرق یہ ہے کہ جب بندے کی نظر اِدھر اُدھر بھٹکی تو اُسکی خاطر بسبب اسکے فاسد ہوئی کہ دل اُسکا غیر سے متعلق ہوا پس اسکو اس طرح اصلاح پر رکھے کہ سواے حق تعالیٰ کے اسکی نظر غیر پر نہو وے اور جس چیز کو دیکھے اُسکو خدا کے واسطے دیکھے جیسے باطنی نظر سے ہر چیز مین فعل حق وصنعت حق کو دیکھے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ اُسکے بھی افعال خالص خدا کے واسطے ہون اُمین غیر کی رضامندی وناراضی یا اپنے نفس کی خوشی وناخوشی کو دخل نہو فافہم۔ پھر جب اس بندے نے ان چار پل سے عبور کیا تو وہ عارفون کی راہ پر پہونچا ولیکن جیسے وہ لوگ اپنی راہ مین رب العالمین جل جلالہ کو مشاہدہ کرتے ہین وہ اسکو حاصل نہوگا کیونکہ یہ خلاف وخیانت کرچکا ہے تو اسمین وہ استعداد نہین ہے جو اہلِ معارف وکواشف کو ابتدا سے اسوقت تک حاصل ہو چکی ہے۔ اور اسکا بیان یہ ہے کہ اوتعالیٰ نے فرمایا فاولئک مع المؤمنین۔ اور یہ نہین فرمایا کہ۔ فاولئک من المؤمنین پس اشارہ یہ ہے کہ یہ لوگ اُنمین سے نہونگے اگرچہ انھون نے راہ حق مین کوشش تمام کی۔ اور پورا مجاہدہ کیا ہے اور ضرور نہین کہ عارف ہو جاوے سواسطے کہ معرفت تو ازلی عطیہ ہے جسکو اوتعالیٰ نے اپنے دوستون کے واسطے بدون علت وسبب کے عطا کیا یعنے اس سبب سے نہین عطا کیا کہ اُنھون نے کمال ریاضت ومجاہدہ کیا بلکہ محض فضل سے دیدی ہے پس یہ ایسی قوم کا حال ہے جو ان مقامات تک پہونچنے سے محروم رہے **اور شیخ ابن عطا** رحنے فرمایا کہ قولہ فاولئک مع المؤمنین۔ اور یون نہ فرمایا کہ فاولئک من المؤمنین۔ تاکہ یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ کوشش وریاضت کرنے سے یہ بات نہین ہوتی کہ جو ازل مین لکھا گیا ہے اُسمین تغیر ہو۔ **شیخ ابو عثمان** رحنے فرمایا کہ توبہ کے یہ معنے ہین کہ مخالفت سے موافقت کے دروازون کی طرف رجوع لاوے **شیخ محمد بن الفضل** رحنے فرمایا کہ قولہ اعتصموا باللہ۔ اعتصام کے یہ معنے ہین کہ سنت رسول اللہ صلعم سے لپٹ جاوے کہ جو سنت ہے اسی پر چلے اور جو بدعت ہے اس سے پرہیز کرے اور اگلے نیک بزرگون کے طریقے ہاتھ سے بجانے دے **سہل** رحنے فرمایا کہ قولہ تابوا یعنے توبہ کرنے سے توبہ کی **قال المترجم** یہ اشارہ بہت دقیق ہے کیونکہ مخالفت سے رجوع کرنا بھی ایک راہ خلاف ہے کہ آیندہ ایسا نکرونگا گویا خود مختار تھا بلکہ مقصود آنکہ مین تیرے قبضہ قدرت مین ہون سب طرح راضی ہون تیری توفیق سے فافہم

تمّ الجزء الخامس ویتلوہ الجزء السادس
لا یحب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآن پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ۵

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

Marfat.com